یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذالاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ... طلباء ... ہر نمبر ...

...

"فروری کا پرچہ وی پی ہوگا"

معزز ناظرین کی خدمت میں فروری کا پرچہ ۱۹۱۳ء کی پیشگی قیمت وصول کرنیکے لئے وی پی ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب کرام وصول فرماکر کارخانہ کو شکرگزاری کا موقعہ دینگے۔ تشحیذ نہایت پابندی وقت کے ساتھ کارآمد دینی مضامین کو لئے ہوئے شائع ہوتا ہے۔ اسکے بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اگر مستقل کتاب کی صورت میں شائع ہوں تو بہت فائدہ ہو۔ سال بھر میں ۴۲۲ صفحے صرف دو روپے (۲) کے عوض بہت سستا سودا ہے۔ میں پچھلے رسالہ میں عرض کرچکا ہوں کہ بقایا داران کے ذمے

۵۷۱۱ روپے

ہیں۔ مہربانی فرماکر ایسے اصحاب حقوق العباد کی طرف توجہ فرمائیں قسطوں کے ذریعے ہی ادا کریں۔ بالخصوص جن اصحاب نے ۱۹۱۲ء کی قیمت تاحال نہیں دی وہ جنوری کا پرچہ وی پی وصول نہیں کرسکے تو اب بذریعہ منی آرڈر ہی بھیجدیں یا ہمیں بتائیں کب وی پی کیا جائے ✣

✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣

✣ ✣

✣

اطلاع ضروری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

مذہبی کانفرنس کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّٰفّٰت کے ابتدا میں وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ نازل فرما کر بتا دیا ہے کہ اگر لوگوں کی صفوں کی صفیں بیٹھ جائیں۔ جلسے اور پولیس کا انتظام بھی ہو اور پھر لیکچر پر لیکچر دیئے جائیں تو ان سب تقریروں مباحثوں کے لیکچروں کا وہی امر ثابت ہوگا۔ جو عمود اسلام ہے یعنی تمہارا معبود ایک ہے اور جسے دوسرے الفاظ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بیان کرتے ہیں اسی طرح نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ میں بتایا کہ دوات قلم سے دو نیز مضمون پر مضمون لکھے جائیں۔ تو ان سب کو بھی آخر کار یہ ثابت ہو جائیگا کہ اے نبی تو مجنون نہیں اور تیرے کاموں کا نتیجہ بابرکت اور انکا افادہ غیر منقطع ہے۔ اور دنیا دیکھ لیگی اور جان لیگی کہ تو تمام کمالات انسانیت سے ۔ اور خلقی

میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اور ایک انسان اس سے بڑا نہیں بن سکتا۔ اور نہ کسی قوم کے لئے اس کی بڑھ کر اسوۂ حسنہ ہو سکتا ہے۔ یہ باتیں موجودہ واقعات بتا رہے ہیں۔ اور باقی دنیا والے آئندہ دیکھ لیں گے کہ وہ کس پایہ کا انسان ہے۔ یعنی تحریری بحث کا نتیجہ بھی یہی نکلے گا۔ اور سب کو ماننا پڑیگا کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ دوسری عبارت میں یوں کہنا چاہئے کہ کلمہ کا دوسرا جزو

محمد رسول اللہ

سب پر عیاں ہو جائیگا۔ غرض اسلام نے اپنے آپکو تمام دنیا جہان کے علماء و فضلاء کے سامنے پیش کیا ہے کہ تم اسپر غور کرو اور خوب غور کرو۔ انشاء اللہ اس میں کوئی نقص نہیں پاؤ گے بلکہ یہ مذہب ہی مہذب دنیا کے لئے دستور العمل قرار دیا جا سکتا ہے یہی ثابت ہوگا۔ اور اس امر کی صداقت کا ثبوت اگرچہ تاریخ ہر زمانہ میں پیش کرتی رہے گی لیکن ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ جب دنیا کی یہ حالت ہوگی وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۔ قومیں قوموں پر چڑھ دوڑی ہونگی تب ایک صور پھونکا جائیگا۔ اور ہم سب لوگوں کو جمع کر لیں گے۔ قوموں کا قوموں پر چڑھ دوڑنا کئی طرح سے ہے۔ ان میں سے ایک صورت لڑائی جنگ کی بھی ہے۔ جو دلائل و براہین سے ہوگی۔ اسکے متعلق اس آیت میں اجمالاً اور دوسری میں مفصلاً پیشگوئی فرما دی کہ اسلام جو دین الحق ہے وہ سب پر غالب رہیگا۔ آیت قرآن شریف کے پہلے پارہ ۱۰ سورہ توبہ المنصف میں جہاں عیسائیوں اور یہودیوں کی بے اعتقادیوں اور عقائد فاسدہ کا ذکر کرتے ہوئے دین قیم کا اصل الاصول ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ پھر اس عقیدہ کو نور اور اسکے خلاف کو ظلمت قرار دیتے ہوئے وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ فرمایا یعنی جب ہمارا قانون قدرت ہے کہ نور ظلمت پر غالب آتا ہے تو خواہ کیا ہو آخر یہ نور بدر تام کی صورت میں ضرور منکشف عالم ہو گا۔ اور یہ آیت صادق آئیگی۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۔ وہ وہی اللہ ہے جس نے اپنا
رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اس دین اسلام کو غالب کرے
اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہو پھر اسی آیت کو سورہ فتح میں دہرایا ہے یعنی جب
فتح مکہ کی صورت میں ظہور ہوا تھا۔ اور ادیان باطلہ نے کس زور سے حملہ کیا تھا۔ اسی زور سے ان پر
غلبہ ثابت ہو چکا تھا۔ پھر تیسری بار آنے والے احمد کے مبارک ذکر کے ساتھ یہ
آیت آئی ہے تا ایک جہان پر واضح ہو جائے کہ پیشگوئی کا اصل ظہور اسی زمانہ میں ہوگا۔
چنانچہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ میں اس احمد کی خبر دی
اور اس کی صداقت کی یہ دلیل دی کہ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ اس سے
بڑھ کر ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے اور وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم
کامیاب نہیں کرتا۔ اس آیت کی تفسیر مدارک التنزیل میں بایں الفاظ کی گئی ہے وای
الناس اشد ظلما ممن یدعوہ ربہ علی لسان نبیہ الی الاسلام الذی
لہ فیہ سعادۃ الدارین فیجعل مکان اجابتہ الیہ افتراء الکذب
علی اللہ بقولہ لکلامہ الذی ہو دعاء عبادہ الی الحق ہذا سحر والسحر کذب
وتمویہ۔ یعنی اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جسے اللہ اپنے نبی کے ذریعہ اسلام کی طرف بلائے
جس میں اس کے لئے سعادت دارین ہے پھر وہ اس دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اس نبی کی
دعوت کو جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں کو حق کی طرف بلاتا ہے افترا قرار دے اور اسے سحر یعنی
کھلا کھلا کذب وتمویہ قرار دے [illegible] کہ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَافِرُونَ ۔ اللہ اپنے نور کو پورا کریگا۔ اور اسی احمد یعنی آنے والے رسول کے ذریعہ کریگا
جس کا کام لیظہرہ علی الدین کلہ ہے چنانچہ تفسیر مدارک میں صاف لکھا ہے کہ
وعن مجاہد اذا نزل عیسی لم یکن فی الارض الا دین الاسلام [illegible]

نازل ہو۔ تو زمین میں ہر قابل ذکر دین دین الاسلام ہوگا۔ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ ھو عند نزول عیسٰی علیہ السلام مرادیہ کہ ھو اظہارہ بالحجج والآیات۔ یعنی عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا۔ اور یہ غلبہ نشانوں اور دلائل کے ذریعے ہوگا۔

سو اے معزز ناظرین اب خود ہی بتاؤ کہ اسلام کی طرف لوگوں کو کس نے بلایا۔ اور کس نے تمام مذاہب عالم کے سامنے مباحثہ و مناظرہ و احقاق حق و ابطال باطل کے لئے یہ اصل پیش کیا کہ ہر مذہب جو مسئلہ پیش کرے اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے اور اس کی دلیل بھی اسی کتاب سے دے۔ اور وہ کون ہے جس نے یہ

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ☆ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

کا نعرہ لگایا۔ اور جس نے نشان پر نشان دکھلائے اور اس قدر نشان دکھائے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں ان کی کوئی نظیر نہیں۔ اور جس نے ہر مخالف کو سنایا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است ☆ بیا بنگر ز غلمان محمد

ہر تجلیات آسمانے کہ ز اہل جہاں بے خبر اند ☆ بر من آں جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

کیا یہ مسیح موعود اور کسی رنگ کی نظیر پیش کی جا سکتی ہے جنہوں نے دلائل کے ساتھ اور نشانوں کے ساتھ اسلام کو تمام مذاہب کے مقابلہ میں دین الحق اور الہدیٰ ثابت کیا۔ اور آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضور ہی اس آیت کے مصداق اور اظہار اسلام کا بنیادی پتھر رکھنے والے ہیں۔ اب ہم جو اس رسول کے متبعین سے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اظہار اسلام کے لئے جس قدر تجاویز حضور نے پیش کیں۔ ان کو عملی رنگ میں لائیں۔ اور جو عملی رنگ میں آچکی ہیں۔ ان کو برقرار رکھیں۔ ان تجاویز میں سے ایک تجویز جو اس مضمون کے ابتدائی سطور کے عین مطابق ہے حضور نے ان الفاظ میں رقم فرمائی۔

* ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہوا کرے۔ اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور

آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے مگر شرط
یہ ہوگی کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے فقط اپنے مذہب اور اپنے
مذہب کی تائید میں جو چاہے تہذیب سے کہے

حضرت مسیح موعود کے فدائی حضرت مہدی مسعود کے شیدائی اٹھیں اور اس تجویز کو عملی صورت دیں۔ قادیان میں حسب الارشاد امام ہمام علیہ السلام سال میں ایکبار ایسے جلسے کا انعقاد کریں جس میں ہر مذہب کا نمائندہ اپنے اپنے مذہب کی خوبی بیان کر سکتا ہو جب اسلام حق ہے جب اسلام ایک صداقت ہے جب اسلام ہر خوبی کا جامع ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ حق دوسروں کے سامنے اس طریق پر بھی پیش کریں گو اس سے پہلے مسیح موعود کی تحریک پر توجہ نہ کی گئی تھی کہ ایک دوسرے کی عیب چینی کا سلسلہ بند کر کے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کریں۔ لیکن اب تو پریس ایکٹ نے سب کو مجبور کر دیا ہے کہ دوسرے کے مذہب پر مخالفانہ حملے نہ ہو سکیں اسلئے ضرور ہے کہ ہم اس وقت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کر دکھائیں۔ تمام شرائط جو اس کے قیام میں ضروری سمجھے جا سکتے ہیں۔ شائع کر دئے جائیں۔ جو انہیں بغیر خارجی تبدیل کرے وہ تشریف لائے اپنا مضمون سنائے اور ہمارا سنے چونکہ ہر ایک نے اپنے مذہب کی خوبیاں ہی بیان ہونگی اسلئے کسی جھگڑے کا احتمال نہیں اور نہ عوام الناس کی حاضری کی ضرورت ہے صرف چیدہ چیدہ امن پسند صلح جو معاملہ فہم نیک دل آدمی یکجا ہو کر مذہبی امور پر غور و خوض کیا کریں۔ ہمارے دل میں مدت سے یہ تڑپ تھی کہ جب اسلام ایک وسیع مذہب اور سچا مذہب ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکے پلیٹ فارم پر غیر مسلموں کو اپنا مذہب پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ مگر الحمد للہ کہ آج مسیح کے کلام میں اس دعوت کو پاکر ہم پھولے نہیں سماتے۔ کلکتہ پیرس۔ سویڈن اور دیگر مقامات میں ایسی کانفرنسیں ہوتی ہیں مگر جو اسلام کا روحانی مرکز اور خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے وہاں کیوں ایسی کانفرنس نہ ہو جبکہ الحمد للہ ہم ایسی گورنمنٹ کے ماتحت ہیں جو جائز مذہبی آزادی میں مخل نہیں۔ اور جس نے

ہمارے لئے ہر طرح کی راحت کے سامان ہم پہنچاتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم تمام مذاہب کے مصلح لیڈروں کو مدعو کریں کہ وہ یہاں آ کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں سنائیں۔ اور جلسے مذہب کی خوبیاں سن جائیں۔ اور پھر دل کیساتھ فیصلہ کریں کہ کون مذہب حق ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسی تمام کانفرنسوں سے یہی ثابت ہوگا کہ

اسلام حق ہے

اور یہ اسکا فضل ہے چاہیئے کہ اس فضل کو لینے کے لئے ہم کچھ ہاتھ پاؤں ہلائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین

سلسلہ احمدیہ کی ضرورت کا اعتراف

چودھویں رات کا چاند ہر دیکھنے والی آنکھ کو نظر آتا ہے۔ اور اسکے دیکھنے پر کسی کو تعجب نہیں ہوتا۔ مگر اسکی دماغ نفری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جو انتیس کے چاند کو دیکھ لے۔ بخار جب ایک سو چار درجے کا ہو تو ایک معمولی شخص بھی نبض کو گرم پا کر اسکا احساس کر لیتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر وہی ہے۔ جو بخار چڑھنے سے پہلے بخار ہو جانے کی اطلاع دیدے۔

مسلمان ایک عرصے سے تباہ ہو رہے ہیں۔ انکی حالت زار ہے۔ اور بنی اسرائیل کی طرح بیابان ناکامی میں سرگشتہ و حیران پھر رہے ہیں مگر کوئی رہبر سوا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ایسا نہیں آیا جس نے انہیں سیدھے رستے پر چلا کر منزل مقصود دکھا دی ہو۔ جو کچھ ہم چالیس سال سے سن رہے ہیں شکر ہے کہ مولانا ابو الکلام کی زبانی اسکی تائید ہمارے کانوں تک پہنچی ہے۔ جن لوگوں نے مسیح کی دشمنی۔ کاش وہ اب ہی خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اس آواز پر جاگ کر اپنے آپکو غرق و ہلاکت ہونے سے بچا لیں۔ محترم ایڈیٹر الہلال فرماتے ہیں

ظہر الفساد فی البر والبحر | آج دنیا پھر ایک بار وہ روشنی کھو چکی ہے

وہ پھر سو گئی ہے جس سے یہ ابراسے جگایا گیا تھا۔ اور پھر اسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں یہ باہر نکلی تھی۔ اسکا وہ پرانا روگ جسکے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ و زاری کی۔ اور جسکو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا۔ آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔"

"جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیل رہی ہے جبکہ اسلام کی حقیقت اوجھل ہو چکی ہے۔ اگر اس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی بیماری بت پرستی تھی تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ دنیا کی وہ کونسی پرانی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اس کی حالت ایسی ہی ردی تھی جیسی کہ آج ہے۔ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی۔ اب چاندی اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی کیا ہوا خوب ہے کیونکہ ۔ ۔ ۔ وہ چشمہ خشک ہو گیا ہے۔ اور وہ ندیاں مٹی سے بھر گئی ہیں جن کی آبپاشی سے خدا پرستی کا چمن شاداب رہتا تھا۔ دنیا کی ہر چیز نمک سے نمکین کی جاتی ہے۔ پر اگر نمک کا مزا پھیکا ہو جائے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا ۔ ۔ ۔ ۔"

"پس آج وقت آ گیا ہے کہ اسلام پھر ایک مرتبہ اپنے اس فرض کو دہرائے جو وہ ایک بار انجام دے چکا ہے۔ اور مسلمان اپنی اصلاح خود اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے کریں تاکہ انکی درستگی سے تمام عالم درست ہو۔ اور چشمے کی روانی سے تمام کھیت سرسبز ہو جائے ۔ ۔ ۔ لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالی ہوگا وہ کمرے کو گرم نہیں کر سکتا۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلی کریں۔ کیونکہ انکی تبدیلی پر تمام عالم کی تبدیلی موقوف ہے۔"

مندرجہ بالا سطور میں فاضل موصوف نے اسلامیوں کی ضلالت کو تسلیم کر لیا ہے۔ الخ

اصلاح حال کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی ضرورت کا کھلے الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ کیونکہ انکے نزدیک اُسکے لئے رسمی انجمنوں کا قائم کرنا بیکار ہوگا جیسے کی فراہمی سے دلوں کی جمعیت ممکن نہیں۔ اسکے لئے وہ تمام طریقے بھی بیکار ہونگے جنکا بلند سے بلند نمونہ جنگل کے کام پیش کر سکتے ہیں۔ عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل ہو جاتے۔ اگر صرف مفید تعلیمات وعظ کا دہرا دینا ہی کسی قوم میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے تو یہ پیشتر ہی سے اسقدر موجود ہے کہ اب اسکے لئے کسی نئی جماعت کی ضرورت نہیں۔ اصول معلوم ہیں اور تعلیمات چھپے ہوئے بازاروں میں ہیں۔ ضرورت صرف اسکی ہے کہ انہی اصولوں اور تعلیموں کے ماتحت اعمال افعال کے اندر تبدیلی پیدا ہو۔"

پس بقول معزز معاصر اسکا وسیلہ ایک ہی ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔ یعنی ضرورت ہے کہ اسکو دنیا کے ہمیشہ ضرورت ہے۔ اسی کی کوشش و جستجو میں آج بھٹکے۔ جس پانی کے لئے وہ ہمیشہ پیاسی ہوئی ہے اسی کے لئے پھر آوارہ گردی کرے جس مقصود کی تڑپ میں وہ ہمیشہ مضطر رہی ہے۔ اسی کو پھر پکارے یعنی عشاق الٰہی کی ایک ایسی جماعت کی جو صرف خدا کے لئے ہو۔ وہ انسان ہوں مگر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرے یعنی ایک جماعت قائم ہونی چاہیئے مگر اسکا قیام کیونکر ہو اسکے لئے فرشتے ہیں اُمتوں کی اصلاح کرنا۔ خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا اعتقاد و اعمال کے عالم کو زیر و زبر کر دینا نئی قوموں اور نئی جماعتوں کو پیدا کر دینا پھر تعجب کی نگاہوں سے بے خطر اور تمام نا مرید دنیا کے حملوں سے بے پروا رہنا اور اسی طرح کی وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سر زمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں۔ وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور انکے بھیجے ہوئے ربانی مصلحین ہی کے کام ہیں۔ محض انسانی دماغ سے اُٹھے ہوئے جوش اور انسان کے گھڑے ہوئے چند جماعتی کھوٹے خدا کے اگلے ہو کا انجام نہیں دے سکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے اور انسان ہو انکا مالک اور بیڑا راہ

قوموں کا تسخیر کنندہ بنجاتے ہیں۔

اس تمام اقتباس کے پڑھ لینے کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمانوں کی حالت قابل اصلاح ہے اور اصلاح انسانی دلوں کی تبدیلی پر موقوف ہے اور یہ تبدیلی انسانی صداؤں سے نہیں ہو سکتی بلکہ

"وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سرزمین میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں وہ سب کی سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوئے ربانی مصلحین کے کام ہیں"

اب جب یہ صورت معاملات ہے۔ تو یہ بھی ظاہر ہے کہ مولانا ابو الکلام ازخود یہ کام نہیں کر سکتے کہ "کامل خلوص اور سچی قربانی کے ساتھ خدا کے چند مخلص بندے اٹھیں جو اپنے تئیں عام لوگوں سے الگ کریں۔ اور خدا اور اسکے سچے مومنوں میں عہد میثاق اسلام کی دیکر تہ پھر تجدید ہو جائے" بلکہ یہ کام کسی "مجدد" کسی "بانی مصلح" کسی "نبی" یا "رسول" کا ہے جیسا کہ وہ خود لکھ چکے ہیں کہ محض انسانی دماغ سے نکلے ہوئے جوش اور انسان کے گھڑے ہوئے چند جماعتی ڈھکوسلے خدا کے ان کاموں کو انجام نہیں دے سکتے۔ اگر ایسا ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے"

پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ مجدد و ربانی مصلح ہونیکا دعوے کریں یا لوگوں کو صاف الفاظ میں پھر اس بانی مصلح اس مجدد اعظم کی طرف رہنمائی کریں جس نے "اپنی زبان کے اندر سے خدا کی آواز کو بلند کیا" اور "جس نے عشاق الٰہی کی ایک ایسی جماعت کھڑی کی جو صرف خدا کے لئے ہے اور جس نے انسانوں میں رہکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کر لیا" اس جماعت میں داخل ہونیکے سوا اصلاح احوال کا کوئی طریق نہیں کیونکہ "اصلاح و دعوت کی پہلی بنیاد جماعت اور اسکا عملی نمونہ ہے۔ اور جماعت و نمونہ کے سوا کوئی شے مطلوب نہیں" البتہ اس بانی مصلح کے ربانی ہونے یا اسکی جماعت میں آپ نقص دیکھے

ہیں تو پھر اس صدی میں بانی مصلح کا ہمیں پتہ بتاویں جسنے کوئی اعلیٰ نمونہ کی جماعت پیدا کی ہو تاکہ ہم اسکے معاملہ میں غور کریں۔

تاریخی شذرات

سندھ کی رانی محمد بن قاسم کے نکاح میں

راجہ ڈاہر جس کی حکومت مکران سے لیکر قنوج تک اور کشمیر سے بند سورت تک تھی۔ جب وہ مذہب کتھا تھا۔ نجومیوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بہن کی شادی فرمانروائے ہندوستان سے ہوگی۔ بہت گھبرایا کہ غالباً کوئی ہندوستان کی سلطنت پر قابض ہونیوالا ہے اسلئے اپنے وزیر کے کہنے کے مطابق اپنی بہن سے شادی کرلی۔ تاکہ ہندوستان کی شاہی میرے پاس ہی رہے۔

تقدیر الٰہی اس تجویز و تدبیر پر ہنس رہی تھی۔ خدا تعالیٰ کے کاموں سے جو ظاہر کیا جاتا تھا کہ مدت سے ایک سلسلہ اسباب چل رہا ہے جو ایک نتیجہ اپنے وقت پر پیدا ہونیوالا ہے

جو کام کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں عبد الرحمن کے بیٹے اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مہلب کی تکمیل تک نہ ہو سکا وہ ایک سترہ سالہ نوجوان محمد بن قاسم نے خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں پورا کیا۔ لنکا کا راجہ تو بہت عاقبت اندیش تھا جسنے قیمتی تحائف کے ساتھ ضعیف اور یتیم مسلمان لڑکے اور عورتیں جنکے سرپرست وہاں فوت ہوگئے جہازوں میں بھر کر بھیجدیئے مگر وہ مخالف ہوا سے منزل مقصود کو نہ پہنچ سکے اور سندھیوں نے لوٹ لئے

ان سندھیوں کی سزا دہی پر جب پہلے دو جرنیل ناکام رہے۔ تو محمد ابن قاسم متعین ہوا۔ راجہ نے اسے اپنے ہاتھیوں کا ڈراوا دیا مگر مسلمان سپہ سالار نے کچھ پروا نہ کی اور کہلا بھیجا کہ تمہیں ہاتھیوں پر ناز ہے۔ اور ہمیں اپنے مولیٰ پر نیاز۔ راجہ کو اپنے جنگی ہاتھیوں اور کئی ہزار سوار و پیادہ فوج کا اتنا غرور تھا کہ آپ ایک سفید

ہاتھی پر ہودہ زریں کو عماری میں بٹھا کر نکلا جو اسے بار بار کہ پڑا اور بیچ ہم پہنچائی تھیں گویا وہ فوج اسلام کی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا لیکن جب مسلمانوں نے اپنے ہاتھ دکھائے تو اسے اپنی حقیقت معلوم ہوئی۔

کہتے ہیں کہ ایک حبشی گھوڑے پر سوار جوش تہور میں آگے بڑھا اور صفوں کو چیرتا ہوا ہاتھی کے پاس جا پہنچا جس سے جنگ طرفین میں شدت زور کی شروع ہو گئی اور شام تک کئی ہزار ہندو وقت سے چند سو ہو گئے راجہ داہر بھی مارا گیا۔ اور اسکی رانی محمد بن قاسم کے [illegible] میں آئی اور یوں وہ بات پوری ہوئی جس سے بچنے کے لئے تدابیر کو انتہا درجہ تک پہنچایا گیا تھا

تدبیر کند بندہ
تقدیر کند خندہ

راجے اپنی رعایا پر حکومت کرتے تھے۔ مگر نجومی انکے توہمات سے فائدہ اٹھا کر ان پر حکومت کرتے۔ اس خصوص میں بعض عجیب مضحکہ خیز روایات پڑھی جاتی ہیں کہ جس کو سن کر مومن کو حیرت ہوتی ہے۔ نجومی بنگالہ کی ایک رانی سے کہتے ہیں کہ تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے اگر وہ اس گھڑی میں پیدا ہو گیا تو نحوست کا پتلا ہو گا لیکن اگر چند گھڑیاں ٹل جائے تو پھر نحوست مبدل بہ سعادت ہو جائے گی۔ رانی کی ضعیف الاعتقادی کا اشارہ دیکھئے کہ رسے کھا بے چھت کیساتھ الٹا لٹکا دو۔ تا وقتیکہ یہ نحوس گھڑیاں گزر جائیں۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ رانی تو درد کی تاب نہ لا سکی اور مر گئی لیکن اس سے جو بچہ پیدا ہوا وہ راجہ لکھمن کہلایا اور ۸۰ سال اسنے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔

تقویٰ کے حصول کے ذرائع

(یہ مضمون صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی تقریر سے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر تیار کیا گیا)

تقویٰ کی تعریف اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ رکوع ۱۴ میں فرمایا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ کا تقوے اختیار کرو۔ کس طرح پر اسکے احکام کی فرمانبرداری کرو۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو کامیاب نہیں کرتا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ تقوے فرمانبرداری کا نام ہے۔

فرمانبرداری کس طرح پیدا ہو اور فرمانبرداری محبت کی وجہ سے کیجاتی ہے یا خوف کی وجہ سے محبت حسن و احسان کے مطالعہ سے پیدا ہوگی۔ اور خوف جلال کے مطالعہ سے چونکہ انسانی فطرت میں یہی دو باتیں ہیں اسلئے سورۃ فاتحہ میں ان دونوں سے کام لیا گیا ہے فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یہ تمام احسان یاد دلا کر ایک پہلو سے یہی حسن بھی ہے لوگوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف متوجہ کیا ہے چونکہ بعض طبائع بجز خوف دلانے کے فرمانبرداری نہیں کرتیں۔ اسلئے اسکے آگے فرمایا۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی جزا و سزا کا بھی یہی مالک ہوں۔

تقویٰ انبیاء کی بعثت سے الغرض فرمانبرداری کامل محبت یا کامل خوف پر ہے۔ اور اسکے لئے خدا نے دو سامان مقرر کئے ہیں۔ ایک آسمانی ایک زمینی۔ آسمانی سامان جس سے لوگوں میں فرمانبرداری یا تقویٰ پیدا ہو۔ وہ انبیاء کی بعثت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ تقوے کی روح دنیا سے گم ہو چکی ہے۔ تو انہوں نے اپنے مولیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اے ہمارے رب انہیں ایک رسول انہی میں سے مبعوث کر جو ان پر تیری آیتیں

پڑھکر سناوے اور انکو کتاب و حکمت سکھاوے اور انکا تزکیہ کرے۔ بتحقیق تو عزیز و حکیم ہے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور ایک رسول مبعوث ہوا جس نے ایک اکھڑ، اکھڑ قوم میں فرمانبرداری کی روح پیدا کر دی۔ انبیاء کا ہاتھ خدائے قدوس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسلئے جو ان سے تعلق پیدا کرتا ہے وہ بھی پاک کیا جاتا ہے۔ ان کی مثال بجلی کی پٹری سی ہے کہ جو ذرا بھی تعلق اسکے ساتھ رکھتا ہو۔ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہزاروں ٹریکٹ سوسائٹیاں اتنے سالوں سے کام کر رہی ہیں۔ انکا کوئی قابل ذکر فائدہ نہیں مگر محمد رسول اللہ کے دربار سے ایک آواز اٹھتی ہے اور تمام بلا استثناء شراب کے مٹکے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا کے ادنی نفع کے لئے دین کو متاثر کرنے پر تیار ہیں۔ مگر انہی مسلمانوں سے "عبد اللطیف" رضی اللہ عنہ ایک نبی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتا ہے۔ اور پھر دین کو اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے۔ امیر کابل کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ صرف ظاہرداری کے لئے کہدو میں مرزا کو مسیح نہیں مانتا۔ مگر وہ سنگسار ہونا پسند کرتا ہے۔ اور یہ کلمہ زبان پر نہیں لاتا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اسلئے کہ وہ آسمانی ذریعہ سے پاک کیا گیا۔

دوسرا ذریعہ زمینی ہے۔ جس سے مراد انسان کا اپنی طرف سے مجاہدہ ہے۔ اسوقت تک انسانی کیفیات اس گھوڑے کی طرح ہوتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ سدھایا جاتا ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں رستے دکھا دیتے ہیں) ان مجاہدات میں سے چند کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے

اول صحبت صادقین۔ صادقین کی صحبت ایسی ہے کہ اسکے ذریعہ انسان پاک کیا جاتا ہے۔ صحبت کا اثر ایک مانی ہوئی بات ہے۔ لوگ اکسیر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ میرے نزدیک دنیا میں اگر کوئی اکسیر ہے تو صحبت صادقین مبارک وہ جو اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اللہ تعالے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ یعنی اے مومنو! تقوی اختیار کرو اور اس تقوے کے حصول کا

ذریعہ کیا ہے یہ کہ تم صادقوں کیساتھ ہو جاؤ۔ صادقوں میں ایک برقی اثر ہوتا ہے۔ جس سے گناہوں کے جراثیم مارے جاتے ہیں۔ صادق خدا کے حضور ایک عزت رکھتا ہے۔ اسکی طفیل صادق سے تعلق رکھنے والا بھی بابرکت ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے ایک بھانجے پر اسلئے ناراض ہوئیں کہ وہ انکے بہت صدقہ کرنے کا شاکی تھا آپ نے حکم فرمایا کہ ہمارا بھانجہ کبھی ہمارے گھر میں نہ آئے۔ ایک روز چند صحابہؓ کبار نے باریابی کی اجازت چاہی جو انہیں دی گئی ان میں صدیقہؓ کے بھانجے بھی شامل تھے اور وہ بھی اندر چلے گئے۔ دیکھ صادقوں کی صحبت نے کیا فائدہ دیا۔ اسی طرح دیکھا گیا کہ ہم جنس کے ساتھ ادنیٰ جنس ملکر بکجاتی ہے۔

دوسرا ذریعہ نفس کا محاسبہ ہے یعنی ہر روز تم اپنے کاموں پر ایک تنقیدی نظر کرو اور دیکھو کہ تمہاری حرکت دنیا کی طرف ہے یا دین کی طرف اور کیا کوئی کام اللہ کی نافرمانی کا تو نہیں کیا اور پھر اسکی اصلاح کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اے مومنو! تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ تقویٰ یوں حاصل ہوگا کہ ہر جان نظر کرتی ہے کہ اسنے کل کے لئے کیا کیا۔ اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبر رکھنے والا ہے۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا نگران حال ہے اور اپنے اعمال پر نظر ثانی کرتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے کہ میں نے روز فردا کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ وہ متقی بنجاتا ہے۔

تیسرا ذریعہ۔ گناہوں پر پشیمانی یعنی توبہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ جو شخص اپنے گناہوں پر پشیمانی کا اظہار کرتا ہے۔ وہ برے نتائج سے محفوظ رہتا ہے اور آئندہ کے لئے نیکی و تقویٰ کے واسطے اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ اور شیطان کے مزید حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کی نماز فجر قضا ہوگئی۔ اسپر انکو اسقدر

پشیمانی ہوئی اور استغفار کرکے حضور رونے اور چلائے کہ انہیں ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا ثواب ملا۔ . . . . دوسرے روز کسی نے انہیں اٹھایا۔ پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں تو شیطان ہوں۔ انہوں نے تعجب کیا کہ نماز کے لئے شیطان بیدار کرے۔ اس نے کہا اگر میں نہ اٹھاؤں تو آپ ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا ثواب پائیں۔ غرض تم اپنی کسی غرض پر استغفار شیطانی نظر کرو کہ تمہارا شیطان مسلمان ہو جائے۔

چوتھا ذریعہ۔ تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس بھروسہ پر رہتا ہے اور پھر کہے کہ ابن عمر میرا کام کر دیگا۔ تو خواہ مخواہ میری توجہ اس طرف ہوگی۔ اسی طرح جو انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا سہارا ہر امر میں ٹھہراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خاص توجہ کرتا ہے۔ اور جس پر اللہ کی توجہ ہو۔ وہ کیوں خراب و برباد ہوگا۔

پانچواں ذریعہ۔ حصول تقوے کا استخارہ ہے یعنی ہر روز اپنے کاموں کے لئے استخارہ کرے اور اپنے مولیٰ سے دعا کرے کہ جو کام نیک اور تیری مرضی کے مطابق ہیں ان کی توفیق عطا ہو۔ اور جو تیری مرضی کے موافق نہیں ان سے مجھے بچائے۔ اگر ہر روز ایسا نہ کر سکے تو ہفتہ میں ایکبار تو ضرور ہی کرے۔

چھٹا ذریعہ۔ یہ کہ دعاؤں میں لگا رہے۔ جو شخص اپنے اللہ سے دعا کرتا ہے اللہ اسے اپنی رضامندی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اور گمراہ ہونے سے بچاتا ہے۔

ساتواں ذریعہ۔ ولئن شکرتم لازیدنکم سے ظاہر ہے کہ جس نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کرینگے۔ وہ بڑھ بڑھ کر دی جائیگی پس انسان اگر کوئی نیکی کرے تو اسے چاہیئے کہ بہت بہت شکر بجا لاوے۔ شکر اور نیکیوں کی توفیق سے اللہ وہ متقی بن جائے۔

آٹھواں ذریعہ۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتا رہے۔ اس میں یہ ستر ہے کہ جو کسی کی تعریف کرے وہ ویسا ہی بنتا ہے کہ ویسا ہی بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک

ثابت کیا۔ تو خدا نے فرمایا اے نبی مجھے تجھے بھی دنیا میں فرد بنا دیا۔ جو اللہ اکبر کہہ کے خدا کی اُن دعاوں اور اپنے عمل سے بڑائی بیان کرے اسے اللہ بڑا بنا دیگا۔ اور جو اسکی تسبیح کریگا خدا اسے پاک بنا دیگا۔ اور جو اسکی حمد کریگا وہ محمود ہو جائیگا۔

نواں ذریعہ۔ نمازوں سے اپنی اصلاح کرے کیونکہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ نماز ناپسند کاموں سے روکتی ہے نماز معراج المومنین یعنی مومنوں کو ترقیات روحانی دینے والی ہے۔ پس نمازیں بہت پڑھو کہ تقویٰ حاصل ہو اور تم میں فرمانبرداری کی روح پیدا ہو جائے۔

دسواں ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا معائنہ کرتا ہے جلال کے متعلق فرماتا ہے اَوَلَمْ یَھْدِ لَھُمْ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰکِنِھِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ۔ یعنی کیا یہ بات انکو ہدایت نہیں دیتی کہ اس سے پہلے کتنی بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا۔ اور یہ انکے مکانوں کے کھنڈروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ اس میں بہت سے نشان ہیں کیوں نہیں سنتے جب تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کے نافرمانوں کا انجام یہ ہوگا اور جس ساز و سامان دنیوی کے لئے خدا کو ناراض کیا اسکا انجام یہ ہے۔ تو لامحالہ فرمانبرداری کی طرف توجہ ہوگی۔ اور جمال یعنی انعامات کے متعلق انکے ساتھ ارشاد ہوتا ہے۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا تَاْکُلُ مِنْہُ اَنْعَامُھُمْ وَاَنْفُسُھُمْ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ۔ کیا نہیں غور کرتے کہ ہم پانی کو خشک زمین کی طرف بہاتے ہیں۔ پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے انکے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں۔ کیا بصارت سے کام نہیں لیتے آدمی انعامات الٰہی کا مطالعہ کرے۔ اور انکے احسانات اپنے رونگٹے رونگٹے پر دیکھے تو اپنے مولیٰ و محسن پر قربان ہونے کو جی چاہے۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

صادق کی باتیں۔ صادق کی زبانی

[illegible]

مسیح موعودؑ کا استغراق

۱- حضور کو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت تھی کہ دنیا و مافیہا سے بے پروا تھے۔ اور کبھی کبھی بجز ذات باری تعالیٰ کے کسی پر اعتماد نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اشتہار لکھنے لگتے تو اشتہار سے رسالہ بن جاتا اور رسالہ سے کتاب اور پھر ایک کتاب سے دوسری کتاب کیونکہ کتب فروشی آپکا مقصود نہ تھا بلکہ جو بات خدا تعالیٰ دل میں ڈالتا اسی کی اشاعت فرماتے کہ شاید اسی دلیل سے کوئی سمجھ جائے۔

۲- بسا اوقات ایک شخص رخصت ہونے کے لئے آتا آپ اسکی خاطرداری کے لئے اس سے دریافت فرماتے کہ آپ کہاں جائینگے۔ مثلاً وہ عرض کرتا بھیرہ تو پوچھتے بھیرہ کس راہ سے جاتے ہیں۔ وہ عرض کرتا۔ وہ ہونے تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص آتا جو وہ بھی اگر بھیرہ کا ہوتا۔ تو آپ اس سے بھی وہی سوالات کرتے کیونکہ آپ خدا تعالیٰ کے ذکر میں ہوتے۔ آپ ایسی باتوں کو دل پر بٹھاتے کہ یاد رہتیں۔ آپ تو اس حکم ربی کی تعمیل میں کہ لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اخلاق سے پیش آتے اور خاطرداری کرتے ورنہ تبتل الی اللہ کا یہ حال تھا۔ کہ خلق کی طرف توجہ نہ تھی۔

۳- دھرم پال جب اسلام سے مرتد ہو کر آریہ بنا اور اسنے ایک کتاب ترک اسلام شائع کی تو دربار رسالت میں بھی اسکا ذکر آیا۔ اسکے جواب کے لئے حضرت مولوی صاحب خلیفہ [illegible] کو ارشاد ہوا۔ اسکے جواب کا مسودہ ۲۲ ماہ تک وقتاً فوقتاً میں خود سنتا رہا اور آپ نے پسند کیا پھر یہ کتاب چھپ گئی۔ ایکسال کے بعد دھرم پال کا پھر کوئی ذکر آیا۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ہم اسوقت مسجد مبارک میں بیٹھے تھے فرمایا دھرم پال کون ہے کیا اسے کوئی کتاب لکھی ہے

جب عرض کیا گیا ہاں تو فرمایا کیا اسکا کسی نے جواب بھی لکھا ہے؟
آپکو خیال تک نہیں تھا بلکہ بات یہ تھی کہ کتاب آپ نے خود لکھوائی مگر لکھی جانیکے بعد آپکا بھروسہ اس کتاب پر نہ تھا بلکہ خدا کے فضل پر تھا اسلئے بھلا دیا۔

آپکی غیرت | آتھم کیساتھ مباحثہ کی شرائط طے کرنیکے لئے چند احباب گئے عیسائیوں نے دعوت کی جو انہوں نے قبول کرلی جب حضور کو معلوم ہوا تو حضور نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ وہ تو ہمارے جان سے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور انہیں کاذب و مفتری سمجھیں اور تم انکے ہاں دعوت کھاؤ۔ یہ ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔

۲۔ اسی طرح جب آریہ سماج کے جلسہ میں حضور کا مضمون سنانے ہم لوگ گئے۔ اور اس میں حضرت مولوی صاحب بھی تھے تو آریوں نے اسلام اور نبی اسلام کے بارہ میں درشت زبانی اور ہتک سے کام لیا۔ اور ہم لوگ امن میں نقص آجانے کے خیال سے بیٹھے رہے پھر جب آپکو اسی واقعہ کا علم ہوا تو فرمایا کیوں اسی وقت کھڑے ہو کر جواب دینا تھا یا اس مجلس سے چلے آنا تھا بیٹھکر اپنے نبی کی ہتک سننا مومن کی غیرت گوارا نہیں کر سکتی۔

۳۔ لدھیانہ میں ٹمپرنس سوسائٹی کا جلسہ تھا۔ اس میں حضرت اقدس بھی چلے گئے مختلف فرقوں کے لوگ جمع تھے۔ حاضرین کے علاوہ نے بہت اصرار کیا۔ کہ آپ بھی کچھ تقریر فرمائیں مگر آپ نے انکی درخواست کو باوجود اصرار کے منظور نہ فرمایا جب ڈیرے پر تشریف لے آئے تو پوچھا گیا۔ کہ حضور نے تقریر کیوں نہ فرمائی۔ ارشاد کیا اگر میں تقریر کرتا تو ضرور تھا۔ کہ میں بیان کرتا۔ شراب سے روکنے والا تو سردار محمد رسول اللہ ہے۔ انکی ان لوگوں نے اجازت نہ دی تھی۔ اور میں اس تقریر کو جس میں میرے آقا کا نام لیا جانے کی اجازت نہ ہو پسند نہیں کرتا۔

دعا سے مشکلات کا حل | آپ ہر امر میں دعا سے کام لیتے۔ اور دعا میں الحمد پڑھ لیتے۔

کہ وہ ایک جامع دعا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور مجھے بہت تکلیف ہے۔ فرمایا استغفار کرو۔ اور دوبارہ عرض کرنے پر فرمایا کہ یوں دعا کرو یا الٰہی میرا وہ گناہ بھی بخش دے جس وجہ سے مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔

آپکی سخاوت حضور کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی آپ سے دوائی مانگتا تو آپ اس کی حاجت سے بہت زیادہ اسے دیدیتے تھے بعض اوقات تمام بوتل ہی حوالے کر دیتے۔ ایک دفعہ تریاق الٰہی تیار کیا جس میں کئی ہزار کے جواہرات پڑے اور مجھے یاد ہے کہ پانچ تا نے کوئی شخص لایا جو بہت اعلیٰ قسم کے تھے آپ نے وہ بھی اسی میں ڈلوا دیئے ایک صاحب نے دو تین ماشے تریاق طلب کیا تھا۔ آپ نے اسے بہت سی مقدار ڈبیہ میں بند رجسٹری کروا کے بھجوا دی۔

۲۔ ایک کھیس نہایت خوبصورت اور قیمتی تھا حضور اسپر بیٹھے تھے ایک زمیندار نے یونہی کہا یہ کھیس تو بہت عمدہ ہے آپ نے نکال کر اسی کو دیدیا۔

۳۔ ایک حمائل حضور کے پاس تھی جس کی نسبت فرمایا سب سے زیادہ مجھے یہ حمائل پسند ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یہ حمائل مجھے بخش دیں۔ آپ نے فرمایا لیجاؤ کسی نے عرض کیا یہ تو حضور کو بہت پیاری تھی۔ فرمایا سائل کا سوال ہی رد نہیں کیا جا سکتا۔

حضور کا مکاشفہ یہ کثرت دیکھا گیا۔ کہ جن خیالات کو لیکر ایک شخص حاضر ہوتا ہے انہی خیالات پر حضور نے تقریر شروع کر دی گورداسپور کے مقدمہ کے دوران میں میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا جس کمرے میں آپکی چارپائی تھی اس میں ایک چھوٹی سی چارپائی میرے لئے بھی تھی۔ آپ کثرت سے رات کے وقت مجھ سے وقت پوچھا کرتے اور کوئی الہام ہوتا تو لکھا لیتے۔ ایک آواز پر میں نہ جاگتا۔ تو پھر دوسری آواز آہستہ دیتے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ مجھے تکلیف دینا نہیں چاہتے ایک روز کا ذکر ہے میں یہ خیال کر رہا تھا کہ آج میں نے کوئی خدمت نہیں کی حضرت اقدس اس وقت ٹہل رہے تھے اچانک

مفتی صاحب! ہم آپکو اسواسطے تو نہیں رکھتے کہ آپ کوئی کام کیا کریں۔ بلکہ اسواسطے کہ آپ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں۔ الہام لکھتے ہیں۔ آپ کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ دل بہلتا ہے۔

متفرقات

ایک دفعہ کسی نے عرض کیا حضور ایک بات کو بار بار اپنی کتاب میں لاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ آپ شاید بھول جاتے ہیں۔ فرمایا وہ کہتے ہیں میں بھول جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں وہ نہ بھول گئے ہوں۔ اسلئے پھر وہی بات لکھ رہا ہوں کہ کسی طرح کوئی سمجھ جاوے۔

۲۔ حضرت نے فرمایا کہ استقلال فی اللہ بڑی چیز ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ سنایا۔ کہ وہ تیس سال یہی آواز سنتا رہا۔ کہ تیری دعا قبول نہ ہوگی۔ مگر وہ استقلال سے دعا میں لگا رہا۔ آخر ایک روز اسے ارشاد باریتعالےٰ کا ہوا کہ تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں تو نے کی ہیں وہ قبول۔

۳۔ تہجد کے اٹھنے کا طریق فرمایا کہ اگر اپنا نام لیکر سوتے وقت کہہ سکے مجھے جگا دینا تو آنکھ کھل جاتی ہے۔

۴۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی لڑکی کے متعلق حضرت ام المومنین کی رائے تھی کہ یوں ہو جاوے اور مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی رائے اسکے خلاف تھی چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا خدا نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اسلئے میں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اسکی خاطرداری رکھتا ہوں۔ اور جو وہ کہے وہ مان لیتا ہوں۔

اطلاع ضروری۔ فروری کا پرچہ تمام خریداران تشحیذ کے نام وی پی ہوگا (بجز انکے جو پہلے سے منع کر بھیجیں)
مینیجر

خلفائے راشدین اور یزید کا مقابلہ

شیعہ رسالوں میں سُنیوں کے عقائد پر بہت حملے ہوتے رہتے ہیں۔ جب سے نہایت سنگین
ورشی سے انکے جواب کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے چنانچہ ناظرین تشحیذ پر مخفی نہیں
اسی سلسلہ میں یہ مضمون دیا جاتا ہے جو امید ہے غور سے مطالعہ کیا جائیگا ہمارا
مدعا اصلاح ہے نہ کہ کسی پر حملہ کرنا یا کسی کی توہین۔ ہر مہینے کا رسالہ تشحیذ کئی شیعہ
دوستوں کو مفت بھجوایا جاتا ہے۔ لیکن رسالہ کا فنڈ اسکا متحمل نہیں اسلئے ناظرین
سے استدعا ہے کہ جن علاقوں میں شیعہ عنصر کی مخالفت ہے۔ وہاں اس رسالہ کے
خریدار پیدا کئے جائیں یا مفت اشاعت کا بندوبست ہو۔ اگر کسی احمدی کے آگے کوئی
شیعہ بھائی اعتراض پیش کریں۔ تو وہ تشحیذ میں لکھ بھیجیں۔ جواب باصواب دیا جائیگا
ہم چاہتے ہیں کہ ان دونوں قوموں میں اتفاق ہو جائے۔ اور غلطیاں جو غلط فہمیاں
و حجابات ہیں۔ انکا ازالہ ہو جائے۔

اس مضمون میں ان چیدہ شبہات کا رد ہے۔ جو ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اپنے رسالہ الشمس جلد ۲ نمبر ۱۲ میں یزید کو خلفائے راشدین سے افضل قرار دیتے ہوئے بڑے شد و مد سے وارد کئے تھے اور وہ شبہات زیر عنوان "یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی" ماہ نومبر ۱۲ء کے تشحیذ میں آپ حضرات ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ آخر مضمون مذکور میں جو وعدہ کیا تھا۔ خاکسار بہ پچھان اب اسکا ایفا کرتا ہے۔

تمہید

ابتک شیعہ سنی میں جناب علیؓ اور ابوبکر صدیقؓ کے درمیان افضل و مفضول کی بحث
محدود چلی آتی تھی۔ مگر ایڈیٹر اصلاح کی جدت پسندی دیکھئے کہ آپ نے بر خلاف اپنے اسلاف

کہ جناب علی تو در کنار ہے یزید کو بھی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دیدیا۔ اور اپنے زعم میں افضلیت کے بڑے بڑے لاجواب پہلو نکالے ہیں۔ ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایڈیٹر صاحب موصوف معلوم ہوتا ہے کہ اس جدید استدلال پر بڑے نازاں ہیں کیونکہ بار بار اسکا تکرار اصلاح وغیرہ میں کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس راہ کے اختیار کرنے میں نہ صرف اپنے شدت تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ جو انکو خلفائے رسول مقبول صلعم سے ہے بلکہ دیگر فاش غلطیوں کا ارتکاب بھی فرمایا ہے مثلاً

(۱) یزید کو اصحاب ثلاثہ سے افضل ٹھہرا کر اگر اسکی روح کو خوش کیا۔ تو ضرور ہے کہ جناب علی اور امام حسین کی ارواح کو سخت ناراض کیا کیونکہ حسب اعتقاد شیعہ آل ابی سفیان اور اہلبیت رسول صلعم کے درمیان ازلی عداوت ہے جس کا سلسلہ جب ہی جا کر ختم ہونا ہے کہ امام آخر الزمان ظہور فرمائیں۔ بحار الانوار جلد ۱۳ مطبوعہ ایران صفحہ ۔

(۲) چونکہ باعتقاد شیعہ جناب علی شیخین سے افضل ہیں۔ اگر بقول ایڈیٹر صاحب اصلاح یزید بھی شیخین سے افضل ٹھہرا تو دوسرے لفظوں میں گویا یزید کو جناب علی کا بھی ہمسر ان لیا۔ اسطرح جناب علی کی جو تحقیر و تذلیل ہوتی ہے کیا وہ شیخین کی تحقیر سے کسی طرح کمتر ہے

(۳) مثل مشہور ہے کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ ابو بکر اور جناب علی کا مقابلہ کیا جائے تو اسکی معقولیت کے لئے متعدد وجوہ موجود ہیں۔ مثلاً دونوں سابق الاسلام ہیں دونوں رسول صلعم کے قریشی ہونیکے علاوہ کئی سالوں تک ابتدائے مبعوث سے لے کر وفات نبوی تک رسول صلعم کی صحبت و تربیت سے بہرہ اندوز ہے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے درجہ پر فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم کے نام نامی لئے جائیں۔ تو قرین صواب اور موزون بھی ہے لیکن یزید کا اس زمرۂ سابقون الاولون میں کیا ذکر اور کس مناسبت کی بناپر اسکو انکا مد مقابل قرار دیا جائے۔ کجا ذی النورین و فاروق و صدیق کجا یزید ابن معاویہ ابن طلیق۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

(۵) پھر جو وجوہ افضلیت تحت اصلاح فرمائی ہیں۔ وہ بہ ستور رنگ خوردہ وعظی ہیں جن کو نقل کرنے
والی شاندار شعار دین کہا جا سکتا ہے نہ معیار صداقت بلکہ وہ زیادہ تر سوشل (اجتماعی)
کے رسم و رواج کے رنگ میں ہیں۔ گو ایڈیٹر صاحب پیغام ہونے ہمہ دانی قرآن شریف
سے کوئی معیار پیش نہ کر سکے اور مثل کتے تو ایسے معیار جن سے جا بجا جاہلیت پرستی کا
ثبوت ہو۔

اس تمہید کے بعد اصل شبہات کا جواب زیر عنوان اصلاح و مصلح عرض کیا جاتا
ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

اصلاح۔ خلفائے ثلاثہ منتخر کفار سے تھے۔ اور یزید کا باپ بلکہ دادا بھی مسلمان تھا
لہذا اس اعتبار سے بھی وہ خلفائے ثلاثہ سے افضل تھا۔ رسالہ الشمس جلد ۲ نمبر ۳ ص ۲

مصلح (۱) آپکی یہ وجہ فضیلت شاید سادہ لوح شیعوں کے لئے دل خوش کن ہو۔ لو
مگر جس کو خدا نے ذرا بھی شعور دیا ہے فوراً جان لیگا کہ اس میں سراسر ایک فریب ہے
(۲) اگر خلفائے ثلاثہ کے باپ جب کافر تھے۔ اسوقت مسلمان ہی کون تھا۔ اکثر مہاجرین
و انصار کے باپ کافر ہی تھے اور اسلئے وہ بھی نعوذ باللہ کفار سے تھے کیا جناب علیؑ
سگے بھائی عقیل اور عباس عم رسول و جناب علی جنگ بدر میں دوسرے کفار کے ساتھ
قید ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں نہیں لائے گئے تھے۔ دیکھو تفسیر صافی زیر آیۃ
یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ۔ کیا پھر ان سب بزرگوں سے یزید افضل
ٹھہر یگا؟

(۳) آپ لکھتے ہیں کہ یزید کا باپ دادا مسلمان تھا لیکن بیان سے فرمائیے کہ وہ پیدائشی
مسلمان تھے۔ اصحاب ثلاثہ وغیرہ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح بعد کو اسلام لائے تھے
اگر پیدائشی تھے تو ابو سفیان کون تھا جو فتح مکہ سے پہلے تک کفار مکہ کا سردار تھا۔ آپ
کے علماء نے تو آیت فقاتلوا ائمۃ الکفر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد ائمۃ الکفر سے ابو سفیان

وحاشیہ وعکرمہ میں (تفسیر عمدۃ البیان سید عمار علی مطبوعہ یوسفی دہلی ص۲۶) اسی طرح یزید کے باپ
کی نسبت بھی دریافت طلب ہے کہ اگر وہ پیدائشی مسلمان تھا۔ تو آپ کے خاتم المحدثین کیوں
لکھتے ہیں۔ کہ وہ قبل وفات آنحضرت صلعم سے صرف پانچ ماہ پیشتر بخوف جان آنحضرت صلعم
کی خدمت میں آکر حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ ورد احادیث وارد شدہ است کہ اسلام
معاویہ پنجماہ پیش از وفات حضرت رسالت بودہ الخ تذکرۃ الائمہ ص۱۱۰ مطبوعہ ایران۔

اگر جد کو مسلمان ہوتے تو کیا اصحاب ثلاثہ بھی مسلمان نہیں ہوئے یعنی یزید کے
پردادا سے کئی سال پیشتر اور کیا خلیفہ بلافصل جناب صدیق کا باپ ابو قحافہ
بھی اسلام نہیں لائے تھے اگر شک ہو تو ملاحظہ ہو۔ ناسخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ صفحہ ۲۹۶
جہاں لکھا ہے "ابو قحافہ پدر ابوبکر است در سال فتح ایمان آوردہ" کتاب مذکور کے
صفحہ ۲۰ پر ابوسفیان کی نسبت بھی لکھا ہے "در عام فتح ایمان آوردہ"

جب عدو دشمن کے باپ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ ابوسفیان اور معاویہ کی طرح زمانہ رسالت
تک زندہ رہے اور یہ بھی کہ دوسرے کفار کے ہمراہ بھی آنحضرت صلعم سے جدال وقتال
کرتے رہے حتی کہ بحالت کفر ہی راہی آخرت ہو گئے پس جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں گے آپکے
یہ قسم شبہات بالکل مفتریات اور خرافات شمار ہوں گے یا نہ؟

اصلاح نسبی حالت اس ابریز کی ایسی تھی کہ اسکا دادا ابوسفیان ہمیشہ ابوبکر و عمر کو اذل
بطن قریش کہتا تھا۔ اور ابوبکر و عمر ابوسفیان کو سید و شیخ قریش کہا کرتے تھے الشمس ص۲۲
مصطفیٰ (۱) ابوسفیان کا قول کسی کے لئے حجت نہیں۔ اگر اسنے ابوبکر و عمر کو اذل بطن قریش
کہا بھی ہو گا۔ تو آپکی طرح بتقاضائے جاہلیت پرستی کہا۔ قرآن و حدیث انکی تائید نہیں کرتے
کیا اسی طرح ابوسفیان کے دوست قدیم عبداللہ بن ابی رئیس منافقین نے اعز البطون
قریش رسول صلعم کو اور انکی جماعت کو اذل نہیں کہا تھا؟ دیکھو تفسیر صافی ص۵۳۲ زیر آیت
لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منها الاذل

(۲) ابوسفیان کے قول کو مثلِ جاہلیت سے اس واسطے منسوب کیا ہے کہ اسلام نے معزز اور مکرم ہونے کا مستحق زیادہ تر اہلِ تقوے کو قرار دیا ہے اور مختلف قبائل و اقوام کا ہونا شناخت و تعارف کیلئے فرمایا ہے نہ تفاخر کے لئے جیسے جناب رسالت مآب صلعم کے خطبہ سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے فتح مکہ مکرمہ کے موقعہ پر فرمایا تھا۔

یاایھا الناس ان اللہ قد اذھب عنکم بالاسلام نخوۃ الجاھلیۃ وتفاخرھا بآبائھا ۔ ۔ ۔ الا انکم من آدم و آدم من التراب وان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

یعنی اے لوگو! اب تم اسلام والے ہو تو لازم ہے کہ زمانہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے باپ دادوں پر فخر کرنے کی عادت تم میں سے چلی جائیں سو تم آدم کی اولاد سے ہو۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ اور درحقیقت تم میں سے نہایت مکرم خدا کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ تفسیر صافی زیر آیت مذکور مختلف قبائل کی غرض شناخت ہونیکے بارہ میں اسی موقع پر تفسیر صافی میں منقول ہے لیعرف بعضکم بعضاً لا للتفاخر بالآباء والقبائل یعنی تاکہ ایک دوسرے لوگوں میں شناخت و امتیاز ہو سکے نہ اس واسطے کہ ہر ایک باپ دادوں اور اپنے قبیلوں والے دوسروں پر فخر و مباہات کریں۔

افسوس ہے کہ ابوسفیان کی طرح آپ بھی اس مبارک تعلیم کو فراموش فرما بیٹھے

(۳) دنیا میں لوگوں کی کچھ عادت بھی ہے کہ غیر تو غیر بعض طرف لوگ اپنی قوم و قبیلے والے بلکہ ایک باپ کے بیٹے بھی ایک دوسرے کو ذلیل و ضعیف کہہ گزرتے ہیں۔ حالانکہ دراصل وہ نہیں ہوتے چنانچہ دیکھو قریب جناب علی کی بابت منقول ہے کہ آپ نے اپنے عم مکرم عباس اور سگے بھائی عقیل کو بھی رجلین ضعیفین حالالطین فرمایا اور جیسا ترجمہ علامہ مجلسی نے یوں فرمایا ہے "دو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس بودند کہ تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل ایشاں از دین بجدا سیر کردند" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۵۵

(۴) ابوسفیان نے اگر شیخین کو اول بطن قریش کہدیا تو اس میں شیخین کی کسر شان نہیں ہو سکتی

کیونکہ خلافت و امارت مسلمین کیلئے صرف قریشی ہونا شرط ہے اور بس بحکم حدیث مسلم فریقین "الائمۃ من القریش" دیکھئے آپ کے قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں۔

مطابق حدیث الائمۃ من القریش واجب است کہ ائمہ و امراء بعد از آنحضرت از قریش شوند از غیر قریش نیستند (مجالس المومنین ص۹ مطبوعہ ایران)

اسی طرح خلفائے اثنا عشر و امرائے اثنا عشر کی حدیث جس سے شیعہ صاحبان دوازدہ امام مراد لیتے ہیں اسکے آخر میں بھی مروی ہے کلہم من قریش" کتاب اکمال الدین مختلف ابواب باب مطبوعہ ایران ص [illegible] و ص [illegible]

مگر تعجب تو یہ ہے کہ آپ کے بزرگوں نے تو ابوسفیان کو سید قریش و شیخ قریش ہونا تو درکنار اذل قریش بھی نہیں تسلیم کیا ہے۔ بلکہ اس کو اور سارے بنی امیہ کو رومی یعنی عیسائی قرار دیا ہے (بنی امیہ در اصل قریش نبودند و امیہ غلامے از عبد الشمس بود و او رومی بود۔ تذکرۃ الائمہ مجلسی ص [illegible]) اسی طرح ملاحظہ ہو تفسیر صافی جلد ۲ سورہ روم ص ۹۲

(۸) آپ سے مخفی نہ ہوگا کہ جناب امام صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ام فروہ ابوبکر رض کے پوتے یعنی قاسم بن محمد کی بیٹی تھیں۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں "چہ بزرگوار حضرت امام باقر و مادرش ام فروہ دختر قاسم پسر محمد بن ابی بکر بود" (تذکرۃ الائمہ ص ۱۴۲ و ص ۱۵۰)

آج تمام شیعہ فخریہ جعفری کہلاتے ہیں۔ اور انکی تمام کتب احادیث میں زیادہ تر امام صادق کی احادیث کا مجموعہ ہے۔ پس اگر ابوبکر واقعی ابوسفیان کے کہنے سے اذل البطن قریش تھے نہیں تو انصاف سے فرمائیے کہ اس ثبوت کا اثر کتنے بطون طاہرہ کو بھی متاثر کر دیگا۔

(۹) غور طلب تو یہ امر ہے کہ خدا اور خدا کے رسول نے کسی کو شیخ و سید قریش بنایا اور کسی کو اذل قریش۔ ابوسفیان کا شیخین کو اذل البطن قریش کہنا انکی جاہلیت پسندی کو ظاہر کرتا ہے لیکن شیخین کا ابوسفیان کو سید و شیخ قریش کہنا کمال شرافت اور اقتضائے دینداری پر

دال ہے کیا آپ نے حدیث سید القوم خادمہم کبھی نہیں سنی حدیث مذکور کے لئے ملاحظہ ہو کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب النوادر۔

(۱۰) افسوس ہے کہ شیخین کے بغض نے آپکو عدل و انصاف سے بہت دور پھینک دیا ہے کہ اپنے ہاں کی مشہور و معروف احادیث و ارشادات بزرگان دین کو بھی آپ نظرانداز کر دیتے ہیں مثلاً حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا حسب و نسب اسکا دین ہے "حسب الرجل دینہ" کافی کتاب الروضہ "لا حسب کحسن الخلق" یعنی حسن خلق کی مانند کوئی حسب نہیں ہے من لا یحضرہ الفقیہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت تو اسکے مستحق کے ہے اگرچہ غلام حبشی ہو اور دوزخ واسطے گنہگار کے ہے اگرچہ سید قرشی ہو تفسیر عمدۃ البیان سید محمد علی زیر آیت فلا انساب بینہم ص۲۳۳

اصلاح — شیخین کو یہ شرف نصیب ہوا کہ کبھی نبی سے وصلت و پیوند خاندان بنی امیہ میں کر سکیں مگر یزید ایسا معزز و سر برآوردہ تھا کہ خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا تو کیا اسکے بعد بھی کسی کو شرافت نسبی میں یزید کے مشتبہ ہو سکتا ہے؟ انتہی ص۲۵

مصلح (۱۱) یہ وجہ فضیلت بھی آپکی جاہلیت پرستی پر دلالت کرتی ہے کیا قرآن و حدیث سے آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ خاندان بنی امیہ سے وصلت و پیوند کرنا کمال شرافت نسب کی دلیل ہو شاید جناب رسول صلعم نے اسی لئے ابو سفیان کی لڑکی کی خواستگاری فرمائی تھی؟ اگر یہ ٹھیک نہیں ہے تو آپ خود ہی انصاف سے فرمائیے کہ جب شیخین نے فخر الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پیوند و وصلت کا شرف حاصل کر لیا۔ تو انکو خواہ مخواہ بنی امیہ سے بھی پیوند وصلت کی کیا ضرورت تھی؟

(۱۲) اگر آپ کی منشاء بجائے خسر بننے کے داماد بننا ہے تو حضرت عمرؓ کو جو جناب علی علیہ السلام کی صاحبزادی ام کلثوم کے عقد سے شرف دامادی نصیب ہوا۔ کیا وہ کم ہے۔ عقد ام کلثوم کے انکار پر آپکا غیر معمولی اصرار ہے مگر خاکسار کے متعدد مضامین کی تائید رسالہ تشیید النجم

کلکتہ میں شائع ہو چکے ہیں؛ آپ نے اس مضمون کا جواب ابھی تک نہیں دیا ہے۔ جو زیر عنوان اِیثاق الاوثق فی عقد ام کلثوم و الحاق الحق بالجم مطبوعہ ہمدانی ۱۹۱۱ء میں عرصہ سے شائع ہو چکا ہے۔

(س) اگر یزید نے خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا مگر اس پیوند سے وہ معزز اور سربرآوردہ کیسے ہو گیا؟ شیخین کو تو آپ ابھی ابھی اذل البطن قریش ظاہر فرما چکے ہیں۔ پھر اگر یہ عزت و سربرآوردگی کی دلیل ہو سکتی ہے تو آپ کو عثمان بن عفان کے پوتے کو بھی جناب علی سے معزز و سربرآوردہ ماننا پڑیگا جسکے ساتھ فاطمہ بنت حسین یعنی جناب علی کی پوتی کا عقد ہوا۔ "بعد از حسن مثنیٰ فاطمہ بحبالہ نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان در آمد" ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب ۲ صفحہ ۲۱۳

اور اسی طرح حجاج بن یوسف کو بھی معزز و سربرآوردہ ماننا پڑیگا جس نے جناب علی کے سگے بھائی حضرت جعفر طیار کی پوتی سے عقد کیا۔ جو بنی امیہ سے تھا نہ اذل البطن قریش سے بلکہ بقول قتیبہ بن عبد الملک ایک ثقفی غلام تھا "حجاج ابن یوسف دختر عبد اللہ بن جعفر ام کلثوم را خطبہ کرد" طراز مذہب مظفری مطبوعہ بمبئی ص ۴۳۹

اصلاح۔ خلافت ابو بکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی تھی کہ بجز مکہ و مدینہ قریہ جوا(لفظ پڑھا نہیں گیا غالباً قرب و جوار ہے) کہیں جمعہ نہ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح عمر و عثمانؓ کی ارتدادی فتنوں میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمی مرتد ہوئے اسلام سے خارج ہوئے تھے۔ بخلاف یزید کے کہ اسکی خلافت میں ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا۔ النفس ص ۲۲ و ۲۳

مصلح (۱) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم اے صاحب اگر ارتداد موجب تحقیر خلافت ہے۔ تو جناب علی کی خلافت کا ارتداد بھی یاد کرنا چاہئیے۔ یاد نہ ہو تو میں عرض کرتا ہوں تفسیر صافی میں آیت ارتداد من یرتد منکم عن دینہ کے نیچے بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر اور امام صادق سے روایت لکھی ہے کہ اس آیت

کے مصداق اسوقت کے مرتدین ناکثین و قاسطین و مارقین ہیں یعنی اصحاب جمل و صفین و نہروان
اسی طرح تفسیر منہج الصادقین میں آیت مذکور کے نیچے مرقوم ہے۔ اب فرمائیے بقول آپکے
یہ کی خلافت حضرت علی کی خلافت سے بھی افضل ہوگی یا نہ؟

(۳) آپکو معلوم ہو کہ خلافت ابوبکر کے وقت جو ارتداد ہوا۔ اسکا باعث رسول صلعم کی وفات
ہوئی تھی۔ نہ کہ خلافت ابوبکر رض بلکہ آپ کے محققین تو یہاں تک لکھ گئے ہیں
بلکہ آپ کے محققین تو یہاں تک لکھ گئے ہیں
کہ جناب رسول صلعم کی زندگی میں ہی تیرہ قبیلے مرتد ہو گئے تھے۔

"و در تواریخ مذکور است کہ سیزدہ قبیلہ از اسلام مرتد شدند و در آخر عہد رسول اللہ" دیکھو
تفسیر منہج الصادقین مطبوعہ ایران صفحہ ۲۲۴ زیر آیت من یرتد منکم

اور کلینی صاحب نے روایت کی ہے کہ بعد رسول صلعم کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے
سوائے تین کس (مقدادؓ، ابوذرؓ، سلمانؓ) کے کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۵ لطف تو یہ ہے کہ اس
امر کا خود آپکو بھی اقرار ہے۔ اسی رسالہ الشمس میں آپ ایک جگہ لکھتے ہیں۔ بلکہ منتہائے کوشش
انکی یہی رہی ہے کہ خوف فتنہ مرتدین سے ایسا کیا گیا۔ جس پر حضرت عمرؓ فرماتے "بیعۃ
ابی بکر کانت فلتۃ" اس جملہ سے صاف طور پر واضح ہو سکتا ہے کہ فتنہ ارتداد خلافت
ابو بکر رض کے انعقاد سے پیشتر تھا جبھی تو جلدی کی گئی۔ اب مذکورہ بالا فقرہ کا مقابلہ اپنے
اس قول سے کیجئے "کہ خلافت ابو بکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی" شرم آئے گی یا نہ؟

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس کثرت کے ساتھ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ تو
انکو پھر مسلمان کس نے بنایا؟ ابو بکر صدیق نے یا کسی اور نے؟ باوجود اسکے آپکا ابوبکرؓ
کی ہی خلافت کو موجب ارتداد ظاہر کرنا کس قدر بے انصافی ہے۔ مرتدین کے ساتھ ابوبکرؓ
کے مجاہدات و محاربات دیکھنے ہوں۔ تو تفسیر منہج الصادقین زیر آیت من یرتد منکم
ملاحظہ فرمائیے۔ اور یکجائی طور پر خلفائے راشدین کے فتوحات مشارق و مغارب کی تفصیل

دیکھی ہو تو تاریخ التواریخ جلد کتاب ۲ کو مطالعہ فرمائیے پھر آپکو معلوم ہو جائیگا کہ انکی خلافت میں ہزارہا لوگ مرتدین کا مبالغہ آمیز اعتراض سراسر آپکا افترا ہے یا نہ؟ خلفائے راشدین کے معاصر اور رعایا نے اہل اسلام کے حق میں بقدر بد اعتقادی اور سوء ظن کر ہزارہا لاکھوں مسلمانوں کو مرتد کہنے میں تامل نہ ہوا۔ اور یزید پر اسقدر نظر عنایت کہ اسکے عہد میں آپ نے بکمال ارادہ کہ ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا کتنے تعجب کی بات ہے۔

قبل اسکے کہ آپ ہم سے تسلیم کرائیں آپکو ثابت کرنا چاہیئے کہ خلفائے راشدین کے وقت کے لاکھوں مرتدوں کو دوبارہ کسی نے مسلمان بنا دیا تھا کہ پھر یزید کے عہد میں ایک شخص بھی مرتد نہ ہوا؟ ۔ اور وہ کون بزرگوار تھے جنھوں نے مکہ و مدینہ سے باہر تمام عرب شام و ایران و مصر میں ہزاروں مسجدیں تعمیر کرائیں اور کفر و شرک کو ان ممالک سے نیست و نابود کر دیا۔ اور اسلام کا سکہ چار دانگ عالم میں بٹھا دیا؟ کیا یہ سب کارنمایاں یزید نے انجام دیئے یا اس کے باپ نے یا اسکے دادا نے ہی؟ یا سوائے خلفائے راشدین کے کسی اور نے؟

(۳) اور پھر جو آپ نے لکھا۔ کہ یزید کی خلافت میں ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا۔ حیران ہوں کہ اس بے بنیاد دعوے کو بھی آپ کی قلت تفکر پر محمول کروں یا شامت تعصب میں یہ رسول پر کیونکہ آپ کے بزرگوں سے ایک مشہور روایت مروی ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

"از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ اند کہ میفرمود کہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند" مجالس المومنین ص۱۴۴ مطبوعہ طہران ترجمہ یحیٰی ابن ام الطویل اور کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص۱۲۳ رہا یہ امر کہ یہ لوگ سنی تھے یا شیعہ اسکا فیصلہ آپ کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔

اصل امر۔ خلفائے ثلاثہ کی غرض محض بغرض دنیا داری تھی جس سے کسی سنی کو بھی

انکار نہیں ہوسکتا۔ بخلاف شیعہ کے کہ محض بغرض حصول نجات اس نے تمنا کی (الشمس ستاء
مصطفوی) الشمس کے اسی صفحہ پر آپ خود ظاہر فرما چکے ہیں کہ ابوبکر کی خلافت کی غایت یہ
تھی کہ فتنہ مرتدین بڑھنے نہ پائے آپ کے اصل الفاظ جو آپ کے اعتراض کے جواب میں عرض کرچکا
ہوں یہ ہیں کہ "منشاء کوشش ایک یہی باقی رہی ہے کہ خوف فتنہ مرتدین سے ایسا کیا گیا جیسا حضرت
عمر فرماتے ہیں کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ" پھر اسی خلافت کی غرض آپ محض دنیاداری کس
طرح ٹھہرا سکتے ہیں؟ اگر فتنہ مرتدین کا قلع و قمع کرنا دنیاداری ہے تو پھر دینداری کس چیز کا نام
ہے؟

(۲) اگر خلفائے ثلاثہ کی غرض خلافت محض دنیاداری تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب علی اسکے
حاصل کرنے کے لئے کیوں جدوجہد کرتے رہے؟ یہاں تک کہ لکھا ہے کہ جناب سیدہ کو گدھے پر
سوار کرکے اور حضرات حسنین کو ساتھ لیکر ہر ایک انصار کے گھر جا جا کر رات کی نیند بھی حرام کرکے
امداد کی خواستگاری کرتے رہے اور کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

"شبانگاہ علی علیہ السلام فاطمہ را بر حمارے سوار کرد و دست حسنین را بگرفت و بر در سرائے
یک یک از انصار بگذشت و طلب یاری نمود و چوں دست نیافت در خانہ نشست" (ناسخ التواریخ
جلد ۲ کتاب سیوم حالات ابوبکر ص ۴۲)

(۳) ابوبکر صدیق کی خلافت کو محض دنیاداری قرار دینے سے پہلے آپ کو ثابت کرنا لازمی تھا کہ رسول
صلعم کی فلاں فلاں ملکوں میں سلطنت تھی یا آپ کی فلاں فلاں علاقوں میں مستقل ذاتی جاگیر تھی جس کو
آپ نے خریدا تھا یا لاکھوں روپیہ کی ماہانہ یا سالانہ آمدنی تھی یا آپ کے پاس مستقل خزانہ عامرہ جمع
تھا جب تو پھر آپ ابوبکر کو دنیاداری کا متہم قرار دیا جائے۔ ورنہ ناحق اتہام دنیاداری
کے لگانا افترا پردازی یا بہتان بندی ہوگی جو محققین کی شان کے سراسر خلاف ہے۔

(۴) آنحضرت صلعم کی دنیاداری کا حال بتلانے کے لئے ایک شیعہ فاضل کی شہادت ہدیہ
ناظرین کیجاتی ہے ثم توفی وعلیہ دین ودرعہ مرھونۃ بطعام اھلہ۔ ما ترک

درہماً ولا دیناراً ولا شید قصراً ولا غرس نخلاً لعقب ولا شق نہراً۔ کتاب تجارۃ علامہ قطب الدین راوندی، باب ۱۵ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۰ یعنی آنحضرت صلعم فوت ہو گئے اس حال میں کہ آپ پر قرضہ واجب تھا۔ اور آپکی زرہ کسی کے پاس گروی تھی جہاں سے اپنے گھر والوں کے لئے آپ نے خوراک حاصل کی تھی نہ آپ نے کوئی درہم چھوڑا نہ دینار نہ کوئی محلسرائے تعمیر کرائی نہ کوئی باغ اپنے لئے لگوایا نہ کوئی نہر کھدوائی۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ ایسے جھگڑا ہے تو بادشاہ یا ترس کی اوقات پر خلیفہ بننے کے لئے کس دنیاپرست کا دل للچا سکیگا؟

تاریخ شاہد ہے کہ جو حال دنیاداری کے بارہ میں آنحضرت صلعم کا تھا۔ وہی حضرت صدیق کا بھی تھا آپ نے بھی تمام عمر کمال زہد و تقوے میں بسر کردی نہ کوئی بیٹے کا محل بنایا۔ نہ باغ لگوایا نہ کوئی مال جمع کیا نہ اپنی اولاد کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کمال اتباع نبی صلعم کی بناء پر بھی آپ رسول صلعم کے خلیفہ برحق ثابت ہوتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد وعلی خلفائہ۔

اعتراض: خدا نے یزید کو ایسا تمکن فی الدین دیا تھا کہ باوصفیکہ صحابہ اسکی شراب خوری کو دیکھتے ہیں۔ اسکے انواع و اقسام کے فجور سے مطلع مگر حضرت ابن عمر اسکو خلیفہ راشد بتاتے ہیں (شمس ص ۲۴)

مسلم: (۱) شراب خوری کو یزید کے تمکن فی الدین کی مثال میں پیش کرنا بھی آپ جیسے شیعہ محقق کا ہی حصہ ہے یہ بھی خلفائے راشدین کے ساتھ بغض رکھنے کی شامت ہے۔ ورنہ خدا نخواستہ آپ ایسے جاہل نہیں تھے کہ تعصب کے جوش میں ایسے دور از عقل و فہم شبہات پیش کرتے

(۲) یزید کی شراب خوری پر صحابہ ناخوش نہ ہوئے تو آپ کے نزدیک یہ اسکے تمکن فی الدین کی دلیل ٹھہر گئی واہ واہ میر صاحب!

بعد وفات تو یہی شہزادہ خوری کا زیادہ ارتکاب ہے یا حسب عقیدہ شیعہ غصب خلافت و غصب فدک وغیرہ بڑے بڑے منقلب ہیں؟ پس بقول آپ کے اگر شہزادہ خوری آتشکن فی الدین کی علامت ہو سکتی ہے۔ تو غصب خلافت کیوں اسکی علامت نہیں ہو سکتی؟ یا کیا ان ارتکابات کبیرہ و کثیرہ کے ساتھ پر صحابہؓ مدینہ میں موجود نہ تھے؟

دوسرے صحابہ کو جانے دیجئے وہ بارہ ہزار خاص صحابہ کہاں تشریف لے گئے تھے جن میں نہ کوئی قدری تھا نہ مرجی نہ حروری نہ معتزلی۔ حیات القلوب ملا باقر مجلسی جلد دوم ص ۶۰۰۔ اگر عبداللہ بن عمرؓ کا یزید کو خلیفہ راشد کہنا تو اسکا موقع و محل بھی تو بتلایا ہوتا کہ کس وقت میں کہا تھا؟ اور کون سی ایسی خاص ضرورت شدید واقع ہو گئی تھی۔ اگر انہوں نے بغرض دفع فتنہ و فساد ملت اسلام یزید کو خلیفہ راشد کہہ بھی دیا ہو تو کیا ہوا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ مدینہ والوں میں لشکر شام کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ مدینہ میں کوئی باقاعدہ فوج تھی نہ کوئی سپاہ تھی۔ پھر وہ غیر معصوم بھی تھے۔ لیکن انہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تعجب تو جناب امام حسن علیہ السلام پر ہے۔ جن کے پاس چالیس ہزار لشکر جرار شمشیر حیدر کرار کا موجود۔ جلاء العیون اردو ص ۳۲۲۔ جن کے قبضہ قدرت میں عصائے موسیٰ اور انگشتری سلیمان موجود اسم اعظم کے ۷۲ حروف ورد زبان اور پھر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور خلافت جیسی مہتم بالشان امانت کو انکے ہاتھ میں دیا۔ آج اسی عمل کے ایک نمونہ کو مہاجرین الاولین اور یزید کی خلافت و مراتب ذاتی میں کوئی تفاوت نظر ہی نہیں آتا۔ اور ہم سے نہایت تحدی کے ساتھ دریافت کرتا ہے لیکن اسکے لئے وہی جواب موزوں ہے جو جناب علیؓ نے امیر معاویہ کو لکھا تھا کہ

"وما انت والفاضل والمفضول والسائس والمسوس وما للطلقاء وابناء الطلقاء والتمييز بين المهاجرين وترتيب درجاتهم وتعريف طبقاتهم۔

(۲) خلافت رسول نمبر ۵

ابوبکر صدیق اور دوسرے خلفائے راشدین کی خلافت جامع خلافت نبوت ہے۔ اور یزید کی خلافت یعنی سلطنت محض۔ آپکی نظر میں دونوں میں کچھ تفاوت نہیں لیکن بانگ دہل یہ اشتباہ رفع ہوجاتا ہے شعلہ

اصول کافی میں ایک روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت نبوت کا سلسلہ جناب علی علیہ السلام کی زندگی تک تھا جبکہ آپ فوت ہوگئے یہ سلسلہ مبارک بھی منقطع ہوگیا ملاحظہ ہو انقطعت خلافۃ النبوۃ اصول کافی ص ۲۹۳ باب مولد علیؑ۔ اور اس سے تو آپکو بھی انکار نہیں ہوگا کہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت جناب علی سے پہلے ہو چکی تھی۔ اور یہ بھی آپ جانتے ہونگے کہ یزید بعد وفات جناب علی خلیفہ ہوا تھا۔ فرمائیے اب بھی آپ ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور یزید کی خلافت میں تمیز کر سکینگے یا نہیں؟

(۳) سیرت ۔ دو خصوصیات کا ذکر ہو چکا اب یہ تیسری خصوصیت فیمابین اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم و یزید کے ہے۔ اصحاب ثلاثہ کی سیرت وہ مبارک سیرت ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے یزید کے باپ کو خلافت سپرد کرتے وقت جو عہدنامہ لکھوایا اس میں اس سے اقرار لیا کہ بعد کتاب و سنت رسول صلعم خلفائے راشدین کی سیرت پر عمل کرتا رہیگا چنانچہ اصل عبارت فاضل مجلسی کی کتاب سے عرض کیجاتی ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم صلح کرد حسن بن علی بن ابی طالب نے معاویہ بن ابو سفیان سے اس شرط پر صلح کی کہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول و سیرت خلفائے شائستہ پر عمل کرے" بالفاظہ جلاء العیون اردو مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۱۳

اور مجھے تعجب ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی یزید کی بیعت کر لی حالانکہ امام حسین علیہ السلام کو دیکھ چکے تھے کہ شہادت گوارا کی مگر بیعت یزید کی ذلت گوارا نہ کی بیعت یزید کے لئے ملاحظہ ہو فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۰

پس اگر ابن عمر کی زبانی خلیفہ راشد کہنے سے آپ یزید کو تمکن فی الدین کا سرٹیفکیٹ دے

سکتے ہیں۔ تو امام زین العابدین کی اصلی بیعت سے تو یہ اولیٰ اور اسکا مستحق ہے

اصل الامر خدا نے شریعت کی کوئی علامت یا نشان خلافت حقہ ہے جو خلفائے ثلاثہ میں پائی گئی اور یزید میں پائی نہ گئی؟ مشرح

مصنف ایسے ایسے امتیاز تو بے شمار ہیں مگر میں بخوف طوالت صرف ارشاد و صرف وہی بیان کرونگا جو متعلق خلافت [illegible] ہیں

(۱) ہجرت اور اسکے ثمرات

ا۔ سب سے مقدم امر امتیاز درمیان یزید اور خلفائے راشدین کی ہجرت ہے جو نہ یزید کو نصیب ہوئی نہ اسکے باپ کو نہ اسکے دادا کو کیونکہ وہ بعد فتح مکہ ایمان لے آئے وقال رسول اللہ لا ہجرت بعد الفتح

ب۔ اصحاب ثلاثہ نہ صرف مہاجرین میں داخل ہیں بلکہ مہاجرین اولین میں بھی ممتاز ہیں جناب علی علیہ السلام نے اپنے ایک مراسلہ میں جو یزید کے باپ کو تحریر فرمایا تھا فرماتے ہیں کہ شوریٰ خلافت کا حق مہاجرین و انصار کو ہے اگر وہ کسی شخص پر متفق الرائے ہو جائیں اور اسکو امام سے موسوم کریں تو خدا کے نزدیک بھی وہ امام پسندیدہ ہو جاتا ہے۔ دیکھو شرح علامہ ابن میثم بحرانی مطبوعہ ایران انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار الخ

ج۔ اسی طرح ایک اور مراسلہ میں جناب علی یزید کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "واعلم انک من الطلقاء الذین لا تحل لہم الخلافۃ ولا تعرض فیہم الشوریٰ" ابن میثم [illegible] یعنی تم جانتے ہو کہ تم طلیقوں میں سے ہو جنکو خلافت کا کوئی استحقاق ہے نہ شوریٰ کرنے کا

د۔ امیر معاویہ نے ایک مراسلہ میں جناب علی کو تحریر کیا جسمیں حضرت صدیق و عثمان کی تعریف کی [illegible] جسکے اپنے اصل مقصد کو لکھا [illegible] جواب میں جناب علی فرماتے ہیں وما للطلقاء وابناء الطلقاء والتمییز بین المہاجرین الاولین [illegible] ابن میثم [illegible]

طلیقوں اور طلیقوں کی اولاد کو کیا پڑی ہے کہ وہ مہاجرین کے درمیان تمیز کرنے کے درپے ہیں۔ کہ جناب علی تو مہاجرین کو خلیفہ رضا تو سمجھے تو خلیفہ بنانے تک کا حق ظاہر کریں۔ اور اس طرح انکے ساتھ پیروان حضرت کو خدا کا ساختہ پرداختہ ارشاد فرمائیں۔ بالمقابل اسکو یزید تو بجائے خود اسکے باپ کو بھی طلیق ابن طلیق کا خطاب دیں۔ اور پھر فرمائیں کہ مہاجر نہ ہونے اور طلیق ہونے کی وجہ سے تم کو خلافت کا حق ہی نہیں پہنچ سکتا۔ نہ تمہارا شوریٰ مقبول ہے۔ یہاں تک کہ تم کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ مہاجرین کے مراتب و مدارج میں تمیز کرنے کی جرأت کرو معلوم ہوتا ہے کہ صدر اسلام میں حسن سیرت میں خلفائے راشدین ضرب المثل ہو گئے تھے پھر نہ صرف عوام میں بلکہ خواص میں بھی اور نہ صرف بنی ہاشم بلکہ بنی امیہ میں بھی جب ہی تو امام حسن علیہ السلام یزید کے باپ سے انکی متابعت پر کاربند رہنے کا اقرار تحریری لے رہے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ نہ امام حسن انکے اسماء گرامی لکھواتے ہیں۔ نہ امیر معاویہ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ کون سے خلفائے راشدین؟ گویا دونوں کو بخوبی معلوم ہے پھر نام لکھنے لکھانے کی کیا ضرورت تھی ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ❊ گفتہ آید در حدیث دیگراں

خدا کی شان ہے کہ آجکل کے امام زادوں کو ان ہی خلفاء کی خلافت بلکہ اسلام تک سے بھی انکار ہے۔ اور یزید کو مقابل بنا کر استحقاق خلافت کرانے پر اصرار ہے۔ امید ہے کہ سر دست اسیقدر کافی ہوگا۔ ورنہ بار زندہ صحبت باقی۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

([illegible])

دستانے

جانور تو جانور بے جان بھی ہیں ہمکلام — گرچہ آدم زاد اکثر سے کرینگے کم کلام
آج دستانے سے پوچھا میں نے کیا بات ہے — ہاتھ میں محبوب کے ہر وقت تیرا ہاتھ ہے
دست نازک خوب لیتے ہو جب ملا ہوتے نہیں — ساتھ چھٹنے سے وہ کیوں تجھ کو نہیں
مجھ کو بھی للہ تو آگاہ کر اس راز سے — تا کہ میں بھی پاسکوں حصہ اسی اعزاز سے
ہاں مشارک قسمت خوش ایک چین کہ مجھے — مہربانی سے اسی قابل میں کرے مجھے
کیا جواب اچھا دیا مجھ کو جو اب تک یاد ہے — بھول جاؤں کس طرح جس سے مرا دل شاد ہے

اپنی ہستی کو مٹا کر شکل پائی دوسری — جب کہیں جا کر ملی یہ سروری یہ برتری
پہلے پیس کو ماگیا، دھنکا گیا، کاتا گیا — یعنی چڑھ کر چرخ پر چکر کئی کھاتا گیا
پھیری برس نہیں سیخوں کی وہ اینٹھن کئی — اور ہر اک دور پہ موتوں کی ٹکریں کتنی
بس ابھی تار و تاروں میں سیدھا ابھی نکل ہو گیا — اور لگے رنگین میں رنگین بالکل ہو گیا
یعنی لگے ہاتھ سے جب نکل کر اک آستیار — ہو گئی فوراً یہیں پوری آرزوئے وصل یار
اپنی ہستی کھو چکا تو اک نئی ہستی ملی — جان جاں کر پائی ہے لیکن بہت سستی ملی
بات جب سمجھی تو نکلی واقعی بالکل درست — اور تشبیہ الی دلیل ہے جام وہ کل درست

میرا احمدی جب بچا جب محمد میں فنا — اک حیات تازہ پا کر خود محمد ہو گیا
دل اٹھا احمد اندر جہاں احمد شد پدید — جرم اسم غلام احمد شد اسم آں حمید
پھر ہوئی تحقیق توحید کی پیدا کلید — پھر حرم میں آئی ہم مسلمانوں نے عید
وہ وہی تھا اور لگے رنگین میں رنگین تھا — پھر وہ اسلام کے جہاں پرور ستون تھا
تو بھی اکمل ہو فدائے حضرت سلطان آرزش — تو بھی اکمل ہو فدائے الفت محبوب خوش

نور پر شمع رسالت کے ابھی پروانہ ہو
جان بھی جائے تری تو اسکی کچھ پروا نہ ہو

ایکدن آئیگا ایسا تو بھی وہ ہو جائیگا
اسکو پائیگا جب اپنا آپ تو کھو جائیگا

ایزد منان بخشیگا تجھے قلب سلیم
اور تو بھی دیکھ لیگا جلوۂ طور کلیم

پاک ہو جائیگا جب تو ہر طرح کے عیب سے
دستیاری پائیگا پھر ایک دست غیب سے

مثل استاذ تجھے ہمدمی محبوب ہو
عاقبت محمود صحبت صحبت مرغوب ہو

یہ دعا منظور کریگا مرا مولے کریم
اپنے بندہ پر نہایت مہرباں ہے اور رحیم

ریویوز

ادعیۃ القرآن کوئی دس سال کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے قرآن مجید کی دعائیں نثر و نظم اردو ترجمہ کیساتھ شائع کیں اسکے بعد ایکسال تو احادیث کی تمام ضروری دعائیں جمع کیں اور انکو ترجمہ بااعراب شائع کیا جو ادعیۃ الاحادیث کے نام سے بقیمت ار دفتر تشحیذ سے مل سکتی ہے اسی کیساتھ ادعیۃ القرآن کے لئے بھی درخواستیں آتی تھیں۔ مگر اسکا ایڈیشن اول ختم ہو چکا تھا اسلئے میں نے ان اشعار پر نظر ثانی کی اور قرآن شریف کی تمام دعائیں نثر و نظم ترجمہ کے ساتھ مرتب کیں جنہیں برادر محمد وزیر خاں نے چھپوا دیا ہے وہ ۵۶ صفحے کا رسالہ ہے ہر دعا بااعراب ہے اسکے نیچے تحت اللفظ ترجمہ پھر اسکے نیچے اشعار جن سے ہر شخص کے مناسب حال یہ دعائیں ہو گئی ہیں نظم کے بعض اشعار کی بندش چست نہیں مگر بہ حیثیت مجموعی نظم اچھی ہے۔ اور دعائیں تو وہ ہیں جو حضرت ایزد سبحانہ نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائیں قیمت ۳ ملنے کا پتہ تشحیذ قادیان

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح حضرت اقدس کی ایک تصنیف ہے ۱۰ صفحے کا رسالہ چھاپ کے شائع کیا ہے نہایت قیمتی نصیحتیں ہیں جن میں یہ پیشگوئی ہے کہ تین صدیاں گذرنے پر حضرت ہی کی صداقت رہ جائیگی قیمت ایک پیسہ ۱۰۰ ایک روپیہ

اسلام یہ ایک نہایت دلچسپ لیکچر ہے جو برادر محمد خلیل الرحمن صاحب احمدی جمالی نے

مقام کو اکستان میں ۔ اس میں تفصیلہ رسالت پنجاب کی مسلم کو بہت موثر طریقت سے پیش کیا گیا اور
پھر مسیح موعود کا ذکر ہے قیمت معلوم نہیں ۔ احباب اسکی اشاعت میں سعی بلیغ فرمائیں ۔

ایک ٹریکٹ جبکہ تمام اسلام کو دست علمائے دیوبند ہے ۔ اس میں مسیح کی وفات کا ثبوت
آیات سے دیا ہے اس سے پہلے سہارنپور سے مولوی عبد العزیز صاحب محلہ انصاریاں سے
ایک ٹریکٹ شائع کر چکے ہیں جس میں ہر آیت کو منطقی رنگ میں خصم کے آگے پیش کیا گیا ہے قابل
اشاعت ۔ ٹکٹوں کے ملنے کا پتہ محمد یسین تاجر کتب قادیان

بڑی جنتری ۱۹۱۴ء ہاشمی پریس شہر کانپور کی بڑی جنتری جو ضخامت میں تمام شائع ہونے
والی جنتریوں سے بڑھی ہوئی ہے ہمارے پاس پہنچی ہے یہ جنتری ۱۹۱۴ء کی ہے ۔ جس میں
عثمان خان بانی سلطنت عثمانیہ غازی محمد خان ثانی فاتح قسطنطنیہ سلطان عبد الحمید خان ثانی
سلطان محمد خامس کی تصاویر کے علاوہ تاریخ افغانستان کے سلسلہ میں اورنگزیب ۔ محمد شاہ
نادر شاہ ۔ احمد شاہ درانی کے حالات مع تصاویر درج ہیں ۔ اصل کاغذ پر عمدہ قیمت ہے ۔ محمد
رحمت الصمد رعد کے نام سے طلب کیجئے

آیات بینات سالانہ معلوم کا رسالہ ایک عیسائی تصنیف آیات اللہ کے جواب میں شیخ رحیم بخش
صاحب نو مسلم محمدی مشنری کے قلم سے ۔ اس میں شیخ صاحب نے قرآن مجید کے ان الفاظ واقع
کلمہ خلق مثلکم فی البعد کی تشریح کی ہے جن سے پادری مسیح کی الوہیت یا ابنیت کا استدلال
کرتے ہیں ۔ اور پھر جن معجزات کی بنا پر مریم کے بیٹے کو خدا بنایا جاتا ہے ۔ وہی معجزات دیگر انبیاء
کے بائبل سے دکھائے ہیں پھر کچھ پولوس کی کارروائیاں جتائی ہیں شیخ صاحب گہری نظر
میں بائبل پر خوب نظر رکھتے ہیں اسلئے یہ رسالہ مفید قیمت ۱ اصل ہور رعایتی ۲ ملنے کا پتہ
معرفت تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور

ہمارا شفیع کون ہے؟ عیسائیوں کے رسالہ ہمارا شافع کون ہے ہے کے جواب میں آئی مولف نے
پہلے تو ایک تمثیل کے ذریعے کفارہ کو باطل ثابت کیا ہے پھر تورات و انجیل سے حوالے

دیکر یہودی اور اعمال کو ضروری بتایا ہے۔ اور ساتھ ہی دکھایا ہے کہ نبی اجر اور سزا کے متعلق جو وعدہ دیتے ہیں اسکا کچھ حصہ دنیا میں ابھی پورا ہو جاتا ہے۔ پس کفارہ کے متعلق کون سا حصہ دنیا میں پورا ہوا۔ کیا یسوعی اس سزا سے بچ گئے جو اس دنیا میں ملتی ہے۔ غرض کفارہ کا کئی پہلوؤں کو اور کئی دلیل سے رد کیا ہے۔ اور پھر کفارہ کی بنیاد یعنی مسیح کے صلیب پر چڑھنے کے مسئلہ پر خوب بحث کی ہے اور اس علم کلام سے کام لیا ہے جو ہر احمدی کو مسیح موعود سے ملا ہے۔ اسکے بعد آپ نے شفاعت کے مذہب سے واضح کئے ہیں۔ اور رسول اللہ کے استغفار کو انکی معصومیت کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ رسول اللہ کے قول و فعل کو خدا نے اپنا قول و فعل فرمایا کو

گر ہیں بھی ہم انہیں ایک بشر رسول کہتے ہیں۔ اور مسیح کو جو بیٹا کہا گیا ہے۔ تو کسی بات نہیں انجیل میں بہت سے اسکو بیٹا کہا غرض وہ رسالت حضرت

ماہ فروری کا تشحیذ تمام
خریداروں کے نام وی۔پی ہوگا
بجز انکے جو پہلے سے منع کر بھیجیں +
مینیجر

مسیح موعود کی تحریر و ذیحا سے اقتباس ہے اور اسی لحاظ سے قابل قدر۔ مولوی عبد السلام صاحب رسالہ تشحیذ کے پبلشر ہیں۔ وہ لوگ خرچ کرنیکی بجائے تشحیذ میں ایسے مضامین دے سکتے ہیں۔

اس کی اشاعت عملی ہو جاوے گی۔ قیمت ۲ ملنے کا پتہ معرفت تشحیذ قادیان

مکاشفات البشریٰ آثار مبارکہ خطبات نور حصہ اول خطبات نور حصہ دوم

یہ سب کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے ملتی ہیں

(۵) رسالہ شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح مؤلفہ پیر مہر علیشاہ گولڑوی کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے۔

"کافہ اہل اسلام مسیح ابن مریم کو مرفوع السماء بجسدہ العنصری مانتے ہیں۔ الا بعض اہل تحقیق جسم برزخی کے قائل ہیں۔ مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں"

ہمارا نوٹ۔ پیر جی کے اس قول سے ظاہر ہے کہ اہل تحقیق حضرت مسیح کی وفات کے قائل ہیں۔ اور انکا نزول بھی برزخی مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پیر جی صاحب اہل تحقیق سے روگردانی کر کے کافہ اہل اسلام کی طرف بطمع دنیاوی جھک پڑے ہیں۔ خدا انکو ہدایت دے۔

(۶) مولوی اشرفعلی صاحب تہانوی نے اپنی کتاب الخطاب الملیح کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے "ممکن ہے کہ قبل رفع تھوڑی دیر کے لئے آپکو (حضرت مسیح کو) بالفعل وفات دی گئی ہو۔ اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہوں جیسا کہ بعض سلف اسکے قائل بھی ہوئے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں زیر متوفیک الیک وھو مروی عن ابن عباس و محمد بن اسحٰق قالوا والمقصود ان لا یصل اعداءہ من الیہود الی قتلہ ثم انہ بعد ذلک اکرمہ بان رفعہ الی السماء ثم اختلفوا علی ثلثۃ اوجہ احدھا قال وھب توفی ثلث ساعات ثم رفع ثانیھا قال محمد بن اسحٰق توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللہ ورفعہ الثالث قال الربیع بن انس انہ تعالیٰ توفاہ حین رفعہ الی السماء"

مذکورہ عبارات منقولہ کو پڑھکر خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی ابراہیم کا یہ دعویٰ کہ حیات مسیح پر علمائے سلف و خلف مفسرین محدثین و فقہاء و مجتہدین کا اتفاق و اجماع ہے کہاں تک درست ہے۔ ایمان اور انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ مولوی صاحب اب اپنے لغو اور باطل دعوے سے باز آجائیں۔ اور آئندہ کبھی اس اتفاق و اجماع کا ذکر زبان پر نہ لائیں کیونکہ ایک اختلافی مسئلہ کو اجماعی عقیدہ قرار دینا دیانت اور امانت سے نہایت بعید

ہے ہم مانتے ہیں کہ خیر القرون کے بعد فیج اعوج کے زمانہ میں بہت سے عجیب پرست مفسروں نے اصل تعلیم قرآنی پر بیجا حواشی چڑھا کر اہل اسلام میں اختلافات کے دروازہ کو کھول دیا اور مخالفان اسلام کو انواع و اقسام کی نکتہ چینیوں کا موقعہ دیا ہے مگر اب وقت آ گیا تھا کہ معیار کتاب و سنت پر حق و باطل کو پرکھ کر کھوٹے اور کھرے میں نمایاں فرق دکھلا دیا جائے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا جائے اسلئے حضرت مسیح موعود نے دنیا میں آکر حکماً و عدلاً اس اختلافی مسئلہ کا فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق کر دیا اور تعیین وفات مسیح کے حق میں ڈگری دیدی۔ اب شکست یافتہ لوگ اس فیصلہ کو قبول کریں یا نہ کریں یہ انکا اختیار ہے۔

دوسری وجہ ۔ مرزا صاحب نے اس آیت میں واؤ کا ترجمہ پھر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے لغت بلاغت نحو و اصول جملہ علوم کے خلاف کیا ہے خواہ دیدہ دانستہ ہے خواہ غلطی سے ہوا ہے اسکی تفصیل حصہ اوّل کے صفحہ ۔ پر گزر چکی ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ واؤ عطف مطلق جمع کے لئے موضوع ہے۔ اس میں ترتیب نہیں ہوتی چنانچہ کافیہ میں ہے الواو للجمع المطلق لا ترتیب فیھا یعنی واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ اس میں ترتیب نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح دیگر کتب نحو میں ہے ...... الی قولہ فوت کریگا۔"

جواب از ریویو نگار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کو جن لوگوں نے سرسری نظر سے بھی دیکھا ہو گا۔ وہ اگر انصاف پر آ جائیں تو یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ حضرت اقدس علی العموم لفظی ترجمہ نہیں بلکہ تفسیری ترجمہ کیا کرتے ہیں۔ درایں مولوی صاحب کی یہ فالبعلمانہ نکتہ چینی کہ مرزا صاحب نے واؤ کا ترجمہ پھر کیا ہے سراسر خلاف واقعہ ہے۔ خواہ دیدہ و دانستہ ہے خواہ غلطی اور سہو سے حضرت صاحب کا ترجمہ جو مولوی صاحب نے نقل کیا ہے۔ وہ خود اسبات پر شہادت دے رہا ہے کہ حضرت اقدس نے واؤ کا ترجمہ اور کیا ہے۔ اصل الفاظ حضرت اقدس کے یہ ہیں۔

تُو نے جیسا میں کہ تجھ کو وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں
پس ظاہر ہے کہ واؤ کا ترجمہ اور کیا گیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ لفظ اور کے بعد جو لفظ پھر استعمال
ہوا ہے۔ وہ کس لفظ کا ترجمہ ہے پس واضح ہو کہ جیسا میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت
صاحب کا یہ ترجمہ لفظی نہیں بلکہ تفسیری ہے چونکہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے یہ امر یقینی طور پر
ثابت ہے کہ مومن کی وفات کے بعد اسکی روح کا رفع اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے
قرآن و حدیث کے اس مفہوم کی طرف ناظرین کے ذہن کو منتقل کرنے کے لئے حضرت اقدس نے
لفظ واؤ کا ترجمہ اور کے بعد تفسیری طور پر لفظ پھر استعمال کیا مگر کسی نے سچ کہا ہے۔ س
ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است۔ چونکہ ملا ابراہیم اپنے علمی تبحر کا نمونہ دکھانے کیلئے کافیہ کی
عبارت نقل کر دینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور پھر آپ کی سمجھ شریف کا کیا کہنا اسلئے وہ نکات معرفت
جو حضرت اقدس کی تحریر میں پائے جاتے ہیں ملا صاحب کے چھوٹے سے دماغ میں سما
نہیں سکتے۔ تاہم وہ نکات معرفت آپکی لغت بلاغت خود اصل جملہ علوم کے خلاف معلوم
ہوتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

کافیہ کی عبارت والواو لجمیع المطلق سے مولوی صاحب نے شاید یہ سمجھا ہے کہ حرف
واؤ جمع ترتیبی کے منافی ہے۔ اگر انہوں نے واقعی ایسا ہی سمجھا ہے تو پھر انکی جہالت میں
کچھ شبہ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ واؤ مذکور سے ترتیب بہر حال لازم نہیں آتی۔ ہاں
ترتیب اکثر پائی جاتی ہے۔ اور اسکے خلاف کم وقوع میں آتا ہے چنانچہ شرح جامی مطبع
نظامی کے حاشیہ صفحہ ۲۶۰ پر کافیہ کی عبارت والواو لجمیع المطلق کے ماتحت یہ مسئلہ
لکھا ہے۔

"والترتیب اکثر و عکسہ قلیل کذا فی المغنی انتھی"

پس ہم کوئی نہیں دیکھتے کہ آیۃ کریمہ انی متوفیک و رافعک الی میں واؤ سے جو ترتیب

اکثر پائی جاتی ہے۔ وہ ترتیب کیونکر ثابت ہو جائے اگر مولوی صاحب کوئی ایسی وجہ پیش کر سکیں جس سے آیۃ زیر بحث میں ترتیب عقلاً یا نقلاً باطل قرار پاتی ہو تو البتہ اس موقعہ پر ترتیب مراد نہ ہوگی مگر مولوی صاحب کوئی وجہ نہیں لکھ سکے لہٰذا آیت کریمہ انی متوفیک ورافعک الی کے معنی بیان کرتے وقت ترتیب آیت قرآنی ملحوظ رکھنے کے لئے ایک دلیل تو مولوی صاحب کے اس اعتراض سے ہی پیدا ہو گئی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں

"قرآن شریف منتظم اور مربوط کلام ہے۔ اسکا کلمہ کلمہ اور آیت آیت ایکدوسرے کے ساتھ عجیب طور سے وابستہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس سے پہلے کی آیات پر نظر کریں تا ظاہر ہو کہ اس سے مقصود خداوندی کیا ہے"

پس رافعک الی کے معنی بیان کرتے وقت خود مولوی صاحب کی تحریر کے مطابق اس سے پہلے کی آیت یا کلمہ یعنی انی متوفیک پر نظر کرنا ضروری ہے۔ اور اسی کو ترتیب کہتے ہیں جس سے مولوی صاحب کوسوں بھاگتے تھے فتدبر وتشکر۔ ست کفر تو بخدا خدا کے

(۳) علاوہ ازیں احادیث صحیحہ پر غور کرنے سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ تفسیر القرآن کے لئے ترتیب الفاظ قرآن کا مدنظر رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ چنانچہ اس بیان کی تائید کے لئے بعض حدیثیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں جن سے یہی اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

(۱) تلخیص الصحاح جلد دوم صفحہ ۱۰ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو مسجد میں داخل ہوئے پھر آپ نے حجر اسود کو چوما۔ پھر آپ اپنے دائیں چلے تو آپ نے تین طواف میں رمل کیا اور چار طواف معمولی رفتار سے کیا۔ پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور وہاں آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اس طرح کہ مقام آپکے اور بیت

کے درمیان تھا۔ دو رکعتیں پڑھنے کے بعد پھر آپ حجر اسود کے پاس آئے اور اسکو چوما۔ اسکے بعد آپ صفا کی جانب تشریف لیگئے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ مسلم۔ مالک۔ ترمذی۔ نسائی اسکے راوی ہیں۔

(۲) کتاب مذکورہ کے صفحہ ۹۰ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسوقت سنا جب آپنے مسجد سے نکلکر صفا کی طرف جانیکا قصد فرمایا۔ آپنے یہ فرمایا کہ ہم بھی اسی سے شروع کرتے ہیں جس سے خدا تعالے نے شروع کیا ہے۔ پھر آپنے صفا سے شروع کیا۔ مالک۔ ترمذی۔ نسائی اسکے راوی ہیں۔"

مترجم نے اسپر حاشیہ میں یہ نوٹ لکھا ہے "ان الصفا والمروۃ میں خدا نے پہلے صفا کا ذکر فرمایا ہے"

اسی بلوغ المرام مطبوعہ مطبع احمدی لاہور کے صفحہ ۱۳۶-۱۳۷ میں لکھا ہے

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج فخرجنا معہ ..... حتی اذا اتینا البیت استلم الرکن فرمل ثلاثا ومشی اربعا ثم اتی مقام ابراھیم فصلی ثم رجع الی الرکن فاستلم ثم خرج من الباب الی الصفا فلما دنا من الصفا قرأ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ابدأ بما بدأ اللہ بہ فرقی الصفا حتی رای البیت ..... ثم نزل الی المروۃ"

(ترجمہ) روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے حج کو ..... یہانتک کہ جب ہم آئے بیت اللہ میں آپنے چھوا رکن کو پھر اکڑ کر چلے تین بار اور موافق عادت کے چار بار پھر آئے مقام ابراہیم کے پاس اور نماز پڑھی پھر آپ حجر اسود کے پاس لوٹکر گئے اور چوما اسکو پھر اس دروازہ سے نکلے جو صفا کی طرف ہے پھر جب صفا کے نزدیک پہنچے تو یہ آیت پڑھی بیشک صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں۔ اور فرمایا میں شروع کرتا ہوں جس سے اللہ

نے شروع کیا ہے پھر آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا۔ . . . پھر اترے اور مروہ کو چلے" اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فی صفۃ حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابدؤا بما بدأ اللہ اخرجہ النسائی ھکذا بلفظ الامر وھو عند مسلم بلفظ الخبر

اب ان احادیث سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ کی ترتیب وضعی سے یہ لطیف استنباط فرمایا کہ حج کی حالت میں پہلے صفا پر جانا چاہیئے بعد ازاں مروہ پر۔ اور اسی ترتیب کے مطابق آپ نے ابدؤا فرمایا پس اگر واؤ ترتیب کے منافی ہوا کرتا ہے۔ تو آیت کریمہ ان الصفا والمروۃ میں بھی واؤ موجود ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولوی صاحب کے بیان کردہ قاعدہ کے خلاف ترتیب کیوں ملحوظ رکھی۔ یا تو مولوی صاحب کا قاعدہ غلط ہے یا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولوی صاحب کے نحوی قاعدہ کے خلاف قرآن شریف کی تفسیر کی۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں یا قاعدہ نحو کی پابندی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو غلط ٹھہراتے ہیں۔

(۳) حضرت اقدس نے انی متوفیک اور رافعک الی کا جو ترجمہ لکھا ہے۔ اس میں واؤ کو موجب ترتیب قرار نہیں دیا بلکہ سنت نبوی کے مطابق قرآن کریم کی ترتیب وضعی کو ملحوظ رکھ کر ترجمہ لکھا ہے اسلئے کسی ذی ایمان کا کام نہیں کہ اس طریق پر اعتراض کرے۔ مولوی صاحب کا منشا یہ ہے کہ آیت زیر بحث کا ترجمہ ایسا کرنا چاہیئے جس سے قرآن کریم کی ترتیب وضعی اپنی حالت پر قائم نہ رہے۔ بلکہ کلمات الٰہیہ کو انکے مواضع مناسبہ سے ہٹا کر مقدم الفاظ کو موخر اور موخر کو مقدم بنا دیا جائے یعنی رافعک الی کو مقدم اور انی متوفیک کو موخر سمجھا جائے اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قرآن کریم اس طرز تفسیر کے بارہ میں کیا فتویٰ دیتا ہے۔ مگر اس فتویٰ کے

معلوم کر لیجئے کہ کچھ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طرز تفسیر ان لوگوں کا ہے جنکی اندرونی حالت کا فوٹو یحرفون الکلم عن مواضعہ میں کھینچا گیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے تئے ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ کا قرآنی فتوے اظہر من الشمس ہے۔ اب مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ وہ سنت نبویہ کے مطابق قرآن کریم کی ترتیب کو محفوظ رکھکر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح آیت کریمہ انی متوفیک ورافعک الی کا ترجمہ کریں۔ یا ان لوگوں کی طرح جو یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق ہیں

ہاں اگر مولوی صاحب کو اس بارہ میں شک ہو کہ مومن کی وفات کے بعد اس کی روح کا رفع الی اللہ ہوتا ہے یا نہیں۔ تو انکو چاہیئے کہ وہ احادیث ذیل کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مشکوۃ شریف مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۴۲ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے ثم یخرج بہا الی السماء فیستفتح لہا فیقال من ھذا فیقولون فلان فیقال مرحبا بالنفس الطیبۃ کانت فی الجسد الطیب ادخلی حمیدۃ وابشری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلا یزال یقال لہا ذلک حتی ینتہی الی السماء فیھا اللہ۔ ترجمہ پھر آسمان پر رفع کیا جاتا ہے اور کھولا جاتا ہے دروازہ آسمان کا پھر دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ کون ہے تو جواب دیتے ہیں فرشتے یہ فلانا شخص ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ مرحبا ہے اس روح پاک پر جو پاک جسم میں تھی اندر آجا۔ تو اس حال میں کہ مدح وثنا کی گئی ہے اور خوش ہو ساتھ شادمانی اور خوشبو کے اور اپنے پروردگار سے خوش ہو جو تجھ پر غصہ کرنیوالا نہیں۔ اور یہ بات اس روح پاک سے ہمیشہ کہی جاتی ہے یہانتک کہ اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ جہاں پر اللہ تعالے کا قرب ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۳ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے

اذا خرجت روح المومن تلقاھا ملکان یصعدانہا قال حماد فذکر من طیب ریحھا وذکر المسک قال ویقول اھل السماء روح طیبۃ جاءت من قبل الارض

صلی اللہ علیک وعلیٰ جسد کنت تعمرینہ فینطلق بہ الیٰ ربہ الحدیث۔ مسلم ترجمہ جبکہ نکلتی ہے روح مومن کی ملاقات کرتے ہیں اس سے دو فرشتے اور اوپر لیجاتے ہیں اسکو حماد نے کہا کہ بعد اسکے خوشبو اور مشک کا ذکر کیا کہا اور کہتے ہیں آسمان والے کہ روح پاک ہے آئی ہے زمین کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے رحمت کرے تجھ پر اور اس جسم پر جس کو تو آباد رکھتی تھی پس لے چلتے ہیں اسکو اسکے رب کی طرف آخر حدیث تک جو مسلم کی ہے

پھر اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے

حتی یاتوا بہ ابواب السماء فیقولون ما اطیب ھذہ الریح التی جاءتکم من الارض فیاتون بہ ارواح المومنین فلھم اشد فرحا بہ من احدکم بغائبہ یقدم علیہ۔ ترجمہ یہاں تک کہ لاتے ہیں اسکو آسمان کے دروازوں تک پس تعجب کرکے کہتے ہیں کہ کیا اچھی خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پس پاس اسکے ارواح مومنین کی روحیں آتی ہیں۔ اور انکو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ کوئی ایک تمہارا اپنے کسی غائب آدمی سے ملاقات کرکے خوش ہوتا ہے جبکہ سفر سے وہ لوٹکر آتا ہے یہ حدیث مسند احمد اور نسائی کی ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ میں ہے۔ قال فیصعدون بھا فلا یمرون علیٰ ملاء من الملٰئکۃ الا قالوا ما ھذا الروح الطیب فیقولون فلان بن فلان باحسن اسمائہ التی کانوا یسمونہ بھا فی الدنیا حتی ینتھوا بھا الی السماء الدنیا فیستفتحون لہ فیفتح لھم فیشیعہ من کل سماء مقربوھا الی السماء التی تلیھا حتی ینتھی بہ الی السماء السابعۃ ترجمہ پس لیجاتے ہیں اس روح کو اور جس گروہ فرشتوں کے پاس اسکو لیکر گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پاک روح کون ہے پس وہ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں شخص فلانے کا بیٹا ہے۔ اور وہ نام اسکا لیتے ہیں جو سب ناموں سے اچھا ہے جسکے ساتھ دنیا میں نام رکھا گیا تھا یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں۔ تب آسمان کے

آیۃ الکبریٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ	یہ ایک نہایت عمدہ قابل قدر تالیف ہے جس میں مولوی [illegible] صاحب روحی نے اسماء اللہ کے بارے میں پہلا اسم مسمّٰی اسماء و صفات میں فرق اسماء توقیفی ہیں یا قیاسی ۔ اسماء کی تعداد مقرر ہے یا نہیں

عنوانات سے ان مباحث کا خلاصہ دیا ہے جو متقدمین میں بہت دلچسپی سے پڑھے جاتے تھے پھر ایک ایک اسم باری تعالیٰ کے معنے آیات و احادیث و لغات کے حوالے سے لکھے ہیں الغرض ایسا دلآویز مجموعہ ہے کہ اول سے آخر تک حرف حرف پڑھنے کے قابل ہے دین و دنیا کی حسنات اسمائے الٰہیہ کے علم سے حاصل ہوتی ہیں اسلئے ہر فرد مسلمان کو چاہیئے کہ یہ کتاب پڑھے میں اس کتاب پر ایک مبسوط ریویو کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے بعض حصص کی طرف بھی مولف کو توجہ دلانیکا ارادہ ہے مگر فی الحال تو رسالہ میں جگہ ہی ہے نہ مجھے فرصت ہے انشاءاللہ کسی آئندہ اشاعت میں۔ لکھوائی چھپوائی کاغذ سب اچھا قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ ملنے کا پتہ مہتمم کتب خانہ رزاقیہ کوچہ [illegible] لاہور

حبیب روحانی قیمت ۸	مرزا احمد بیگ والی قیمت	خصوصیت مسیح موعود قیمت	نزول المسیح حصہ دوم قیمت
جاویدانی [illegible] قیمت	کلام محمود	تحفہ [illegible]	کسر صلیب

[illegible] سیاشتہ [illegible]

جناب غلام نبی صاحب	عہ	جناب مولوی [illegible]	عہ	جناب ڈاکٹر [illegible]	
۔ محمد [illegible]		۔ مرزا نظام الدین	عہ	۔ عبدالعزیز	۔ عا
۔ مرزا محمد شفیع		۔ علی احمد	عہ	۔ نظام الدین	عہ
جناب ماسٹر [illegible]	عہ	۔ قاضی نظام الدین		۔ عبدالصمد	۔ عہ
۔ الہ دین		۔ ابو محمد [illegible]	عہ	۔ قمرالدین	۔ عہ
جناب [illegible] عبدالعزیز	عہ	۔ ڈاکٹر [illegible]		۔ میاں محمد اسماعیل	۔ عہ
۔ سلطان محمد		۔ گلاب الدین		۔ سید عابد [illegible]	۔ عا
۔ گلاب الدین		۔ عبدالکریم		۔ حافظ محمد احسن	۔ عہ

[illegible]

رجسٹرڈ ایل ۵۹۴۳

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن



نہایت خوبصورت بنی ہے۔ جس کا چکنا کاغذ خوشخط اور [illegible] لکھائی ہے اور چھپائی بھی صاف ہے۔ یہ جنتری بلاقیمت محصول ڈاک بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں۔ تو ایک کارڈ پر دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کا نام و پورا پتہ لکھ بھیجئے تو واپسی ڈاک سے یہ جنتری آپ کی خدمت میں پہنچیگی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنے اپنے صحت کو درست رکھنے کے لئے بہت لوگ فکر میں رہتے ہیں۔ اور اپنی سن ساتی کو جیسی سمجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں۔ [illegible] وغیرہ کیا کرتے ہیں اور [illegible] کی کوشش کرنے میں خوب کم خرچ بڑی بوٹی [illegible] کے کھوج میں رہتے ہیں اس گرمی کے موسم میں ایسے مقویات کا کھانا بھی نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں [illegible] کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے اس وقت کو [illegible] ہوتی ہے [illegible] سے ماہر ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی باہ کی گولیاں دیکھیں آپ بھی آزمائش کرکے دیکھئے یہ کیسی [illegible] ہے [illegible] پیدا کرتی ہے [illegible] اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو یہ سب شکایتیں دور کرکے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہے۔

اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو

ایک لفافہ میں ایک ٹکٹ اور دس لکھے پڑھے اشخاص کا نام و پورا پتہ لکھکر بھیجئے۔ نمونہ مفت بھیجا جائیگا۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی ایک شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۲/۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ کو ریویو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عہ طلباء کے لئے عہ غیر ممالک کے لئے عہ

خاکسار سید فیروز شاہ کاتب

باہتمام منیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبد السلام پبلشر سے منیجر تشحیذ قادیان نے شائع کیا

مجموعہ الہاماتِ حضرت اقدس علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جسقدر خدا کی وحی از
یوم البعثت تا یوم الوصال نازل ہوئی اور جتنے کشوف و رؤیا
آپکو ہوئے وہ مع مختصر تشریحات و تاریخ نزول با ترتیب تین حصص
میں جمع کئے گئے ہیں۔ البشریٰ حصہ اول قیمت ۱۲؍ دوم ۱۰؍
مکاشفات ۴؍
مگر تینوں کا سٹ صرف عہ میں دیا جائیگا اور صرف حصہ دوم
بھی عہ میں بہت جلد منگوائیے ایسا نہ ہو کہ طبع ثانی کا انتظار
کرنا پڑے ملنے کا پتہ "مینیجر تشحیذ قادیان"

ادعیۃ القرآن قرآن مجید کی تمام دعاؤں کا مجموعہ مع ترجمہ قیمت ۲؍

مکتوبات احمدیہ حصہ دوم { حضرت اقدس کے مکتوبات نجم مسلموں کے نام } قیمت ۸؍

الیس اللہ بکاف عبدہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۴ء

مسیح موعودؑ نے مردے زندہ کئے؟

باوجود قرآن مجید کی روشن تعلیم کے جیسا کہ آیات مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے خدا جانے مسلمانوں میں یہ خیال کس طرح پھیل گیا کہ جو مر جاتے ہیں وہ دوبارہ دنیا میں آتے ہیں کیا انکو علم نہیں کہ اللہ تعالے اپنے وعدوں میں سچا ہے جب وہ فرما چکا کہ مرنے والے اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے تو پھر یہ کیونکر مانا جا سکتا ہے کہ کسی پیغمبر نے مردے زندہ کئے ہیں بہرحال وہ آیات یہ ہیں جن سے عدم رجوع موتیٰ فی الدنیا کا ثبوت اظہر من الشمس ہو۔

۱۔ ثم انکم بعد ذالک لمیتون۔ ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون (پھر اسکے بعد تم مرو گے پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بتا دیا کہ مرنے کے بعد بعثت قیامت کے دن ہی ہوگی اس سے پہلے ہرگز نہیں

۲۔ حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (یہاں تک کہ

جب ان میں سے کسی کی موت آ گئی تو اس نے کہا مجھے واپس لوٹاؤ تاکہ میں جو کچھ چھوڑ آیا ہوں اس بارے میں نیک عمل کروں ہرگز نہیں یہ تو کہنے کی بات ہے اور قیامت تک ان کے آگے ایک اوٹ ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ بعد الموت دنیا کی طرف رجوع کا صرف خیال ہی خیال ہے۔

۳۔ پھر میت یا کافر کی ہوتی ہے یا مومن کی کافر دوزخ میں جاتا ہے۔ اور مومن بہشت میں اور دوزخی یا بہشتی زندگی موت کے بعد فوراً شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس دوزخ یا بہشت سے نکال کر دنیا میں کبھی نہیں لایا جائے گا ارشاد ہوتا ہے۔

ا۔ وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرأ منهم کما تبرءوا منا کذلک یریهم اللہ اعمالهم حسرات علیهم وما هم بخارجین من النار۔ یہ دوزخی لوگ کہیں گے کہ اگر ہم لوٹ کر جا سکیں تو ہم بھی ان معبودان باطلہ سے ایسی ہی بیزاری ظاہر کریں جیسی یہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کے کام حسرت کر کے دکھائے جائیں گے مگر وہ آگ سے نہیں نکلیں گے جس سے ثابت ہوا کہ دوزخ سے نکل کر دنیا میں کوئی نہیں آ سکتا۔

(ب) لا یمسهم فیها نصب وما هم منها بمخرجین۔ بہشتیوں کو بہشت میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ دوسرے مقام پر بلفظ ان بخرجین اس سے ثابت ہوا کہ بہشتی بھی دار السلام سے دار المحن میں نہیں لائے جائیں گے۔

باوجود ان آیات بینات کے پھر یہ عقیدہ فاسدہ کہ مردے لوٹ کر دنیا میں آ سکتے ہیں ہم عناد شان کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فیمسک التی قضی علیها الموت کہہ کر فیصلہ کر دیا ہے کہ اللہ یتوفی الانفس حین موتها۔ اللہ موت کے وقت جو روح قبض کرتا ہے تو جس پر موت کا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔ اس کی روح کو روک رکھتا ہے۔ اور واپس صرف اسی روح کو بھیجتا ہے جس پر نیند طاری ہوتی ہے ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ پھر جو مرے ہوئے کیونکر زندہ ہو کر اس دنیا میں آ سکتے ہیں جب خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو قرآن

مجید میں بیان فرمایا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔ اور تو اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائیگا ہرگز نہیں پائیگا ۔ وہ تو بار بار اپنے قرآن مجید میں فرماتا ہے وحرام علی قریۃ اھلکنھا انھم لا یرجعون جس بستی کو ہمنے ہلاک کر دیا ۔ اسپر لازم ہو کر اسکے اہل دنیا کی طرف نہ لوٹینگے یہ بھی خیال کرنا کہ ہلاکت کا لفظ صرف کفار کے لئے ہے حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا حضرت یوسف کے حق میں آیا ہے ۔ اور ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد مومن کے لئے ہے کیونکہ مومنوں کی ترکہ کی تقسیم کا ذکر ہے ۔ پھر فرماتا ہے الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون ۔ کیا نہیں دیکھتے اس سے پہلے کتنے لوگ ہلاک کئے اور یا تحقیق انکے پاس لوٹکر نہیں آتے نہ آتے ہیں نہ آئینگے پھر فرمایا فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون نہ تو وصیت کر سکینگے اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹینگے پھر یہ عقیدہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ بعض مردے اسی دنیا میں زندہ ہو جاتے ہیں ۔ احادیث سے بھی ایسا ثابت ہوتا ہے چنانچہ ترمذی میں ایک حدیث ہے رسول اللہ صلعم نے جابر کے باپ کا حال بیان کیا کہ انہے بحضور رب العزۃ بیان کیا کہ مجھے زندگی عطا فرمائیے کہ میں پھر شہید ہوں تو خدا نے فرمایا میں حکم دے چکا ہوں کہ مرے ہوئے واپس نہیں کئے جاتے ۔ قال الرب تبارک وتعالی انہ قد سبق منی انھم لا یرجعون ۔ پھر روایات میں یہ بھی آیا کہ کسی کا جوان بیٹا حضور نبی کریم صلعم کے پاس زندہ کرنیکے لئے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے لیجا کر دفن کر دو مردے دنیا میں پھر نہیں آیا کرتے ۔

باقی رہی یہ بات کہ پھر حضرت مسیح کے لئے قرآن مجید میں احی الموتی باذن اللہ آیا ہے سو اسکو دوسرے مقام پر واذ تخرج الموتی باذنی سے صاف کر دیا ہے ۔ تفصیل اسکی یوں کی ہے کہ صفت احیاء خاصہ باریتعالے ہے وہ کسی مخلوق میں کسی طور سے بھی نہیں پائی جاتی ورنہ شرک باری لازم آئیگا ۔ [illegible] ہے

مسیح کوئی خدا نہیں تھا جو مردے قبروں سے زندہ کرتا

شریک باری کا بت نہ ظالم خدا خدا کر۔ خدا خدا کر

اس مضمون کی قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں ان میں سے ایک یہ کہ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم هل من شرکائکم من یفعل من ذٰلکم من شیء سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔ اللہ ہی ہے (اور ایسا کوئی نہیں) جس نے تمہیں پیدا کیا رزق دیا۔ پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائیگا۔ کیا کوئی تمہارے معبودوں میں سے جو ان میں سے ایک بات بھی کر سکے۔ وہ خدا ایسے شریکوں سے پاک ہے اور برتر ہے اس سے جسے یہ شریک بناتے ہیں یہ آیت حجت ہے ان لوگوں پر جو مسیح کو مردے زندہ کرنے والا کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے ایسا کوئی نہیں پھر ایک یہ کہ ایک کافر کہتا ہے انا احی وامیت تو اسے جواب ملتا ہے ربی الذی یحیی ویمیت میرا رب ہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے یہ احیاء و اماتت کا مالک ہی ہے جیسا کہ سورہ الفرقان میں ان لوگوں کے بارے میں جنہیں لوگوں نے معبود ٹھہرا رکھا ہے فرمایا لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوٰۃ ولا نشورا۔ وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ تو خود مخلوق ہیں۔ وہ اپنے ضرر و نفع کے بھی مالک نہیں کسی کو کیا ضرر اور نفع پہنچا سکتے ہیں وہ موت حیات اور مر کے بعد جی اٹھنے کا اختیار نہیں رکھتے پھر اللہ یحییکم ثم یمیتکم اور انہ ھو یحیی الموتیٰ فرما کر تو بالکل فیصلہ ہی کر دیا کہ مردوں کو صرف اللہ ہی زندہ کریگا۔ اور وہ بھی قیامت کے دن اس دنیا میں مردوں کو واپس لانا اللہ کی سنت نہیں چنانچہ سورہ دخان میں کفار کے اس سوال کا ذکر ہے جو کہ پھر زندہ ہونے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں۔ ان ھی الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمنشرین۔ فاتوا بآبائنا ان کنتم صٰدقین۔ قیامت وغیرہ کچھ بھی نہیں صرف ایک دفعہ مرنا ہے اور مر کر مٹی ہو جانا پھر زندہ ہونا کوئی نہیں پس اے محمد اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ۔ قرآن مجید نے انکے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ جو مردے زندہ کر کے دکھاتے رہے اور نہ رسول کریم نے انکے باپ دادا کو زندہ

کرکے دکھایا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سنت اللہ کے خلاف تھا کہ مردے زندہ ہو کر اس دنیا میں واپس آئیں۔ پس انہیں زمین و آسمان کی پیدائش کی طرف متوجہ کیا کہ تم اس نظام عالم پر غور کرو۔ اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ ما خلقنٰھما الا بالحق کہ جب ہم نے انہیں حق و حکمت کے ساتھ بنایا ہے تو منشاء ہے کہ اس دنیا کے بعد ایک دنیا ہو اور وہاں آدمی اپنے اعمال کی جزا پاوے۔

اب یہ بات پایۂ ثبوت پر پہنچ جانے پر کہ مردے دنیا میں زندہ ہو کر نہیں آتے ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ پھر موتیٰ سے کیا مراد ہے اور اس احیاء سے کیا مطلب ہے۔ جو نبیوں کے لئے فرمایا سو یہ بات صرف ان دو آیات سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔

(۱) او من کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا کیا وہ جو مردہ تھا اور ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اسکے لئے نور بنایا جس کے ذریعے وہ لوگوں میں چلتا ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ اندھیروں میں ہے۔ اور ان سے نکلنے کی راہ نہیں پاتا۔ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں میت سے مراد کافر یا غافل انسان ہے اور زندگی سے مراد روحانی زندگی جو اسلام کے سبب حاصل ہوئی گویا قرآنی اصطلاح میں موتیٰ کا اطلاق کفار پر بھی ہوتا ہے جو بقید حیات دنیا میں موجود ہوں۔ جیسے کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ انما یستجیب الذین یسمعون والموتیٰ یبعثھم اللہ ثم الیہ یرجعون یہ لوگ تو مردے ہیں تمہاری بات کیسی مانیں بات وہی مانتے ہیں جو سنتے ہیں (ترجمہ مرزا حیرت) اور موتیٰ کو اللہ اٹھائیگا یعنی ان کفار میں سے بھی کئی مسلمان ہونگے پھر اللہ کی طرف لوٹائے جاوینگے مدارک التنزیل میں ہے والموتیٰ ای الکفار موتیٰ سے مراد کفار ہے۔ پھر فرمایا فانک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (الروم) تو مردوں کو نہیں سنا سکتا نہ بہروں کو اپنی پکار جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں۔ ولوا مدبرین نے بتا دیا کہ وہ مردے ایسے ہیں جو چل پھر سکتے ہیں۔ مدارک میں ہے لے موتیٰ العقل او ھو لدن حکموا الموتیٰ فلا تطمع ان یقبلوا منک (یعنی اس جگہ مرادوں کے مرنے ہیں۔ اور

(اور نفس مردوں کے حکم میں ہیں) پھر فرمایا۔ ان اللہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی
القبور۔ (اللہ جسکو چاہے سنا دے اور تو ان کافروں کو جو مثل مردوں کے قبروں میں ہیں نہیں سنا
سکتے) ترجمہ معالم التنزیل مدارک میں بھی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ اس میں ہے یعنی ان قد علم
من یدخل فی الاسلام ممن لا یدخل فیہ ۔ ۔ ۔ شبہ الکفار بالموتٰی حیث لا ینتفعون
بمسموعھم لعدم انتفاعھم کے سبب کفار کو موتی کہا ہے۔ ان تینوں آیات میں کافروں کو مردہ اور
قبروں میں مدفون فرمایا گیا ہے جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں
موتی کا اطلاق کفار پر بھی ہوتا ہے۔ اور پہلی آیت سے یہ واضح ہے کہ ان کفار کو ایمان سے بہرہ
مند کرنیکو احیا فرمایا اور اس محاورت سے تشریح کرنیکا ہم زندہ کرتا ہے جیسا کہ حکم ہوتا ہے۔
استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ اللہ اور اسکے رسول کا کہا مانو جب وہ تمہیں
زندہ کرنیکے لئے بلائے جب تمام نبیوں کے سردار کے حق میں احیاء کے آنے پر اسکے معنے ہدایت
سے بہرہ مند کرنا ہے تو کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس لفظ کے یہی معنے نہ لئے
جاویں

دوم۔ موتی کا اطلاق ان قریب المرگ یا ہوش و حواس کھو دینے والے بیماروں پر بھی ہوتا ہے
جن پر انسانی عقل و فہم موت کا فتویٰ دیدے اور اسکا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔ فاخذتکم
الصاعقۃ وانتم تنظرون۔ اور تم پر بجلی پڑی۔ اور تم دیکھ رہے تھے ثم بعثنٰکم من
بعد موتکم لعلکم تشکرون۔ پھر ہم نے تمہیں موت یعنی بجلی کی بیہوشی کے بعد اٹھایا تاکہ
تم شکر کرو۔ اور حضرت مریم عرض کرتی ہیں۔ یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔
موت کی حالت ہے اسلئے مریم نے جناب باری میں کہا کہ کاش میں اس سے پہلے بیہوش ہو گئی ہوتی
ہر دو معنی صحیح ہیں اور دونوں معنوں کے رو سے مسیح موعود نے مردے زندہ کئے۔ دین
سے بے خبر لوگوں کو دین سے آگاہ کیا ان میں روحانی زندگی پیدا کی ؎

زندگی بخش جام احمد ہے ۔ کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے

اُنہوں بھی کئی قریب المرگ جن پر اعلیٰ سے اعلیٰ طبیبوں نے موت کا فتویٰ دیا۔ آپ کی توجہ سے زندہ ہوئے۔ اور آپ نے اس معجزہ کو مخالفوں کے سامنے بڑی تحدی سے پیش کیا چنانچہ ۱۸۹۶ء میں وہ اشتہار آپ کے قلم سے دیا گیا۔

آپ کے نے ایک ہی طریق کھلا ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ اسکو حکم نہیں سمجھتے تو آپ کا فرض ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں میں سے ملہم کہلاتے ہیں جیسے علائی غزنوی اور ان کے اور انکے بعض دوار اور اصحابی اور علماء جو اپنے تئیں متقی اور صالح اور اہل کشف اور مشائخ جانتے ہیں۔ وہ اس تفرقہ کے دور کرنے کے لئے میدان میں آویں۔ اور چند بیمار یا مصیبت زدہ باتفاق فریقین منتخب ہو کر بطور قرعہ اندازی انکو اس طرح پر تقسیم کر لیں کہ نصف ان میں سے ہمارے امام الوقت کے حصے میں آویں۔ اور نصف ان میں سے آپ لوگوں کے حصے میں آویں۔ اور اسی جلسہ میں فریقین دعا کریں کہ الٰہی ان دونوں گروہوں میں جو سچا ہے۔ اسکی دعا کی قبولیت ظاہر فرما اور اسکو غالب کر۔ اس دعا کے بعد اگر کسی فریق کے حصہ کے مصیبت زدہ جلد یا دیر سے سب کے سب ان مصیبتوں سے رہائی پا جائیں یا اکثر رہائی پا جائیں۔ تو وہی فریق صادق سمجھا جائیگا۔ اور شرائط اسکی پابندی ہوگی (۱) کہ رہائی پانیوالے کا نام بذریعہ الہام پہلے سے ظاہر کیا جاوے میعاد کی کچھ ضرورت نہیں (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ اس الہام کے شائع کرنے میں چالیس دن سے زیادہ توقف نہ ہو (۳) اس طریق فیصلہ میں تاحق کا لحاظ ہو اور ضروری ہوگا کہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے اس مضمون کا الہام شائع کیا جائے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ فلاں فلاں شخص اپنی مصیبت یا بیماری سے نجات پائیگا۔ اور وہ جب ہوگا کہ وہ اشتہار عام طور پر پبلک میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس میں سے ہر ایک فریق وہ اشتہار فریق مخالف کو بذریعہ رجسٹری شدہ پیکٹ کے پہنچا دے (۴) تیسری شرط

کسی فریق کے غالب سمجھنے کے لئے یہ ہوگی کہ رہائی پانے والے تعداد میں ان لوگوں کو زیادہ ہوں جو فریق مقابل کے حصے میں آئے ہیں۔ پھر اگر ان شرطوں کو کوئی فریق خلاف پورا کرکے یعنی کہ وہ قبل از وقت رہائی پا کر ان کا نام بتلائے اور نیز یہ کہ کثرت فیض رسانی اور نجات دہی کی طرف ثابت ہو جائے تو اسی فریق کو سچا سمجھا جائیگا تب الزام ہوگا کہ دوسرا فریق اپنے دعویٰ اور مخالفت کو چھوڑ دے۔

یہ وہ طریق فیصلہ ہے جس کے ذریعے سے مسلمانوں میں تفرقہ اٹھ جائیگا۔ اگر کہا جائے اسید دعوے ہمارے امام کا نفس انسانی بناوٹ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ اسکے ساتھ نہیں ہے تو چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ بڑی رسوائی کے ساتھ اس مقابلہ میں انکو شکست ہوگی یا موت ہوگی تب یہ کل جماعت توبہ کرکے آپکو آملیگی۔ اور ہماری طرف سے خدا تعالیٰ کی جناب میں اقرار ہے کہ اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ ایسا ہی آپ لوگ ایک مجلس مقرر کرکے اسی طرح تحریری اقرار دیں کہ اگر اس رب العزت نے جو دلوں کے حالات کو جانتا ہے۔ اور صادق اور کاذب دونوں کی نظر کے سامنے ہیں۔ اس امام کو فتح دی اور اس سب بحث اور مقابلہ میں غلبہ اسکو رہا تو آپ لوگ بلا توقف توبہ کرکے اس امام الزمان کے خادمین میں داخل ہو جائیں۔ اور جاہلیت کی موت جو امام الوقت کے شناخت نہ کرنے سے وعید نبوی سے ثابت ہے۔ اس سے اپنے تئیں بچالیں۔ ابھی وقت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے"

پھر جناب عالی نے چشمہ معرفت میں ایسا دعوے شائع کرکے تمام ایران کے ڈاکٹروں اور طبیبوں عاملوں فقیروں عاملوں گدی نشینوں مسمرائزروں سپرچولسٹوں پر حجت قائم کردی۔

لیکن آج ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء کو میرے دل میں ایک خیال آیا ہے کہ ایک اور طرز فیصلہ کا ہے شاید کوئی خدا ترس اس سے فائدہ اٹھاوے اور انکار کے خطرناک گرداب سے نکل آوے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو

اور مجھ کو کافر اور کذاب کہتا ہو وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں یعنی اس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لیکر جو جدا جدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دعا کے لئے تقسیم کر لیں پھر جس فریق کا بیمار بکلی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اسکی عمر زیادہ کی جاوے وہی فریق سچا سمجھا جاوے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے اور میں پہلے سے اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر بھروسہ کر کے یہ خبر دیتا ہوں کہ جو بیمار میرے حصہ میں آویگا یا تو خدا اسکو بکلی صحت دیگا اور یا بہ نسبت دوسرے بیمار کے اسکی عمر زیادہ کریگا اور یہی امر میری سچائی کا گواہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو پھر سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن یہ شرط ہوگی کہ فریق مخالف جو میرے مقابل پر کھڑا ہوگا۔ وہ خود اور ایسا ہی دس اور مولوی یا دس رئیس جو اسکے ہم عقیدہ ہوں یہ شایع کر دیں کہ در حالت میرے غلبہ کے وہ میرے پر ایمان لائینگے۔ اور میری جماعت میں داخل ہونگے اور یہ اقرار تین نامی اخباروں میں شائع کرا دینگے۔ ایسا ہی میری طرف سے بھی یہی شرائط ہونگی...... اس قسم کے مقابلہ سے فائدہ یہ ہوگا کہ کسی خطرناک بیمار کی جو اپنی زندگی سے نومید ہو چکا ہے خدا تعالےٰ جان بچائیگا اور احیاء موتی کے رنگ میں ایک نشان ظاہر کریگا۔ اور دوسرے یہ کہ اس طور سے یہ جھگڑا بڑے آرام اور سہولت سے فیصلہ ہو جائیگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

پھر اس قسم کے نشان کے نمونے بھی بہت سے جماعت میں موجود ہیں کئی ایک مرضے آپکے ہاتھ سے زندہ ہوئے ان میں سے ایک کا ذکر آپ نے حقیقۃ الوحی میں فرمایا جس کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اپنے درس میں کی اور پھر آج کے درس میں صاحبزادہ صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا جس سے میری طبیعت اسکے نظم کرنے کی طرف متوجہ ہوگئی آپ پڑھیں اور ایمان لائیں۔

مُردہ جو مسیح نے زندہ کیا

۱۹ جنوری ۱۹۱۲ء

یہ معجزہ وہ شرع پہ اسرار ہو گیا — جس نے سنا خدا کا پرستار ہو گیا
عبد الرحیم ابن محمد علی رئیس — اک دفعہ کا ہے ذکر کہ بیمار ہو گیا
بیمار ایسا سخت کہ قائم نہ تھے حواس — بچنا مریض بچے کا دشوار ہو گیا
سرسام سے زبان تو پہلے ہی بند تھی — اب آنکھ کھولنے سے بھی بیزار ہو گیا
تھا مرض شدید کہ آخر طبیب بھی — کچھ چارہ اور کرنے سے ناچار ہو گیا
آخر وہ نور دیدۂ اسلام بہر نور — حاضر حضور سید ابرار ہو گیا
کی عرض وہ علاج کی حد سے گزر چکا — بس قابل توجہ سرکار ہو گیا
اب اسکی زندگی کی ذرا بھر نہیں امید — لو جو بفضل حضرت غفار ہو گیا
سن کر یہ بات آپ تو اندر چلے گئے — دروازہ پر کھڑا وہ خدایار ہو گیا
اللہ کو اپنے بندے سے راز و نیاز تھا — خود مانع تندرستیٔ بیمار ہو گیا
لیکن نگاہ خداوند کائنات — صحت بحال کرنے سے انکار ہو گیا
تقصیر صبر سے تو کچھ کیا مسیح وقت — اسکا شفیع بننے کو تیار ہو گیا
لیکن سنی ندا کہ اجازت بھی ہو نصیب — خود ہی سوار کشتی دلدار ہو گیا
فرماتے ہیں حضور کرنا دم ہوا ہے — یہ کیا کیا خلاف ادب کار ہو گیا
آخر بڑے ہی لطف و محبت سے پیار کی — نازل کلام داعیٔ دادار ہو گیا
ارشاد پاک "اے ملک الموت" اذہب — محبوب ذوالجلال کا مختار ہو گیا
باہر خوشی خوشی نکل آئے کہ لیجئے — اب تندرست آپ کا بیمار ہو گیا
دو گھنٹے سے گزرا تھا کہ دین ... — جو اس ادب کی وجہ سے سردار ہو گیا
سن کر یہ مژدہ لوٹے کہ حالت بدل گئی — اور مطمئن ہر اک دل غمخوار ہو گیا

جب الیشع سرپ کے دو قطرے دو گئے	بیہوش تھا جو پہلے وہ ہشیار ہو گیا
پھر رفتہ رفتہ جسم میں طاقت بھی آگئی	اچھا قوی جوان خوش اطوار ہو گیا
یوں مرتے زندہ ہوتے ہیں [illegible]	یوں میرا مسیح ہر [illegible] ہو گیا

اکمل نشاں میرے مسیحا کے ہیں کئی
جن میں سے ایک نظم میں تیار ہو گیا

سوال۔ کیا عیسائی مذہب کے رو سے ایک مسیحی کو عدالت میں قسم کھانا جائز ہے (زینب آفندی ملتوی شم)

جواب۔ جناب ایڈیٹر مجلہ ابلاغ [illegible] مسیحی مصر [illegible] قسم پر فیصلہ قدیم سے چلا آتا ہے چنانچہ بائبل کے متعدد مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی (دیکھو پیدائش ۲۲: ۱۶) اسی طرح عدالت میں قسم کھانا بھی ثابت ہے دیکھو خروج ۲۲: ۱۱ پیدائش ۲۴: ۳ [illegible] وغیرہ۔ [illegible] انجیل میں بالعموم ہر جگہ قسم سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس سے مراد جیسا کہ علمائے کتب [illegible] نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ جھوٹی قسمیں کھانا یا جیسے جھوٹی شہادت وغیرہ مواقع پر لوگ کھایا کرتے ہیں (ترجمہ از ابلاغ [illegible] ۱۹۲۰ء)

خداوند [illegible] پیدائش [illegible] قسم کھائی [illegible]
[illegible] برکت دوں گا

خروج ۲۲: ۱۱ اگر کوئی اپنے ہمسائے پاس گدھا یا بیل یا بھیڑ یا کوئی چار پایہ امانت رکھے اور وہ مر جائے یا چوٹ کھائے یا [illegible] کوئی نہ دیکھے تو ان دونوں کے درمیان خداوند کی قسم سے فیصلہ کیا جاوے کہ اس نے ہمسائے کے مال پر ہاتھ نہیں ڈالا اور اس کا مالک قبول کرے تب وہ اس کا عوض نہ دے۔

پیدائش ۲۴: ۳ ابراہام نے [illegible] سے کہا کہ [illegible] خداوند آسمان و زمین کے خدا کی قسم کھا کہ تو [illegible] کے بیٹے کے لئے [illegible] سے کوئی [illegible]۔

قسم کے بارے [illegible] پیدائش [illegible]

اتحاد الفریقین
فی
اعتقاد الفریقین

منشی غلام حسین صاحب خادم ان نیکدل اصحاب میں سے ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ سنی و شیعہ آپس میں مل بیٹھیں، اور ایسے مناقشات وغیرہ جرأت چھوڑ دیں جن میں سے دین میں ضعف آتا ہے۔ آپ اکثر ایسے مضامین متعدد رسالوں اخباروں میں لکھتے رہتے ہیں مگر ان سب میں سے چوٹی کا مضمون یہ ہے جس میں آپ نے تمام متنازع فیہا امور پر فریقین کی روایات سے یک رو ہو کر کے بتا دیا ہے کہ معتبر روایات میں اتفاق ہے اور اگر ان پر عملدرآمد کیا جائے تو تمام جھگڑے آج مٹ جاتے ہیں ہمیں امید کرنی چاہیے کہ سنی و شیعہ احباب اس مضمون کو بنظر غائر مطالعہ فرمائیں گے اور نیکدل انصاف خواہ اتحاد پسند قابل مضمون نگار کی محنت کی داد دیں گے جس نے اس مضمون کے لکھنے کے لئے بہت سی ضخیم کتابوں (جیسا کہ حوالجات سے ظاہر ہے) کا مطالعہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین مگر کوئی شوخ رنگ اس بارے میں انصاف سے مختصر تحریر فرمائیں گے تو ہم بڑی خوشی سے اسے بھی چھاپیں گے۔ وقفنا اللہ وایاکم لما یرید الحق

ذیل میں بعض ایسے مسائل کتب شیعہ سے اخذ کر کے بیت فریقین کئے جاتے ہیں جن پر اکثر شیعہ سنی میں تکرار رہتی ہے۔ حالانکہ دراصل وہ چنداں قابل تکرار نہیں۔

اس موقعہ پر قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر متنازعہ فیہ مسائل واقعی قابل نزاع نہ تھے تو گزشتہ تیرہ سو برس میں امت محمدیہ میں جو بیشمار جنگ و جدال کی آگ مشتعل رہی اور بیشمار مالی و جانی نقصان بھی ہوا ہے اسکا ذمہ دار کون ہے؟

بجواب گزارش ہو کہ جیسا کہ آئندہ چل کر ناظرین پر منکشف ہو جائیگا فی الواقع کوئی مسئلہ ایسا

اہم ہے تعداد جس کی بنا پر دونوں قوموں میں سخت بغض و عناد کی ناگوار صورت پیدا ہو جاتی۔ اور جس میں کسی نہ کسی طرح اتفاق ناممکن تھا بلکہ جو امر مانع اتحاد تھا وہ زیادہ تر بعض علماء و سلاطین اور ان کے منظور نظر علماء سے دین کی نفسانیت تھی اور اسی لئے وہی لوگ اس تمام بربادی کے ذمہ وار ہیں۔ بہرحال بعض مسلمان غریب مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے لئے آرزو مند ہیں اور ان اسباب کے فراہم کرنے کے متلاشی رہتے ہیں جن کے ذریعہ سے ان دو عظیم الشان قدیمی فرقوں میں سے بغض و منافرت کا ایک حد تک سد باب ہو جائے۔ اور بجائے فتنہ پردازی کے اخوت اسلامی کی ایک روح پھر مسلمانوں میں عود کر آئے یقین ہے کہ اس مضمون کو کمال دلچسپی سے ملاحظہ کریں گے۔ اور خاکسار راقم مضمون کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مسائل متحدہ فریقین

(۱) **اول**۔ قال رسول اللہ علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المہدیین۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثانی ص۲۹

(ا) شیعہ بھی اہل سنت ہیں۔ ملا خلیل قزوینی شیعی شارح اصول کافی فرماتے ہیں "و اہل سنت در حقیقت شیعہ وارد۔ (صافی شرح کافی کتاب فضل العلم باب الاخذ بالسنۃ و شواہد الکتاب جزو نول کشور لکھنو صفحہ ۱۵۱)

(ب) امام حسن علیہ السلام نے جو عہد نامہ صلح امیر معاویہ سے لکھوایا تھا۔ اس کے پہلے فقرہ میں لکھوایا تھا کہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا و سیرت خلفائے راشدین عمل کرے۔ (جلاء العیون مجلسی اردو مطبوعہ لکھنو صفحہ ۲۰)

(ج) جناب علی ایک خطبہ میں فرماتے ہیں کہ سواد اعظم کے ساتھ ہمیشہ پیوستہ رہو خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ۔ نہج البلاغۃ حصہ اول ص۲۸۸ مطبوعہ مصر۔

(۵) جناب علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔ جلاء العیون مجلسی و ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب امام سجاد و شہداء کربلا۔

(۲) دوم۔ افضلیت قرآن و سنت رسول صلعم

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل اول ص ۲۷

(۲) عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا گیا کہ رسول صلعم نے بوقت وفات کونسی وصیت زبانی انہوں نے کہا کہ وصیت کوئی نہیں فرمائی۔ راوی نے کہا پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیسے لازم ہو گیا یا حکم لگایا کہ وصیت کیا کریں؟ قال اوصی بکتاب اللہ تو کہا کہ ہاں کتاب خدا کی وصیت فرمائی بخاری کتاب الشروط باب الشروط صفحہ ۳۸۲

روایات شیعہ (۱) رسول اللہ صلعم نے فرمایا قرآن کی بزرگی تمام کلاموں پر اس طرح ہے جس طرح خدا کو اپنی مخلوق پر ہے۔ فضل القرآن علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ رسول صلعم سے پوچھا گیا کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا عمل کونسا ہے تو فرمایا قرآن کا پڑھنا فان رسول اللہ سئل ای الاعمال افضل عند اللہ قال قرأۃ القرآن بحار اعلم (؟) کلینی شیخ صدوق فصل ۱۰ فی القرآن مطبوعہ ایران

(۲) عیاشی نے تفسیر قرآن نے روایت کی ہے حارث اعور سے کہ میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا امیر المومنین جب ہم آپ کی خدمت میں مشرف ہوتے ہیں تو ایسی باتیں سنتے ہیں جن سے ہمارا دین اور قوی ہوتا ہے لیکن جب آپ سے رخصت ہو کر جاتے ہیں تو لوگوں سے مختلف اور مبہم باتیں سنتے ہیں جنکی کچھ بھی خبر نہیں کہ ان کا مطلب کیا ہے جناب نے فرمایا کہ کیا ایسا کرتے ہیں پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا اے محمد صلعم عنقریب تیری امت میں فتنہ ہوگا تب میں نے دریافت کیا کہ اس فتنہ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے تو کہا کتاب اللہ کہ جس

میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے اور وہ محکم ہے اور فیصلہ کرنے
والا ہے حق و باطل میں اور کلام ہزل نہیں ہے الخ اتانی جبرئیل فقال یا محمد ستکون فی
امتک فتنة قلت فما المخرج فقال کتاب اللّٰہ فیه بیان ما قبلکم من خبر و خبر ما بعدکم
وحکم ما بینکم وھو الفصل لیس بالھزل من التمس الھدی فی غیرہ اضله اللّٰہ
وھو حبل اللّٰہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم الخ

اصول کافی اور عیاشی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جبرئیل سے ایک
حدیث ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب فتنے شب تاریک کی طرح تم پر چھا
جائیں تو اسوقت قرآن کو نصب العین بنانا کیونکہ وہ شفاعت کرنیوالا اور شفاعت کیا گیا ہے
باطل کے مٹانے والا اور حق کی تصدیق کرنے والا ہے جس نے اسکو امام بنایا وہ اسکو جنت
میں لیجائیگا اور جس نے اسکو پس پشت ڈالا وہ اسکو جہنم میں پھینک دیگا وہ راہنما ہے نیکی
کی رہنمائی کرتا ہے فاذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن
فانه شافع مشفع وماحل مصدق ومن جعله امامه قادہ الی الجنة ومن جعله
خلفه ساقه الی النار وھو الدلیل یدل علی خیر سبیل الخ

فرمایا رسول صلعم نے کہ قیامت کے دن مجھ سے تبلیغ رسالت کی بابت پوچھا جائیگا اور
تم سے پوچھا جائیگا کہ کتاب خدا اور میری سنت پر کہاں تک عمل کیا۔ انی
مسئول عن تبلیغ الرسالة واما انتم فتسألون عما حملتم من کتاب اللّٰہ وسنتی

روایات مذکورہ بالا کے لئے دیکھو مقدمہ سادس فی نبذ مما جاء فی الوصیة بالتمسک
بالقرآن وفضله تفسیر صافی ملا محسن فیض مطبوعہ بمبئی

(۴) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت کے دن قرآن مجید سے بڑھکر کوئی بھی شفاعت کرنے
والا کوئی ملک کوئی رسول شفیع۔ فضل منزلته عند اللّٰہ تعالی یوم القیامة من القرآن
کا بھی دلالت کرتا ہو۔ نہج البلاغہ مشہور شرح علامہ ابن میثم مطبوعہ ایران جلد

(۴) جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کوئی قول مفید نہیں جب تک اسپر عمل بھی نہ کیا جائے اور کوئی قول وعمل مفید نہیں جب تک اسکی نیت نہ کی جائے اور کوئی قول وعمل ونیت مفید نہیں جبتک وہ سنت رسول اللہ صلعم پر مبنی نہ ہو۔ عن امیر المؤمنین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ لا قول الا بعمل ولا قول ولا عمل الا بنیۃ ولا قول وعمل ونیۃ الا باصابۃ السنۃ۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۳

(۵) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے کتاب اللہ وسنت محمد صلعم کے خلاف کیا تحقیق اسنے کفر کیا من خالف کتاب اللہ وسنۃ محمد فقد کفر اصول کافی ص۳۳

(۳) سوم مخالفت سب صحابہ رضی لا تسبوا اصحابی

ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کو برا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے تو ثواب میں صحابہؓ کے ایک مد کے برابر بھی نہ ہوگا بلکہ اسکے نصف کے برابر بھی نہ ہوگا بخاری جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۹

روایات شیعہ۔ جس نے مجھکو برا کہا اسکو قتل کردو جس نے میرے صحابہ کو برا کہا پس تحقیق اسنے کفر کیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اسکو کوڑے مارو۔

یقال من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فقد کفر وفی خبر اخر ومن سب اصحابی فاجلدوہ۔

مرے ہوئے لوگوں کو برا نہ کہو کیونکہ انہوں نے عمل آگے بھیجے تھے اسکا عربی اصل یہ ہے۔ لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا۔ کتاب جامع الاخبار محقق ابن بابویہ فصل ۱۳۵ فی السب

شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میں تمکو اصحاب پیغمبر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ انکو دشنام نہ دو۔ وصیت میکنم شمارا

یا اصحاب پیغمبر سے کرا کی ارشاد فرمایا۔ مدینہ حیات القلوب جلد ۲ مطبوعہ نولکشور ص ۵۰۵

(ب) تفسیر مجمع البیان اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے کہ جناب صادق علیہ السلام سے آنحضرت صلعم کے اس قول کی تفسیر پوچھی گئی۔ ان الشرک اخفی من دبیب النمل علی صفا سوداء فی لیلۃ ظلماء۔

یعنی فرمایا حضرت صلعم نے کہ چیونٹی جو اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر جاری ہو اسکی چال سے بھی شرک زیادہ تر مخفی چیز ہے۔

اسکے جواب میں امام صادق نے فرمایا کہ مومنین لوگ مشرکوں کے معبودوں کو برا کہتے تھے اسلئے مشرکین بھی مومنوں کے خدائے برحق کو برا کہتے تھے پس خدا نے مومنوں کو انکے معبودوں کو برا کہنے سے منع کردیا مبادا کفار مومنوں کے خدا کو برا کہنے لگیں اور کہ مومنین مشرک باللہ کے مرتکب ہو جائیں ایسے طریق سے جو انکے وہم و گمان میں نہ آئے دیکھو لئلا یسبوا الکفار الہ المومنین فیکون المومنون قد اشرکوا باللہ من حیث لا یعلمون تفسیر صافی زیر آیت ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔

نوٹ۔ گویا سب کہنا شرک کے رنگ میں ہو بلکہ شرک ہو

رسالہ اعتقادات میں امام صادق علیہ السلام کی بابت وارد ہے کہ کسی نے انکو آگاہ کیا کہ میں نے ایک شخص کو مسجد میں دیکھا ہے کہ آپ کے دشمنوں کے سب کرنے کا اعلان کرتا ہے اور خود بھی سب کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا اسکو لعنت کرے اسکو کیا پڑی ہے وہ لوگوں کو ہمارے برخلاف برانگیختہ کرتا ہے حالانکہ خدا نے فرمایا ہے ولا تسبوا الذین یدعون الآیۃ تفسیر صافی زیر آیت ولا تسبوا الذین یدعون الخ

نیز دیکھو رسالہ اعتقادیہ محقق ابن بابویہ مع شرح ارشادیہ باب ۲۲ مطبوعہ لکھنؤ

ج۔ جناب علی علیہ السلام نے سنا کہ انکے اصحاب لشکر شام کو بوقت جنگ صفین سب کرتے ہیں تو فرمایا کہ مجھکو یہ ناگوار ہے کہ تم سب کہنے والے بنو۔ ومن کلام لہ علیہ السلام وقد

سمع قوماً من اصحابہ یسبون اہل شام ایام حربہم بصفین" انی اکرہ ان تکونوا سبابین"
نہج البلاغۃ حصہ اول صفحہ ...

د۔ قال الصادق علیہ السلام "لا تدع الیقین بالشک والمکشوف بالخفی ولا تحکم علی ما لم تره بما تروی عنہ۔ قد عظم اللہ عز وجل امر الغیبۃ وسوء الظن باخوانک من المومنین فکیف بالجرأۃ علی اطلاق قول واعتقاد زور وبہتان فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عز وجل اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواہکم ما لیس لکم بہ علم وتحسبونہ هیناً وهو عند اللہ عظیم وما دمت تجد الی تحسین القول والفعل فی غیبتک وحضرتک سبیلاً فلا تتخذ غیرہ قال اللہ تعالیٰ وقولوا للناس حسناً واعلم ان اللہ تعالیٰ اختار لنبیہ من اصحابہ طائفۃ اکرمہم باجل الکرامۃ وحلاہم بحلیۃ التائید والنصر والاستقامۃ لصحبتہ علی المحبوب والمکروہ وانطق لسان نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بفضائلہم ومناقبہم وکراماتہم واعتقد محبتہم واذکر فضلہم واحذر مجالسۃ اہل البدع فانہا تنبت فی القلب کفراً وضلالاً وان اشتبہ علیک فضیلۃ بعضہم فکلہم الی عالم الغیب وقل اللہم انی محب لمن احببتہ انت ورسولک فانہ لم یکلف فوق ذالک" ملخصاً کتاب مصباح الشریعۃ باب الخمسون فی معرفۃ الصحابۃ مطبوعہ ایران یعنی فرمایا امام صادق علیہ السلام نے کہ یقینی امور کو بعض شکوک اور نامعلوم باتوں سے ترک نہ کرو اور جب تک روایت شدہ امر کو مشاہدہ نہ کرے اس پر حکم نہ لگا۔ تحقیق خدا کے نزدیک اگر تو اپنے مومن بھائیوں کی ہی غیبت اور بدگمانی کرے تب بھی بڑی گناہ کی بات ہے چہ جائیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی طرف تو کسی بات کو یا جھوٹے اعتقاد یا بہتان کو منسوب کرے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ (حضرت عائشہؓ پر بہتان باندھنے والوں کی بابت)

تب تم اس بہتان کو اپنی زبانوں پر لاتے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور تم اسے آسان (بات) سمجھتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت گناہ کی بات تھی"

اور جب تک تو کسی قول یا فعل کی چیز ہی موجود نہ ہو جو ایمان کی عدم وجود کی دلیل ہو تو کرنے کی گنجائش پا سکے تو تعریف اور تحسین کرتا رہ اور اسکے سوا دوسری راہ اختیار مت کر۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لوگو تم ابھی یا آئندہ کسی سے کچھ جان لو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلعم کے واسطے اسکے اصحاب میں سے ایک گروہ کو کشتی کی زندگی پر کرم بنایا ہے اور وہ سب کے سب رسول کے ساتھ تھے کے صلہ میں انکو اپنی تائید اور نصرت و محبت قدسی کے خلعت سے آراستہ فرمایا۔ اور اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انکے فضائل و مناقب و انکے اجر عزیز بیان کرائے ہیں پس اے طالب! تو انکی محبت پر قائم رہ اور انکے فضائل بیان کر اور اہل بدعت کی مجلس سے الگ تھلگ رہ کیونکہ وہ دلوں میں گمراہی کو پیدا کرتی ہے اگر کسی صحابی کی فضیلت میں تجھکو شبہ پیدا ہو جائے تو اسکو خدائے عالم الغیب کے سپرد کردے اور یوں کہہ کہ اے اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں جس کو تو اور تیرا رسول دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھتا ہوں جو تیرا اور تیرے رسول کا دشمن ہے خدا نے اس سے زیادہ کچھ اور کرنے کا مجھکو مکلف نہیں بنایا

۵۔ علامہ میر فتح اللہ شیرازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی (ترجمہ تحقیق تم اور جن کو اللہ کے سوا تم پوجتے ہو جہنم کے ایندھن ہو)

قریش نے کہا کہ محمد صلعم ہمارے بتوں کو گالیاں دیتے ہیں ورنہ ہم بھی آپ کے خدا کی ہجو صفات کاملہ کے ساتھ ہجو نے برائی کریں گے تو آیت اتری۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ یعنی مشرک لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن کو پوجتے ہیں ان کو برا نہ کہو الخ ذکر کرو ورنہ انکے حق میں برا کہنا ان کے باعث ہے جو خدا کو برا کہیں گے

قریش گفتند کہ اے محمد زبان از دشنام و بہتان گویان کوتاہ کن و گرنہ خدائے ترا کہ بعبادت کا اعلا دعا میکنی دشنام گوئیم آیت شد "ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله" دشنام مدہید آنرا کہ می پرستند من دون الله بجز خدائے و بقبائح ایشان ایذا مکنید "فیسبوا الله" کہ ایشان در مقابل آن ناسزا گویند خدائے را "عدوا بغیر علم" بغیر از علم از روئے جہل و نادانی۔

نوٹ۔ اس روایت و تفسیر آیت سے شقاقت کے معنی و مفہوم کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے تفسیر اسی مجمع البیان میں فضل مفسر نے ایک اور مسئلہ بھی بیان کیا ہے وہ یہ کہ اگر کوئی کام فرمانبرداری شریعت کی قسم سے ہو لیکن اسکا نتیجہ گناہ و نافرمانی کی حد تک پہنچے۔ تو اسکا ترک کر دینا واجب ہے کیونکہ شر و فساد و حکم بھی یہاں نہ ہوتا امر ضرور ترتب ہے۔

"و درین دلیل است بر آنکہ طاعت ہرگاہ مودی بمعصیت شود ترک آن واجب است چہ مودی بشر شر است"

"و در مجمع آوردہ کہ آیت دلالت میکند بر آنکہ جائز نیست کہ از مکلف فعلے یا قولے صادر شود کہ مودی بمعصیت غیر او شود"

یعنی مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت (ولا تسبوا الذین الخ) دلالت کرتی ہے اس پر کہ مکلف (تابع شریعت) سے کوئی ایسا فعل یا قول سرزد نہ ہونا چاہیئے جس سے کوئی دوسرا شخص معصیت کا مرتکب ہو جائے۔

اسکے بعد ہی تفسیر صافی والی روایت لکھی ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے کسی نے حدیث رسول صلعم ان الشرک اخفی من دبیب النمل الخ کے معنے دریافت کئے تو پوری روایت اوپر مذکور ہو چکی ہے مگر لکھنے کی حاجت نہیں ہو جس کا مطلب تھا کہ مومن شرک کا ارتکاب کرتا ہے حالانکہ اسکو خبر نہیں ہوتی "از سب اینہا اہل شرک منع نمود تا کفار ب از مومنان نہ کنند و مومنان بجہت آن شرک نیارند یعنی کافر نہ شوند از جائیکہ ندانند"

"پس دانست فیر کفر بر گفتار کلا کفر کافر است" یعنی خود اگر مومن کفر نہ کہے لیکن جب وہ

دوسرے کو کافر کہنے کا باعث بنتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر منہاج الصادقین جلد سوم ایران ۱۳۴۸ھ زیر آیت لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ سورہ انعام صفحہ ۴۲۰ اور علامہ فخر الدین بن محمد علی الطریحی النجفی اپنی مشہور و معروف لغت قرآن و حدیث میں لکھتے ہیں

"فی الحدیث ذکر الرافضة والروافض وهم فرقة من الشيعة رفضوا ای ترکوا زید بن علی حین نهاهم عن الطعن فی الصحابة فلما عرفوا مقالته وانه لا یبرئ من الشیخین رفضوه ثم استعمل هذا اللقب فی کل من غلا فی هذا المذهب و اجاز الطعن فی الصحابة" دیکھو مجمع البحرین مطلع النیرین طبع تہران زیر لفظ رفض صفحہ ۲۲۲

یعنی حدیث شریف میں رافضہ اور روافض کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ شیعوں میں سے وہ فرقہ ہے جنہوں نے رفض کیا یعنی ترک کر دیا حضرت زید بن امام زین العابدین علیہما السلام کو جب کہ اس (زید) نے انکو صحابہ پر طعن کرنے سے منع فرمایا جب انکو معلوم ہو گیا کہ آپ یہ کہتے ہیں اور یہ کہ شیخین پر آپ تبرا نہیں کہتے تو انہوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا اسکے بعد یہ لفظ مستعمل ہوگیا ہر اس شخص کے لئے جو اس مذہب میں غلو کرے اور صحابہ کے حق میں طعن کرنے کی اجازت دے۔

نوٹ۔ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ صحابہ رسول صلعم پر عموماً اور جناب شیخین پر خصوصاً طعن کرنا اور تبرا کہنا شیعیان اہل سنت کے شایان شان نہیں ہے بلکہ یہ رافضیوں کا فعل ہے۔ اور یہ کس قدر غور اور مسرت کا مقام ہے کہ خود امام حسین علیہ السلام کے پوتے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے نور عین حضرت زید شہید بھی طعن و تبرائے صحابہ و شیخین کو ناجائز جانتے تھے۔

(۱۵) قاضی نور اللہ شوستری کا فتوےٰ بھی سن لیجئے آپ فرماتے ہیں "مفہوم تشیع آنست کہ در صدر صحیفہ معلوم شد و سب و لعن و اظہار تبریت بیگانہ کہ از امام خلفائے ثلثہ منقاہ بر

زبان شیعہ جاری نشود و امر ایشاں واجب نیست اگر جاہلان شیعہ حکم بوجوب بعضی کنند سخن ایشاں معتبر
نیست چنانکہ جاہلان اہل سنت حکم بوجوب قتل شیعہ میکنند (مجالس المومنین مجلس اول مطبوعہ ایران ص۳۰)
(ترجمہ) شیعہ کے معنی و مفہوم تو وہی ہیں جو کتاب کے شروع میں بتلائے گئے ہیں (یعنی) شیعہ کسے
است کہ خلیفہ بحق بعد از پیغمبر صلوات اللہ علیہ و آلہ امیر المومنین علیہ السلام را داند و سنی کسے است
کہ ابوبکر را داند۔" دیباچہ مجالس المومنین ص۳

اور سب اور لعنت کرنا اس میں معتبر نہیں یہاں تک کہ بھی ممکن ہو کہ لفظ ثلاثہ کا نام بھی زبان پر نہ آیا
جائے۔ اور ان پر لعنت کرنا واجب نہیں ہے اور جاہل شیعہ سنت کے واجب ہونے کا حکم لگا دیں۔ تو ان کی
بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے جیسے کہ جاہل اہل سنت شیعوں کے قتل کے واجب ہونے کا حکم
لگاتے ہیں۔"

(۴) چہارم۔ مذمت بدعت

فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنت
فصل ثانی ص۳۰

روایات شیعہ۔ (ا) کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ جامع
الاخبار محقق ابن بابویہ فصل ۸۲ ص۳۰ و ہو آخر الکتاب۔

یعنی دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا نتیجہ آگ ہے۔
(ب) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے "کل بدعۃ ضلالۃ
وکل ضلالۃ فی النار" اصول کافی مطبوعہ نولکشور ص۳۲ کتاب العلم باب البدع والرأی والمقاییس
(ج) عن زرارۃ۔ قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الحلال والحرام فقال
حلال محمد حلال الی یوم القیٰمۃ وحرامہ حرام ابدا الی یوم القیٰمۃ لا یکون غیرہ
ولا یجیء غیرہ وقال قال علی ما احد ابتدع بدعۃ الا ترک بہا سنۃ اصول کافی ص۳۲
کتاب العلم باب البدع نیز تفسیر صافی جلد ۲ زیر آیت کما صبر اولوا العزم من الرسل

(ترجمہ) زرارہ سے مروی ہے کہا اس نے کہ میں نے پوچھا امام صادق علیہ السلام سے بابت حلال اور حرام کے تو فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جس چیز کو حلال کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی حلال ہے روز قیامت تک اور جس کو آنحضرت صلعم نے حرام فرمایا وہ ہمیشہ کے لئے روز قیامت تک حرام ہے نہیں ہوگا سوائے اسکے اور نہیں داخل ہوگا شریعت میں سوائے اسکے اور کہا کہ فرمایا ہے جناب علی علیہ السلام نے جس شخص نے کوئی بدعت دنیا میں تجویز کی ضرور ہے کہ اسنے ایک سنت رسول صلعم کو ترک بھی کیا ہوگا۔

(۳) امام صادق سے مروی ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی کونسی بات ہے جس سے انسان مشرک ہوجاتا ہے فرمایا اس طرح پر کہ ایک شخص نے کوئی بات گھڑلی اور پھر اسکی بناء پر لوگوں سے محبت کرتا ہے یا بغض رکھتا ہے۔

عن الصادق انہ سئل عن ادنی ما یکون بہ الانسان مشرکاً قال من ابتدع رأیاً فاحب علیہ او ابغض علیہ تفسیر صافی زیر آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ سورہ نساء

(۴) وفی الحدیث عن امیر المومنین علیہ السلام من جدد قبراً او مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام المومن لا یصطف النعت (باب النوادر بعد باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم)

(ترجمہ) جس نے کوئی قبر نئی بنائی یا کوئی مثال بنائی وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

(۵) قال الصدوق واختلف مشائخنا فی معناہ فقال محمد بن الحسن بن الولید یعنی انہ قال لا یجوز تجدید القبور ولا تطیین جمیعہ بعد مرور الایام وبعد ما طین فی الاول وذکر عن سعد بن عبد اللہ انہ کان یقول انما ھو من حدد قبراً بالحاء الغیر المعجمۃ یعنی بہ من سنم قبراً وذکر عن احمد بن ابی عبد اللہ البرقی انہ قال انما ھو من جدث قبراً وتفسیر الجدث القبر فلا ندری ما عنی بہ والذی اذھب الیہ انہ جدد بالجیم ومعناہ نبش قبراً لان من نبش قبراً فقد جددہ واحوج الی تجدیدہ وقد جعل

جدثاً محفوراً ثم قال اقول ان التجدید علی المعنی الذی ذهب الیہ محمد بن الحسن الصفار والتحدید بالحاء غیر المعجمۃ الذی ذهب الیہ سعد بن عبداللہ والذی قال البرقی من انہ جدث کلہ داخل فی معنی الحدیث وان من خالف الامام فی التجدید والتسنیم والنبش واستحل شیئاً من ذلک فقد خرج من الاسلام والذی اقول فی قولہ من مثل مثالاً انہ یعنی بہ من ابدع بدعۃ ودعا الیها او وضع دیناً فقد خرج من الاسلام

۔۔۔ وجد الشیئ جداً بالکسر فهو جدید وهو خلاف القدیم وجدد فلان الامر واجدہ واستجدہ اذا احدثہ فهو جدید وهو خلاف القدیم والجدیدان اللیل والنهار

مجمع البحرین زیر لفظ جدد صفحہ ۔۔۔ ومن لا یحضرہ الفقیہ باب النوادر ۔۔۔

(ترجمہ) فخر المحدثین شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ اس حدیث (من جدد قبراً الخ) کے معانی میں ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے محمد بن الحسن الصفار نے کہا ہے کہ لفظ جدد ساتھ جیم کے ہے اور سوا اسکے نہیں اور ہمارے شیخ محمد بن الحسن بن ولید سے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب قبر گر جائے اور ابتداء میں قبر پر مٹی ڈالی جائے تو پھر تمام قبر کی تجدید کرنا یا پھر مٹی ڈالنا ناجائز ہو جاتا ہے اور بعد میں صاحب اشرف ایک بات مذکور ہے کہ جب انھوں نے کہ حدیث میں ابھائے جدد کے دراصل حدد ہے ساتھ حاء حطی کے اور اسکا مطلب ہے کہ جس نے قبر کو بلند بنایا اور احمد بن ابی عبداللہ برقی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ دراصل حدیث جدث ہے اور جدث کی تفسیر قبر ہے لیکن کچھ پتہ نہیں کہ ان سے انکا کیا مطلب تھا۔ اور وہ شخص جو اس معنی کی طرف گیا کہ لفظ دراصل جدد ہے ساتھ جیم کے اور اسکے معنے ہیں کھودنا قبر کو (اغلباً) ارادہ کفن چرانے کے ایک مرتبہ جس نے قبر کو کھودا پس تحقیق اسنے اسکی تجدید کی اور اسکی تجدید کی حاجت پڑ گئی اور اسنے قبر کو گڑھا بنایا پھر کہا کہ میں صدوق کہتا ہوں کہ خواہ یہ لفظ بمعنی تجدید کے ہو جس کی طرف محمد بن حسن الصفار گئے ہیں خواہ بمعنی تحدید ہو ساتھ حاء غیر معجمہ کے جسکی طرف سعد بن عبداللہ گئے ہیں یا وہ معنی جو برقی نے کئے ہیں کہ جس نے قبر بنائی۔ یہ سب

معانی اس حدیث کے اللہ داخل ہیں اور تحقیق جس کسی نے مخالفت کی ارشاد امامؑ کی پس تجدید و تسنیم قبر کے اور اسی میں سے کسی چیز کو حلال جانا پس تحقیق خارج ہو گیا اسلام سے۔

اب وہ معنی جو میں (صدوق) کہتا ہوں جناب علی علیہ السلام کے ارشاد من مثل مثالاً کے یہ ہیں۔ کہ اس سے امامؑ کا مطلب تھا کہ جس کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی۔ اور دوسروں کو اسکی پیروی کی طرف بلایا یا کوئی دین وضع کر لیا پس تحقیق وہ خارج ہو گیا اسلام سے انتہیٰ (من لا یحضرہ الفقیہ) الخ

(۵) قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ من اتی ذا بدعۃ فوقرہ فقد سعی فی ھدم الاسلامؕ
رسالہ اعتقادیہ مع شرح ارشادیہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۳

یعنی شیخ صدوق نے رسالہ مذکورہ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بدعت والے کے پاس جائے اور اسکی بڑائی کرے اسنے درحقیقت اسلام کے برباد کرنے میں کوشش کی مطلب یہ کہ بدعتی کی ہر طرح سے مخالفت اور تحقیر کرنی ضروری ہے نہ کہ اسکی عزت و توقیر کرنا۔

اصول کافی میں یہی حدیث یوں مروی ہے من اتی ذا بدعۃ فعظمہ فانما یسعی فی ھدم الاسلام۔ کافی کتاب العلم باب البدع ص ۳

(۶) والبدعۃ بالکسرۃ والسکون المحدث فی الدین وما لیس له اصل فی کتاب ولا سنۃ وانما سمیت بدعۃ لان قائلها ابتدعها من نفسه ومنه الحدیث من توضأ ثلاثاً فقد ابدع ای فعل خلاف السنۃ لان ما لم یکن فی زمنه فهو بدعۃ والبدع بالکسر والفتح جمع بدعۃ قال بعض شراح الحدیث البدعۃ بدعتان بدعۃ هدی وبدعۃ ضلال فما کان فی خلاف ما امر الله به ورسوله فهو فی حیز الذم والانکار وما کان تحت عموم ما ندب الله الیه وحض علیه او رسوله فهو فی حیز المدح وما لم یکن له مثال موجود کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف

فهو من الافعال المحمودة لا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما امر الله به ورسوله لان النبی قد جعل له فی ذلک ثوابا فقال من سن سنة حسنة کان له اجرها واجر من عمل بها وقال فی ضده من سن سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها وذلک اذا کان علی خلاف ما امر الله به ورسوله (مجمع البحرین زیر لفظ بدع صفحہ ۳۲۸)

یعنی لفظ بدعت ساتھ زیر اور جزم کے معنے میں نئی بات دین میں اختراع کرنا اور وہ جس کی اصل نہ کتاب خدا میں ہو نہ سنت میں اور اسکو اسی لئے بدعت کہا گیا ہے کہ اس کے قائل نے اسکو اپنے دل سے بنایا ہے اور اسکے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ جس نے تین تین دفعہ وضو میں پانی بہایا پس تحقیق اسنے بدعت کی یعنی خلاف سنت کیا کیونکہ جو امر رسول صلعم کے زمانہ میں مروج ہو پس وہ بدعت ہے اور بدع ساتھ زیر اور زبر کے جمع ہے بدعت کی۔ بعض شارحین حدیث نے فرمایا ہے کہ بدعت کی دو قسم ہیں ایک ہدایت والی بدعت دوسرے گمراہی والی پس جو امر خلاف حکم خدا و رسول کے ہو پس وہ مذمت اور انکار کی حد میں آیا گیا ہے۔ اور جو امر عموماً خدا اور رسول کے فرمان کے ماتحت آسکے پس وہ خوبی کے سلسلہ میں داخل ہے۔ اور جو امر ہو جسکی مثل خواہ موجود ہو مثلاً کسی قسم کی جود اور سخاوت اور بھلائی کا کام پس وہ اچھے کاموں میں سے ہوجاتا ہے اور جائز نہیں کہ اسکو شریعت کے برخلاف کہا جائے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اسکے ثواب رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے سنت حسنہ کو جاری کیا واسطے اس شخص کے اسکا اجر ہے اور ساتھ ہی اسپر عمل کرنیوالا کا بھی اور اس کے مقابل میں فرمایا کہ جس نے کسی برے طریقہ کو جاری کیا اسکی برائی کا بوجھ اسکی گردن پہ ہے اور ساتھ اسپر عمل کرنے والے کی برائی کا بھی۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ وہ طریقہ خدا اور خدا کے رسول صلعم کے حکم کے مخالف ہو۔

پس حضرات اہل سنت و اہل تشیع اپنے اپنے موجودہ کاموں پر جنہیں ثواب سمجھکر کرتے ہیں۔ غور فرمالیں کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور پھر خلفائے راشدین

کے عہد میں باوجود ضرورت شیعی سامان کئے جاتے تھے یا نہیں اگر تھے تو بیشک یہ بھی اپنے کلام
ورنہ چھوڑ دیں۔

(۵) پنجم مسئلہ خلافت و امامت

(۱) لا ائمۃ من القریش" مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۰۹

(۲) خلفاء راشدین کی خلافت حسب وعدہ الٰہی منصوص آیت استخلاف خلافت حقہ و منجانب اللہ تھی۔

(۳) میعاد خلافت نبوت تیس سال تھی۔ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ

(۴) خلفائے راشدین میں جناب علی رابع الخلفاء یعنی چوتھے خلیفہ رسول مقبول ہیں۔

(۵) اہلسنت دوازدہ امام علیہم کی دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور انکو گو مثل شیعوں کے من کل الوجوہ معصوم نہیں مانتے تاہم انکو طاہر نیکو کار ضرور مانتے ہیں۔

(۶) امامت دوازدہ امام علیہم السلام تابع خلافت نبوت ہے۔

(۷) خلافت کے لئے رسول صلعم نے کسکو صریحاً نامزد نہیں فرمایا

روایات شیعہ بمقابلہ نمبر (۱) قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں پیغمبر صلوات اللہ علیہ و آلہ فرمود کہ الائمۃ من القریش و حاصل آں این است کہ ائمہ و اولیائے آنحضرت صلعم از قریش خواہد بود نہ از غیر قریش۔ مستند مجالس المومنین شرح حدیث الائمۃ من قریش آل محمد کنجوم السماء صفحہ ۹ مطبوعہ ایران

ترجمہ: فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ الائمۃ من القریش۔ اور اسکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے امام اور اولیاء قریش سے ہونگے اور قریش سے باہر کے نہ ہونگے

(۸) کتاب نہج البلاغۃ میں ایک خطبہ ہے جو جناب علی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کو فرمایا تھا کہ انھوں نے لشکر روم کے مقابلہ کے لئے بذات خود سفر کرنیکا ارادہ کیا تھا اور دوسرے صحابہ سے مشورہ کرتے کرتے جناب علی علیہ السلام سے بھی دریافت کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ و

قد توکل اللہ لاھل ھٰذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی نصرھم وھم قلیل لا ینتصرون ومنعھم وھم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت۔ نہج البلاغۃ من کلامہ علیہ السلام وقد شاورہ عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسہ مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۷۶

علامہ ابن میثم اپنی مشہور شرح نہج البلاغہ میں اسکی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وتضمن ستر ذلک بافاضۃ النصر علیھم وھٰذا الحکم من قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم دیکھو ابن میثم مطبوعہ ایران جزو ۱۹

اسی خطبہ کا ترجمہ فارسی صاحب ناسخ التواریخ نے یوں کیا ہے:

"فرمود بتحقیق ساحت اہل این دین را ستر حریم و نصرت ایشان خداوند وکیل و کفیل است آنکس کہ ایشان را با قلت عدت و ضعف نیست نصرت کرد زندہ جاوید است" ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم مطبوعہ ایران ۱۳۱۳ زیر عنوان مشورت کردن ابو عبیدہ جراح با عمر الخطاب از کثرت سپاہ روم و جنگ ماہان در سال پانزدہم ہجری

حاصل مطلب یعنی اہل اسلام کا کارساز وضامن پروردگار ہے وہ ذات جس نے انکی مدد کی باوجودیکہ وہ قلیل اور بے سروسامان تھے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے شارح ابن میثم کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ذمے لیا ہے کہ اپنی نصرت بخشیوں سے انکی پردہ پوشی کرے اور یہ حکم مستنبط ہوتا ہے آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا الخ

اسی طرح غزوہ نہاوند کے موقعہ پر عمر نے خود میدان جنگ میں جانیکا ارادہ کرکے صحابہ سے مشورہ کیا۔ تو جناب علی علیہ السلام نے فرمایا

ان ھٰذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع

علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ و ناصر جندہ الخ نہج البلاغہ جز اول ص ۲۳۷

صاحب ناسخ التواریخ اس خطبہ کا مطلب بزبان فارسی یوں تحریر فرماتے ہیں۔ و خلاصہ معنی ایں کلمات بفارسی چنیں میباشد کہ علی علیہ السلام فرمود کہ ایں امر را رایت نصرت افراشتن و اگرنہ فرو گذاشتن بکثرت و قلت لشکر نیست ایں دینے است کہ خدائے بر آورد و ذخیرہ داد چنانکہ جہاں را فرو گرفت و رسید آنجا کہ رسید و اینک با ہر وعدہ خداوند ایستادہ ایم چہ مومناں را وعدہ نہاد کہ در ارض خلیفتی دہد چنانکہ پیشینیاں را و دین ایشاں را استوار دارد و خوف ایشاں را بہ ایمنی بدل فرمائد تا بر ہمہ ادیان غلبہ جویند و خداوند بوعدہ وفا کند و لشکر خود را نصرت دہد الیٰ آخرہ ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم زیر عنوان وقائع سال بیست و یکم ہجری در فتح نہاوند بدست لشکر عرب مطبوعہ ایران ص ۶۳۳

یعنی جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امر خلافت کو نصرت کثرت لشکر پر موقوف نہیں نہ اسکی بے رونقی کا باعث قلت لشکر ہو سکتا ہے یہ وہ دین ہے جس کو خدا نے بنایا۔ اور اس کو طاقت دی چنانچہ وہ عالمگیر ہو گیا اور یہاں تک پھیلا جہاں تک کہ اسے پہنچنا تھا۔ اور ہم تو خدا کے اصل کے امیدوار ہیں کیونکہ اسنے خود مومنوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ زمین میں انکو خلیفہ بنائیگا جیسے کہ اگلوں کو اسنے بنایا تھا۔ اور انکے دین کو مستحکم کریگا اور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ تاکہ تمام دوسرے دینوں پر غالب آ جائیں۔ اور خدا اپنے وعدے کو ضرور پورا کریگا۔ اور اپنے لشکر کو نصرت دیگا

فروع کافی میں ابی عمیر ار جیلے سے ایک طویل روایت ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ خدا کے دین کی دعوت کرنا اور جہاد کرنا کسی خاص قوم کے لئے مخصوص ہے یا کہ ہر مسلمان کے لئے مباح ہے امام علیہ السلام نے ان مجاہدین فی سبیل اللہ کے متعلق بہی شرح و بسط سے ذکر فرمایا ہے جو خدا کی طرف سے مجاز و ماذون ہوتے ہیں۔ اسی ضمن میں یہ فرمایا ہو کہ ان مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کے ساتھ جہاد کئے وہ بھی مجاز نہ ماذون تھے" فقط

لأ تلوا ھم بآیات اللہ عزوجل لصرفی ذلک" فروع کافی جلد ۲ باب ما یجب علیہ الجہاد ومن لا یجب۔

(۳) عن اسید بن صفوان صاحب رسول اللہ ؐ قال لما کان الیوم الذی قبض فیہ امیر المؤمنین علیہ السلام ارتج الموضع بالبکاء ودھش الناس کیوم قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وجاء رجل باکیا وھو مسرع مسترجع وھو یقول الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ الخ اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد امیر المؤمنین ص ۲۹۹

صاحب ناسخ التواریخ نے اس روایت کا ترجمہ فارسی میں بایں الفاظ کیا ہے:

"از علمائے شیعہ کلینی وصدوق ذیل اسناد خود از اسید بن صفوان کہ از جملہ اصحاب رسول خدا است حدیث می کنند کہ چوں امیر المؤمنین علیہ السلام ازیں جہاں رخت برگرفت مانند روزیکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ازیں جہاں برفت دہشت عظیم درمردم افتاد وزمین از فزع وبکا لرزید مردے پیر فرتوت بی استرجاع کرد ومی گفت امروز خلافت نبوت انقطاع یافت وآں شخص پیغمبر علی رفت وعلیہ السلام بایں اشک ریزاں وشتاب کناں رواں تا بدرسرائے علی علیہ السلام بایستاد الخ" ناسخ التواریخ جلد سیم از کتاب دوم ذکر احتمال امیر المؤمنین ص ۴۲۹

ترجمہ: اسید بن صفوان صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس دن جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فوت ہوئے۔ آہ وبکا سے زمین کانپنے لگی اور لوگ دہشت زدہ تھے جیسے کہ روز وفات حضرت رسالت مآب صلعم میں ہو گئے تھے اس وقت ایک شخص روتا ہوا آیا اور جلدی جلدی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا اور کہتا تھا کہ آج کے دن نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔

اصل روایت مذکورہ میں تو اس شخص کا نام نہیں ظاہر کیا گیا مگر جیسے فاضل مورخ ناسخ نے لکھا ہو علامہ قزوینی بھی صافی شرح کافی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

مراد به رجل الیاس یا خضر باشد . . . دیگفت امر بر یده شد جانشینی کرد و دو مسائل باشد یعنی بعد ازیں تا ظہور قائم جانشینی جہل و شیعت خواہد بود اسافی کتاب الحجۃ باب مولد امیر المومنین صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ لکھنؤ

یعنی اس شخص سے مراد الیاس ہیں یا خضر وہ کہتے تھے کہ جو وہ خلافت قطع ہو گئی جس سے مسائل شرعیہ کا علم حاصل ہوتا تھا اس سے مطلب یہ ہے کہ پھر ظہور حضرت مہدی علیہ السلام تک جہالت اور شیعت کی جانشینی ہوگی۔ انتہیٰ

(۲) ابن بابویہ قال حدثنا ابو الحسن محمد بن ابراھیم بن اسحاق × × × × قال حدثنی یحیی بن سعید البلخی عن علی بن موسیٰ عن ابیہ عن آبائہ عن علی بن ابی طالب قال بینا انا امشی مع النبیؐ فی بعض طرقات المدینۃ اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیۃ بعید ما بین المنکبین فسلم علی النبیؐ ورحب بہ ثم التفت الی فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الیس کذلک ہو یا رسول اللہ فقال لہ رسول اللہؐ بلی ثم مضی فقلت یا رسول اللہ ما ھذا الذی قال لی ھذا الشیخ وتصدیقک لہ قال انت کذلک والحمد للہ ان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ والخلیفۃ المجعول فیھا ادم وقال عز وجل یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق وھو الثانی وقال عز وجل حکایۃ عن موسیٰ حین قال لھارون اخلفنی فی قومی واصلح فھو ھارون اذا استخلفہ موسیٰ فی قومہ وھو الثالث وقال اللہ تعالیٰ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن اللہ تعالیٰ وعن رسولہ وانت وصیی ووزیری وقاضی دینی والمؤدی عنی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی فانت رابع الخلفاء کما سلم علیک الشیخ اولا تدری من ھو قلت لا قال ذاک اخوک الخضر علیہ السلام فاعلم دیکھو کتاب قیام القائم جناب سلیمان بحرانی مطبوعہ ایران مقصد اول باب حدیث نمبر ۷ نیز مقصد ثانی باب نمبر ۱

نمبر ۱۰ عاشر نیز دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ خلف نمبر ۲۰۱۶

(ترجمہ) معقل ابن داؤد نے روایت کی ہے جناب علی علیہ السلام سے کہ فرمایا آپ نے کہ ہم اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم مدینہ جا رہے تھے کہ آگے سے ایک طویل القامت شخص و دراز ریش ملا جس کے کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا اس سے دوچار ہوتے پہلے رسول صلعم کی خدمت میں سلام اور مرحبا عرض کیا اور پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سلام ہو آپ پر اے چوتھے خلیفے اور خدا کی رحمت اور برکات ہوں پھر کہا اے رسول خدا کیا ایسا ہی نہیں رسول صلعم نے جواب میں فرمایا ہاں ٹھیک ہے پس جب کہ وہ بزرگ چلا گیا تو میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ جو اس بزرگ نے کہا اور جس کی آپ نے تصدیق فرمائی اسکا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم ایسے (رابع الخلفاء) ہی ہو۔ وہ امر ہے خداے تعالے نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اور جو خلیفہ اس نے بنایا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ اور پھر خدا نے فرمایا اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو یہ دوسرے خلیفہ تھے اور خدا نے موسیٰ کی طرف سے حکایت فرمایا جب کہ انھوں نے ہارون کو کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ بنو اور اصلاح کرو پس وہ ہارون تھے جب کو قائم مقام بنایا۔ کہ موسیٰ نے اپنی قوم میں اور خدا نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے تمام لوگوں کو حج اکبر کے دن اطلاع دی جاتی ہے پس تم تھے اسکا پہنچانے والے خدا اور اسکے رسول کی طرف سے اور تم میرے وصی اور وزیر ہو اور میرے قرضہ کے ادا کرنے والے اور میری طرف سے ادا کرنے والے اور تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں پس تم چوتھے خلیفہ ہو جیسا کہ اس بزرگ نے سلام کرتے ہوئے تم سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ وہ کون تھے میں نے عرض کی کہ نہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ تمہارے بھائی خضر علیہ السلام تھے پس جان لو۔

نوٹ۔ مطابق اس روایت کے جناب علی چوتھے خلیفہ ہونے تھے تو وہ اصحاب ثلاثہ بھی خلیفہ ہوئے

یا نہ ہوتے۔ مگر عالم علم لدنی حضرت خضر نے آپ کے تئیں رابع الخلفاء ہی کا لقب تجویز کیا کہ خلفاء رسول صلعم میں بھی آپ چوتھے درجہ پر خلیفہ ہوئے۔ اور اس ترتیب خلافت میں آپ کی شان اور منزلت مکرم کی کمی نہیں ہو گئی جف القلم بما ھو کائن۔

(۵) بہ ضمن بیان اصول دین۔ دوازدہ امام علیہم السلام کی عصمت کا ذکر کرتے ہوئے خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی اپنی آخری تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقرہ چہارم تصدیق بہ دوازدہ امام خصوصاً عصمت ایشاں کہ بہ عقل و نقل ہر دو ثابت شدہ و بعید نیست قول بعضی کہ کافی نیست در ایمان باعتقاد امامت و وجوب طاعت ایشاں چنانکہ از حدیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویاں کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعیان اعتقاد عصمت ایشاں را نداشتہ اند بلکہ ایشاں را علماء نیکوکار میدانستہ اند چنانکہ از رجال کشی ظاہر میشود و مع ذلک ائمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ بعدالت ایشاں میکردہ اند کتاب حق الیقین فارسی فصل ۴ در بیان معانی ایمان و اسلام و کفر و ارتداد است۔

ترجمہ۔ تصدیق بارہ اماموں کی خاص کر کے معصوم ہونے کی ضروری ہے جو کہ عقل و نقل دونوں سے ثابت ہے اور دوسرا قول بھی بعید نہیں ہے کہ ہم ایمان میں صرف اعتقاد امامت اور اماموں کی اطاعت کے واجب ہونے پر ہی بس کریں جیسے کہ حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعوں میں ایک گروہ اماموں کے زمانہ میں ہوگزرا ہے جو عصمت ائمہ کے قائل نہ تھے بلکہ انکو علماء نیکوکار مانتے تھے چنانچہ کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے باوجود اس اعتقاد کے ائمہ کرام انکو مومن بلکہ روایت بیان کرنے میں بھی انکو عدول فرمایا کرتے تھے۔

(۶) عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان اللہ ارسل محمداً الی الجن والانس وجعل من بعدہ اثنی عشر اوصیاء منہم من سبق ومنہم من بقی وکل وصی جرت بہ سنۃ والاوصیاء الذین من بعد محمد علی سنۃ اوصیاء عیسیٰ وکانوا اثنی عشر وکان امیر المومنین علیہ السلام علی سنۃ المسیح اصول کافی کتاب الحجۃ باب [illegible]

ق کا ثانی عشر ص۳۴۴

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت محمد صلعم کو خدا نے پیغمبر بنا کر لوگوں کی طرف مامور کر کے بھیجا اور آنحضرت صلعم کے بعد بارہ وصی بنائے بعض ان میں گزر بھی چکے ہیں اور بعض ان میں سے ابھی باقی ہیں۔ اور تمام وصی ایک خاص سنت کے نمونہ پر ہوتے ہیں تو جن وصیا نے بعد رسول صلعم کے مقرر ہوئے تھے انکو وصیائے عیسیٰ کی سنت پر کیا گیا۔ جو کہ تعداد میں بارہ تھے۔ اور خود جناب علی حضرت مسیح علیہ السلام کی سنت پر تھے

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب جہاد پیغمبر ہیں۔ اور قرآن میں خدا نے انکو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل فرمایا ہے آنحضرت صلعم خود بھی اپنے آپکو مثیل موسیٰ جانتے تھے چنانچہ جناب علی علیہ السلام کو فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ جنگ بدر میں ابوجہل کو فرعون ھذہ الامۃ فرمایا تفسیر صافی سورہ انفال ذکر غزوہ بدر۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپکے اوصیا بجائے موسیٰ کے اوصیاء کے عیسیٰ علیہ السلام کے اوصیاء کی سنت پر جاکر مقرر ہوں کیا موسیٰ کا کوئی وصی نہ تھا ضرور تھا فریقین میں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا شاید وصی میں بڑا جھگڑا صرف دوازدہ امام علیہم السلام کی ذریت امامت یا خلافت کا ہے۔ اس کا تو اس حدیث سے فیصلہ ہوگیا۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب دوازدہ امام عیسیٰ کے وصیوں کو مثیل ہوگئے تو امت محمدیہ میں سے موسیٰ کے اوصیا کی سنت پر بھی کسی کو ہونا چاہیئے تھا یا نہ؟ اور پھر کوئی ہوا ہے تو وہ کون ہے؟

سلا: جناب علی علیہ السلام نے اپنی خلافت کے شروع ایام میں ایک خطبہ عام لوگوں کو سنایا۔ انی کنت کارھا لہٰذا الامۃ علی امۃ محمد حتی اجتمع رایکم علی ذلک لانی سمعت رسول اللہ ص یقول ایما وال ولی الامر من بعدی اقیم علی حد الصراط ونشرت الملئکۃ صحیفتہ فان کان عادلا انجاہ اللہ بعدلہ وان کان جائرا انتقض بہ الصراط الخ صاحب ناسخ التواریخ نے اسکا فارسی ترجمہ درج کیا ہے۔

"اے گروہ مردم خدا مکشوف ساخت کہ من خلیفتی کا ایں امت را کردہ و دانستم ہمہ شما بعد از من بجائے
شہید و ایں کار بر من افگندید بعد از رسول خدا و شنیدم کہ فرمود ہر کس بعد از من حکومت امت بدست
گیرد و ایں امر بعد مرا لعنت کنم و فرشتگان خداے نامہ عمل او را باز گرفتہ کہ ہر کار بعدل کردہ
گروہ و بیرے آتش افتد۔" ناسخ التواریخ جلد سوم کتاب ۲ قم کتاب ۲ جلد مطبوعہ ایران ص۲۳

یعنی سنو اے لوگو خدا کو معلوم ہے کہ مجھکو خلافت گوارا نہ تھی مگر تم سب متفق ہو گئے اور یہ
کام میرے سر پر ڈالا اور گوارا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے فرماتے
تھے کہ جو کوئی بھی امت کا فرمانروا بنے۔ اس کو جہاں میں پل صراط پر کہ" ہو جائیگا اور خدا کے فرشتے
اسکے نامہ اعمال کو کھولکر دیکھیں گے اگر عدل سے خلافت کی تو صراط سے گزر جائیگا ورنہ ستر گز میں
دھکیل دیا جائے۔

(ب) ملا باقر مجلسی نے بھی حیات القلوب میں ایسی کئی روایات کو وصایا میں بیان کیا ہے جو
آنحضرت صلعم نے مرض الموت میں تمام مہاجرین و انصار کے روبرو فرمائی ہیں۔ بخوف طوالت
ایک روایت کا آخری حصہ عرض کرتا ہوں۔

"پس کسے کہ والی امرے شود در میان مسلمانان باید کہ نیکوکار انصار را نوازش کند و از بدکرداران ایشان
عفو نماید۔ وایں آخر مجلسے بود کہ حضرت بر منبر نشست تا آنکہ بحق تعالیٰ ملاقات کرد۔" حیات القلوب
جلد ۲ ص ۵۸۳ مطبوعہ نولکشور

یعنی جو کوئی والی امر مسلمانوں میں سے ہو اسکو لازم ہے کہ نیکوکار انصار پر نوازش کرے
اور جو ان میں سے بدکردار ہوں انکو معاف کر دیا کرے اور یہ آخری مجلس تھی جس میں آنحضرت منبر پر
بیٹھے اسکے بعد اپنے مولا کریم سے جا ملے۔

(۶) ششم۔ وراثت انبیا و مسئلہ فدک

(۱) بروایت ابوبکر صدیق رض فرمایا رسول صلعم نے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ
(۲) بروایت عائشہ صدیقہ رض لا نورث ما ترکناہ فہو صدقۃ "موطا امام مالک باب ما

جامع ترمذی مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۲۹۳

(۳) عن عمرو بن الحارث۔ ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ درھما ولا دینارا ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ۔ بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف مطبوعہ مصطفائی دہلی ص۳۸۳ بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا مطبوعہ مصر ص۲

(۴) بروایت صدیق۔ انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نحن معاشر الانبیاء لا نورث ذھبا ولا فضۃ ولا دارا ولا عقارا وانما نورث الکتب والحکمۃ والعلم والنبوۃ تاریخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ ص۲۵

(۵) الجیار رضا منذری حضرت سیدہ علیہا السلام سالۃ ابو بکر صدیق در باب مطالبۂ فدک اخرجہ الشیخان فی کتاب الموافقہ منقول از مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ ذکر تقسیم میراث آنحضرت صلعم۔

روایات شیعہ

(۱) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیئ منھا فقد اخذ حظا وافرا الخ اصول کافی کتاب فضل العلم ص۱۸

اس حدیث کی شرح میں فاضل قزوینی لکھتے ہیں۔

یعنی روایت است از امام جعفر صادق علیہ السلام گفت کہ داناں میراث بعد از پیغمبر خود وارثان پیغمبر خود در بیان این کہ پیغمبران بمیراث نگذاشتہ اند برائے امت خود زر نقرہ و طلا را بلکہ آنچہ بمیراث گذاشتہ اند برائے امت سخنے چند است از سخنان ایشان مراد سخنانے است کہ در بیان احکام الٰہی است خواہ در کتابہائی صحیح باشد و خواہ صریح نہ شدہ باشد مثل آنچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ آنرا صریح کردہ در کتاب جامع کہ بیانش می آید در حدیث چہارم

باب بہترین ہر کہ دانش بہم رسانید بچیزے ازاں سخن ان بس فرزگرفت حصہ کہ شد از میراث چہ میراث اہل جہاں چہ داں دخویشاں نسبت و آں اہل است الامساوی شرح کافی کتاب العلم

بخوف طوالت خلاصہ مطلب اصل حدیث لکھا جاتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں یعنی انبیاء کرام ورثہ نہیں دیتے درہم اور دینار جیسے دولت دنیا وارثے دیتے ہیں۔ بلکہ ورثہ دیتے ہیں احادیث اپنی احادیث سے اور جس نے اس سے کچھ پایا بہت کچھ پایا۔

وفی الخبر نحن معاشر الانبیاء لا نورث یقتضی انتفی واو دکسر ھا قال بعضهم وحکمۃ انہم کانوا بالاسلامۃ فما انہم لکہم و لئلا یظن بہم الرغبۃ فی الدنیا مجمع البحرین زیر لفظ ورث

ترجمہ اور حدیث میں آیا ہے نحن معاشر الانبیاء ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہم ورثہ نہیں دیتے بعض نے کہا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ انبیاء اپنی امت کے لئے مانند باپوں کے ہوتے ہیں پس انکی مال سب امت کے لئے ہوگا ہے یا یہ اسلئے کہا ہے کہ انکے حق میں دنیوی رغبت کا گمان نہ ہو سکے۔ صاحب مجمع نے اس حدیث کی صحت سے انکار نہیں کیا ہے لیکن اسکا مطلب اور علت عدم توریث کی بیان کرنا منقول ہو کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید میں دو پیغمبروں کے ورثہ کا ذکر ہے۔ اس موقعہ پر مناسب ہے کہ اسکی تشریح بھی اولاد ائمہ کرام علیہم السلام سے کیجائے قرآن میں پہلے داؤد علیہ السلام کے ورثہ کو لیتے ہیں وورث داؤد سلیمان۔

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس ورثہ کی کیفیت یوں مروی ہے قال ابو عبد اللہ ع ان سلیمان ورث داؤد و ان محمدا ورث سلیمان و انا ورثنا محمدؐ الخ اصول کافی کتاب الحجۃ

یعنی سلیمان وارث ہوئے داؤد کے اور سلیمان کے وارث ہوئے محمد صلعم اور ہم وارث

نے ورثہ پایا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سے دوسرا مورد قرآن میں زکریا اور یحییٰ کے متعلق مذکور ہے یرثنی ویرث من آل یعقوب۔

اسکے متعلق بھی اصول کافی میں امام علیہ السلام سے مروی ہے ثم مات زکریا فورثہ ابنہ یحییٰ الکتٰب والحکمۃ وھو صبی صغیر اما تسمع لقولہ عز وجل یا یحییٰ خذ الکتٰب بقوۃ واٰتیناہ الحکم صبیا اصول کافی کتاب الحجۃ باب حالات الائمۃ فی السن ص۱۳۲

(ترجمہ) پھر فوت ہوئے زکریا علیہ السلام اور انکے وارث ہوئے یحییٰ اور ورثہ میں پائی یحییٰ نے کتاب اور حکمت حالانکہ وہ خورد سال بچے تھے کیا تو نے خدا کے قول کو نہیں سنا یا یحییٰ خذ الکتٰب بقوۃ الآیۃ۔ دونوں ورثوں کے متعلق اب مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ ناظرین کو خود واضح ہوگیا ہے کہ دونوں مقامات پر دنیاوی مال و دولت کا ورثہ مراد نہیں بلکہ کتاب اور علم و حکمت کے ورثے مراد ہے۔ دیکھو الفرادو۔

(۴) علامہ قطب الدین راوندی نے آنحضرت صلعم کے زہد کے ذکر میں روایت کیا ہے واما زھدہ فھو انہ ملک من اقصٰی الیمن الی عمان الی اقصٰی الحجاز الی نواحی العراق ثم توفی وعلیہ دین ودرعہ مرھونۃ بطعام لاھلہ ماترک درھما ولا دینارا ولا شید قصرا ولا غرس نخلا لنفسہ ولا شق نھرا۔ کتاب الخرائج والجرائح باب فی الموازنۃ من المعجزات۔ یعنی آپ کے زہد کی کیفیت تھی کہ آپ ملک یمن کے پرلے سرے سے عمان اور انتہائے ملک حجاز اور حدود عراق تک کے بادشاہ تھے لیکن جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے ذمہ قرضہ واجب الادا تھا اور آپکی زرہ کسی کے پاس گرو تھی۔ جہاں سے اپنے کنبہ والوں کے واسطے جنس خوراک لی تھی چھوڑا آپ نے کوئی درہم نہ کوئی دینار نہ اپنی ذات کے لئے کوئی محلسرائے تعمیر کرائی نہ کوئی باغ لگوایا نہ کوئی نہر کھدوائی۔

(۵) فاضل ابن میسم بحرانی نے ایک روایت اپنی شرح نہج البلاغۃ میں لکھی ہے جس سے صاف طور پر فدک کی کیفیت اور ناراضگی رضامندی حضرت سیدہ کا ثبوت ہے۔ دیکھو؟

ایک قابلِ توجہ روایت

وروی ان ابابکر رضی لما سمع کلامها احمد الله واثنی علیه وصلی علی رسوله
ثم قال یا خیرة النساء وابنة خیر الآباء والله ما عدوت رای رسول
الله ولا عملت الا بامره وان الرائد لا یکذب اهله وقد قلت فابلغت واغلظت فاهجرت
فغفر الله لنا ولك اما بعد فقد دفعت آلة رسول الله صلعم ودابته وحذاءه الی علی
واما ما سوی ذلك فانی سمعت رسول الله یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذهبا ولا
فضة ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمة والعلم والسنة وقد عملت
بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول الله قد وهبها لی قال فمن یشهد بذلك فجاء علی
ابن ابی طالب وام ایمن فشهدا لها بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف
فشهدا ان رسول الله کان یقسمها فقال ابوبکر صدقت یا ابنة رسول الله وصدق علی
وام ایمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمن وذلك ان لك ما لابیك کان رسول الله یاخذ
من فدك قوتکم ویقسم الباقی ویحمل منه فی سبیل الله ولك علی الله ان اصنع بها
کما کان یصنع فرضیت بذلك واخذت العهد علیه به وکان یاخذ غلتها فیدفع الیهم
منها ما یکفیهم ثم فعلت الخلفاء بعده کذلك الی ان ولی معاویة فاقطع مروان ثلثها
بعد الحسن ثم خلصت له فی خلافته وتداولها اولاده الی ان انتهت الی عمر بن عبد العزیز
فردها فی خلافته علی اولاد فاطمة الخ شرح ابن میثم جزء ۵ طبع ایران

(ترجمہ) روایت ہے کہ ابوبکر نے جب فاطمہ کا کلام سنا خدا کی حمد وثنا الٰہی اور رسول صلعم پر
درود بھیجا پھر عرض کی اے عورتوں میں سب سے بہتر اور سب باپوں سے بہتر باپ کی بیٹی خدا کی قسم
میں نے رسول اللہ صلعم کی رائے مبارک سے تجاوز نہیں کیا ہے اور نہ بجز انکے حکم کے کوئی کام
کیا ہے اور بہ تحقیق سردار قوم اپنے اہل کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا بیشک آپ نے کہا اور پہنچا دیا اور
آپ ناراض ہو گئیں اور جدا ہو گئیں خدا تعالیٰ ہمکو اور آپکو بخش دے، اما بعد پس تحقیق رسول اللہ
صلعم کے ہتھیار اور علم اور سواری کا جانور میں نے علی کو دے دئے ہیں اور ماسوا انکے میں نے رسول اللہ صلعم

سو سنا فرماتے تھے ہم انبیاء کی جماعت کسی سے میراث نہیں لیتے اور نہ ہماری میراث کوئی لیتا ہے وارث نہیں چھوڑتے
لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت میں چھوڑتے ہیں اور جو کچھ آنحضرت صلعم نے مجھکو حکم فرمایا تھا میں اوسپر
عمل کیا اور خیر خواہی کی بیوقت فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ فدک مجھکو ہبہ کر دیا تھا ابوبکرؓ
نے عرض کیا اسکا گواہ کون ہے تو جناب علی مرتضیٰ آئے اور گواہی دی اور ام ایمنؓ آئیں اور گواہی دی پھر عمر بن خطاب اور
عبد الرحمن بن عوفؓ آئے اور گواہی دی کہ رسول صلعم اسکو تقسیم فرمایا کرتے تھے ابوبکرؓ نے عرض کی اے دختر
رسول خدا آپ نے بھی سچ فرمایا اور علیؓ اور عبد الرحمنؓ نے بھی سچ کہا ہیں اور اس طرح پر کہ جو آپکے واسطے مال
کے تھے وہ آپکے لئے ہیں ہے رسول اللہ صلعم فدک کی آمدنی سے آپکا خرچ لیکر باقی تقسیم فرمایا کرتے تھے
اور فقراء کی راہ اللہ میں سو سوار کرتے تھے اور میں آپکو خدا کو گواہ کرتا ہوں اسی طرح عمل کرونگا جس طرح
رسول اللہ فرمایا کرتے تھے اسپر حضرت فاطمہؓ راضی ہو گئیں اور ابوبکرؓ نے اسکا عہد کر لیا اور ابوبکرؓ فدک کا غلہ
جسقدر آمدنی ہوتی تھی لیکر بقدر ضرورت انکو دیا کرتے تھے پھر اور خلفاء بھی اسی کے مطابق کرتے تھے یہاں تک
کہ معاویہ متولی خلافت ہوا اسنے بعد وفات امام حسنؓ کے تیسرا حصہ مروان کو مخصوص کر دیا پھر اسکی خلافت
میں یہ خالصہ ہو گیا پھر اسکی اولاد کے بعد دیگرے اسکو لیتی رہی یہاں تک کہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے
انھوں نے اپنی خلافت میں اس فدک کو اولاد حضرت سیدہؓ کو واپس دیا۔
تاریخ التواریخ نے بھی اس روایت کو ابتدائی حصہ اس مقدمہ کا ذکر کر کے جہاں حضرت عائشہؓ نے ذکر کے
ہبہ ہونیکا ذکر کیا ہے اسکے بعد ابوبکر صدیقؓ نے جو حدیث روایت فرمائی حضرت سیدہؓ کے منع کرنیکی
کی ہے اسکا ذکر کامل مباحثہ کے ہونے تک ہے کہ ابوبکرؓ نے عرض کیا اگر یہ تقریر جناب سے منقول ہے تو وہ رسول
نقش مکرم ہیں جاتے ہیں ان مسائل کی امت نے صدیقؓ کو اسکا حال معلوم ہو جاتا ہے اور جو خداوندی کی
تو بیانات محمدی کے ارشاد سے فرمانات حضرت صدیقؓ کی فضیلت اور فرح مرتضیٰ کی اور حضرت کی اپنے نفسوں پر
حکم تو ہم کچھ دوست ہیں بات جاری ہوئی ہے اور فدک پر تو تم کیا تو عرض کی اسی کے
کتنا ادا اور گمان لازم ہے تاریخ التواریخ جلد دوم کتاب پنجم ذکر فدک مطبوعہ ایران
اور حصہ اسی کی ابتدا میں ہم نے ذکر کیا ہے اور جو حدیث روایت کی ہے
کی ایک جماعت نے اس ہبہ کو درست جانا ہے اور ہم جو حال دیکھیں کچھ اختلاف ہے جو آپکی مرضی ہو
ارشاد فرمائیں آپ امت محمدؐ کی سرداریں اور اپنے فرزندوں کے لئے الحمد للہ آپکی فضیلت کو دور
نہیں کر سکتے اور آپکی بزرگی کو پست نہیں کر سکتے آپکا حکم جو کچھ کہ میرے پاس ہے اس میں جاری ہے ہم

مولوی محمد حسین بٹالوی

کا

رجوع عن التکفیر

مولوی محمد حسین بٹالوی وہ صاحب ہیں جنھوں نے سب سے پہلے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے لئے کفر کا فتویٰ مرتب کیا اور پھر دوسرے مولویوں سے اس پر تائید کرائی چنانچہ تھوڑی مدت گذری ہے وہ اس فتوے کی تشہیر یوں الفاظ کرتے ہیں

"مرزا غلام احمد کے اعتقادات مذکورہ اور اعتقادات کفریہ نقل کر کے علماء ہندوستان و پنجاب کی خدمت میں پیش کئے گئے سب نے بالاتفاق اسکو دائرہ اسلام سے خارج کیا اسکے ساتھ اسلامی معاملات مثل مناکحت و سلام و کلام کرنے سے منع کر دیا ہے اور قریب دو سو علماء کی مہریں و دستخط اس فتوے پر ثبت ہیں۔ فقط ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ"

لیکن اس فتویٰ کفر کے بارے میں جو باوجود جد و جہد شائع کیا گیا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر ایک پیشگوئی آج سے بیس سال پہلے شائع فرمائی تھی جو درج ذیل ہے۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک پیشگوئی

"شیخ محمد حسین ابو سعید کی آجکل ایک عجیب حالت ہے وہ شخص اس عاجز کو کافر سمجھتا ہے اور کافر ٹھہرانے کے فکر میں ہر ایک کوشش کی ہے اور بعض دوسروں نے اس عاجز کی نسبت کفر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے اپنے ہاتھ سے استفتاء تحریر کر کے اپنے ہی گروہ کے مولویوں سے لکھوایا ہے کہ یہ شخص جو اللہ جل شانہٗ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور پابند صوم و صلوٰۃ اور اہل قبلہ میں سے ہے اور تمام عملی باتوں میں ایک ذرہ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف نہیں اسکو میاں بٹالوی صرف اس وجہ سے کافر بنا کر اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیتا ہے کہ

کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بموجب نص صریح قرآن کریم فلما توفیتنی فوت شدہ سمجھتا ہے اور
بموجب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح موعود اسی امت میں سے ہو گا (انتہی ملخصاً)
الدلائل اور قطعی نشانوں کی رو سے اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور میاں بٹالوی اپنے
اشتہار کے ہی میں لکھتا ہے کہ گویا یہ عاجز ملائک کا منکر اور معراج نبوی کا انکاری اور نبوت کا
مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا سبحان اللہ کو افترا کرنے کے لئے اس بیچارے نے کیا کچھ
خرچ کئے ہیں انہیں فقروں میں رہ گیا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھے بلکہ
عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی کفر میں بڑھ کر قرار دیوے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اب اس شخص کا
بہت ہی برا حال ہو اگر کسی کے کرامت سے بھی تو کیا میاں کو یا ملکوتی کا فرشتے ہو کچھ خدا
سے ڈرو ورنہ تو گویا ان کے گرد ہو جاتا ہے اور بہت سی گالیاں اس عاجز کو نکال کر کہتا ہے
کہ وہ حضرت کا فر اور سب کفر کرتا ہے ہم اس کے لئے بد دعا کرتے ہیں کہ اس کا کس وقت میں
اس کے حق میں دعا کریں اب کسی کی ایک ایسے گروہ میں رہ جس کی چاندی ہو ظاہر ہو حال
ہو گا ہے والذی رأیت ان ھذا الرجل یؤمن بایمانی قبل موتہ ورأیت کانہ ترک

قول التکفیر وتاب وھذہ رؤیای وارجوا ان یجعلھا ربی حقا والسلام علی من
اتبع الھدیٰ ۔ راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ضلع گورداسپور [illegible]

عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور میں نے دیکھا ہے کہ یہ شخص اپنے مرنے سے پہلے میرے مومن ہونے کو تسلیم کرے گا
اور میں نے دیکھا کہ اس نے گویا تکفیر کا قول چھوڑ دیا اور توبہ کر لی اور میرا یہ خواب ہے مجھے اپنے مولیٰ سے امید ہے
کہ اسے سچ کر دکھائے۔ یہ لکھنا ظاہر حالت پر ناممکن بات معلوم ہوتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ اپنی شان
نہیں کتنوں پر عیاں بے عیاں قدرتوں کے کرشمے ہر زمانہ میں دکھاتا رہتا ہے جس سے ناظرین پر حجت
تمام ہوتی ہے اور موقنین کی قوت ایمان بڑھتی ہے چنانچہ یہ پیشگوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہوئی
فالحمد للہ علی ذلک۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک مقدمہ کے حلفیہ بیان میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا
ہے جو نقل مطابق اصل درج ہے۔

"ہمارے فرقہ اہلحدیث کا آغاز دوسری یا تیسری صدی ہجری سے ہوا ہے اس سے پہلے
اس فرقہ کا نام مسلمان تھا جیسے کہ اور فرقوں کا نام بھی مسلمان تھا پہلا کوئی اور فرقہ ہی
نہ تھا سب فرقے بعد ازاں ہی شروع ہو گئے ہیں پہلے سب مسلمان کہلاتے تھے
شیعہ فرقہ بھی دو سو برس ہجری کے بعد ہی بنا ہے شیعہ نام اسواسطے ہوا کہ وہ گروہ علیؓ
میں ہو رہے آپکو کہتے ہیں اور شیعہ کے معنے گروہ کے ہیں شافعی فرقہ محمد بن ادریس
شافعی جو اپنے عہد شافعی کی طرف منسوب تھا انکی طرف اس فرقے کو منسوب کرتے ہیں وہ
بھی دو سو سال کے بعد [illegible] کون فرقہ پہلے ہے غالباً شافعی
سے پہلے شیعہ فرقہ موجود تھا سب سے اول فرقہ حنفی اسکے بعد [illegible] فرقہ مالکی جو امام
مالک کی طرف منسوب ہے اسکے بعد فرقہ شافعی اسکے بعد فرقہ حنبلی جو امام احمد بن حنبل
کی طرف منسوب ہیں ان سے پہلے تمام اہل اسلام ایک ہی مذہب تھا اور اس میں کسی کا اختلاف نہ تھا
اور کوئی گنجائش نہ تھی اسی بیچ میں اور قریب زمانہ رسول اللہ کے پہلے اصحاب رسول اللہ کے بعد
تابعین کے سبب امن تھا آپس میں اختلاف [illegible] کے سبب [illegible]
مخالفت کرنے لگے [illegible] ہو گئی اور [illegible] پیدا ہو گئے تو وہ لوگ
اپنے اپنے [illegible] کی طرف سے [illegible] فرقہ بندی ہو گئی
یہ سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ سب فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں
ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جسکے مرزا غلام احمد صاحب [illegible]
دعوی مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے یہ فرقہ بھی قرآن اور حدیث کو یکساں مانتا ہے ایک
فرقہ بابی یا بہائی ہے وہ شیعوں میں سے ایک فرقہ ہے وہ بھی قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں
معلوم نہیں کہ وہ حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں کسی فرقہ کا جنکا کہ ذکر اوپر ہو چکا ہے
کسی فرقہ کو ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا"

آخری فقرہ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ آپ احمدیہ فرقہ کو بھی [illegible] کے ہر فرقہ کے دینی عقائد میں ہو انکے اسلام

علیہ السلام کے سچے معتقد کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کو قرآن و حدیث کو ماننے والا تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی حضرت مسیح موعود نے اپنے رؤیا میں دیکھا تھا کہ کانہ ترک قول التکفیر و تاب پس جو کچھ کہ آپ نے رؤیا میں دیکھا تھا وہ پورا ہوا ۔

ممکن ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اپنے بیان کے کچھ اور معنے کریں جو بالکل بر محل نہیں ہو سکتے اسلئے فیصلہ عدالت کے الفاظ بھی نقل کر دئے جاتے ہیں مجھ کو مقدمہ نمبر [illegible] باجلاس [illegible] کی عدالت صاحب منصف درجہ اول مقدمہ مسمات کریم بی بی بنت محمد دین اومار بنام رحمت اللہ ولد عبد اللہ قوم اومار ساکن نظام آباد مدعا علیہ مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ اسلام کے فرقہ حنفی ہیں اور احمدی فرقہ والوں کے نزدیک وہ کافر ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے بیان میں خود تحریر کرایا ہے اور ایسے مولوی عبد الحکیم صاحب گواہ مدعیہ کے نزدیک احمدی فرقہ کے لوگ کافر ہیں جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں۔ حالانکہ مولوی محمد حسین گواہ کے نزدیک وہ کافر نہیں ہیں ۔

ادویۃ الاحادیث البرق طبیب حاذق مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی خصوصیات مسیح موعود
عمدۃ الکلام جوابات در بارہ معاملات تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۱ پ ۲ پ ۳ تحفہ سلاطین [illegible]
حقیقت نماز النصح رد چکڑالوی خطبات نور حصہ اول دوم کرشن تکذیب القادیانی
صادقوں کی روشنی فاتح کشمیر [illegible] تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible]
تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible]
تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible] تشحیذ [illegible] نور الکل حصہ دوم کلام محمود [illegible]
محمد رسول اللہ اسلام کی پہلی کتاب چار پایہ [illegible] سیرت [illegible]
تعلیم الاسلام بجواب تہذیب الاسلام حصہ اول حضرت اقدس کی پرانی تحریریں الاسماء الحسنی [illegible]
مکتوبات احمدیہ جلد اول حصہ دوم [illegible] مجربات نور الدین حصہ اول دوم
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۱ پ ۲ پ ۳ نور اسلام حق کا [illegible] بائبل کا [illegible] مکاشفات البشری

ریویوز

از اکبر شاہ خان نجیب آبادی

حیوۃ نورالدین

اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ دیباچہ میں لائق مؤلف نے علم تاریخ پر نہایت عمدہ ایک مضمون لکھا ہے جسکے پڑھنے سے یہ امر ثابت ہوجاتا ہے کہ اس سوانح عمری لکھنے کا وہ کس طرح اہل تھا۔ دوسرے حصے میں وہ حالات ہیں جو حضرت مولوی نورالدین صاحب نے لکھوائے ہیں میں تو اس حصہ کا ہر سطر بلکہ بعض اوقات ہر ایک لفظ پڑھکر بیسیوں مرتبہ وجد میں آجاتا رہا ہوں جس کی قوت قدسیہ نے ایسے جلیل القدر انسان کو اپنی طرف کھینچ لیا جسکی زندگی کا ہر ایک لمحہ اپنے ایک ہی اصطفا کے عجیب عجیب قدرتوں کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ تیسرے حصے میں مؤلف نے چند سات سال کی ڈائری میں سے وہ واقعات انتخاب کرکے لکھے ہیں جو قادیان میں آنے سے پہلے کی زندگی کے متعلق ہیں۔ یہ حصہ بھی قابل داد ہے اور میں کہ خاص طور سے اس کے ساتھ ہی وابستہ اس حضور پرنور کے عشرت زمانے کی صحبتوں کے تذکرے یاد کرکے اپنے اندر ایک کشش محسوس پاتا ہوں۔ [illegible] کرنیوالوں کو دعا میں یاد کرتا ہوں۔ اس مجموعہ میں اگرچہ واقعات کے متعلق سنین کا خیال نہیں رکھا گیا۔ [illegible] واقعات کو مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن جو اصل منشاء کسی کے سوانح لکھنے کا ہوتا ہے وہ اس سے حاصل ہو مؤلف کا اور تب ہمارے لئے ایک سوانح حسنہ ہے کہ جو کچھ لکھا یا دو لکھوایا اور اسے غنیمت سمجھا۔ زیادہ کی پرسش انہیں کی بچھڑ میں جاتا ہوں کہ اس کتاب کی ترتیب کس جانکاہی سے ہوئی ہے [illegible] محنت کے بعد گرمی کے دنوں میں بارہ بجے قلم دوات لیکر حاضر ہو جانا اور کئی گھنٹے کے بعد [illegible] کے ایام میں گیارہ بجے اپنے فرائض متعلقہ سے فارغ ہو کر اپنی پرانی نوٹ بکوں میں سے واقعات کی تلاش اور انکو جمع کرنا حضرت عاشق کے کارناموں میں سے ایک قابل رشک کارنامہ ہے حجم ۲۰۲ صفحے کاغذ کا غذ کتابت کا حساب ہو تو قیمت کچھ بہت زیادہ ہے لیکن [illegible] ہوسکتے ہیں [illegible] اس حصہ کا اشتیاق ہے جو [illegible] خاص دلچسپی کا موجب ہوگا

حصہ اول میں ابھی حضرت مسیح موعود کی تحریریں خلیفۃ المسیح کے بیٹے میں اور خود خلیفۃ المسیح کے لکھے ہوئے
عقائد جمع کرنے میں تبلیغ کے لئے اور اپنے مذہب کا خلاصہ بتانے کے لئے اور پھر یہ جتانے کے لئے
کہ جنہ جس کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے وہ مسیح موعود کی نظروں میں کس پایہ کا انسان ہے نہایت
مفید ہیں۔ ملنے کا پتہ دفتر میگزین قادیان

ایۃ الکبری فی شرح سورۃ والضحیٰ | اس کتاب پر گزشتہ نمبر میں ریویو ہو چکا ہے مگر یہ بتانا اس میں ضروری ہے
کہ مؤلف نے جہاں تک التفصیل سنی امام غزالی اور لوامع البینات امام رازی
کا خلاصہ پیش کیا ہے وہ تو قابل قدر ہے اور جہاں خواہ مخواہ اپنے خیالات کو دخل
دیا ہے غلطی کھائی ہے مثلاً صفحہ ۵ مسیح کے خلق طیر کا مسئلہ نبی کا ولی سے بعد الموت استمداد۔
صفحہ ۱۶ میں حلال حرام کی بحث چھیڑ دی مسئلہ تقدیر بھی آپ نہیں سمجھ سکے اخیر میں کچھ تصوف پر
بھی لکھا ہے جو باتیں آپ اولیا کرام میں مانتے ہیں اسے مسیح موعود کی زبان سے کفر جانتے ہیں
عجب غرض اس قسم کی فروگذاشتیں ہیں۔

النبوۃ | انجمن وراثت ایف لکھنؤ کی طرف سے یہ رسالہ شائع ہوا ہے جس میں نبوت کا ثبوت
معقولی طور پر دیا گیا ہے بعض دلائل انفرادی طور پر کمزور ہیں مگر مجموعی رنگ میں قوی ہو جاتے ہیں
دوم اس رسالہ میں شیعہ نقطۂ خیال سے بحث ہے سوم پرانے فلسفے سے کام لیا گیا ہے بجائے
حال کے اعتراضات و خیالات و معتقدات کا چنداں لحاظ نہیں رکھا گیا۔ باوجود ان فروگذاشتوں
کے میں اس سلسلہ تالیف کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں سید عبد الحسن آنریری سیکرٹری انجمن [illegible]
[illegible] گنج لکھنؤ سے منگائیں

تندرستی | اس کتاب کو علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے مستند انگریزی
کتب متعلق صحت سے مطالب اخذ کر کے علاوہ اپنی اعلیٰ معلومات و مفید تجربات شامل کر کے
تالیف فرمایا اور بحسن اہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب یونین سٹیم پریس لاہور میں چھپا
ہے۔ بیماری کی تشخیص اور علاج سے بڑھ کر تیمارداری اور حفظان صحت ہے اور زیادہ تر مستورات [illegible]

کے حسن انتظام پر موقوف ہے اس کتاب میں بہ پابندی حفظان صحت امراض متعدی سے حفاظت تیمارداری تین باب ہیں اور ہر باب میں نہایت خوبی کے ساتھ اہم امور کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے عبارت نہایت سلیس اور مطالب نہایت عمدہ ہیں احمدی خواتین کے نہایت زور سے اس مفید و ضروری کتاب کے متعلق سفارش کرتا ہوں اس میں بتایا گیا ہے کہ ہوا پانی غذا خواب مکان بادر چیخانہ لباس غسلخانہ ورزش استراحت مستورات کو کس طرح اپنی صحت کا معاون بنا سکتے ہیں اور پیلیگ کالرا چیچک میریا موتی جھرہ وبچیش کھانسی آشوب چشم سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں اور مریض کی تیمارداری کیونکر کیجاتی ہے مریض کی دوا کرنے کی صفائی غسل ٹکور پلٹس بچکاری فصد روغن کی مالش انگریزی غذاؤں کے متعلق کیا قوانین ہیں وہ طریقے کا حجم نہایت خوشخط باجلد مجلد اور ملنے کا پتہ مینیجر ظل السلطان بھوپال

ساغر خوشاب ہیر رانجھا کا قصہ پنجاب میں بہت مشہور ہے اور اکثر زمینداروں کی صحبتوں میں پڑھا جاتا ہے وارث شاہ کی ہیر زبان کے لحاظ سے قابل تعریف سمجھی جاتی ہے مگر اسکے مشکل محاورات عام طور سے سمجھے نہیں جاتے دوسرے جس زمانے میں وہ لکھی گئی اب کل لوگوں کے خیالات و معتقدات نہیں ہیں منشی مولا بخش صاحب کشتہ امرتسری نے یہ قصہ پنجابی میں نظم کیا ہے ہندستانوں سے قطع نظر کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنجابی محاورات کو خوب باندھا ہے اور بیان قصہ کا ایسا کامکمل اس خوبی سے ادا کیا ہے کہ وارث شاہ اس زبان میں ادا نہیں کر سکا علاوہ ازیں تذکرہ شعراء پنجاب پیر کرامت اللہ صاحب کی طرف سے اردو نظم تاریخ میں ایک مفید اضافہ ہے جس میں پنجاب کے بہت سے شاعروں کے حالات کے منتخب کلام کے ساتھ درج کئے گئے ہیں قریباً دو سو صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۱۲ اور ملنے کا پتہ منشی مولا بخش کتب فروش صاحب بک سیلر امرتسر

پنڈت دیو رتن کا سیاہ اعمالنامہ یہ رسالہ ڈاکٹر دیو سماج لاہور کی طرف سے بڑے زور و شور سے شائع ہوا ہے پنڈت دیو رتن اس جماعت کا بڑا اعلیٰ رکن تھا مگر پھر وہ سماج سے خارج ہوا۔ اسکے حالات اسکی اپنی تحریر سے اس رسالہ میں درج ہیں ۱۰۰ صفحہ حجم ہے قیمت ۴ اور طلب کرنے کا پتہ دیو سماج لاہور

رقیمۃ الوداد حاجی ریاض الدین احمد صاحب کی [illegible] حضرت [illegible] سوانح [illegible]
کے ایک معیار پر بحث کی ہے جس کی بنا پر اُنہوں نے قرآن مجید کو غیر الہامی کتاب بتلایا ہے وہی بات ... میں لکھا
دی ہے اپنی تحریر کی طرف ایک ... شائع ہوا تھا اسکا جواب ... مع حصہ ... قرآن شریف

الیکسچینج پیپر مدراس کی جنتری یہ جنتری ۱۹۰۲ء ... کی ہے ... کت ... ہو ... کاروباری لوگوں اور ... کے لئے نہایت مفید ہے قیمت تین روپے
تھی مگر آجکل ایک روپیہ پر رکھا گئی ہے ... ضخیم ہے اور ... طبع ... کا پتہ ... جنتری ... لکھنؤ

علمی جنتری ۱۹۰۲ء کی جنتری جو نہایت ... ہے اور ... علمی ... مولوی ... صاحب
بھی ... میں اشیاء تجارت کا اشتہار بھی ہوتے کا پتہ سید محمد ... صاحب مالک جنتری والی ...

رحمانی جنتری یہ جنتری بھی علمی جنتری کی تقطیع پر مفید علمی ... ہے ... کی ... ہر طرح مفید ہے سید فضل الرحمن ... سوداگر ... کانپور

دریائی بلبل مسٹری آف انڈیا یہ دونو ناول مشہور انگریزی ... سے ... ہیں اور دونوں دل ... قصے ... کا ترجمہ
ہے مفید و دلچسپ ہیں زبان ... ہندوستانی ... ہے ... دلکش ہے
اور ... واقعات ... سے ... ظاہر کرتے ہیں دونوں ناولوں کی ... قیمت ایک روپیہ ...
... کا پتہ مینیجر ناول الجنسی ... ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

روغن اکسیر السیدین مولوی انوار حسین صاحب شاہ آبادی [illegible] حضرت اقدس کو سوقت
سے ... ہیں ... کے ... بہت ... آدمی ... ہوتے تھے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ آپ ... رشید ... ہیں آپ نے ایک روغن ایجاد کیا ہے جو نہایت مفید ہے
اسکے تین یا ... استعمال کرنے سے ... ہے اور ... اعضاء ...
ایک تولہ تین روپے ... مشتہر

الاطلاع [illegible] ... مینیجر

رسیدات زر

جناب گلاب حسین صاحب	جناب عبد الحکیم صاحب	جناب نصیر الدین صاحب
جناب جلیل احمد صاحب	جناب غلام رسول صاحب	جناب محمد عبد اللہ صاحب
جناب محمد رمضان صاحب	جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب	جناب شیخ محمد صاحب
جناب عبد العزیز صاحب	جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب	جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
جناب جمال الدین صاحب	جناب مولوی [illegible] حسن صاحب	جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب
جناب محمد عثمان صاحب	جناب چوہدری [illegible] صاحب	جناب چوہدری عبد [illegible] صاحب
جناب پیر محمد صاحب	جناب مولوی [illegible] صاحب	جناب منشی [illegible] صاحب
جناب مولوی شیر علی صاحب	جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب	جناب میاں نور محمد صاحب
جناب منشی عبد الغنی صاحب	جناب شیخ [illegible] صاحب	جناب [illegible] خان صاحب
جناب [illegible] فضل الرحمٰن صاحب	جناب مولوی [illegible] صاحب	جناب منشی عبد العزیز صاحب
جناب عبد الدین صاحب	جناب نصیر الدین صاحب	

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
۱ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ربع صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] مطابق [illegible] اگر کوئی [illegible] ہو [illegible] وہ [illegible] تعداد [illegible] پرچہ کے [illegible] مضمون [illegible] منیجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کرکے بقیہ قیمت واپس کردے ۔

منیجر

رجسٹرڈ اپیل نمبر ۵۶۴

نمبر۱۱ کا فوری جنتری ۱۹۱۳ء کی مفت ڈاکٹر ایس کے برمن کلکتہ کا فوری جنتری
کی جس شریف نے اپنا پتہ لکھ کر بھیجو [illegible] نام اور پورا پتہ لکھنے پر بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

تندرستی کی بنیاد

خون سے انسان کی زیست ہے اسلئے خون کو صاف رکھنا ضروری ہے چند وجوہات کے باعث خون خراب ہو جاتا ہے جیسے محنت یا ایک جگہ برابر بیٹھکر کام کرنا روپیہ حاصل کرنے کی فکر میں [illegible] قاعدہ کے خلاف کام کرنا۔ اس سے خون میں خرابی آتی ہے ایسے امراض کے لئے [illegible] ایس کے برمن کا [illegible] نہایت مفید ثابت ہوا ہے [illegible]

آئی اوڈائڈ زو سالسہ

[illegible] نہایت ہی مفید ہے [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

جس کا درد وہی جانتا
دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

[illegible] سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان بھی [illegible] ناقابل برداشت [illegible] دیکھئے آج ان کو کسقدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس [illegible] ڈاکٹر برمن کی [illegible] کی دوا - دمہ کی دوا [illegible] شفا پاچکے ہیں قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ ۔ ۱۲ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال

۱۳ مارچ جمعہ کے روز بعد از نماز ہمارے امیر المومنین مولانا نور الدین نے کئی ہفتے کی مسلسل علالت کے بعد وفات پائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ۔ اور دوسرے روز شام کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں مغربی طرف دفن ہوئے۔

۲۔ آپ کے جانشین حضرت ابن المہدی سید المومنین صاحبزادہ اولوالعزم میرزا **بشیر الدین محمود احمد** صاحب ایدہ اللہ رب العالمین مقرر ہوئے۔ اللّٰھم ایّدہ وانصرہ۔

وی پی واپس کرنے والے

جن صاحبوں نے فروری کا پرچہ (جو وی پی کیا گیا تھا) واپس کر دیا ہے وہ اب حرجانہ وی پی کے ٹکٹ بھیج کر فروری کا نمبر منگوا لیں تا کہ ان کا فائل مکمل ہے۔ اس پرچہ میں شیعہ و سنی کے متعلق ایک نادر قابل دید مضمون شائع ہوا ہے

مینجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ
تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۴ء

ہمارا فرض کیا ہے؟

امر بالمعروف

مسلمانوں کے تنزل کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان میں امر بالمعروف نہی عن المنکر نہیں رہا حالانکہ قرآن مجید کا صریح حکم تھا جو یاد دہانی کیلئے تشحیذ کے ٹائٹل پر ہر مہینے چھپا جاتا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون۔ چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو نیکی کی طرف بلائے۔ اور معروف کا حکم دے۔ منکر سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو بامراد و منصور ہونگے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں میں دین کے علوم حاصل کرنے اور اسلام کی تبلیغ کا جوش بہت ہی کم ہوگیا۔ اب اس کا نتیجہ جو ہونا چاہیئے وہ ظاہر ہے بعض قومیں صرف اسی سے ہلاک ہوگئیں اور ملعون ٹھہرائی گئیں کہ ان میں ایسے لوگ نہ تھے جو دوسروں کو منکر امور سے منع کرتے رہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے لعن الذین

كفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون۔ ملعون ہوئے بنی اسرائیل داؤد اور عیسی بن مریم کی زبان پر۔ اسلئے کہ وہ نافرمانی کرتے اور حدود شریعت سے نکل گئے وہ منکر سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے بہت برا تھا جو کچھ وہ کرتے

(۳) فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیۃ ینہون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منہم کیوں نہ ہوئے پہلی نسلوں میں تم سے پہلے کوئی لوگ جن میں اہل شرافت باقی رہا ہو کہ منع کرتے فساد سے ملک میں مگر بہت ہی کم جنکو بچا لیا ان سے نجات دی گئی یا انکی ہلاکت کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ فساد و بدکاری سے روکتے نہ تھے۔ اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ لولا ینہاہم الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔ کیوں نہ منع کرتے ان کے پیشوا پیر اور علماء ان کو گناہ کے کلام کرنے اور حرام خوری سے منع کرتے بہت برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ گویا ان پیروں اور علماء کو گنہگار ٹھہرایا جنہوں نے نہی عن المنکر نہیں کیا۔ یہودیوں کا حال سنا کر مسلمانوں کو ہدایت دی اور فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔ تم بہترین امم ہو جو لوگوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ معروف کا حکم دو اور منکر سے منع کرو کیونکہ تم دین حق کے لئے ہو۔ کلام الہی میں یہ بھی فرمایا گیا۔ الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر کہ جب زمین میں ان کو سلطنت دی گئی تو نمازیں قائم کرینگے زکوۃ دینگے۔ اور معروف کا حکم دینگے اور منکر سے منع کرینگے۔

یہاں ایک لطیفہ مجھے یاد آگیا۔ خلیفہ مامون کو خبر پہنچی کہ کوئی شخص بغیر اس کی اجازت کے احتساب کرتا پھرتا ہے خلیفہ نے اس شخص کو بلا کر پوچھا کہ تم بغیر ہماری اجازت کے ایسا کیوں کرتے ہو کیا امر بالمعروف ونہی عن المنکر تو ہمارے خاندان سے مخصوص ہے

اس بزرگ نے یہ آیت پڑھی۔ والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں، امر کرتے ہیں نیک کاموں کو اور منع کرتے ہیں ناپسندیدہ باتوں سے پس اے خلیفہ وقت میں تو اس کام میں آپ کا معاون ہوں۔ خلیفہ اسطرح یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اسے کہا کہ تم اسکے اہل ہو۔

خیر تو بہرحال ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ بقدر اپنی طاقت اور وسعت کے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرے اور اسکی ابتدا پہلے اپنے نفس سے کرے۔ اسی لئے ارشاد ہے اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپکو بھول جاتے ہو۔

اس سے یہ مطلب نہیں کہ جس کے اپنے عمل اعلیٰ نہ ہوں وہ امر بالمعروف چھوڑ دے۔ کیونکہ بعض اوقات جب انسان دوسرے کو کسی امر پر ملامت کرتا ہے اور اس قصور میں خود بھی مبتلا ہوتا ہے تو خود بخود اسے شرم آتی ہے اور وہ اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔ پھر اپنے گھر والوں میں یہ فرض ادا کرے کیونکہ حدیث میں ہے کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته ہر ایک اپنے ماتحتوں کے متعلق کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ پھر اس سلسلہ کو وسعت دے۔ جہاں کہیں دو چار آدمیوں کی مجلس ہو وہاں یہ فرض ادا کرے۔ اور اس بارے میں حضرت یوسف کا اتباع کرے جنہوں نے قید میں کسی خواب کی تعبیر سنانے سے پہلے جو کچھ سنانا چاہیئے تھا سنا دیا۔ جب کوئی محفل قائم ہو تو وہ قرآن مجید کی اس آیت کو زیر نظر رکھے۔ لا خیر فی کثیر من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما۔ یعنی کسی محفل میں خیر نہیں بجز اسکے کہ اس میں کسی چندہ کے جمع کرنے یا کسی بھلے کام یا لوگوں کی اصلاح کے متعلق کوئی کارروائی ہو۔ اور جو یہ کام اللہ کی رضامندی کے لئے کرے ہم اسے اجر عظیم دینگے۔

اس امر بالمعروف کو یہاں تک اسلام نے لازم ٹھہرایا کہ راستے میں بیٹھتے وقت بھی ہر مومن کا

یہ فرض قرار دیا گیا کہ وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کرے۔ رستوں پر نہ بیٹھے چنانچہ ایک حدیث میں
ہے ایاکم والجلوس علی الطرقات یعنی تم گزرگاہوں پر بیٹھنے سے۔ اگر بیٹھنا ایسا ہی لابد ہو
تو پھر رستے کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور وہ حق کیا ہے؟ فرمایا غض البصر وکف
الاذی ورد السلام والامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔ نگاہیں نیچی رکھو۔ دکھ دینے والی
چیز کو دور کرنا۔ سلام کا جواب اور بھلے کا حکم اور برے سے منع۔ پھر مومن کو چاہیئے کہ اس سلسلہ کو
اور بھی وسعت دے اور اپنی قوم میں اصلاح کرے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وان طائفتان من
المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما۔ اگر مومنوں کے دو فرقوں میں مقابلہ ہو جاوے تو ان
میں اصلاح کر دو بلکہ جس کی زیادتی ہو۔ اس کا مقابلہ کرو یہاں تک کہ وہ حق سے رجوع کرے۔ فقاتلوا
التی تبغی حتی تفیٓء الی امر اللہ۔ یہ ایک شعبہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا۔

پھر اپنی قوم کی اصلاح سے فراغت پا کر پھر غیر قوموں کی طرف رجوع کرے۔ اپنے ملک کی
خدمت میں لگ جاوے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے پس امر بالمعروف کے لئے بھی ایسی ہی قانون ہے
جب معاملہ یہاں تک پہنچ جاوے جو حضرت صدیق فرماتے ہیں تو پھر انسان خاموشی اختیار کرے۔ اور
دعاؤں میں لگ جائے وہ حالت یہ ہے۔ اذا رایت شحا مطاعا وھوی متبعا ودنیا
موثرة واعجاب کل ذی رای برایه فعلیك بنفسك ودع عنك العوام۔ جب تو دیکھو
کہ بخل اطاعت کیا گیا اور خواہش نفس کی پیروی کی گئی۔ اور دنیا کی پیروی کی گئی اور ہر ایک کا
اپنی تجویز کو پسند کرنا تو پھر تو اپنی جان کی فکر کر اور عوام کو چھوڑ دے۔

اسی طرح امر بالمعروف کے لئے اس بات کا خیال رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ سختی ہی برتی
جاوے بلکہ موقعہ و محل کے مناسب اس شخص کی شان کے لائق بات کرے۔ چنانچہ فرعون کے لئے
بھی اللہ تعالے نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہ السلام کو فرمایا ہے فقولا له قولا لینا لعله یتذکر
او یخشی کہ اس سے نرم بات کرو۔ شاید وہ نصیحت پکڑے اور خشیت اللہ اختیار کرے۔ اس لئے کہ

تک نہیں کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر میں مشکلات کا سامنا ضرور ہوتا ہے مگر جو لوگ واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور کے اسوہ پر عمل پیرا ہیں آخر میں ان کی طرف رجوع خلائق ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے لوگوں امر بالمعروف کو فرض کیا ہے ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا لوگوں ... پھر نبی کامیابی پر نازل ہو جاتی ہے

پس ہماری قوم کا جس نے ایک نبی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اور جو ایک مامور من اللہ کے زیر تربیت یافتہ ہے۔ اہم ترین فرض ہے کہ وہ امر بالمعروف میں ایک نمایاں حصہ لے۔ سب سے پہلے اپنے نفوس کی اصلاح کریں ایک نمونہ بنیں پھر ایک مبعوث کی اطاعت کا ہر لحاظ اس کے گرد و پیش کی تبلیغ سلسلہ احمدیہ میں لگ جائے۔ اگر کوئی زمیندار ہو تو اس زمینداری میں اگر کوئی حرفتی یا ملازم ہو تو اپنے اس کسب میں اگر کوئی تجارت پیشہ ہو یا کوئی اور پیشہ ور اپنے اس پیشہ میں اپنے دوستوں قریبیوں ملنے والوں ہم مشغلوں کو بقدر اپنے فہم و فراست و لیاقت کے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا رہے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ یہ فرض کسی خاص طبقہ کا ہے ہماری جماعت کا ہر ایک فرد مبلغ بنے۔ اللہ اپنا فرض ادا کرے جنہوں نے ... پیغام حق ایک عالم کو پہنچایا ... مجھے ... بھائیوں کو توفیق دے کہ وہ اس آیت قرآنی کی تعمیل کر کے سعادت دارین حاصل کریں

ادعیۃ الاحادیث
صادقوں کی روشنی
البرق
طبیب روحانی
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی
خصوصیات مسیح موعود
فاضل آشنا
ادعیۃ القرآن

[illegible]

کیا مسیح موعودؑ نے ابن اللہ ہونیکا دعویٰ کیا؟

نادان معترض ۔ اعتراض ۔ از معترض ۔ غلط فہمی پھیلانے والا معترض کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے ابن اللہ ہونیکا دعویٰ کیا ۔ بھلا جس شخص کی زندگی کا مشن ابن اللہ کے عقیدہ کو دنیا سے مٹانا ہو اور جو کسر صلیب کے لئے مبعوث ہوا ۔ اور جو اس کتاب کا متبع ہو جس میں یہ آیت موجود ہو ۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (ترجمہ) اور کہتے ہیں رحمن نے اپنا بیٹا قرار دیا اور تم نے ۔ ۔ بات ظاہر کی قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ کانپ کر گر جائیں اس پر کہ لوگوں نے رحمن کے لئے بیٹا قرار دیا حالانکہ رحمن کی شان ان شانوں میں سے نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے نہیں ہے کوئی چیز آسمان و زمین میں مگر اللہ کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرتی ہے ۔ اس کی نسبت یہ وہم و گمان بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ابن اللہ ہونیکا دعویٰ کرے ۔ ایک منصف مزاج خدا سے ڈرنے والے مومن کی زبان کو بے اختیار نکلیگا کہ ہرگز نہیں یہ جھوٹ و افترا ہے بہتان اس معصوم کے سر پر کیوں لگایا گیا ۔ اسکا اسپر خداوند علیم و حکیم کی وحی نازل ہوئی ۔

انت منی بمنزلۃ اولادی

سو اسکے تو چار توضیحیں آئی ہیں ۔

ایک یہ کہ ہم حضرت اقدسؑ کی وحی دوسرے انبیاء کی طرح صادق و منجانب اللہ ثابت کر دیں سو اسکے لئے ہمارے پاس بہت سے ثبوت ہیں ۔ اور یہاں ہم آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین پیش کرتے ہیں ۔ فرماتا ہے

کہ اگر یہ رسول مجھ پر افترا کرے تو ہم اسکے ہاتھ کو پکڑ لیں اور اسکی رگ جان کاٹ دیں چونکہ نبی کریم کا زمانہ نبوت تئیس سال ہو اس لئے ضرور ہوا کہ کوئی مستقل اہل اللہ تئیس سال کو زیادہ زندہ رہ سکے پس حضرت مسیح موعود جو اپنے دعویٰ الہام میں اب چالیس سال سے زیادہ اور شروع صدی کے اعتبار سے ۱۵ سال زندہ رہے۔ ان کی دعویٰ کا صادق ہونا نبی اللہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ اور اس ثبوت کے بعد کہ یہ جو کلام اترا وہ خدائے قدیر کا کلام ہے پھر کچھ اعتراض کرنا حضرت رب العزت پر اعتراض کرنا ہے

دوم یہ کہ اس قسم کی وحی جیسے انبیاء کی وحیوں میں بھی ملک دی جاتی ہے۔ سوم یہ کہ اس وحی پر جو کلام اترا ہے اسکے کلمات میں اگر ایسا ہو تو کوئی دعویٰ ابن اللہ ہونیکا نہیں تھا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ اسلام میں ولدیت نہیں بلکہ بمنزلہ ولد ہی ہے۔

نمبر دوم وسوم کے ثبوت میں حضرت اقدس ہی کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ جو اس الہام کی تفسیر میں آپنے دافع البلاء میں لکھی ہے وہ یہ ہے

"اور یہ کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اسکا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یداللہ فوق ایدیھم۔ ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی کہا۔ اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اسکی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اسکے کلام میں پایا جاتا ہے پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد

والخیر کلہ فی القرآن۔

اس عبارت کے پڑھنے کے بعد کسی کا حق نہیں کہ وہ آپ کے ابن اللہ بننے کے دعوے کو ثابت کرے بلکہ اس الہام کو تو صرف مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو غلط فہمی عیسائیوں کو ہوئی ہے اس کا حل ہی لکھتا ہے چنانچہ امام ہمام علیہ السلام توضیح مرام میں مسیح کی ابنیت کا مطلب کہ وہ ہمیشہ ہر شخص کے راست ہونے کی تصدیق اور ابن اللہ بننے کی تشریح کرتے ہیں بیان فرماتے ہیں۔ (توضیح مرام)

"اگر یہ استفسار ہو کہ وہ کس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان کو ملی ہوئی ہے جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر و مادہ کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت

سے بھری ہوئی تھی اس انسانی روح کو جو ایسی ہی محبت سے بھر گئی ہو ایک نئی تحریک ملتی
ہو اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حرکت محبت
ہو استعارہ کے طور پر ابنیت کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور چونکہ روح القدس ان دونوں
کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے بچے
بطور ابن کے ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک
طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔ اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات
باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے
آخری الفاظ غور سے پڑھنے کے قابل ہیں۔ کیونکہ آپ نے وجود تثلیث و ابنیت ...
کو باطل ٹھہرا دیا ہے اور جس قدر کہنا تھا سب کہہ دیا ہے ... آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے آپ ارشاد کرتے ہیں۔

"اعلیٰ و ارفع مرتبہ دنیا کا اس کو جو نبی کریم ... اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ہے
یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ
سکتے۔ اسکا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے . . . اور جیسا کہ مسیح اور
اس جز کا مقام ایسا ہے کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے
ہیں۔ ایسا ہی یہ وہ مقام عالیشان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر
صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے۔ اور اسکا آنا خدا تعالیٰ
کا آنا ٹھہرایا ہے۔"

پس نبی کریم صلعم کو ... منتخب دنیا کہنا درحقیقت الگ درجہ کو ظاہر کرنا ہے۔ اور اس
میں آپکی ہتک ہے جیسے کہ رب کو آپ کہنا ما قدروا اللہ حق قدرہ کا مصداق بننا ہے کیونکہ
آپ کا تعلق ... ہو اور رب کا ... رب کا کام ہے پیدا کرنا اور پیدا کر کے اسے کمال تک
پہنچانا۔ اور ... کام ... اس ... کرام ... اس ... لگ گئیں

علاوہ ازیں کسی نے اللہ تعالیٰ کو باپ کے لفظ سے مخاطب نہیں کیا کہ وہ ذات بابرکات اس سے بلند و ارفع ہے

مسیح کے بے باپ پیدا ہونے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ انسان بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے مگر بغیر رب کے ایک لمحہ بھی اپنی ہستی قائم نہیں رکھ سکتا۔ البتہ استعارہ کے طور پر لفظ ولد اولیاء کرام میں جائز ہے اور اولیاء اللہ ابناء اللہ ہیں مگر جو بات عبد اللہ میں ہے وہ اس لفظ میں نہیں۔ اسلئے نبی کریم صلعم کی شان میں عبدہ آیا صلے اللہ علیہ وسلم

"کوئی معزز فرشتہ ابلیس نہیں بنا"

فرشتوں کی ہستی سے بعض لوگ یا تو سرے ہی ہستی ہی کے قائل نہیں۔ یا ان کی صفات کے متعلق دھوکا کھاتے ہیں۔ اس زمانے کے مامور نے جس نے فرشتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اور جو ان سے شدید تعلق رکھتا تھا بلکہ اسکے گرد فرشتوں کا پہرہ تھا۔ اسنے بتایا کہ فرشتے ایک مستقل نوری وجود ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے نہایت فرمانبردار ہیں۔ ان میں سرکشی نافرمانی کا مادہ ہے ہی نہیں۔ پس انکے وجود سے جو حق قدم بھی ہٹا نہیں۔ وہ نیچے زمین پر بذات خود نہیں اترتے بلکہ ان کا تمثل ہوتا ہے۔ وہ نورانی اجسام اور ذرات عالم سے ایک مجہول الکنہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور مثال کے طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جیسا جسم کو جان کے ساتھ ہے۔

قرآن مجید کی آیات پر تدبر کرنے سے بھی یہی حق معلوم ہوتا ہے۔ اس میں فرشتوں کے متعلق کئی کام آئے ہیں۔

۱۔ تدبیر و تقسیم اوامر۔ فرمایا۔ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ کے ثبوت میں بیج بکھیرنے والی اور بوجھل کا مادہ پیدا کرنیوالی پھر نرمی کیساتھ چلنے والی ہواؤں اور امر تقسیم کرنے والے

فرشتوں کو بھی کیا جاتا ہے

(ب) وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۔ سب سے قطع تعلق کرکے کام میں غرق ہو جانے والوں، اور پھر اسے خوشدلی سے کرنے والوں۔ اور اس کام میں بڑھ بڑھ کر کوشش کرنے والوں پھر کاموں کی تدبیریں کرنے والوں کی قسم

۲۔ حفاظت (۱) اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ہر ایک شخص پر ایک حافظ ہے (۲) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً (وہ) اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر حفاظت کرنے والے بھیجتا ہے (۳) لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ہر آدمی کے نگہبان فرشتے ہیں، اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے حکم سے نگہداشت کرتے ہیں۔

۳۔ اعمال کا لکھنا (۱) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔ انسان کوئی بات نہیں کرتا کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار نہ رہتا ہو (۲) وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۔ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۔ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ اور تم پر عزت لکھنے والے نگہبان ہیں، جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو

۴۔ روح قبض کرنا (۱) قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۔ کہہ دو موت کا وہ فرشتہ تم پر مقرر کیا گیا ہے جو تمہاری روح کو قبض کرتا ہے پھر تم رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲) حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۔ اور جب کسی کی تم میں سے موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں۔ اور وہ ہمارے احکام کی تعمیل میں ذرا بھی تقصیر نہیں کرتے

۵۔ کلام الٰہی پہنچانا اور اس کی حفاظت (۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۔ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۔ (اس کو لے کر) آیا ہے روح امین تیرے قلب پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو

(ب) فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۔ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

(ج) وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (اور اس پیغمبر کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کرتا ہے) معلوم ہو کہ فرشتوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیا۔ اور اللہ نے اس چیز کو جو ان کے پاس ہو احاطہ کر لیا ہے اور ہر شے کا شمار ضبط کر رکھا ہے)

(ب) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا (سب حمد اللہ کے واسطے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ اور فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے)

(ج) اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا (اللہ تعالیٰ ملائکہ میں کو بعض کو اپنی پیغام رسانی کی خدمت کے لئے فرماتا ہے)

(د) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (یہ بزرگ فرستادہ باری تعالیٰ کا قول ہے جو قوت والا صاحب عرش حضور مقرب مطاع [illegible] امانت دار)

۸۔ **جنت و نار پر نگہبانی** (ا) وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (اور فرشتے ان جنتیوں کے پاس ہر دروازہ سے جاتے ہیں۔ سلام تم پر بوجہ تمہارے صبر کے اور آخرت کا گھر کیسا اچھا ہے)

(ب) وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً (اور ہم نے دوزخ والوں پر نہیں مقرر کیا مگر فرشتوں کو)

۹۔ **تسبیح و تقدیس و استغفار برائے مومناں** (ا) اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (فرشتے جو عرش باری اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں۔ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں)

(ب) وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (اور ہم تیری تسبیح و تحمید و تقدیس کرتے ہیں)

(ج) اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ (اور ہم صف باندھنے والے ہیں اور ہم تسبیح کرنے والے ہیں)

(۷) وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۔ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (اسی اللہ کا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو اسکے حضور میں ہیں یعنی فرشتے وہ اسکی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے اور نہ سست ہوتے۔ رات اور دن تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور تھکتے نہیں)

(۸) بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۔ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (وہ معزز بندے ہیں۔ اور وہ اسکے سامنے بڑھ کر نہیں بولتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں)

(۹) وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (اور وہ اسکے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں)

(۱۰) لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو انکو حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو حکم انہیں دیا جاتا ہے)

ان آیات کے پڑھ لینے کے بعد کسی کے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ فرشتوں جیسی پاک مخلوق جس کی بالخصوص یہ شان ہے جو آخری چار نمبروں میں بیان ہوئی کبھی نافرمانی کرسکتی ہے۔ پھر یہ کہنا کس قدر دھوکہ پیدا ہو کہ کسی فرشتے نے خدا کے حکم سے سرتابی کی۔ اور وہ درگاہ باری تعالیٰ سے راندہ گیا۔ ابلیس کو فرشتہ کہنا یا یہ کہ وہ پہلے اپنی عبادت کے فرشتوں میں ملا تھا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ عقیدہ سراسر اسکے خلاف ہے ہمیں تعجب آتا ہے۔ کہ بعض میاں سلام اسکے کیونکر قائل ہیں۔ کیا وہ قرآن مجید میں انہیں پڑھتے أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (اللہ کے حکم سے انکار کیا تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا) کیا فرشتے حکم الٰہی سے انکار کیا کرتے ہیں۔ یا ان کی شان میں يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ اور بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ آیا ہے۔

(۱۱) كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ (وہ ابلیس جنوں میں سے تھا۔ اور اسنے اپنے رب کے حکم سے انکار کیا) اس صریح نص کے ہوتے ہوئے ابلیس کو فرشتوں میں سے جاننا یا سمجھنا بڑی دیدہ دلیری ہے۔ بعض لوگوں کو خیال ہوا ہے کہ ابلیس فرشتہ تھا یا فرشتوں کے

گروہ میں شامل تھا یہ عقیدہ بھی غلطی پر مبنی ہے کیونکہ فرشتوں کے بارے میں آیا ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں جانداروں میں سے اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے اپنے رب کا جو اوپر ہے خوف کرتے ہیں اور جو انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ کرتے ہیں۔ پس یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ابلیس فرشتہ ہو۔ اور پھر اسے سجدہ کا حکم دیا جائے اور وہ سجدہ نہ کرے۔ پھر دیکھو فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ (الحجر) کیا سب کے سب ملائکہ نے جس کا ظاہر ہے کہ جو ملائکہ تھے ان سب نے تو سجدہ کر دیا اور ایک بھی ان میں سے باقی نہیں رہا۔ کلھم اور اجمعون دو لفظ موجود ہیں پھر ابلیس اگر وہ فرشتہ یا فرشتوں کے گروہ میں ہو ہونے کے کیونکر نکل سکتا تھا۔ ہاں وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ سے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب حکم سجدہ کا فرشتوں کو تھا۔ تو پھر ابلیس اگر فرشتہ یا فرشتوں کے گروہ میں بوجہ عبادت وغیرہ شامل نہیں ہو گیا تھا۔ تو کیوں اِلَّا اِبْلِيْسَ فرما کر یعنی ابلیس کو مستثنیٰ کیا۔ اس کا جواب بعض کو شاید یہ معلوم نہیں کہ استثناء منقطع بھی ہوا کرتا ہے جیسے جاءني القوم الا حمارا۔ تو اب یہ کوئی مشکل نہیں رہے گی۔ کہ ہم اسے بھی انسانوں یا انسانوں کے گروہ میں کا ایک سمجھیں۔ دوم اگر اس گروہ کو عام سمجھا جائے۔ تو اس میں بھی دیکھتے ہیں جب فرشتوں کو حکم سجدہ کا ہوا۔ تو قوم جن جو ان سے کمتر درجہ پر تھی اور جو اس حکم کی مخاطب خود بخود ہو گئی یعنی فرشتوں کو حکم دینے کے یہ معنے تھے کہ دوسرے گروہ بھی آدم کی فرمانبرداری کریں۔ سوم ہم ایک آیت سے یہ بھی دکھا سکتے ہیں کہ خاص ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم ہوا تھا۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ بھلا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو سجدہ نہ کرے جب میں نے تجھے حکم دیا۔ اس آیت کی موجودگی میں کوئی شبہ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ اور یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ کوئی فرشتہ ابلیس نہیں بنا۔ اور نہ قرآن یہ کہتا ہے کہ کبھی فرشتے بھی شقی بن جاتے ہیں۔

تاریخی شذرات

ایک نو مسلم کی شرانگیزیاں

علاؤ گجرات کے ایک نومسلم لڑکے کو خسرو خان کا خطاب دیکر مبارک خلجی نے اپنا وزیر بنالیا اور ملک داشت اس کے سپرد کردیا اور رفتہ رفتہ قبل از امتحان اس درجہ کو اعتماد قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف تھا

اس غلطی کا جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے اسے گورنر جنرل بنا کر مالابار کی فتح پر مامور کیا جہاں اسنے اپنے ہاتھ خوب ہی رنگے اور اسلامی سوداگروں کا مال لوٹ لیا اور پھر بغاوت کے خیالات دل میں سما گئے۔ مگر غدر و سرکشی کو عمل میں لانے کے لئے بھی ایک جرأت اور ہمت چاہیئے۔ جب نو مسلم سلطان کے حضور پہنچیں اور شور سے بیان کریں کہ اپنی برات کرائیں تو اسلام پر فدا ہونے کی خواہش ظاہر کی اور رنگ جمع کر کے پہلے ہی سے ... مبارک تو ایک سیدھا سادہ تھا ویسا ہی مان لیا اور اصلی ہوا خواہوں کو قتل کرادیا

بعد ازاں یار خسرو خان نے خوب پر پرزے نکالے اور مسلمانوں کے مقابل نامسلمانوں کے رنگ لا پڑنا اور بالآخر ان کو دربار میں بھرتی کرا گیا یہاں تک کہ اسکی اپنی قوم کا ایک خاصہ جتھا ہوگیا۔ جو بقول فرشتہ چالیس ہزار سوار تھا

اب قتل شاہ کے منصوبے گانٹھنے لگا۔ اور اسکے لئے اس نے خاص محل شاہی میں اپنا عمل دخل شروع کیا۔ اور دل خالص ہوا اسکی قتل پر داری کو بتمام بھی اپنے قبضے میں کرلیا

قاضی ضیاء الدین نے اصل حقیقت سے بادشاہ کو اطلاع دی اور خطرہ سے آگاہ کیا۔ مگر اسکا اثر الٹا ہوا کہ پھر تو اس کے خطرے میں نازل ہوا کیونکہ مبارک خلجی کی دیوانگی کو یہ معلوم تھا کہ جو وقت ہوتا ہے کہ راست خسرو خان کو کھیتا اور وہ مکرو فریب سے اسکا اثر محو کردیتا۔ اور اس طرح اسے حقیقت عملی صورت میں لانے کا موقعہ ملتا اور وہ برابر کامیاب ہوتا رہا۔ آخر ایک رات قاضی ضیاء الدین ...

پھر جو لوگ دیکھ بھال کے [illegible] کو دیتے تو [illegible] سازش نقشہ ظہور میں آئی۔ اور اسی خسرو کے ہجوم ایک شخص جاہر سے [illegible] کے ایک تیر سے اسکا فیصلہ کر دیا جب شور اٹھا تو بادشاہ جو محل میں خسرو خان نے باتوں میں لگا رکھا تھا [illegible] پوچھا کیسا شور ہے۔ تو خسرو نے باہر نکل کر [illegible] سنائی کر [illegible] میں گھوڑوں کے چھوٹ جانے سے ایسا ہو رہا ہے [illegible] شور [illegible] باغی اندر گھس آئے اور خسرو خان نے شاہ پر جست [illegible] اور بادشاہ کو [illegible] پکڑ کر گھسیٹا۔ بادشاہ نے ہاتھ پاؤں مارے مگر اتنے آدمیوں کے مقابل کیا کر سکتا تھا۔ اسی جاہر نے تلوار چلائی اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ اسکے بعد حرم سلطانی میں جو ستم انہوں نے ڈھائے۔ انکا بیان [illegible] ہے۔ تمام مستحقان سلطنت کو [illegible] کر قتل کر دیا۔ اور مبارک کی بیوی سے نکاح کر لیا اور باقی عورتوں کو اپنے بھائی بندوں میں تقسیم کر دیا

تخت پر بیٹھ کر [illegible] خدا کی پناہ [illegible]

خیال کے مطابق [illegible] اور قرآن [illegible] کام لیا [illegible] مطلق بند کر دی۔ آخر ایک سال [illegible] غازی بیگ [illegible] نے [illegible] اور چند [illegible] ساتھ لیکر اس نے حملہ کر دیا [illegible] خسرو میدان جنگ سے بھاگا۔ اور کہیں [illegible] چند روز چھپا رہا بھوک سے بیتاب ہو کر ایک شخص کو اپنی انگوٹھی [illegible] ہو گیا اور پولیس نے گرفتار کر لیا اور شاہ کے قصاص میں مارا گیا۔

حکمت سے جوش پیدا کر دیا

[illegible] نے [illegible] دیکھا کہ مسلمان بہادروں کے مقابل میں [illegible] اور دوسری قوم کے لوگ سست ہیں۔ تو اسنے ایک برہمن کو سکھایا کہ تم کوئی ایسا [illegible] لوگ جوش میں [illegible] دوسرے روز سنایا کہ رات جو [illegible] ہندوستان کا [illegible] کی مدد [illegible] ایک دم [illegible] کے پہلے [illegible] اسکی خدمت [illegible] ایک ہی رات میں غزنی [illegible]

الحمد میں تناسخ کا رد

فاضل جلیل جناب مولوی امام الدین صاحب نے الحمد کی ایک بے نظیر تفسیر لکھی ہے جس میں اسلامی مسائل اور مذاہب باطلہ کا ذکر کر کے آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ الحمد صرف تمام علوم کا مخزن ہے ایک حصہ اس تفسیر کا جو پہلی آیت کی تفسیر اور تناسخ کے بطلان پر ہے ذیل میں لکھا جاتا ہے تا کہ ناظرین اس سے مستفید ہوں گے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھا جائیگا۔

الحمد کے معنی الحمد سے یہ مطلب ہے کہ سب خوبیاں اسی کی ہیں۔ اور وہ تمام نقصانوں اور نقصوں سے پاک و مطہر ہے۔ اور العالمین کا رب یعنی پروردگار ہے۔ پس وہ عالمین کا معین کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر وہ الرحمن ہے سب حیوانات کے لئے سامان زندگی بدوں انکی درخواست و کوشش کے مہیا کرنیوالا ہے۔ اور رحیم ہے یعنی بعض نعمتیں انکی دعا اور سوال اور کوشش پر اپنے مقاصد کے حصول میں سعی کاروں اہل شعور اور عقلمند کو گزاروں کو بخشنے والا ہے پس وہ مرحوم کیسے ہو سکتا ہے بلکہ ان سے غیر محدود۔

اللہ موجودات کا خالق ہے اگر یہ درست ہے کہ یہ موجودات عدم میں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود تھے اعیان ثابتہ یعنی معلومات الٰہیہ پر اسکے ہی وجود کا فیضان اور رشحہ پڑا تو ان اعدام نے کسوت وجود پہنا۔

جیسے روح القدس کے فیضانات اہل کمال بلکہ مشتاقان خیال اپنی قوت علمیہ اور ہمت قدسیہ سے کسی شے متصور کو لوگوں کے سامنے بمنزلہ محسوسات مشاہدات کے بنا سکتے ہیں۔ اور ناظرین معتقدین و غیر معتقدین کو کاملیات دکھا سکتے ہیں چنانچہ مریدان اہل کمال شغل اپنے پیروں کے توجہات سے کسی ارواح مجسمہ کو دیکھتے ہیں۔ اور ان سے ملاقات کر کے مکالمات سے مشرف ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے جسم دیکھنے میں نہیں آسکتے بلکہ کئی معانی اور معارف بھی ایک اجسام نورانیہ کی صورت میں دکھلاتے ہو

ہیں اور جوگیوں اور اہل مسمریزم کے مجالس کے جنبشوں اور حلقوں کو عجائبات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں۔ کیا یہ نسبت بہت خفا امور کی نہیں ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ قادر مطلق ان معلومات معدومہ کو اپنے وجود وار وجود کے فیضان اور پرتو سے کسوت وجود پہنا دیتا ہے اور معدومات کو موجودات کے رنگ میں متلبس کر دیتا ہے۔

نابود کس طرح موجود ہوا

اگر یہ کہتے ہیں کہ نیستی سے کبھی ہستی نہیں ہو سکتی اور نابود کبھی موجود نہیں بن سکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ نیستی خود بخود ہست نہیں بن جاتی۔ مگر امر علمی کو اپنے ارادہ سے ہم موجود بنا سکتے ہیں اور موجود ذہنی کو موجود خارجی کر سکتے ہیں۔ تو کیا خلاق عالمیان سرب شکتیمان اپنی صور علمیہ کو اپنے ارادہ اور قدرت سے خارج میں موجود نہیں کر سکتا۔ بیشک کر سکتا ہے۔ اور ضرور بنا سکتا ہے۔ وہ ہست ہے اور اسکا علم بھی ہست ہے اور اسکا ارادہ اور قدرت بھی ہست۔ اور موجود ہے پھر نیستی سے ہستی کیا ہوئی بلکہ ہستی سے ہی ہستی ہوئی۔ اور ہستی سے ہستی کا ظہور ایسا ہوتا ہے جیسے کثیف سے لطیف اور لطیف سے الطف چنانچہ برف سے پانی پانی سے بخار اور ایسا بخار جو محسوس تک نہیں ہوتا یعنی حالت بدلتے ہی پھر موجود فی الخارج لطیف ہو کر موجود علمی بن جاتا ہے۔ ہاں ہم یہ نہیں کہتے کہ وجود باری بنجاتا ہے پس یوں کہ معلومات الٰہیہ وجود باری سے فیضیاب ہو کر اسکا پرتو پا کر موجود فی الخارج ہو جاتے ہیں اور موجودات خارجیہ اسی کے ارادہ اور قدرت سے پھر اس وجود خارجی کا لباس چھوڑ کر وجود علمی میں چلے جاتے ہیں۔ والا ماشاء اللہ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ موسم برسات کے موسم میں نباتات اور حیوانات بنجاتے ہیں۔ اور روح نباتی اور روح حیوانی بلکہ روح انسانی کو کوئی وجود اس سے پہلے نہیں ہوتا۔

روح باہر سے نہیں آتی

یہ غلط ہے کہ کہیں سے کوئی شے اس میں آتشرفی ہو۔ جس سے تناسخ والوں کا قائل ہونا پڑتا ہے کیونکہ اس امر کا کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا کہ کوئی روح پہلے جسم کو چھوڑ کر ایک دوسرے جسم میں آتی ہے۔

تناسخ ماننے والوں کا اعتراض

کہتے ہیں کہ اگر یہ نہیں تو کیڑوں مکوڑوں بلکہ حیوانوں اور نباتات

کہ متفرق مستغرق انسان اتبع قوی ضعیف۔ صحیح۔ بیمار منعم مفلس کم وبیش ہونیکی کوئی وجہ نہیں بن سکتی۔ اور ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ کی عدالت اور انصاف پر ظلم کا داغ لگتا ہے۔ پس وہ اس پاک تقدس ہے یعنی انسان کے اعمال کا نتیجہ یوں ملتا ہے کہ وہ انکو مطابق اعمال کے جسم ملتا ہے۔ اور اس میں ہو کر نیکیوں کے بدلے سکھ اور بدیوں کے عوض دکھ پاتا ہے۔

اس اعتراض کا پہلا جواب

اسکے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ تنوع اور تفرقہ جو حیوانوں میں پایا جاتا ہی کائنات میں پایا جاتا ہے۔ یہی تنوع و تفرق جمادات میں بھی ہے۔ جن میں روحوں کو کوئی دخل نہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کمی بیشی کسی کی جزا سزا کے متعلق نہیں۔ جیسے کسی پتھر کو لعل اور کسی کو بے ڈھنگا بدرنگ غیر شفاف کوئی مربع کوئی گول کوئی قیمتی کوئی نکما وغیرہ وغیرہ بنا دیا گیا ہے۔

اختلاف کی فلاسفی

اور اختلاف اعمال کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ کمی بیشی اعلیٰ قسم کو ادنیٰ جنس کا مخدوم اور ادنیٰ کو اسکا خادم بنانے کو جو قسم دیگر فوائد کے واسطے ہے۔ اسی طرح متفرق فوائد کے لئے نباتات کے اقسام بنائے گئے اور مختلف حیوانات کے لئے مختلف قسم کے نباتات اور بعض نباتات دوسرے بعض کے خادم اور معاون بنائے گئے۔ اور حیوانات میں بعض دوسرے بعض کی غذا جیسے ہرن شیر بھیڑیئے کی۔ ایسا ہی بہت سے حیوانات اور نباتات ایک دوسرے کی خوراک ہیں۔ یہ امر کسی کے پچھلے جنم کے عوض میں نہیں ہے۔ بلکہ بطور ترتیب اور بوجہ انتظام ایسا ہو رہا ہے اگر خادم و مخدوم میں فرق نہ ہوتا تو سلطنت اور کارخانجات کیسے چلتے۔

دکھوں کی فلاسفی

اور اگر یہ رنج تکالیف بیمار اور مساکین بیکس کے غمخوار نہ ہوتے تو اخلاق حمیدہ کا اظہار کس طرح ہو سکتا اور حکمت طبابت کے دقائق کیسے ظاہر ہوتے۔ مسکین محتاج نہ ہوتے تو سخی جواد کی خوبی کیسے ظاہر ہوتی۔ درد مند نہ ہوتے تو ہمدردی کون کرتا۔ مریض نہ ہوتے تو بیمارداری کا ثواب کون لیتا۔ طب ڈاکٹری کے کرشمے کس طرح ظاہر ہوتے۔ تکالیف کا وجود نہ ہوتا تو صبر و رضا بقضا اور تسلیم اور توکل کے درجات کس طرح ملتے۔ ہم ان کی تکلیفوں کا سامنا

دیکھو تو والدین کی پرورش و تربیت یا ترک حقوق اور کیسے ظاہر ہوتے جیسے بچے پیدا ہوتے ہی سخت مصیبتوں میں پڑتے ہیں۔ اور کتنی ان ہی مصائب میں مر جاتے ہیں۔ ان تکلیفوں کے رفع کے واسطے ماں باپ بڑی کمال ہمدردی کا اظہار کر کے بڑے درجات پاتے ہیں۔ اور طب ڈاکٹری کے حقائق کھلتے ہیں۔ اور بچوں کو ان تکلیفوں کے عوض میں بعد الموت عالم برزخ میں بڑے بڑے درجات اور برکات ملتے ہیں۔ ان اللہ مع الصابرین۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ بچے بھی ایک قسم کا صبر رکھتے ہیں۔ وہ شکایات نہیں کر سکتے۔ منہیات و کلمات ناشایستہ اور حرکات ناشائستہ سے پاک ہیں۔ اور ہزاروں بیمار بیکسوں کی ... اپنے گناہوں کا کفارہ پاتے ہیں۔ اور ہمدردی کرنے والوں کو ثواب ملتے ہیں۔ اور ایسے موقعوں پر عمدہ اخلاق کا اظہار ہوتا ہے غرض ان تکلیفوں میں جو حیوان اور انسان کے افراد میں دیکھی جاتی ہیں۔ ایسی ایسی لاکھوں حکمتیں اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھی ہیں۔ یہ ظلم اور حق تلفی نہیں بلکہ ان جانداروں کے تربیت اور حصول ترقی اور صبر اور شکر والوں کے لئے عبرت اور ہمدردی کا سبق اور اعلیٰ اخلاق کے مخفی قویٰ ... [illegible] مقصود ہے۔

اگر یہ دکھ جزا و سزا کے لئے ہیں تو اس کا علم ضروری ہے

اگر یہ دکھ سزا ہوتی ہو تو جاندار کو اطلاع دینی ضروری تھی۔ کیونکہ حاکم اگر کسی مجرم کو سزا دے اور اطلاع نہ دے کہ فلاں جرم اور فلاں گناہ کے عوض میں یہ سزا ہے اگر ... تو سزا دینے سے کیا حاصل ہوگا کیونکہ سزا دینے کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ مجرم سزا پاکر پھر کبھی جرم کا مرتکب نہ ہو۔ ... [illegible] ... بھی نہ کرے کہ یہ سزا حق ہے یا ناحق مجھ پر ظلم ہوتا ہے۔ سزا میں حاکم کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کا نفس اور بدی سے باز آکر روح کی دستگیری ہو جائے۔ بغیر سزا نہیں پاکر وہ روح کس طرح پاک ہو سکتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نباتی روح تو بے حس و حرکت اور بے شعور نفس ہے اور اسے سزا یا جزا کا پتہ بھی نہیں ایسے ہی حیوان غیر انسان کو بھی گو کچھ شعور ہو۔ مگر اس میں یہ سمجھ کہاں کہ مجھ کو کسی جرم کی سزا مل رہی ہے۔ فرضی طور پر کچھ لینا کہ حیوانات مشکل اپنے سزا پانے سے واقف ہیں۔ فرار ادعویٰ بلا دلیل ہے

یہ انسان سوا مشرکین کی کافر ہے کہ وہ اس جسم سے پہلے بھی کسی اور جسم میں رہ چکا تھا

رشی منی کن معنوں میں تناسخ کے قائل تھے | یہ انبیاء اہل عرفان و صاحبان گیان تمام سو وہ بھی مختلف البیان ہیں کوئی تناسخ کا قائل کوئی منکر بلکہ اکثر انکار کرتے آئے ہیں۔ اور قائلین کی مراد بھی معلوم کرنی چاہئے اگر تناسخ سے یہ مراد ہو کہ روح آگے جاکر یعنی عالم حشر و نشر اور آخرت میں دوسرے جسم میں جاکر جزا و سزا بھگتے گی تو اس مراد کا کوئی اہل مذہب انکار نہیں کرتا۔ سب ہی قائل ہیں۔ غالباً ہندو رشی منی اسی تناسخ کے قائل ہونگے۔ یا تناسخ کے یہ معنے ہیں۔ کہ روح انسانی بعد نزع روحانی کندن کے ایک خیالی بدن میں جو مطابق اعمال اسے ملتا ہے چلی جاتی ہے اور جزا سزا پاتی ہے۔ جیسے عالم قبر میں مسلم اہل اسلام ہے یا یہ مراد ہو کہ انسان ہر ایک حالت میں روحانی طور پر آواگون میں ہے۔ مثلاً انسانی اخلاق سے متعلق ہو۔ تو روحانی طور پر انسان ہے اگر کتے یا سور کسی حیوان بے عقل کی خصلتیں اس پر غالب ہیں۔ تو وہ بظاہر انسان باطناً اسی حیوان کی شکل میں ہے چنانچہ اکثر اہل مکاشفات اس کی شہادت دیتے ہیں۔

تیسرا جواب | تناسخ پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ بیٹا اور وارث کا پتہ نہیں کہ کس عورت کی روح ہو۔ اور وہ کسی مرد سے بیاہی ہو تو اس مرد و زن کو کیا معلوم کہ پہلی بار ان میں وہ عورت اس مرد کی ماں تھی یا بہن یا بیٹی جب یہ تمیز نہیں تو خداوند کریم پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ کیوں نہیں معلوم کرا دیتا کہ یہ زوجیت ناجائز ہو جاتی۔

چوتھا جواب | اور نیز اگر تناسخ کے سبب ہی یہ انسانوں حیوانوں بلکہ نباتات کا تفرقہ ہے تو سب پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو کس گناہ کے بدلے میں ان نجات یافتہ روحوں کو آواگون میں پھنسایا۔ اور کیوں کسی خانہ سے آتش باہر نکالا اور پھر نکال کر کسی کو مرد اور کسی کو عورت کسی کو پرند بنایا اور انکی پرورش کے واسطے کتنی حیوان کیوں بنائے مثلاً گائے بکری گھوڑا۔ اگر اس سے پہلی مخلوق کے اجسام میں جو گناہ انہوں نے کئے تھے انکے بدلے میں آواگون ہوا تو ہم پوچھتے ہیں کہ سب سے اول تو صرف خود خدا اور روح صرف ہیں۔ اس وقت انہوں نے کیا گناہ کیا تھا؟

پانچواں جواب اور یہ بھی سوال ہے کہ پہلے پہل مادہ اور ارواح پر پرمیشر نے کیوں تصرف کیا وہ مادہ اور ارواح ایشور سے کیا تعلق رکھتے تھے کیونکہ وہ اپنی اپنی جگہ قدیم سے موجود تھے۔ جیسے ایشور نہ وہ انہیں پیدا کرنیوالا یعنی عدم سے وجود دینے والا نہ تربیت کرنیوالا اسنے ناحق کیوں ان غریبی ارواح کو پکڑ کر اس اواگون کے پھندے میں کیوں ڈالدیا گویا بقول قائلین تناسخ یہ ناحق ظلم کر دیا۔

ایک عذر پر چھٹا جواب کہتے ہیں کہ مکت یافتہ ارواح پر کوئی نہ کوئی پاپ لگا رہتا ہے مکت معہودہ معینۃ المیعاد کا مانع نہیں ہو سکتا رہتا ہے جس کے عوض وہ احکم الحاکمین بعد گزرنے مدت مکتی معینہ کے پھر انہیں دنیا پیدا کرنیکے لئے اس اواگون میں لے آتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ بقیہ پاپ باوجود جدید یہ سلسلہ اواگون کیوں رکھا جاتا ہے گویا یہ بھی ایشور کی مجبوری ثابت کرتا ہے کہ وہ ہو جاس مجبوری کے کہ نئی مخلوق کسطرح پیدا کروں مکت یافتہ ارواح پر کوئی نہ کوئی قصور رکھ دیتا ہے۔ کیونکہ آئندہ بیچارہ سلسلہ مخلوقات کیسے جاری رکھیگا۔

ساتواں جواب پھر تناسخ کا عقیدہ خدا کے سرب شکتیمان ہونے پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ نئی روح اور نئے مواد بنا ہی نہیں سکتا۔ اور اسکی طاقتیں محدود ہیں۔

آٹھواں جواب پھر یہ بھی اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا کیونکہ اگر وہ ایسا کرے تو اواگون کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور مخلوق کے تنوع اور تخالف کے لئے یہ ضرورت اور مجبوری ایک روک ہو۔ عجیب عقیدہ ہے کہ انسان کی فطرت تو چاہتی ہے کہ جب کوئی شخص نادم ہو کر توبہ کرے اور رونے چلائے تو اسکا قصور کیسا ہی ہو معاف کر دیا جائے۔ مگر پرمیشر سرب شکتیمان الرحیم الرحمان کی نسبت یہ بدگمانی کہ وہ ایک ذرہ سا قصور بھی معاف نہیں کر سکتا۔ اور پھر چھوڑتا ہی نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی پانچ لاکھ نیکیاں کر کے نہایت مزکی مصفا انسان بن جائے تو بھی بعد از مدت مکتی خانہ سے پکڑ کر باہر لایا جاتا ہے اور اواگون میں پھنسا دیا جاتا ہے۔ پھر اور اس ظلم کا بھی کوئی حد حساب ہے جو خود علی الاطلاق کے ذمہ یہ لوگ لگا دیتے ہیں یعنی پرمیشر

ان روحوں پر جنکا تعلق خدا سے دیکھا گیا بچاں انکی کچھ تھیں یعنی از خود موجود قدیم ہیں یہ زبردستی سزا کے لئے گرتے
رہتا کہ ہمیشہ ہمیشہ ان بے جرم و قصور ارواح کو مکتی خانہ سے نکال کر اواگون کے عذاب میں معذب
کرتے رہتا اور بھی ان چھوڑتا خود وہ مکتی پانا رو زبردستی ان کو باہر کرتے اور پھینک دیا جاتے رہیں۔

ہمارا عقیدہ پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا
برخلاف اسکے ہم لوگ جو اہل اسلام ہیں۔ ان ارواح بلکہ مواد کو اللہ تعالیٰ
کے دست قدرت کے بنے ہوئے یعنی اسکے علم اور پر تو وجود سے قدرت
کے ہاتھوں ایسے بنائے ہوئے مانتے ہیں کہ پہلے کان لم تکن شیئاً مذکوراً تھے پھر اس نے
ان کو ہم کے ساتھ عدم سے موجود کیا یہی وجہ ہے کہ روحکو اپنے خالق سے بلکہ ہر موجود جسمانی و روحانی
کو اپنے موجد سے بوجہ اس تعلق ایجاد کے ایک محبت اور مودت کا علاقہ ہے۔ روحکو اپنے خالق سے
ایسی محبت و عشق ہوتا ہے کہ ایکدم اسکے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ ہاں روح مردہ ہیں جو کہ نفسانی
کی غفلتوں میں آکر اس تعلق کو بے خبر ہو جاتی ہیں۔ بے معرفت ہو کر اپنی اصل بھول جاتی ہیں لیکن
اگر تصفیہ توجہ اور ذکر اپنے مبداء کا کیا جائے تو تب پھر ایسی روح اس دل پکڑ لیتی ہو کہ بے بس ہو کر اسی
کے ذکر و فکر میں مست کر دیتی ہے الرحمٰن الرحیم کے بھی معنے ہیں۔ محبت بھی ایک علامت
ہو کہ اسی کی رحمانیت سے روح بنی یعنی موجود ہوئی یہی وجہ ہو کہ تعلق ازلی کا سلسلہ دوام کا تعلق
پکڑنے لگتی ہے۔ یہ تعلق جو ہوتا ہے ایسا عشق بیشمار لکھیں روح مقدس کو سمجھا یا کرتا۔ ماں کو اپنے بچہ
سے جو محبت ہوتی ہے وہ پر تو ہی محبت کا ہے جو رب العالمین الرحمٰن کو اپنی مخلوقات سے ہے۔ یہی تو رحم
کو ماں کی محبت بھی ہر رنگ اسی پیار و مودت کے ہے جو روحکو اپنے خالق تعالیٰ سے ہے۔ میں نے
ایک خوشنما میں بڑی نورانی اماں جان کو دیکھا جو کہ پردہ نشین تھیں جب میں نے نام پوچھا تو بتایا جب مظہر
تنزلات ایک ایسے رنگوں کو دیکھکر بعض لوگ وحدت وجودیوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

ایک اعتراض
عوض ارواح بلکہ مواد کا یہ تعلق اپنے مبداء و معاد سے جب کہ مسلم ہو تو اس حمایت
اور محبت کی کوئی وجہ نہ تھی کہتے ہیں کہ پرورش اور انعام کے سبب سے یہ محبت ہے۔ جیسے محسن
وہ محسن اسیر دل کھنچی جاتی ہے۔

اس اعتراض کا جواب تو اسکا جواب یہ ہے کہ کونسا احسان ہے یہی کہ آزادی اور حریت کی نعمت بے بدل اور مقدس کشتی امت کو حاصل ہے اسے چھین کر ان لوگوں میں پھنسا دیا ہے اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار کر دیا گیا ہے اور فرض کرو کہ یہ خواص ارواح و مواد کے اپنے ہی ہیں تو پرمیشر کا کیا احسان ہے بلکہ اپنے ساتھیوں یعنی مواد و ارواح کا احسان ہے تو بجا ہے کیونکہ لذت یا لذت کی چیزیں انہی کے خاصیات سے ہی اسے ملتی ہیں۔ پرمیشر کا اس میں کیا ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ یہ ساری دنیا کے لوگ ماں باپ اور دوسرے محسنوں کو پیار کرتے ہیں۔ مگر خدا سے جو حقیقی محسن ہے۔ ماں کو محبت جو اپنے بچے سے ہے محض اللہ تعالے سے ہوتی ہے۔ وہ بعد معرفت حق کے حاصل ہوتی ہے جب روح سمجھتی ہے کہ میں اور میری ہستی اور میری نعمتیں سب میرے مالک و خالق سے ہیں۔ اور جب یہ معلوم کرتی ہے کہ سب مصیبتیں اور دکھ درد میاں میرے اپنے ہی قصوروں سے ہیں جو خداداد طاقتوں کے استعمال نہ کرنے یا بیجا استعمال سے میرے پر وارد ہوتی ہیں اور ان مصائب کو وہ بغیر ارتکاب برائیوں کے اسپر وارد ہوتی ہیں۔ بمنزلہ تلخ ادویہ کے جانتی ہے جو دانا طبیب اپنے پیارے مریض کو دیتا ہے تو خدا تعالیٰ کی بخشش اور بیش محبت اسکے دل میں بڑھتی ہے

نواں جواب نیز تناسخ پر یہ سخت اعتراض ہے کہ روح انسانی کے خواص عقل و دانش اور معارف کاملہ جو اسے بہت مدت کی مشق سے حاصل ہوتی ہیں۔ یا وہ لیاقت جو اسے ان معارف کے تحصیل کے لئے حاصل ہے۔ وہ دوسری جون میں چلے جانے پر کیوں کھوئی جاتی ہے۔ اور کسطرح علم و دانش یا لیاقت حصول علم جو لا محالہ اسکی ذاتی خاصیت ہے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ بلکہ روح کی ذاتیات سے ہے دور ہو جاتی ہے۔

دسواں جواب نیز اگر روح کسی اور جسم سے نکلکر نئے جسم میں آتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اپنے باپ کے سے اخلاق اور علوم اور فنون وغیرہ خواص روحانی بچہ کے اندر جلدی اور آسانی سے نشوونما پاتے ہیں۔ اور دوسرے علوم و فنون اسے بدشواری حاصل ہوتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جس جسم سے روح نکلکر آتی ہے اس کے عادات اور اخلاق اس نئے جسم میں ظہور پذیر ہوتے۔ پھر

والدین کے نہ ہوتے۔ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے جسم اور جان دونوں کی پیدائش ماں باپ کے نطفہ سے ہی ہوتی ہے۔ نیز اخلاق و عادات اور علوم و فنون سے بھی اسی طرح سے شکل و شباہت و ذہانت و سخاوت و بخل و حماقت بچے کے اندر آجاتی ہیں۔ اگر [illegible] تو بچے جسم کے خواص اسکے اندر آتے [illegible] والدین کے۔

ایک دلیل کہ روح کا حدوث بھی ثابت ہوگیا

اور نیز اسی دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روح قدیم نہیں بلکہ اسکی پیدائش نطفہ کے اندر ہی سے ہوئی ہے جیسا کہ ثم انشأناه خلقا آخر الآیۃ اور وہ خلق الانسان من طین جسم کی پیدائش اور شکل و صورت کو ثابت کرتی ہے کہ بچہ اسی طرح دیکھتا ہے جس سے قیافہ شناس [illegible] کے جاتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلعم نے ایک بچہ کے دعوے پر الولد للفراش وللعاهر الحجر [illegible] کو حکم شوہر کا ہی قرار اور ساتھ ہی [illegible] اس شخص سے [illegible] قرار دیا گیا ہے حجاب کیا کیونکہ اسکی شکل و شباہت فلاں زانی سے ملتی ہے ایسے ہی اسکی روح کی [illegible] حادث ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بھی مثل جسم اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئی ہے [illegible] کہ روح مجرد [illegible] ہے پس اسکی پیدائش اور اسکا حدوث اسکے صفات [illegible] روایات کے حدوث سے ظاہر ہو رہا ہے

گیارہواں شبہ اب

[illegible] دونوں کا [illegible] ہوسکتا ہے کہ اگر [illegible] نے [illegible] لوگوں کا سزا ہی کے [illegible] رکھا ہو تو کیا [illegible] ہے کہ ہر ایک روح اپنے جسم میں زندگی بسر کرنے پر راضی و خوش ہے جیل و بندی خانہ سے تو ہر ایک قیدی آزاد ہونے پر خوش ہوتا ہے مگر جسم کے قید سے نکلنے پر وہ ہرگز خوش نہیں ہے جب انسان اپنے جسم میں خوش ہو رہا ہے جسم سے باہر نکلنے یعنی موت کے خیال سے ہر ایک شخص نفرت کرتا ہے اور اس میں رہنے کو ایک نعمت [illegible] سمجھتا ہے بلکہ [illegible] مصائب زندگی کے جیتا رہتا ہے تو [illegible] بطریق اولیٰ اپنے اپنے اجسام میں خوش ہیں پس یہ [illegible] لوگوں سزا کیسے ہوسکتی ہے بلکہ [illegible] جیل خانہ [illegible] طور پر جہنم [illegible] میں جیسے [illegible] کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها [illegible] تو ہر [illegible] نفرت کرتا ہے پس

معلوم ہو گا کہ آواگون سزا نہیں جب سزا ہی نہیں تو پھر آواگون وہ صرف فرضی طور پر بنایا گیا ہے۔

عقیدۂ تناسخ کی اصلیت کیا ہے؟

انسانوں کا دوبارہ دنیا میں آنا یوں بھی کتب اسلامیہ میں آیا ہے کہ جیسی قسم کا کوئی آدمی ہو چکا ہے اسی کے رنگ ڈھنگ اور خو بو پر ایک اور آدمی دنیا میں آجاتا ہے اس کا نام صوفیائے اسلام کی اصطلاح میں بروز ہے جیسے ایلیا کا بصورت یوحنا آنا یا ناصری کا مسیح محمدی بنکر آنا یہ مسلم ہے۔

غرض یوم الحشر میں جزا سزا کے لئے دوبارہ زندگی اور مجسم کرکے منعم یا معذب کرنا اسلام برزخ میں روح کو ابدان مثالی لطیفہ میں ڈالکر ثواب و عقاب دینا یہ تو مسلم ہے اور غیر مطابق اعمال روح کا اہل مکاشفہ کے نزدیک تمثلات اجسام میں نظر آنا یا بروز یک انسان متوفی کی خو بو پر کسی آدمی کا دنیا میں پیدا ہونا کتب اسلامیہ میں اور السنۂ صوفیا پر بہت وارد ہے جس سے دھوکا کھا کر یہ لوگ آواگون تناسخ کے قائل ہو گئے۔

تناسخ والوں کی سب سے بڑی دلیل اور اس کا رد

اور کہنے لگے ہیں کہ اس دنیا میں جو کہ اہل حق کے نزدیک دار العمل ہے جزا و سزا کا سلسلہ یوں جاری ہے کہ بعض انسانوں حیوانوں بلکہ نباتات میں پائی جاتی ہیں وہ ان پچھلے جنموں کی سزائیں بھگت رہے ہیں جو بصورت انسانی بلکہ حیوانی کسی جنموں نے پاپ کمائے ہیں اور بعض نیکیوں کے بدلے میں کچھ آرام اور نعمت بھی پا رہی ہیں۔ بڑی دلیل اور بنا تو کل اہل تناسخ کی یہی ہے۔ کہ جانداروں اور انسانی بچوں کی تکلیف اور ادنیٰ قسم کی زندگیاں اگر بلا قصور اور سزاواری کے بھی جائیں تو آفاق کی عدالت پر حجت ہے کہ وہ ناحق دکھوں اور مصیبتوں میں لوگوں کو پھنسا آور بیگناہ عذاب پہنچاتا ہو اور کہ وہ ظالم بے انصاف ہے مگر وہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالے کی مخلوقات میں ایک جمادات سے لیکر اشرف المخلوقات یعنی انسان تک علم عقلی اور علم طبعی کی رو سے وہ نسلی ترتیب اختلاف کی بیشی ادنیٰ اعلیٰ حسن و قبیح کا موجود ہو پھر کسی مخلوق کو خالق تعالیٰ نے عقل و شعور اور حواس دئے۔ اور کسی کو صرف حواس ہی دیئے اور کسی کو نشو و نما بے شعور اور کسی کو بے شعور بخشا۔ اور کسی کو عقل اور روح بھی مرحمت فرمائے

پھر تدریجی طور پر ترقی کا قانون اس میں جاری کیا گیا تا کہ سلسلہ وار اپنی قدرتوں اور صفتوں کا اظہار فرمائے اور جیسے جسم کی ترقی جمادات کے الوان اور اقسام کے قبح و حسن میں پھر نباتات اور حیوانات کے الوان متنوعہ و متفرقہ کی صورتوں میں اور پھر انسان اور اسکے غیر متناہی حالات اور درجات میں کرکے اور اس ترقی کی سیڑھیوں پر پہنچاتے ہوئے کئی جسموں کا تنزل اور بگاڑ پھر انکا ایک دوسرے کا خادم اور چاکر اور خوراک و پوشاک بنکر ایک عجیب و غریب پیرایہ میں ہوا ہے۔ اسی طرح ارواح کی ترقی کے واسطے اور انکے خواص اور اسرار کے ظہور کے لئے دکھ اور مشقت میں ڈالا جا کر اخلاقی اور روحانی عالم کی ترقی ابتلاؤں اور مصائب میں ڈالنے سے پیدا کیجاتی ہے صبر اور تسلیم کی غرض اور تجارب اور مشاہدات کی مسافتیں بدوں ان ابتلاؤں کے طے نہیں ہو سکتیں یہ بشریت سے لیکر اعلیٰ انسانیت تک تمام درجات کی ترقی ان ابتلاؤں میں متصور ہے یہ روحانی سلسلہ بھی ہر رنگ جسمانی سلسلہ کے ہے پس جیسا ان ابتلاؤں کے رنگ میں جیسے انکے مربیوں کے اخلاق کی تہذیب اور ہمدردی کی تعلیم و تکمیل ہوتی ہے ویسے ہی انکی روحانی تعلیم اور تربیت ہے جو اس عالم میں پھر برزخ میں اور پھر یوم النشور والحشر میں ظہور پذیر ہوتی جاتی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین

چند سوالوں کے جوابات

پہلا سوال (۱) حضرت مرزا احمد کا دعوےٰ ہے اور بقول آپ کے صاحب ممدوح ہمارے رسول کریم صلعم کے آخری خلیفہ ہیں اور ہمارے رسول کریم صلعم مثیل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آیت قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ جیسے خلیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوئے تھے ویسے ہی ہمارے رسول کریم صلعم کے خلیفے بھی ہونگے۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام خلیفے نبی ہوتے ہیں اور ہمارے رسول کریم صلعم کے خلیفوں میں کو سوائے حضرت مرزا صاحب کے اور کوئی خلیفہ نبی نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے علی الاعلان دعویٰ نبوت کیا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پہلا خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی ہوئے تھے مگر ہمارے رسول کریم صلعم کا پہلا خلیفہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نبی نہیں ہوئے علی ہذا القیاس

جواب (۱) آپ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے تمام خلیفے نبی تھے معلوم نہیں کہ آپ کو کس طرح سے معلوم ہوا۔ قرآن کریم میں تو انکی بابت ائمہ کا لفظ آیا ہے چنانچہ فرمایا۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلنٰہ ھدًی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیٰتنا یوقنون اور امام کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ وہ نبی ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ ایک شخص نبی بھی ہو اور امام بھی۔ پس جس طرح خلفاء موسیٰ ؑ کے لئے نبوت ضروری نہیں تھی۔ اسی طرح خلفاء مثیل موسیٰ کے لئے بھی ضروری نہیں۔ اور جس طرح خلافت موسویہ اور نبوت میں کوئی منافات نہیں اسی طرح خلافت محمدیہ اور نبوت میں بھی کوئی منافات نہیں اور اسی طرح جو فیض و برکات امت موسویہ پر نازل ہوئے تھے۔ وہی بلکہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر اس امت پر نازل ہونی۔ اور ان تمام انعامات کا وارث اللہ تعالےٰ نے اس امت کو ٹھہرایا۔ ہاں پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبیین ہیں اسلئے کوئی سماوی فیض آنحضرت کے ظل میں آنے کے بغیر اور آپ کے واسطے کے بغیر نہیں مل سکتا اسواسطے آپ کی بعثت کے بعد صرف ظلی طور پر یہ انعامات حاصل ہو سکتے ہیں اور انکے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے جو خاتم النبیین کی ظلیت ہے۔

لیکن یاد رہے کہ ظلی کے لفظ سے اس وہم میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ ظلی رسول دراصل رسول نہیں ہوتا کیونکہ جن صفات کے ہونے کی وجہ سے کسی شخص کو حقیقی معنے میں رسول کہہ سکتے ہیں وہ تمام صفات ظلی رسول میں موجود ہوتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ پہلے جس قدر انبیاء آئے ہیں انکی رسالت و نبوت کسی اور نبی سے مستفاد نہیں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے ان انبیاء کو جن کو صاحب شریعت بھی سمجھتے ہیں اگرچہ وہ کوئی نئی شریعت نہ لائے ہوں کیونکہ جب وہ اپنی نبوت میں اور اپنی رسالت کے اعتبار سے کسی اور نبی کے تابع نہیں تو گویا کسی اور نبی کی شریعت کے ماتحت نہیں اور اس لحاظ سے انہیں صاحب شریعت خیال کیا گیا۔ لیکن وہ دراصل صاحب شریعت نہیں تھے .... یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام باوجود موسیٰ علیہ السلام کا ایک خلیفہ ہونے کے صاحب شریعت مشہور ہیں۔ ورنہ وہ اصل وہ صاحب شریعت ہرگز نہیں تھے سو رسول اور نبی کے الفاظ انہیں پر استعمال ہوتے رہنے کی وجہ سے عرف عام میں رسول اور نبی کا لفظ ایسا مخصوص ہو گیا کہ گویا ظلی نبی کے تئیں جس کی نبوت بخلاف پہلی قسم کے انبیاء کے مستقل نبی سے مستفاد ہوتی ہے اسکا استعمال از قبیل مجاز و استعارہ اور غیر حقیقی ہو گیا اور پہلی قسم کے لئے جو اپنے مقتدا نبی کا غیر مستفاد ہونا رکھتا ہے حقیقی قرار دیا گیا۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے سراج منیر میں صفحہ ۳ پر تحریر فرمایا ہے کہ

"کیا تم نہیں پڑھتے کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت ولا محدث کی یاد تمہیں نہیں رہی پھر کیسی بیہودہ بحث ہے کہ مرسل ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ انتہیٰ مجدد جو ذکر جو بھیجا گیا ہے اسکو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہینگے"

یا کچھ اور کہیئے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو کچھ مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی کہلاتا ہے یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا تعالیٰ نے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ موجود ہیں سو یہ حقیقی معنے پر محمول نہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔"

اس جگہ حضرت صاحب نے حقیقی نبوت کے معنی بھی واضح کر دیئے ہیں یعنی جو نبی صاحب شریعت ہو وہ حقیقی نبی ہے اور جو نبی صاحب شریعت نہ ہو وہ غیر حقیقی یا مجازی ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ یہ تقسیم الہامی نہیں بلکہ استعمالی اور عرفی ہے اور الہامی اور الٰہی اصطلاح کے رو سے دونوں قسموں میں کوئی فرق لفظی نہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے لکھا ہے "خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے"

اسکے بعد یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ چونکہ نبوت و رسالت انعام کے مراتب میں سے سب سے ارفع مرتبہ ہے اسلئے اس کے حصول کے لئے بھی قابلیت کا سب سے ارفع ضروری ہے اور چونکہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں اسلئے آپ کی امت میں سے وہ شخص ارفع مراتب قابلیت پر پہنچکر اعلیٰ انعام جو نبوت و رسالت ہے حاصل کرے ضرور ہے کہ وہ بھی خاتم نبوت ظلیہ ہو کیونکہ اگر اصل خاتم ہو۔ تو اس کا ظل بھی چونکہ اسکا کامل ظل ہے خاتم ہو۔ اور اگر اصل ناقص ہو تو اس ناقص کا ظل بھی ناقص ہونا ضروری ہے اب چونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اسلئے یہ یقینی اور قطعی امر ہے کہ آپکا ظل کامل بھی خاتم نبوت ظلیہ ہو۔ ورنہ لازم آئیگا (نعوذ باللہ) کہ آپ خاتم الانبیاء نہیں ہیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ کے خلفاء میں سے جو شخص نبی ہو وہ خاتم نبوت ظلیہ ہو پھر یہ امر بھی بالکل بین اور ظاہر ہے کہ خاتم نبوت ظلیہ متعدد نہیں ہو سکتے۔ اور ایک سے زیادہ خاتم نبوت ظلیہ ہرگز نہیں پائے جا سکتے جس طرح ایک سے زیادہ خاتم الانبیاء نہیں ہو سکتے تھے۔ علاوہ ازیں خاتم الانبیاء سے مراد یہ بھی ہے کہ آپ میں تمام کمالات انسانیہ ختم ہو گئے ہیں۔ اور کوئی کمال نبوت نہیں جو آپ کو حاصل نہ ہو۔ اور آئندہ ہو سکے تو ہر ایک

* پس نبی کے یہ معنی ہیں صاحب شریعت انبیاء کے سوا کوئی [illegible]

[illegible]

بشر خدا تک پہنچنے کیلئے محتاج ہے اور آپ کے سوا وہ کسی طرح اللہ تعالے تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ہر غیر کی نفی کا مستلزم ہو پس اگر کوئی شخص بھی خاتم الانبیاء ہو تو ضرور ہو کہ اس میں بھی وہ تمام اوصاف پائے جاویں کیونکہ ختم نبوت انکے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی پس اس صورت میں اگر ان دونوں میں ہر ایک کو ایک دوسرے سے مستغنی سمجھیں تو دونوں کی ختم نبوت باطل ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ پہلا دوسرے کو مستغنی کر دیتا ہے دوسرا خاتم نہیں ثابت ہو سکتا۔ اور دوسرا پہلے سے مستغنی کر دیا تو پہلا خاتم نہیں ہو سکتا کیونکہ جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے ختم نبوت نفی غیر کا مستلزم ہے یعنی ختم نبوت کا یہ تقاضا ہے کہ خاتم النبوۃ وہ شخص ہو کہ کوئی انسان اس سے مستغنی نہ ہو اور یہاں تو بالمقابل ایک مستغنی شخص ہو جاتا ہے دونوں میں کوئی خاتم الانبیاء نہیں رہیگا۔ اور اگر ان دونوں کو ایک دوسرے کا محتاج مانا جائے تو اس صورت میں بھی دونوں کی ختم نبوت باطل ثابت ہوتی ہے کیونکہ ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ خاتم النبوۃ کسی اور انسان کا محتاج نہ ہو۔ استغناء سے تو دونوں محتاج ماننے پڑ چکے ہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی دوسرے سے مستغنی ہو اور دوسرا پہلے کا محتاج ہو تو پھر ایک ہی خاتم ثابت ہوا۔ غرض یہ امر ایک بالکل بدیہی اور یقینی ہے کہ خاتم میں تعدد جائز نہیں پس جس طرح خاتم الانبیاء میں تعدد جائز نہیں۔ اسی طرح خاتم نبوت ظلیہ میں بھی تعدد کسی طرح جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ ایک ہی ہو پس معلوم ہوا کہ اگر آنحضرت کی امت میں سے جو شخص بھی نبی ہو وہ ضرور ہے کہ خاتم نبوت ظلیہ ہو اور خاتم نبوت ظلیہ ضرور ہے کہ صرف ایک ہی ہو۔ [illegible]

پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آ سکتے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اسکے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا۔ اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی۔ اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئیگا۔ اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لا نبی بعدی میں جو لا نفی جنس کا ہے جس کے معنی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں پس مسیح موعود کا استثنا کیوں

کو مل گیا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ اس امت میں سے نبی صرف وہ شخص ہو سکتا ہے۔ جو آنحضرت کا مظہر اتم اور ظل اکمل ہو اور ایک ایسا عکس تام ہو جس میں ذرہ بھی غیریت باقی نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس حدیث میں لا نبی بعدی کا لفظ ان لوگوں کی نفی کرتا ہے جن میں غیریت پائی جاتی ہے کیونکہ جس شخص میں تھوڑا سا بھی غیریت باقی رہ گئی ہو۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا پورا فنا ہو چکا ہو۔ وہ غیروں میں داخل ہے اور اس حدیث سے اسکی نفی ہوتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص مظہر اتم اور ظل اکمل نہیں کہلا سکتا جب تک اس میں شائبہ غیریت موجود ہو۔ اور اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ ظل اکمل صرف ایک ہی ہو سکتا ہے جو مسیح موعود ہے جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے اور اسکے بارے میں آیا ہے کہ یدفن معی فی قبری۔

یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرما کر دو قسم کے لوگوں کی نفی فرمائی ہے۔ ایک وہ جو آنحضرت کی ظلیت سے بالکل محروم ہوں کیونکہ ایسے لوگ بالکل بیگانے اور غیر محض ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جن میں ظلیت پائی تو جاتی ہو لیکن اتم و اکمل طور پر نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ لوگ بھی غیریت سے ملوث ہونے کی وجہ سے اتحاد تام سے باہر ہوتے ہیں۔ غرض اس حدیث کے رو سے بھی متعین ہو گیا کہ اس امت میں نبی صرف ایک ہی ہو سکتا ہے جو مسیح موعود ہے اور اسکے سوا کوئی نہیں آسکتا جیسا کہ دیگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ امر محقق ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسیح موعود کا نام نبی اللہ رکھا ہے اور کسی کو یہ نام ہرگز نہیں دیا۔

اور چونکہ امت محمدیہ میں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کو ہی دنیا میں قائم کرنے والی ہو۔ وہ منقطع نہیں کہلا سکتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ وہ آپکا خلیفہ ہو۔ اور چونکہ وہ آنیوالا نبی خاتم ظلیت ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ تمام کمالات ظلیہ محمدیہ پر حاوی ہو۔ اور آئندہ کے لئے کوئی کمال اس سے الگ رہ کر حاصل نہیں ہو سکتا اسلئے معلوم ہوا کہ وہ خاتم الخلفاء بھی ہوگا جیسا

کہ ملا علی قاری نے بھی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں جو بحث کی ہے وہ خاتم الخلفاء و خاتم الاولیاء و خاتم الاصفیاء لکھا ہے۔ یعنی وہ یہ کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی خاتم الخلفاء نہیں تھا اور نہ ہی کبھی تھا گو ان میں سے کوئی شخص ان مراتب کو پا لیتا تو تعدد لازم آتا جو باطل ثابت ہو چکا ہے اور یہ ممکن نہیں تھا کہ انہیں میں سے کوئی شخص خاتم نبوت ظلیہ ہو کیونکہ کوئی نہ ہو سکا کیونکہ بہت بعد [illegible] آپ کے خلفاء [illegible] اور [illegible] کے مستحق ہے کیونکہ خدا نے علیم و حکیم نے [illegible] تب تک پورا نہیں ہو سکتا کہ الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار وکل فی فلک یسبحون۔ علاوہ اسکے اگر ایسا ہوتا تو آخرین منهم لما یلحقوا بهم والی پیشگوئی کیونکر پوری ہوتی نیز یہ بھی ظلمت کے دور کے [illegible] میں اس وقت تو اس کی مثال شمس [illegible] کی طرح تھا شام سے پہلے قمر کیونکر ظاہر ہو سکتا تھا۔

اب یہ جگہ ایک سوال ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا اس امت میں صرف ایک ہی نبی آ سکتا ہے جو خاتم نبوت ظلیہ ہو لیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ امت موسوی میں [illegible] حاصل کرنے والے بکثرت ہوئے ہیں اور اس امت میں صرف ایک ہیں تو ظاہر ہے کہ امت [illegible] کی نسبت اس امت کا انعام بہت کم ہے حالانکہ اللہ تعالے نے اسکا نام امت وسط اور خیر امۃ اخرجت للناس رکھا ہے۔

سو اس سوال کا اول تو یہ جواب ہے کہ انکی نبوت جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہے حضرت موسیٰ ع سے ہرگز مستفاد نہیں تھی بلکہ مستقل طور پر ان انبیاء کو ملی تھی پس یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ موسیٰ کی امت میں [illegible]

بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر انکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ ع کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ بھی دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح انکا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے

نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلاتے تھے اور براہ راست انکو منصب نبوت ملا تھا ثانیاً یہ کہ یہ بات سراسر غلط ہے کہ یہ مقام پانے والے اس امت میں نہیں گزرے ہوتے خاتم سلسلہ محمدیہ کے کیونکہ موسوی سلسلہ کے درمیانی زمانہ میں جس قدر نبی آئے وہ وہی مقام جو انہوں نے پایا وہی انعام اس امت میں خاتم الخلفاء سے پہلے بزرگوں کو ملے لیکن چونکہ انکے مطابق خاتم النبیین ہے۔ اور خاتم النبیین کے خلفاء میں ایک شخص ہی زیادہ نبی کہلا سکتے تھے [illegible] نام انبیاء نہیں رکھا۔ ہاں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ لوگ بھی انہیں خصلات کے وارث ہیں جو امت موسوی کو ملے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور ابن عساکر سے ایک حدیث مروی ہے جس میں آپ نے اپنی امت کے بزرگوں کو انبیاء کے ناموں کے ساتھ نامزد کیا ہے [illegible] اسی تعداد [illegible] کنز العمال میں ہے کہ ما من نبی الا له نظیر فی امتی [illegible] چنانچہ کئی ایک اولیاء کرام کو الہامات میں انبیاء کے ناموں سے مخاطب کیا گیا جنکو بعض کم فہموں نے دعویٰ نبوت پر بھی محمول کیا۔ اسی طرح بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے اور میری امت کی سیاست علماء کریں گے۔ اس حدیث میں بھی علماء کو انبیاء کی منزلت پانے والے فرمایا ہے۔

علاوہ اسکے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب دیا ہے جس میں یہ کہ تمام انبیاء کا وارث جانشین اور انکے کمالات حاصل کرنے والا بتایا ہے چونکہ آپ امت محمدیہ میں آئے ہیں اسلئے بھی گویا تمام انبیاء کے برابر انبیاء اس امت محمدیہ میں آگئے چنانچہ آپ نزول المسیح کے صفحہ ۴ میں فرماتے ہیں۔

"آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اسے تشبیہ دی کہ وہی نام میرا رکھ دیا چنانچہ آدم ابراہیم،

نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف یحییٰ عیسےٰ وغیرہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے۔ اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا"

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ حاشیہ دوم میں فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔

پس وہ کیونکر کسی طرح آپ کی ذات ان نعمتوں سے محروم رکھی گئی۔ سائل صاحب لکھتے ہیں کہ موسیٰ کا پہلا خلیفہ ہارون نبی ہوئے تھے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ نہیں تھے اور خود موسیٰ کی زندگی میں ہی وہ نبی تھے۔ اور دونوں کی نبوت قریباً ایک وقت سے شروع ہوئی تھی حضرت موسیٰ کا خلیفہ یوشع تھا۔

دوسرا سوال ۔حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے یا قمر یا شمس انت منی و انا منک جسکے معنی آپ کبھی کہتے ہیں بلکہ خوب ہی جانتے ہیں صرف دریافت کرنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا اس قسم کے الفاظ خداوند کریم نے قرآن شریف میں ہمارے رسول کریم صلعم کے حق میں بھی فرمائے ہیں یا نہیں

جواب ۔اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس الہام کے معنی بھی بیان کر دئے جائیں۔ اس الہام کے دو حصے ہیں۔ اول یا قمر یا شمس جسکی نظیر قرآن کریم میں صریح موجود ہے سراجاً و قمراً منیراً یعنی آپ سورج اور چاند ہیں۔ اور دوسرا حصہ انت منی و انا منک ہے جسکے شواہد محاورات عرب میں بکثرت موجود ہیں بطور مثال ایک دیوان حماسہ کا یہ شعر ہے جو عرب شاعر حماسی کے اشعار میں موجود ہے فان کنت منی او تریدین صحبتی فکونی له کالسمن

سو حضرت بلا دم تمام شارحین نے اسکے معنی یہی لکھے ہیں تو افعلینی یعنی تو میرے ساتھ موافقت رکھتی ہو اور ان میں بیان کیا ہے کہ محاورہ کے طور پر ایسا کرتے ہیں کہ فلان منہ اور اسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اسکے ساتھ موافقت اور اتفاق رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اسکی نظیریں بکثرت موجود ہیں چنانچہ ان میں سے چند ایک دکھاتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

من شرب منه فليس منى ومن لم يطعمه فانه منى۔ من تبعنى فانه منى۔

المنافقون والمنافقات بعضهم من بعض۔ اسی آیت کی تفسیر میں امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں بعینہٖ یہی فقرہ انت منى و انا منك لکھ کر اس آیت کی یوں تفسیر فرماتے ہیں۔ بعضهم من بعض اى فى صفة النفاق كما يقول الانسان انت منى و انا منك اى امرنا واحد لا مباينة فيه۔

یعنی اس فقرہ کے یہی معنی ہیں کہ تیرا اور میرا معاملہ واحد ہے ہم میں کچھ بھی مباینت اور غیریت نہیں پھر حدیث شریف میں بھی یہ محاورہ کئی جگہ آیا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیبیب صحابی رضہ کی نسبت فرمایا۔ "قتل سبعة ثم قتلوه هذا منى و انا منه هذا منى و انا منه" یعنی اس نے سات کافروں کو قتل کیا پھر انہوں نے اسکو شہید کیا یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے۔

پھر حدیث میں آیا ہے من غشنا فليس منا ليس منى الا عالم او متعلم ليس منى ولست منه الخ (الحدیث) من رغب عن سنتى فليس منى (البخاری) وغیرہ وغیرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اسکے معنی یوں لکھتے ہیں کہ تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے اسکے بعد اصل سوال کے جواب میں یہ عرض کرونگا کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ الہام کے معنی پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نیز یہ کہ اسکی جو تفسیر بیان کی گئی ہے وہ من گھڑت نہیں بلکہ محاورات عرب اور قرآن کریم و حدیث کے رو سے اسکے یہی معنی ہیں۔ اور انما انا بشر مثلکم جیسے محکم اور آیات موجود ہیں۔ باوجود ان سب باتوں کے اس الہام کے کوئی ایسے معنی کرنا جو ان محکمات کے

مخالف ہوں۔ جناب منشاء ہے تو مجھے معلوم نہیں اس سوال کی بنا کس بات پر ہے کیونکہ ایسے الفاظ نبی کریم صلعم کے حق میں یا کسی اور نبی کے حق میں آئے ہیں یا نہیں کیا الہامات کی صحت کا یہی کوئی معیار ہے کہ وہ الہام ایسے الفاظ میں ہوں جو پہلے بھی کسی ملہم کو الہام ہوئے ہیں اور کسی نبی کی طرف وحی کئے گئے ہوں۔

اگر اس اصول کو درست سمجھا جاوے اور اسے بھی الہامات کی صحت کا ایک معیار ٹھہرایا جاوے تو ممکن نہیں کہ کوئی الہام صحیح و درست ثابت ہو سکے کیونکہ یا تو اس پر تسلسل لازم آئیگا اور پھر آخر ایسے الہامات ملینگے جن کی نظیر پہلے موجود نہیں ہوگی۔ علاوہ اسکے یہ بھی الزام پڑیگا کہ تمام قرآن کریم پہلے انبیاء پر بھی نازل ہو چکا تھا۔ اور اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کیا گیا ہو اور آپ سے پہلے کسی نبی پر نازل نہ ہوا ہو۔ غرض یہ اصول نہ صرف بالکل غلط ہے بے بنیاد ہے بلکہ اس کو تسلیم کر کے تمام سلسلہ کتب الہامیہ کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ اسکے جدید کہنا بھی شاید بے محل نہ ہوگا کہ قرآن کریم میں کئی ایسے الفاظ موجود ہیں۔ جو از قبیل متشابہات ہیں اور اگر انکی تاویل محکمات کے مطابق نہ کیجاوے تو نعوذ باللہ بڑے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ جو اس الہام پر اور اس طرح حضرت مسیح موعود کے بعض دیگر الہامات پر کئے جاتے ہیں۔ منجملہ انکے چند یہ آیات ہیں۔ ان الذین یبایعونک الایۃ۔ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ قل یا عبادی الذین الایۃ۔ قل یعباد الذین الایۃ۔ پھر آنحضرت کے دونوں اسم مبارک محمد اور احمد بھی دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی صفات ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے گئے کیونکہ اصل حمد و تحمید وہی ایک ہے۔ الحمد للہ رب العالمین

تیسرا سوال (۱) امام اور نبی میں کیا فرق ہے (۲) اور کیا ایک ہی شخص دونوں صفات کا مجموعہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ذرا مفصل جواب دیجئے گا۔

جواب اس سوال کا جواب گو مختصراً پہلے سوال کے جواب میں آچکا ہے مگر اسجگہ ایک مستقل سوال ہونے کی وجہ سے جواب بھی دوبارہ حسب فرمائش مفصل لکھتا ہوں۔

(۱) امام اور نبی میں نہ تو تنافی ہے اور نہ تلازم و تساوی بلکہ عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے ہر ایک

نبی امام ہوتا ہے مگر ہر ایک امام کے لئے نبی ہونا ضروری نہیں۔ اس بات کا ثبوت کہ ہر ایک نبی امام ہوتا ہے یہ ہے کہ نبی وہی ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے اخبار غیبیہ ظاہر کی جاتی ہیں۔ اور آیت فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کے سوا کسی کو مظہر علی الغیب نہیں کیا جاتا۔ جس سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک نبی رسول ہوتا ہے اور دوسری جگہ قرآن کریم میں آیا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ جس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک رسول مطاع یعنی امام ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ ہر ایک نبی امام ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے حضرت ابراہیم کو فرمایا انی جاعلک للناس اماماً فرمایا۔ پھر ایک جگہ فرمایا یوم ندعوا کل اناس بامامہم اور اس امر کا ثبوت کہ ہر ایک امام کے لئے نبی ہونا ضروری نہیں بلکہ جائز ہے کہ نبی ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ نبی نہ ہو یہ حدیث ہے الدین النصیحۃ قالوا لمن قال للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین و عامتہم اور آیت انی جاعلک للناس اماما

پھر اس امام مہدی کے متعلق تو کوئی اشکال ہی نہیں پیدا ہو سکتا کیونکہ یہ مہدی اکبر ہے اور قرآن کریم کی آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین میں مہدی کو بڑی نبی بتا گئے ہیں جس سے ثابت ہے کہ امام مہدی موعود [illegible]

چوتھا سوال حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو ابن مریم ثابت کرتے ہوئے براہین احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کی روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا تھا پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ ابن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا

اور پھر بعد اسکے اسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاویگی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا۔ اور اس طرح وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائیگا۔ یہ خبر محمدی ابن مریم کے بارہ میں ہے جو قرآن شریف میں یعنی سورۃ تحریم میں اسی زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کیگئی ہے سوال یہ ہیکہ سورۃ تحریم میں کوئی پیشگوئی معلوم نہیں ہوتی اور نیز یہ جواب بھی دیجئے گا کہ سابقہ نبیوں میں کوئی نبی مثیل مبعوث ہوا ہے یا نہیں۔

جواب۔ پیشگوئی ان الفاظ سے صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ پہلے مومنوں کو مریم سے تشبیہ دی ہے اور پھر اسکی مختلف اور کثیر التعداد صفات وحالات میں سے اس صفت کو بیان فرمایا التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا الآیۃ جس سے معلوم ہوا کہ یہی صفت وہ خوبی ہے جس کی بنا پر مومنوں کو مریم سے تشبیہ دی گئی ہے پس جو مومن بموجب آیت والذین ہم لفروجہم حافظون کے احصان بھی اکمل طور پر رکھتا ہوگا اس میں نفخ روح ہو کر اس میں سے عیسیٰ پیدا ہوگا جیسا کہ میں اوپر پہلے سوال کے جواب کے ضمن میں مفصل طور پر بیان کر چکا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکمل اور اتم یا دوسرے لفظوں میں وہ مومن جو ان مومنین میں اکمل ہو کیونکہ یہ موعود ہے تو اس آیت میں جو مسیح موعود کی بابت پیشگوئی صاف طور پر پائی گئی اب رہا یہ سوال کہ سابقہ نبیوں میں سے کوئی اس طرح مبعوث ہوا ہے یا نہیں اسکا جواب یہی ہے اس سے بڑھکر کیا کہہ سکتا ہوں کہ علمہا عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسیٰ۔

مگر یہ کہ اس تشبیہ کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کو جو مسیح موعود کی بابت ہے وضرب اللہ مثلا للذین امنوا الآیۃ میں کی گئی ہے اور الفاظ ضرب اللہ مثلا نے واضح کر دیا ہے یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح مریم صدیقہ میں نفخ ہونے سے مسیح پیدا ہوا تھا اسی طرح مثیل مریم (الذین امنوا) میں سے بھی ایک مسیح پیدا ہوگا اور اس کی پیدائش میں اس مسیح موعود کا زمانہ بھی بتا دیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ سورۃ تحریم میں اس امت کو دو حصوں میں تقسیم فرما کر پہلے گروہ کو نبی کریم صلعم کی بعثت اولیٰ سے تزکیہ وتعلیم پانے والے اور دوسرے گروہ کو آپ کی بعثت ثانیہ سے تزکیہ وتعلیم پانے والے بیان فرمایا ہے اور سورۃ مزمل میں واصبر علی ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا

ودعوت الملائکۃ من الانبیاء النعمۃ ومقام مکیۃ فرما کر انکے بعد ان لوگوں کو بھی ایذا پہنچا کر صبر کرنے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دینے کا ارشاد فرمایا ہے یعنی آپ کی بعثت کے کفار کو فرعون کو تشبیہ دی اور فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اور ان دونوں تمثیلوں کی جو سورہ تحریم میں بیان فرمائی ہیں تفصیل بتادی کہ پہلی مثال کے مصداق آپ کی بعثت اولیٰ کی جماعت ہو اور دوسری مثال کے مصداق بعثت ثانیہ کے زمانہ کے مصدقین ہیں پس ثابت ہوا کہ مسیح موعود بعثت ثانیہ کا مظہر ہوگا۔ اسی لئے سورہ تحریم نے فرعون کی تمثیل پہلے بیان فرمائی اور مریم کی تمثیل بعد میں

یہی پیشگوئی قرآن کریم میں ایک اور جگہ بھی موجود ہے اور وہ ان الفاظ میں ہے ذلک من انباء الغیب نوحیھا الیک وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذ یختصمون اذ قالت الملئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح ابن مریم الآیۃ

اس آیت کے ابتدائی الفاظ ہیں ذلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین (ہود) یہاں فاصبر ان العاقبۃ للمتقین کے الفاظ کو چھوڑ کر یہ بتلایا کہ اس جگہ کسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے اس کو سمجھنے کو ہی ... کے متعلق پیشگوئیوں میں پہلی آیت سورہ ہود ... ظاہر کیا کہ جس طرح مریم صدیقہ کو ایک بیٹا دیا گیا تھا اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک بیٹا دیا جائیگا جو ابن محمد (غلام احمد) کہلائیگا غلام کے معنی ابن ہی ہیں کیونکہ لاھب لک غلاما زکیا میں ابن مریم کو غلام مریم کہا گیا ہے۔ اور آخری الفاظ میں ما کنت لدیھم اذ یختصمون جسکے بعد اذ قالت الملئکۃ کا ذکر واقع ہے اور جن میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مریم صدیقہ کو بیٹے کی بابت بشارت دی گئی تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ بات لوگوں میں خوب شہرت رکھتی تھی اور اپنی ظاہر کرنے سے انباء الغیب میں سے نہیں شمار ہو سکتی تھی۔ جس سے کھلی واضح ہو گیا کہ دراصل یہ مسیح موعود کی بابت پیشگوئی ہے ۔

خاکسار محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کا

ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از جانب متوکل علی اللہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مکرم
بابو الہی بخش صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہٗ اس عاجز کو اس وقت تک آں مکرم کے الہامات کی انتظار رہی
مگر معلوم نہیں کہ توقف کا کیا باعث ہوا ہے۔ میں ہر ایک متقی سے جس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے وعدہ ہے
کی تھی مگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو ان تمام آپس کے اختلافات میں جلد فیصلہ ہو جائیگا کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور
اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اور اسلام کے مخالفوں کی ہنسی اور اعتراض کا موقعہ ملتا ہے
اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا
کہ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء
اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور اللہ کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور
خدا کا مرسل ہے اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور ادھر دوسرے
کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر ہے اور ایسا ہی ایسا
ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل
نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے اور ادھر دوسرے
کو یہ الہام کرے کہ جو اس کی پیروی کرتے ہیں وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ مجھ کو

ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں۔ جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اس لئے بصدق دل اسلام اسی میں ہے کہ ان الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دیگا اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑائیگا لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ہم میں جنکو الہام ہوتا ہے وہ منافقانہ سیرت اختیار نہ کریں اور مرد میدان بنکر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کیساتھ چھاپ دیں اور کوئی الہام جو تصدیق یا تکذیب کے متعلق ہو پوشیدہ نہ رکھیں تب کسی آسمانی فیصلہ کی امید ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں آپکو پہلے خط میں دی تھیں تا آپ جلد تر اپنے الہام میری طرف بھیجدیں مگر آپنے کچھ پروا نہیں کی اور میرے نزدیک یہ عذر آپکا قبول کے لائق نہیں کہ آپکو مخالفانہ الہام اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک مدت انکی تشریح کیلئے چاہیئے میرے خیال میں یہ کام چند منٹ سے زیادہ کا کام نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ تک مع تشریح و تفسیر آپ لکھ سکتے ہیں۔ اور اگر کسی اور کتاب کا ارادہ ہے تو اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں مناسب ہے کہ آپ اس امت پر رحم کر کے اور خدا تعالیٰ کی قسموں کی تعظیم کر کے بالفعل دو تین سو الہام ہی جو گذشتہ زمانہ گذشتہ کا کام ہے چھپوا کر روانہ فرماویں تو میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ الہامات کی بڑی بڑی عبارات ہیں۔ بلکہ ایسی ہوں گی جیسا کہ آپ کا الہام صرف اکذب۔ تو اس صورت میں آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کے الہام کاغذ کے ایک صفحہ میں کس قدر آ سکتے ہیں۔ میں پھر آپکو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت پر رحم کر کے بہرحال پہنچنے اس خط کے اپنے الہامات چھپوا کر روانہ فرماویں۔ مجھے اس بات پر بھی سخت افسوس ہوا ہے کہ آپ نے بے وجہ میری یہ شکایت کی کہ گویا میں نے مولوی عبد اللہ صاحب کی کوئی بے ادبی کی ہے آپ جانتے ہیں کہ میری گفتگو صرف اس قدر تھی کہ آپ مولوی محمد حسین کو کیوں برا کہتے ہیں حالانکہ آپ کے مرشد مولوی عبد اللہ صاحب نے اسکے حق میں یہ الہام شائع کیا تھا کہ وہ تمام جاہلوں کے لئے رحمت ہے اور سب امت سے بہتر ہے۔ یہ قرآنی الہام تھے جنکا میں نے ترجمہ کر دیا ہے اس صورت میں اگر شک تھا تو آپ

مولوی محمد حسین تو مباہلت کر لیتے۔ یہی بات پر غصہ کرنا مناسب نہیں۔ پھر باسوا اسکے میں دعوے کیساتھ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اسکے مقابل پر عبد اللہ صاحب کی کیا حقیقت اور سوائے اس کے میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو وہ میرے مصدقوں اور خادموں میں داخل ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے آگے گردن خم کرنا اور غربت اور چاکری کی راہ سے اطاعت اختیار کر لینا ہر ایک دیندار اور سچے مسلمان کا کام ہے۔ پھر وہ کیونکر میری اطاعت سے باہر رہ سکتے تھے۔ اس صورت میں آپکا کچھ بھی حق نہیں تھا۔ اگر میں حکم ہونے کی حیثیت سے ان میں کچھ کلام کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے مولوی عبد اللہ کا کوئی درجہ مقرر نہیں کیا اور نہ انکے بارے میں کوئی خبر دی۔ ہاں خدا آپکا نیک گمان ہو جو آپنے انکی نسبت کیا۔ ورنہ کسی حدیث یا آیت سے تو ثابت نہیں کہ وہ حقیقت میں کامل انسان تھے یا ناقص۔ ہمیں خبر کہ وہ پابند نماز اور روزہ رمضان کے روزے رکھتے تھے اور ظاہر میں دیندار مسلمان تھے اور اندرونی حال خدا کو معلوم۔

حافظ محمد یوسف صاحب نے کئی دفعہ قسم کو یاد کرنے کے یقین کامل کر کے کئی مجلسوں میں میرے روبرو بیان کیا کہ ایک دفعہ عبد اللہ صاحب نے ایک کشف یا خواب یا الہام کی بنا پر فرمایا تھا کہ آسمان سے ایک نور قادیان میں گرا جس کے فیضان سے انکی اولاد بے نصیب رہ گئی۔ حافظ صاحب زندہ ہیں۔ ان سے پوچھ لیں۔ پھر آپکی شکایت کس قدر افسوس کے لائق ہے۔ واللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں ہمیشہ مولوی عبد اللہ غزنوی کی نسبت میرا نیک ظن رہا ہے گو بعض حرکات انکی اولاد کی ایسی دیکھیں کہ اس حسن ظن میں فرق ڈالنے والی تھیں ہم ہمیشہ انکی طرف کچھ خیال کیا اور ہمیشہ سمجھتے رہے کہ وہ ایک مسلمان اپنے علم اور طاقت کے موافق پابند سنت تھا لیکن میں اس امر سے مجبور ہوں کہ میں انکو ایسے درجہ کا انسان خیال کروں کہ جیسے خدا کے کامل بندے مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اور مجھے خدا نے اپنی جماعت کے نیک بندوں کی نسبت وہ وعدے دئے ہیں کہ جو لوگ ان وعدوں کے موافق میری جماعت میں سے روحانی نشوونما پائیں گے۔ وہ لوگ دل ہو کر خدا سے پاک تعلق جوڑ لینگے میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں انکو صد ہا درجہ مولوی عبد اللہ غزنوی سے بہتر سمجھونگا اور سمجھتا

ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے انکو وہ نشان دکھلایا ہے کہ جو مولوی عبد اللہ صاحب نے نہیں دیکھے اور انکو
معارف سمجھائے ہیں جنکی مولوی عبد اللہ کو کچھ بھی خبر نہیں تھی اور انھوں نے تو خوش قسمتی سے مسیح موعود کو
پایا اور اُسے قبول کیا مگر مولوی عبد اللہ اس نعمت سے محروم گذر گئے۔ پھر یہ کی نسبت کیسا ہی گمان
کریں اسکا فیصلہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس
نور میں میرا پیوند لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر زمان چاہیئے تھا میں وہی
مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے
درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے اور خدا تعالیٰ کی عطا
کی تقسیم ہے اگر کوئی بخل سے مر بھی جائے تو اسکو کیا پرواہ ہے اور جو شخص مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی
کے ذکر سے مجھ پر ناراض ہوتا ہے اسکو خدا تعالیٰ سے شرم کرکے اپنے نفس سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ کیا عبد اللہ
امام مہدی و مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے جسکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا اور فرمایا کہ
خوش قسمت ہے وہ امت جو دو ہتھیاروں کے اندر ہے ایک میں پہلا ہوں اور ایک
مسیح موعود جو ولایت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو نجات پائینگے
اب فرمائیں کہ جو شخص مسیح موعود کا انکار کرکے عبد اللہ غزنوی کے لئے اس پر ناراض ہوتا ہے اسکا کیا
حال ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت کے صلحاء اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی
شان اور مرتبہ کو نہیں پہنچا پھر اگر یہ سچ ہے تو آپکا مسیح موعود کے مقابل پر مولوی عبد اللہ غزنوی کا
ذکر کرنا اور یہ شکایت کرنا کہ عبد اللہ کے حق میں یہ کیا ہے کس قدر خدا تعالیٰ کے احکام اور اسکے
رسول کریم کی وصیتوں سے لاپرواہی ہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ عبد اللہ
غزنوی کو ماننا ہوگا اور پنجاب میں آئیگا اسکو قبول کر لینا اور میرا سلام اسکو پہنچانا۔ یا یہ وصیت
فرمائی تھی کہ غلبہ صلیب کے وقت مسیح موعود ظاہر ہوگا اور وہ نبیوں کی شان لیکر آئیگا اور
خدا اس کے ہاتھ پر صلیبی مذہب کو شکست دیگا۔ اسکی نافرمانی نہ کرنا اور اسکو میری طرف

سے سلام پہنچا دیوے اور اگر یہ کہیں کہ وہ تو آکر نصاریٰ سے لڑیگا اور اُنکی صلیبوں کو توڑیگا اور اُنکے خنزیروں
کو قتل کریگا۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ علماء اسلام کی غلطیاں ہیں۔ بلکہ ضرور تھا کہ
مسیح موعود نرمی اور صلحکاری کے ساتھ آتا۔ اور صحیح بخاری میں اسکی نسبت یہ آیا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں
کریگا اور تلوار نہیں اٹھائیگا بلکہ اسکا حربہ آسمانی حربہ ہوگا اور اسکی تلوار دلائل قاطعہ ہونگی سو وہ اپنے
وقت پر آچکا اب کسی خونی مہدی اور خونی مسیح موعود کی انتظار کرنا اور خونریزی کے زمانہ کا منتظر
رہنا سراسر کوتہ فہمی کا نتیجہ ہے اور خدا نے میری تائید پر بہت سے نشان ظاہر کئے اور وہ ایسے یقینی طور پر
ظاہر ہوئے کہ تیرہ سو برس کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انکی نظیر نہیں پائی جاتی
اسلامی اولیاء کی کرامات انکی زندگی کے بعد بہت پیچھے لکھی گئی ہیں اور انکی شہرت صرف اُن کے چند
مریدوں تک محدود تھی لیکن یہ نشان کروڑہا انسانوں میں شہرت پا گئے مثلاً دیکھو کہ لیکھرام کی پیشگوئی
کو کیونکر خود میں نے اپنے اشتہارات میں شائع کیا اور قبل اسکے جو وہ پیشگوئی ظہور میں آوے لاکھوں
انسانوں میں اس پیشگوئی کا مضمون شہرت پا گیا اور تینوں قومیں ہندو مسلمان عیسائی اسپر گواہ ہو گئیں
پھر اسی کے موافق وہ پیشگوئی ظہور میں آگئی اور اسی طرح لیکھرام قتل کے ذریعہ سے فوت ہوا جیسا کہ پیش
از وقت ظاہر کیا گیا تھا۔ کیا ایسی ہیبت ناک پیشگوئی کو جو اگر وہ انسان کے اختیار میں ہو کیا اس ملک
کی تینوں قوموں میں اسقدر شہرت پا کر اور ایک شمشیر کی طرح لاکھوں انسانوں کے نظارہ کے نیچے آکر اسکا پورا ہو
جانا ایسی پیشگوئی کی جو اس شان و شوکت سے ظہور میں آئی ہو تیرہ سو برس کے زمانہ میں کوئی نظیر بھی ہے
اور بعض کا یہ کہنا کہ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اسکا جواب بجز اسکے ہم کیا دیں کہ لعنۃ اللہ علی
الکاذبین۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ بھی انصاف ہوتا تو وہ شرم کے وقت یہ بھی دیکھ لیتے کہ
کس طرح وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں مثلاً یہ ایک پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ میں ہے اور ایک وہ جو
جو اس وقت پیدا ہوا مصری ہو کر ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی وہ تائیدات معلوم ہوئیں جو پیشگوئی کے متعلق
ہیں انکے قتل کے متعلق تو وہ خبر دی گئی تھی جس کی پیشگوئی کے قطعی طور پر چالیس برس پہلے
لوگ تو چالیس برس تک بھی زندہ نہ رہ سکے اور چالیس برس زندہ رہ کر ایک بھی نہ تھا بلکہ ایسی ہی تو کی تمام

نبیوں کی پیشگوئیوں میں تو ایسی نظیریں ملتی ہیں۔

پھر اخیر پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ آپ کی تمام مخالفانہ پیشگوئیاں جو میری نسبت آپکے دل میں ہوں گی کچھ بھی نہیں۔ اب آپ ان کو زبان میں کہیں کہ سات تیرہ میں یہ جون مہینے کی ۳۰ تاریخ تک آپکا اشتہار جس کی مخالفانہ پیشگوئی ہو ظاہر ہو گی اور میری ترقی کا آفتاب چڑھتا جائیگا اور پھر کہتا ہوں کہ آپ کو کبھی مخالف کرنا بھی بے فائدہ ہوگا۔ والسلام (خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء)

ریویوز

سیرۃ الصدیق حضرت صدیق اکبر کی مبارک زندگی کے حالات میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے جو سبق ہیں ظاہری پر نظر رکھنے والے تو جناب ابوبکرؓ کے کارناموں کو نہ مجیں گر جو لوگ بچشم بصیرت خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں وہ اس مبارک وجود کی زندگی کے ایک ایک لحظہ میں برکت پاتے ہیں۔ حضرت نبی کریم جب ہجرت میں مشرک کے خطرہ میں تھے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھے اور کمال صبر کرنے والے تھے دیکھو فقد کفروا رجلا ان یقول ربی اللّٰہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم پھر جب جناب رسول اللہ کا انتقال ہو گیا تو فالصحابۃ یا رسول اللہ کہنے والے میدان جنگ میں ... صحابہ کا اعلان کر دیا ... کہ آپ اپنا فرض ادا کریں ... نبی کریم صلعم کا ... عبدالرحمن ... ابن ابی بکر ... ایمان کی شہادت ... حضرت ابوبکر ... اعداد ... قریشی ...

سلطان بزرگی کی محبت ہوئے عزم ہوئے مستقل کام پر فریضہ ہوتا ہے کہ میں اسے حیثیت دیتا ہوں کہ جب نبی کریم نے پوچھا ماخلفت لعیالک تو آپ نے فرمایا ابقیت لہم اللہ و رسولہ پھر وفات رسول اللہ صلعم کے وقت جب بعض صحابہ بیتاب ہو رہے تھے تو آپ نے کس جرأت سے کام لیا اور آیت و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سنا کر سب کو [illegible] مطمئن کیا اور ایک ہی تقریر سے اپنی حق خلافت ثابت کر دیا پھر اسامہ کے لشکر کی روانگی کے معاملہ میں [illegible] کے جیش اسامہ کو روانہ کر دیا اور مرتدین کی سرکوبی کی طرف توجہ کی اور خلافت راشدہ کی بنیاد مضبوط کر دی [illegible] بالآخر تمام مشکلات پر غالب آئے آپ ہی کا کام تھا اپنی مرض الموت میں حضرت عمر کو خلیفہ قائم کیا [illegible] کو بیت المال کا روپیہ بھی واپس کر دیا آپ کی پاک نفسی کا اس سے پتہ لگتا ہے [illegible] تمام حالات اس کتاب میں ہیں [illegible] مضمون نہایت خوش اسلوبی سے لکھا گیا ہے [illegible] کتاب میں مولانا محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی کی تالیف پر مبارکباد دیتا ہوں اور احمدی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اسے منگوا کر پڑھیں۔

فنون لطیفہ [illegible] سلطان احمد خاں [illegible] مصنف ہیں کہ [illegible] علمی [illegible] میں ایک کتاب لکھتے ہیں آپ کی یہ تصنیف فنون لطیفہ کی تعریف ان الفاظ میں ہے کہ

چونکہ ہر شے پر وجود بحث [illegible] کمال [illegible] ہو [illegible] حسن [illegible] خوبصورتی حسن [illegible] تحقیق [illegible] کا نام [illegible] فنون لطیفہ ہے

اس کے بعد آپ نے [illegible] کے متعلق [illegible] موسیقی [illegible] تصویر [illegible] مصوری [illegible] کتاب کی قدر کرنے والے بہت [illegible] ہیں [illegible] کی تصنیف [illegible] کر سکے۔

چمکار محمدی [illegible] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری [illegible] حالات نظم کئے گئے ہیں [illegible] محمدی [illegible] ابتدا میں [illegible] چھپی ہے [illegible]

محمودی اچھا مجموعہ ہے ۔ تمام منتخب ہیں ان سے کسی نے بھائی کی منتخب کر کے پرسش نہ ہو ان سے کلام میں وہ فصاحت نہیں ۔ بعض جگہ قافیے میں بھی کچھ فرو گذاشت ہیں مگر اس قدر تو کتاب میں حضرت علیہ السلام کے حالات کی اشاعت ہو وہ انشاءاللہ حاصل ہو ۔ قادیانی بھی اگر نہیں سمجھ سکتا ہے اور نیز مؤلف سے عمر قیمت پر ملیگی

کلینڈر ۱۹۱۲ء

دیوار پر سامنے لٹکانے کے لئے یہ جنتری بہت ہی اچھی ہے جس میں انگریزی و عربی تاریخیں صفائی کیساتھ درج ہیں ۔ اردو ترجمہ کے بڑے گھروں میں ایک ایک جلد ہونی چاہئیے قیمت ۔۔ پتہ نیاز علی تاجر کتب لک سٹی انقلابی ہال دہلی شہر امرتسر

مباحثہ مونگیر حصہ سوم

مونگیر کے مشہور مباحثہ میں ایک مولوی نے دس سوالات کئے تھے ۔ انکے جواب اس کتاب میں لکھے گئے ہیں جو کہ مولوی صاحب ۔۔۔ سوال کے متعلق جس کا بیر کو بحث ہے کہ آج پہلے احمدیہ کی کسی ایک کتاب میں اسکا ذکر نہیں ۔ مولوی صاحب کی کتاب ہی میں ہے کہ اختلافات انہی کی کتابوں میں دکھائی گئی ہیں ۔ حاشیہ وغیرہ کی مثال ہی کے سر پر اول پر حاشیہ حاشیہ در حاشیہ ۔ حاشیہ در حاشیہ ۔ البتہ ایک اہم بات ہے کہ پڑھنے والے کے دماغ کو پریشان کرتی ہے مگر خود مجھ میں بھی نہیں ۔ اگر مؤلف صاحب ایسا نہ کرتے تو پھر کیا کرتے نیز مجھے یہ عرض ہے کہ مجیب نے اکثر جگہ بری ثابت کی ہے ۔ اپنی تصانیف میں یہ بات پائی جاتی ہے یہ سوال کہ حضرت مسیح ناصری پر حضرت مسیح موعود کی فضیلت کے متعلق ہے اسکا جواب صرف اتنا ہے کہ قوم مسیح کے منتظر ہو اسکی نسبت کیا کہتے ہو ۔ سوال کی نیت چونکہ تحقیق حق نہیں بلکہ محض الزام دینا ہے اسلئے یہ جواب ٹھیک ہے ۔ مگر کہیں صاف دکھایا جاتا کہ قدیم الفضل کیونکر الفضلیت کا دعویٰ مسیح موعود نے کس بنا پر کیا ۔ الفاظ میں کہا ہے قیمت ۸ ر ملنے کا پتہ المحترم دہلی

کشف الغطا عن معنی الربا

ولایت کی بیگم جو آف مرحومہ مد ظلہا العالی سے اجازت لیکر حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب محمد رفیع محمدی صاحب مولوی کی کتاب میں ۔ اس سوال کا جواب سود کے متعلق ہے کہ سود کا نام کیا ہے ۔ اکمل مسئلہ پر ۔۔۔ منتخب القتل کو حرام ثابت کیا ہے ۔ نیز ہر ایک کی رائے الگ بتائی ہے اور اصل مسئلہ پر بحث ہے کے متعلق بہت کچھ ذکر کیا ہے ۔ استفتاء ہو چکا ہے ۔ پس ان مسائل المتفقہ علیہ ہو ۔ انشاءاللہ بہتر ہو گا ۔ ان کو اسکے علاوہ جب کتاب شائع ہوگی تو اسکو قرض پر سود کو حرام ثابت کیا ہے ۔ حوالے سے انکار کر دیا ہے اور جو کہ جیسے عشرہ و خمس ۔ نیز صاحب کتاب نے فقہ و ترجمہ و قرآن مجید کے قرض میں سود کو ۔۔۔ مثلاً عشر کا حصہ و مقدار کل ہیں کہ کوئی فرد یا سرکاری ہو سکتی ہے اور نہ ہی جمیع معاملات ۔۔۔ کو شامل ہو سکتی ہیں ۔ اب القتل کی اہمیت مع صورت علمی ہی اور تمام مسئلہ کو دو کر دیا ہے ۔ اس کے علاوہ علم میں ۔۔۔ بہت اہم نہیں ہو سکتا مؤلف کے

[illegible]

دروازے کھولے جاتے ہیں پس اس روح کیلئے آسمان کے کھولے جاتے ہیں تب ہر ایک آسمان کے مقرب فرشتے انکے پیچھے چلتے ہیں اس آسمان تک جو اس کے قریب ہے یہانتک کہ پہنچاتے ہیں ساتویں آسمان تک

پھر اسی کتاب میں ہے ثم قرأ رسول اللہ صلعم لا تفتح لھم ابواب السماء۔ قال الخازن فی تفسیرہ یعنی لا تفتح لارواحھم اذا خرجت من اجسادھم ولا یصعد لھم الی اللہ عزوجل فی وقت حیاتھم قول ولا عمل لان ارواحھم واقوالھم واعمالھم کلھا خبیثۃ وانما یصعد الی اللہ تعالی الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ قال ابن عباس لا تفتح ابواب السماء لارواح الکافر وتفتح لارواح المومنین وفی روایۃ عنہ ایضاً قال لا یصعد لھم قول ولا عمل وقال ابن جریج لا تفتح ابواب السماء لاعمالھم ولا لارواحھم ثم ذکر حدیث الباب وکذا فی الدر المنثور فتح البیان وجامع البیان والاکلیل وتفسیر ابن کثیر وتفسیر بیضاوی

ترجمہ۔ پھر پڑھا رسول اللہ صلعم نے اس آیت کو کہ نہیں کھولے جاتے ہیں ان کافروں فاسقوں کے واسطے دروازے آسمان کے۔ خازن نے اپنی تفسیر میں کہا ہے یعنی نہیں کھولے جاتے انکی روحوں کیواسطے دروازے جبکہ نکلتی ہیں وہ اپنے جسموں سے اور انکی زندگی کی حالت میں نہیں اوپر چڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف انکا قول اور عمل کیونکہ بہ تحقیق انکی روحیں اور انکے قول اور انکے عمل سب خبیث ہیں۔ اور سوا اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور نیک عمل انکو اوپر چڑھاتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا ہے نہیں کھولے جاتے دروازے آسمان کے کفار کی ارواح کیواسطے اور کھولے جاتے ہیں مومنین کی ارواح کیواسطے اور ایک روایت میں ان کی یہ بھی ہے کہ کہا انہیں چڑھتا ہے ان کے قول اور عمل۔ اور کہا ابن جریج نے نہیں کھولے جاتے ہیں دروازے آسمان کے انکے اعمال کے لئے اور نہ انکی ارواح کے لئے پھر ذکر کیا حدیث اس باب کو اور ایسا ہی ہے در منثور فتح البیان جامع البیان اکلیل تفسیر ابن کثیر اور تفسیر بیضاوی میں (ماخوذ از کتاب اقتحام الخصم مصنفہ فاضل امروہی)

نوٹ: ڈاکٹر بشارت احمد صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن نے اخبار بدر قادیان مورخہ

نمبر ۲ جلد ۲ میں ایک مضمون بعنوان رفع الی اللہ شائع کرایا تھا۔ وہ مضمون نہایت مفید ہے اس لئے اس کا خلاصہ ذیل میں مناسب مقام سمجھکر درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

حضرت امام ابن قیم صاحب علم حدیث کے ایک عظیم الشان امام گذرے ہیں۔ اور ائمہ محدثین میں بہت بلند پایہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب کتاب الروح میں ایک حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے جریر عن منصور عن ابی الضحی عن مسروق قال قال اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ما ینبغی لنا ان نفارقک فی الدنیا فاذا مت ورفعت فوقنا فلم نرک فانزل اللہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ وقال الشعبی جاء رجل من الانصار وھو یبکی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما یبکیک یا فلان فقال یا نبی اللہ واللہ الذی لا الہ الا ھو لانت احب الی من اھلی ومالی واللہ الذی لا الہ الا ھو لانت احب الی من نفسی وانا اذکرک انا واھلی فیاخذنی کذا حتی اراک فذکرت موتک وموتی فعرفت انی لن اجامعک الا فی الدنیا وانک ترفع فی النبیین وعرفت انی ان دخلت الجنۃ کنت فی منزل ادنی من منزلک فلم یرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فانزل اللہ تعالی ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ الی قولہ۔ روایت کی جریر نے منصور سے اس نے ابی الضحی سے اس نے مسروق سے کہا کہ رسول اللہ صلعم کے صحابہ نے عرض کی کہ ہم تو اس قابل نہیں کہ حضور کی مفارقت دنیا میں بھی برداشت کرسکیں۔ پھر جب حضور مر جائینگے اور حضور کا رفع ہم سے اوپر ہوگا۔ پھر ہم تو حضور کو نہ دیکھینگے تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کریگے پس یہی ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہونگے۔ جن پر اللہ تعالے نے انعام کیا نبیوں سے صدیقوں سے شہیدوں سے صالحین سے اور بہت اچھے ہیں وہ رفیق اور شعبی نے کہا کہ ایک شخص انصار میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور وہ روتا تھا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا چیز

روانی ہو مجھ کو اے فلاں ابن فلاں بیشک کہا گیا ہے شہید اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک حضور
مجھے زیادہ محبوب ہیں میری جان اور مال سے اور میرے اہل حضور کا ہی ذکر کرتے رہتے ہیں اور اسی
طرح ہی لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ حضور کو دیکھ لیتا ہوں پھر مجھ کو یاد آگئی حضور کی موت اور اپنی موت
پس میں سمجھا کہ میں حضور کے ساتھ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا مگر صرف دنیا میں کیونکہ بیشک حضور کا رفع
تو نبیوں میں ہوگا اور میں سمجھا کہ بیشک میں اگر جنت میں بھی داخل ہوا تو بھی حضور کی منزل کو اونچی منزل
میں ہونگا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اتارا "اور جو کوئی اطاعت
کریگا اللہ اور رسول کی پس یہی لوگ ہیں ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام
کیا نبیوں اور صدیقوں شہیدوں اور صالحین سے۔ آخر قول تک"

اب دیکھو یہاں حدیث نے رفع کی کیسی صراحت کر دی۔ رب نے بہت بہت برکتیں نازل فرمائیں
پہلی جگہ مت دوست قابل غور ہے موت کے بعد رفع کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے اور کس
اچھی طرح رفع کو سمجھتے تھے پھر رفعہ فی النبیین قابل غور ہے نبیوں میں رفع ہونا صاف آیت کا فیصلہ
معاملہ کو کھول دیتا ہے پھر اسی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کل نبیوں کا رفع ہوتا ہے جیسا کہ یہی رفع حضرت
عیسیٰ کا انی متوفیک ورافعک الی میں مذکور ہے اور بل رفعہ اللہ الیہ میں بتلایا کہ کوئی کوئی بعینہ
رفع ہو فافہم اور غور کرو۔ الیس منکم رجل رشید

حضرت امام ابن قیم کتاب الروح میں ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں ذکر ابن ابی الدنیا
من حدیث حماد ابن زید بن حسان عن حفصة بنت سیرین قالت کان مروان المحلمی
لی جارا وکان قاضیا مجتہدا قالت فمات فوجدت علیہ وجدا شدیدا قالت
فرأیتہ فیما یری النائم فقلت یا ابا عبد اللہ ما صنع بک ربک قال ادخلنی الجنۃ قلت
ثم ماذا قال ثم رفعت الی اصحاب الیمین قلت ثم ماذا قال ثم رفعت الی المقربین الخ
کہا ابن ابی الدنیا نے حماد ابن زید کی حدیث کہ انہوں نے ہشام بن حسان سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے
سے انہے کہا کہ مروان المحلمی میرا پڑوسی تھا اور قاضی اور مجتہد تھا کہنے لگی کہ پھر وہ مرگیا پس مجھ کو

اسکے نزدیک وقت قریب ہوا کہنے لگی ہیں میں نے اسکو خواب میں دیکھا میں نے کہا اے ام عبداللہ قبر میں منکر نکیر سے کیا سوال ہوا
کیا انسے کہا کہ مجھے جنت میں داخل کر دیا میں نے کہا کہ پھر کیا ہوا کہا کہ اصحاب یمین کی طرف میرا رفع کیا
گیا میں نے کہا کہ پھر کیا ہوا۔ کہا کہ پھر مقربین کی طرف میرا رفع کیا گیا۔ اب دیکھو یہاں رفعت الی
اصحاب الیمین اور رفعت الی المقربین کس قدر صفائی سے رفع کے معنو کو ظاہر کر رہی ہیں۔

پھر امام صاحب موصوف ایک اور واقعہ کتاب الروح میں یہ بیان فرماتے ہیں ولما مات
محمد بن سیرین حزن علیہ بعض اصحابہ حزنا شدیدا فرآہ فی المنام فی حال
حسنۃ فقال یا اخی قد اراک فی حال یسرنی فما صنع الحسن قال رفع فوقی
بسبعین درجۃ۔ اور جب محمد سیرین فوت ہو گئے تو انکے کسی دوست کو سخت رنج ہوا پس ان کو
خواب میں عمدہ حال میں دیکھا پس کہا اے میرے بھائی میں تجھ کو دیکھتا ہوں ایسے حال میں کہ مجھ کو خوش
کرتا ہے پس بتا تو حسن کیساتھ کیا معاملہ ہوا کہا وہ مجھ سے ستر درجہ اوپر رفع کیا گیا۔ اب دیکھو یہاں
رفع کس صفائی سے رفع روحانی بعد الموت بیان کر رہا ہے۔

پھر امام صاحب موصوف ایک اور واقعہ اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ولما ماتت
رابعۃ رأتہا امرأۃ من اصحابہا وعلیہا حلۃ استبرق وخمار من سندس وکانت
کفنت فی جبۃ وخمار من صوف فقالت لہا ما فعلت الجبۃ التی کفنتک فیہا و
خمار الصوف قالت واللہ انہ نزع عنی وابدلت بہ ہذا الذی تری علی وطویت
اکفانی وختم علیہا ورفعت فی علیین۔
جب رابعہ مر گئیں تو انکی صحبت میں بیٹھنے والیوں میں سے ایک عورت نے انکو دیکھا کہ اسحالت
میں کہ انکے بدن پر ریشمی کپڑے کا حلہ تھا۔ اور باریک ریشمی کپڑے کی خمار تھی۔ اور انکا کفن جبہ اور
صوف کے خمار میں ہوا تھا پس اس عورت نے رابعہ سے کہا کہ وہ جبہ اور صوف کی خمار کیا ہوئی۔
جس میں آپ کی تکفین کی تھی۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم بیشک اللہ نے اسے مجھ سے الگ کر دیا۔ اور
اسکے بدلہ میں وہ پہنایا۔ جو تم مجھ پر دیکھتے ہو اور میرے کفن کو لپیٹ کر اس پر مہر کر دی اور میرا رفع علیین

میں کر دیا گیا۔

اب دیکھو یہاں سمعت فی الطینین نے معاملہ کیسا صاف کر دیا ہے کہ دراصل رفع کسی انسان کا ہمیشہ بعد الموت ہوا کرتا ہے اور وہ روح کا مراتب عالیہ پر پہنچنا ہے نہ کسی جسم عنصری کا اوپر اٹھنا"

ان احادیث و روایات پر نظر ڈالنے کے بعد انصاف پسند اور محقق طبع آدمی کے دل میں کچھ شک باقی نہیں رہ سکتا کہ اسلامی اصطلاح میں رفع الی اللہ سے مراد رفع روحانی یعنی رفع الروح ہے نہ رفع الجسد العنصری ہرگز مراد نہیں۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت انی متوفیک ورافعک الی کا جو ترجمہ تحریر فرمایا ہے یعنی یہ ترجمہ کہ "اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کیساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں" تفسیر ترجمہ بالکل صحیح و درست اور خدا اور رسول کے منشاء کے عین مطابق ہے اور یہ طریق تفسیر اور عقل سلیم کی کسوٹی پر بھی پورا اترتا ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

پھر مولوی ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ

تیسری وجہ مناسبت اس آیت میں رافعک کا عزت کے ساتھ رفع ہونا مراد لینا (معاذ اللہ) بوجہ یہ ہے کہ اس میں عزت کی روح ہوتی ہے یہ بھی انکی اختراع ہے جو اس آیت کے معنی میں عزت کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے حالانکہ قرآن شریف میں اسکے لئے کوئی لفظ نہیں اور اگر مفہوم سمجھ کر لکھا ہے تو بھی اس سے موت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ رفع بمعنی اعزاز میں موت شرط نہیں بلکہ یکجا جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسے آیت ورفع ابویہ علی العرش میں یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو عزت کے ساتھ تخت کے اوپر بٹھایا۔ پس آیت کے یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عزت کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا اور بجز عزت کے ساتھ اٹھا لینے سے موت مراد لینی نہ تو لغت کی کسی کتاب سے ثابت ہو اور نہ محاورہ زبان اسکی تائید کرتا ہے۔ اور نہ قرآن شریف اسکی شہادت دیتا ہے۔ یہ صرف مرزا صاحب کی من گھڑت بات ہے حصہ اول صفحہ ۴۹ میں اس آیت کی تفصیل گزر چکی ہے۔ الخ

جواب از ریویو نگار۔ مولوی صاحب نے جو رافعک الی کا ترجمہ "عزت کے ساتھ اٹھانا" لیا ہے
نہیں کیا اور اس پر عزت کی موت مراد لی ہو یہ بھی کچھ بحث طلب ہے اور حضرت مسیح کی شان میں گال
ہے۔ اس امر پر سلسلہ احمدیہ کی کتابوں میں ہم قرآن و حدیث سے پہلے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جب کوئی
فوت ہوتا ہے تو اس کی وفات کے بعد اس کی روح کا رفع الی اللہ ہوتا ہے۔ فرشتے اس روح کو نہایت
عزت کے ساتھ اوپر لے جاتے ہیں۔ اور جناب باری کے حکم سے اس پاک روح کو علیین میں جگہ ملتی
ہے اور کافر کی روح کو یہ عروج و صعود اور رفع الی اللہ نصیب نہیں ہوتا۔ پس کچھ شک نہیں
کہ آیت کریمہ انی متوفیک و رافعک الی کے وہی معنی ٹھیک ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود
نے تحریر فرمائے ہیں۔ مولوی ابراہیم صاحب اور ان کے ہم خیال مولوی صاحبان کی تنگ بندی اور
فقرہ بازی کچھ نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی جب تک رفع جسمی اور اس کے معنی لغت نہیں لیکن
مولوی صاحبان پہلے رفع جسمی کی زیر بحث ثابت بھی تو کر دیں پھر اپنی منطق چلائیں۔

مولوی ابراہیم صاحب! آپ سید محمد رشید رضا صاحب مصری ایڈیٹر رسالہ المنار کو جن کو
اہل السنت والجماعت کے گزشتہ سالانہ جلسہ پر بلا کر میر مجلس بنایا تھا بخوبی واقف ہیں۔ وہ علم و فضل میں
آپ کے خیال میں کم نہیں قرار دئیے جا سکتے۔ اب دیکھو کہ ایڈیٹر صاحب اپنے رسالہ جلد ۱۴ نمبر ۱۲ صفحہ ۱۰۰ میں
انی متوفیک و رافعک الی کی نسبت کیا لکھتے ہیں۔ عبارت ان کی یہ ہے۔

واما قولہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ فقد سبق نظیرہ فی سورۃ آل عمران و
ذلک قولہ تعالیٰ (۳: ۵۵) اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک
من الذین کفروا) روی عن ابن عباس تفسیر التوفی ھنا بالاماتۃ کما ھو الظاہر منہ
وعن ابن جریج تفسیرہا باصل معناہا وھو الاخذ والقبض والمراد منہ ومن
الرفع انقاذہ من الذین کفروا بعنایۃ من اللہ الذی اصطفاہ وقربہ الیہ قال ابن جریر
ستۃ عن ابن جریج فرفعہ ایاہ توفیہ ایاہ وتطہیرہ من الذین کفروا" ای لیس المراد
الرفع الی السماء لا بالروح والجسد ولا بالروح فقط وعلی القول بان التوفی ہو الاماتۃ لا

يظهر لى فيه معنى الا رفع الروح۔

دیکھئے سید محمد رشید رضا صاحب عبارت مذکورہ بالا میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ بل رفعه الله اليه میں اسی رفع کا ذکر ہے جو انی متوفیک و رافعک الی میں مذکور ہے اور توفی کی تفسیر کر چکے ہیں کہ اس لفظ سے مراد موت دینا ہے اور یہی اس لفظ کے ظاہر اور مشہور اور مروجہ معنی ہیں اور اپنی اس تفسیر کی تائید میں حضرت ابن عباس کے قول کو بھی سند لایا ہے۔ پھر ابن جریر الطبری کی روایت کی بنا پر یہ لکھا ہے کہ رفع کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اسکی توفی کی۔ اور اسکو کافروں سے پاک کیا یعنی اور اسکو گزند سے بچایا اور اپنا قرب عطا فرمایا۔ رفع سے یہ مراد نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اسکو روح اور جسم کے ساتھ یا فقط روح کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھا لیا اور اگر توفی کے معنی زمانہ کے کئے جائیں تو پھر رفع سے سوائے رفع روحانی کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے

رشید رضا صاحب نے توفی کی تفسیر اماتۃ تسلیم کر لی ہے اور اس تفسیر کو الظاہر المشہور بتایا ہے پھر آخر یہ لکھتے ہیں کہ توفی کے معنی اماتۃ ماکر رافعک الی میں جو رفع ہے اسکے معنی سوائے رفع روح کے اور کچھ نہیں ہو سکتے نتیجہ یہ نکلا کہ رافعک الی سے رفع جسمانی پر بحث کسی طرح ثابت نہیں پس انی متوفیک و رافعک الی میں اسی طرح کا وعدہ ہے جو مومنین کو موت کے بعد نصیب ہوتا ہے

مولوی صاحب سرسام زدہ انسان کی طرح پہلے تو یہ چیخ مارتے ہیں کہ اس آیت کے معنی میں مرزا صاحب نے عزت کا لفظ از خود بڑھا دیا ہے پھر جب انہیں کچھ ہوش آتا ہے کہ یہ لفظ تو مفہوم رفع سمجھ کر لکھا ہے تو یہ مجذوبانہ بڑ ہانکنے لگتے ہیں۔ کہ اس سے موت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ رفع جسمی اور اعزاز میں مخالفت نہیں۔

مسکین مولوی صاحب اتنا نہیں [illegible] عطا کرے ایک شک کے [illegible] ذرا یہ تو سوچو کہ یہود کے نزدیک رفع اور عدم رفع جسمانی کا جھگڑا ہی کب تھا۔ انکا جھگڑا تو صرف رفع و عدم رفع روحانی کی بابت تھا۔ اسلئے قرآن کریم میں [illegible] اہل کتاب کے اختلافات [illegible]

ہوگیا ہے کہ اس امر پر فیصلہ ہوگیا جس پر یہود و نصاریٰ میں اختلاف چلا آتا تھا۔ وہ صرف رفع روحانی ہے نہ رفع جسم عنصری کا ذکر ہے [illegible] من المجادلین مولوی صاحب نے شہادۃ القرآن حصہ اول [illegible] کا جو جواب دیا ہے اس کا جواب شہادۃ القرآن صفحہ ۶۰-۶۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نوٹ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے

"اس مقام میں یہ بھی بیان کرنے کے لائق ہے کہ بعض مفسروں نے جب یہ دیکھا کہ درحقیقت انی متوفیک اور فلما توفیتنی کے معنی وفات دینے کے ہیں۔ اور بعد اس کے جو رافعک الی واقع ہے وہ بھی صریح وفات کے بعد کے رفع پر دلالت کرتا ہے۔ تو انہیں یہ فکر پڑی کہ یہ ہمارے عقیدے کے مخالف ہے۔ اس لئے انہوں نے گویا اپنے تئیں خدا تعالیٰ کا مصحح قرار دے کر اور اپنے استادی کا منصب تجویز کر کے یہ اصلاح کی کہ [illegible] رافعک مقدم اور [illegible] متوفیک موخر [illegible] کے پیچ [illegible] اور اس کلام کی [illegible] (ازالہ اوہام)

پھر مولوی ابراہیم صاحب [illegible] تحریر فرماتے ہیں۔

چوتھی وجہ۔ مولوی صاحب نے مطہرک من الذین کفروا سے تہمت سے پاک کرنا مراد بتائی ہے حضرت عیسیٰ کی براءت تو بیشک مسلم ثابت ہے مگر اس آیت میں تطہیر سے مراد نہیں بلکہ [illegible] اس کی تفصیل [illegible] حصہ اول صفحہ ۱۰۲ [illegible] روشن ہوگئی [illegible] اس آیت کے جو معنی کرتے تھے وہ [illegible] تھی وہ باطل اور غلط ہے پس اس آیت سے حضرت عیسیٰ کی وفات قبل النزول ثابت نہ ہوئی۔

جواب [illegible] مولوی صاحب نے تطہیر سے مراد [illegible] کفروا کا [illegible] تسلیم کر کے [illegible] تہمت سے پاک کرنا مراد نہیں بلکہ کفار کے [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

نوٹ: ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۱۴ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہر [illegible]
[illegible] جنتری [illegible] قیمت [illegible]

وقت پر اصلاح

[illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن
کی [illegible]
[illegible] اصل عرق کافور [illegible]
[illegible] اصل عرق کافور [illegible]
[illegible] ایک شیشی [illegible]
ایک [illegible] شیشی [illegible]

پبلک سے کیوں ڈرتے ہو

[illegible]
[illegible]
[illegible] ڈاکٹر ایس
کے برمن [illegible] استعمال [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک گولی [illegible]
[illegible] چاہیے

[illegible] قیمت [illegible] گولیوں کی ڈبیا [illegible] گولیوں کی ڈبیا [illegible] محصولڈاک
ایک [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

[illegible]

وی پی واپس کرنے والے

تشحیذ کے خریداروں کی خدمت میں فروری کا پرچہ وی پی کیا گیا تھا ان صاحبان نے وی پی وصول کر کے قیمت پیشگی ادا فرما دی ان کا شکریہ۔ جن صاحبوں نے واپس کر دیا وہ مہربانی فرما کر مطلع فرماویں کہ کب تک آپ کے نام وی پی کیا جائے یا کب آپ خود چندہ کی رقم بقیمت ارسال فرمائیں گے

۲- جن صاحبوں کے نام فروری کا پرچہ وی پی نہیں ہوا۔ وہ اطلاع دیں ورنہ سمجھا جائیگا کہ پیشگی چندہ وصول کرینگے تو مئی کا پرچہ انکے نام وی پی ہوگا۔

۳- ولایت پر تشحیذ بھیجنا بند ہو گیا ہے اور قیمت بدستور رہیگی۔ (مینیجر)

مجرب نسخہ طاعون

خاکسار طاعون کی مجرب دوائی ایجاد کی ہے اس دوائی کا بہت سے مریضوں پر تجربہ کیا گیا بفضل تعالیٰ بہت سے لوگ صحتیاب ہوئے [illegible] اخباروں میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے۔ جو صاحب چاہیں اس دوائی کو منگوائیں۔ یہ دوائی بہت جلد اثر کرتی ہے [illegible] مریض کو جس وقت طاعون کا حملہ ہو [illegible] فوراً اس دوائی کا استعمال کرایا جائے [illegible] مریض کو آرام ہو جاتا ہے [illegible] اور جو لوگ اس دوا کو استعمال کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو فائدہ ہوگا [illegible] قیمت فی شیشی عہ محصول ڈاک علاوہ۔

ا- س معرفت منشی [illegible] صاحب تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے طلب فرمائیں۔

ترسیل زر ۔ دفتر تشحیذ الاذہان و تصنیف ، قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۴ء

الوصیت پر ایک نظر

خلافت کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ جس پر ہماری جماعت میں ہاں خدا کی اس پاک جماعت میں جو کہ ایک نبی نے بڑی محنت سے قائم کیا اختلاف ہوتا مگر قضاء آسمانی یہ حال پیدا ہونیوالے تھے اس رب العرش کی اس میں بہت سی مصلحتیں ہونگی جن تک ہماری نظر فی الحال نہیں پہنچ سکی۔

تمام محمدی آثار یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور سورہ جمعہ کی پہلی آیات کے مطابق حضرت نبی کریم کی بعثت ثانی کے مظہر تھے جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم میں بیان ہوئی تھی پس خلفاء کا سلسلہ آپ کے بعد بھی جاری رہنا تھا اسکے معنی یہ تھے کہ نبی کریم کے خلفاء کا سلسلہ بند ہوا اور مسیح موعود کے خلفاء کا سلسلہ شروع ہو گیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ اب جو خلیفہ ہوگا وہ اسی سلسلہ احمدیہ میں سے ہوگا جو اس زمانہ میں حقیقی مفہوم اسلام کا ہے اور

یعنی اس حدیث کے مطابق تھا جو مشکوٰۃ میں ہے

عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منهاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منهاج النبوۃ ثم سکت۔

(رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ دور مقرر فرمائے ہیں (۱) نبوت (۲) خلافت علی منہاج النبوت یعنی ایسے خلفاء جو روحانی اور جسمانی دونوں طرح کے پیشوا ہونگے مشکوٰۃ میں لکھا ہو یتقلب النبی خلافۃ (۳) بادشاہ (۴) جبری حکومت (۵) خلافت علی منہاج النبوت الخ یعنی حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہو المراد بہ زمن عیسیٰ والمہدی یعنی یہ خلافت عیسیٰ و مہدی کے زمانے سے شروع ہوگی اور یہ تو ظاہر ہو کہ احادیث میں آپکا نام عیسیٰ نبی اللہ آیا ہو پس خلافت علی منہاج النبوت انکی وفات کے بعد شروع ہونی اولیٰ تھی جو ہو چکی۔

خلافت ایک ایسا امر اہم تھا کہ بغیر اسکے صحابہ اپنے آپکو جماعت ہی نہیں سمجھتے تھے چنانچہ حافظ فتح الباری میں لکھا ہو

قال ابن حریث سعید بن زید اشهدت وفات رسول اللہ قال نعم قال فمتی بویع ابوبکر قال یوم مات رسول اللہ کرهوا ان یبقوا بعض یوم ولیسوا فی جماعۃ قال فخالف علیہ احد قال لا الا مرتد او من قد کاد ان یرتد لولا ان اللہ عز وجل ینقذهم صفحہ ۲۲۳ طبری مطبوعہ مصر

صحابہ نے رسول اللہ کی وفات کے بعد مکروہ سمجھا کہ وہ بغیر جماعت کے رہیں (امام کا تقرر نہ کریں) اور دن کا ایک حصہ بھی ایسا رہنا پسند نہ کیا۔

پس کیونکر ہوسکتا تھا کہ پانچویں دور میں حضرت مسیح موعود کے بعد خلفاء کا سلسلہ نہ ہوتا جبکہ حضور نے اپنے رسالہ الوصیۃ میں اسکے متعلق کافی ہدایات لکھیں ان ہدایات کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تین کام تھے۔

۱۔ لوگوں کو احمدی بنانا

۲۔ احمدیوں کا تزکیہ نفوس۔ انہیں اس مطلب کے لئے تیار کرنا جس کے لئے یہ جماعت بنی

۳۔ ان کی وفات پر انکی جائداد وغیرہ سے اشاعت اسلام میں مدد حاصل کرنا

سو ان تینوں میں سے امر اول و دوم تو آپ نے اپنے ذمہ رکھے اور تیسرا یعنی اس کا انتظام ایک انجمن کے سپرد فرمایا اور اسے پابند کیا کہ میری ہدایات کے ماتحت چلے اور پہلے دو امر اپنے بعد کے لئے ان الفاظ میں ہدایات دیں۔

فقرہ اول: "وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"

فقرہ دوم: "یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے"

فقرہ سوم: "اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا"

فقرہ اول میں آپ نے اپنے سلسلہ کی ترقی کی پیشگوئی فرمائی ہے اور فقرہ دوم میں اپنے سلسلہ کو علی منہاج النبوۃ قرار دیکر خدا تعالیٰ کی اس سنت کا ذکر فرمایا ہے جو ابتداء سے آدم سے چلی آتی ہے وہ یہ کہ وہ ہمیشہ اپنے نبیوں کے مقاصد کو پورا کرتا ہے اور فقرہ سوم میں یہ بتایا ہے کہ انبیاء جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ

فقرہ چہارم: "ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ

سو وقت سے پہلے کسی قدر اتمام ہوگئے تھے جو کمال کو پہنچنے میں بغرض

فقرہ پنجم دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا . . . . اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں . . اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔

فقرہ ششم تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے۔

فقرہ نمبر ہفتم و ہشتم و نہم میں حضور نے بتایا ہے کہ دو قسم کی قدرتوں کا اظہار ہوتا ہے ایک نبی کے وقت اور ایک نبی کی وفات کے بعد بذریعہ خلفاء اور یہ کہ خدا تعالیٰ کی ایسی سنت ہے کہ آدم سے لیکر اس دم تک چلی آئی ہے۔

چنانچہ اسکی مثالیں دیتے ہیں۔

فقرہ ہفتم جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کرکے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔

فقرہ ہشتم اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔

فقرہ نہم ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدے کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں

فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں انکے مرنے کا ایک بڑا ماتم برپا ہوا"

فقرہ دہم "ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کیوقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا"

فقرہ ہشتم و نہم و دہم میں حضور مغفور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ اور حضرت موسیٰ کی وفات کی مثالیں دیکر سمجھایا ہے کہ نبیوں کی جماعت پر ایسا وقت ضرور آتا ہے اور پھر خدا انکے خلفاء کے ذریعے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے اور اس دوبارہ قدرت نمائی کو بالفاظ دیگر قدرت ثانی کہتے ہیں جس کی مثال ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کئے جانے سے دی ہے جس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ قدرت ثانی سے کیا مراد ہے؟

اور فقرہ ہشتم میں آیت استخلاف کے معنی بتا دیئے ہیں کہ لیستخلفنہم میں کن خلفاء مراد ہیں آیا صرف ایسے ہی جو سلطنت کو سنبھالیں یا جو نبی کے اس کام کی تکمیل کرنے والے ہوں جس کے لئے وہ مبعوث ہوا۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے کہ آپ اپنے سلسلہ کی نسبت بھی یہی سنت بتاتے ہیں

فقرہ یازدہم "سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے × × × × × سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے"

یعنی میرے بعد بھی جماعت کو اسی نہج پر سنبھالیگا جس پر پہلے انبیاء کی جماعت کو سنبھالتا رہا یعنی جیسے خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کو اسی طرح میرے بعد کوئی نہ کوئی بزرگ نفس کھڑا ہو جائیگا جو تمام کو سنبھال لے چنانچہ فرماتے ہیں

فقرہ دوازدہم "کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے"

اب سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ تیس سال

تک ہی تو یہاں کیا معاملہ ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے

فقرہ سیزدہم "کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا وہ دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ ساتھ رہیگی"

اس فقرہ میں بتادیا کہ سلسلہ احمدیہ میں انشاء اللہ قیامت تک آتے رہینگے پھر اسکو اپنے اس کلام پاک سے مؤکد فرماتے ہیں۔

فقرہ چہاردہم "وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا"

پھر اس تمام بات کو واضح کرنیکے لئے پھر ارشاد ہوتا ہے

فقرہ پانزدہم "میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں"

فقرہ شانزدہم "اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے"

اور اس دوسری قدرت کے معنی پہلے بتا چکے ہیں کہ خلیفہ جیسے حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلعم کے تھے اب اللہ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے دعا کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں

فقرہ ہفدہم "سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو"

اس فقرہ میں دو مسئلے بتائے ایک تو یہ کہ خدا نے جو خلفاء کا وعدہ کیا ہے اسکے لئے دعا کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے پروائی اور شامت اعمال سے اللہ کے اس وعدہ میں روک پیدا ہو پس ہمیشہ جماعت کے صالحین دعا کرتے رہیں کہ کبھی بھی ایسا نہ ہو کہ خلیفہ موجود نہ ہو جو جماعت کا شیرازہ بند رہا ہو اور اسکے ذریعہ وہ کام پورا ہو جو کسی قدر حسب سنت مستمرہ تکمیل سے رہ گیا۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ قدرت ثانی یعنی خلیفہ ۔۔ بتا چکا ہوں کہ دوسری قدرت خلیفہ کے ذریعہ

ظاہر ہوتی ہے آسمان سے نازل ہوتا ہے یعنی حسب آیت لیستخلفنہم فی الارض خدا تعالیٰ بناتا ہے
پس اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوگا

جو کچھ حضرت اقدس نے لکھا تھا اسکے مطابق حضرت مولانا نورالدین خلیفہ اول ہوئے اور وہ مسیح موعود جیسی ہستی کی وفات کے بعد عین اس وقت کہ دشمن ہمارے حال پر تالیاں بجا رہے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اب یہ سلسلہ کوئی دن کا مہمان ہے ابوبکر صدیق کی طرح قدرت ثانی کے رنگ میں ظاہر ہوئے اور اس نے خدا کے فضل سے جماعت کو سنبھال لیا اپنے دوسری قدرت کے آسمان سے نازل ہونے کے ثبوت میں بار بار کہا چنانچہ آپ کی تقریر مطبوعہ بدر جولائی ۱۹۱۲ء میں بھی فرمایا کہ۔

"جس طرح پر آدم اور داؤد اور ابوبکر و عمر کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ کو خلیفہ بنایا ہے۔ . . . . میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے کسی انسان نے یا کسی انجمن نے خلیفہ نہیں بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے"

اور مسیح موعود کے بعد بجائے متعدد خلفاء کے وحدت کے لئے ایک ہی خلیفہ ہونے اور سب پر اس خلیفہ کی بیعت واجب ہونے کی نسبت فرمایا۔

"حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی اور بغیر اس کے اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعے" (بدر نمبر ۔ جلد ۹)

اور فرمایا

"ضرورت ہے مسلمانوں میں بھی وحدت کی . . . . کیا یہ وحدت پیدا ہو سکتی ہے جب تک وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے نہ ہوں گے۔ اس ملک میں چشتیوں کا بہت زور رہا ہے مگر اب تک . . . . جبکہ کوئی ایک کے مقابلہ میں دوسرا ہوتا ہے بہت سے خلیفے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو اس خاندان کو زوال آیا" (بدر نمبر ۔ جلد ۹)

اور فرمایا

"اس وقت مردوں عورتوں بچوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس

وصیت کے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرو (تقریر اول)

اسکے بعد جو عبارت ہے وہ ہمارے نزدیک قابل غور ہے کیونکہ اس میں ضروری ہدایات ہیں۔

فقرہ اول: "اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

جہاں تک میں نے غور کیا ہے خلیفہ اور اسکا کہنا خدا پر چھوڑا ہے اور مبلغین کی جماعت کے لئے یہ ہدایات دی ہیں کہ وہ خلیفہ کو چھوڑ کر میرے نام پر یعنی سلسلہ احمدیہ میں داخل کریں اور وہ اسلام جو بغیر میرے دعوے کے منوانے کے ہو وہ نہیں پھر چونکہ ہر شخص مبلغ بننے کا اہل نہیں ہو سکتا اسلئے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب یوں ہو

فقرہ دوم: "پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے"

اس فقرہ میں مبلغ کے طریق انتخاب کا ذکر کیا یعنی چالیس مومن اسکی قابلیت و استعداد کے متعلق گواہی دیں اور پھر وہ خلیفہ کے حکم سے بیرونجات میں ایسی تبلیغ کر سکیگا کہ وہ بیعت لینے کا مجاز ہو جیسے خلیفہ اول کے وقت میں حیدرآباد دکن میں میر محمد سعید صاحب اور بنگال میں قاضی عبدالواحد صاحب کو اجازت ہوئی۔ اور اگر یہ فقرات مبلغین کے لئے نہیں بلکہ خلیفہ ہی کے لئے ہیں تو بھی مطلب حاصل ہے اور ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ایک وقت میں متعدد خلفاء ہوں کیونکہ ارشاد صحیح مسلم کا ہے اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منہما (مسلم) پس اگر حضور کا یہ منشاء ہوتا تو اپنے بعد متعدد خلفاء کے بارے میں فرمایا جو اپنے اپنے وقت میں ہونگے اور حکم انکو بتایا یعنی یہ کہ۔

توحید کی طرف کھینچے اور پھر بندوں کو دین واحد پر جمع کرتے"
یہی کام اپنا بتایا۔ پس جب آپ سب احمدی بناتے تھے۔ وہ انکا ہمیشہ کے لئے مطیع و فرمانبردار تھا تو خود
ہو کہ اگر آپ کا خلیفہ ہو۔ اسکا بھی ہر احمدی فرمانبردار اور مطیع ہو۔ اور اس فرمانبرداری کا اظہار بذریعہ
بیعت ہو گا اور ایسے خلیفہ کا انتخاب مومنوں کے اتفاق علیہ پر رکھا۔ اور چونکہ تمام مومن تو ایک
جگہ پر اکٹھے نہیں ہو سکتے اسلئے "چالیس مومن اتفاق کرینگے" کی شرط فرمائی۔ یہ چالیس مومن
مجلس کے ہوں سو اسکے لئے پیشتر فرما دیا کہ مرکز اور مستقر خلافت مع انجمن قادیان میں رہیگا تو نتیجہ
ہو کہ قادیان میں ایک خلیفہ کی وفات کے وقت جو مومن ہوں ان میں سے چالیس انتخاب کریں
اور چونکہ خلیفے دو قسم کے تھے ایک جو خدا سے مامور نہ ہوں اور ایک وہ جو مامور ہوں انکو
دونوں کا ذکر صرف حاشیہ پر فرما دیا۔ پہلی قسم کے انتخاب کا ذکر فرمایا۔ اور دوسرے کے بارے
میں ارشاد کیا کہ "ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے" اور قبل از وقت ممکن ہے کہ
معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے" گویا
جہاں خلیفے کے انتخاب کا طریق بتایا وہاں ساتھ ہی مامور کی شناخت کا طریق بھی سمجھایا۔

انجمن | پہلے دو کاموں کی نسبت تو ہدایات دیں۔ اب اس انتظام کے بارے میں سنو

فقرہ اول: "ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اسکا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ
جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک
قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے"

فقرہ دوم: "میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپے
سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی۔"

فقرہ سوم: "ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے
لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔"

فقرہ چہارم: "یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہئے لیکن اگر خدا تعالیٰ

علہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس خلیفہ کا [illegible] احمدیوں سے بیعت لینا [illegible] کہ جماعت کا [illegible] اعلان کو اس
منشاء کے لئے [illegible] جس کے [illegible] کسی کے [illegible] ہو [illegible] بڑا کام [illegible] خلیفہ ہی کر سکتا ہے

نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہیگا۔"

فقرہ پنجم: "اس صورت میں ایک انجمن چاہئیے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہیگا اعلاء کلمۂ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔"

فقرہ سوم تک قبرستان کے تقرر کا ذکر ہے اور فقرہ چہارم و پنجم میں بتایا ہے کہ چندہ کے واسطے انجمن ہے اور انجمن کا کام یہ ہے کہ اس روپیہ کو خرچ کرے مگر کیا انجمن حاکم ہے کہ جس طرح جی چاہے خرچ کرے ہرگز نہیں بلکہ اسکے آگے فرمایا۔

فقرہ ششم: "اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہو وفات پاجائیگا تو وہ لوگ جو انکے جانشین ہونگے انکا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں۔"

انکا بھی یہ ثابت ہے کہ پہلوں کا بھی یہی فرض ادا کریں یہ خدمات (یعنی روپیہ کا صرف) حسب ہدایت جماعت احمدیہ بجالاویں۔ مگر جماعت احمدیہ کی مجموعی رائے کا علم کیونکر ہو سکے مطاع ہے جس کے ہاتھ پر وہ سب بیعت کر چکے ہونگے اور جسے خدا قدرت ثانی کے وعدہ کے مطابق آپ کھڑا کریگا اور جس کے انتخابات کے بارے میں آپ نے کوئی شرط نہیں رکھی کیونکہ خدا اسے کھڑا کریگا۔ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ پس انجمن چونکہ خدا کی مقرر کردہ نہیں بلکہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی مقرر کردہ ہے اسلئے وہ خلیفہ کے ماتحت ہوگی۔ چونکہ حضرت اقدس کے وقت میں بھی انجمن تھی اسلئے صاف فرمایا جو دو قسم کو حاوی ہو گی جانشین ہے اور جانشین کے دوسرے معنی امین مفوض الخدمت ہے (دیکھو رسالہ الوصیت صفحہ) وصیت کو لکھ کر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا۔ اسلئے اسکی نسبت کئی شرائط بیان فرمائیں۔

پہلی شرط: کہ وہ حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ خدمات بجالاوے۔

دوسری شرط: "دیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہیگی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ ہوگا۔"

(الوصیت صفحہ ۱۹)

تیسری شرط "ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی تفصیل کو قبل از وقت
ہو وہ تمام امور ان اصول پر انجام پذیر ہونگے"

چوتھی شرط "مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانے کے بعد کے لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت
مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں
جو خدا کے لئے کام کریں۔ ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گزارہ نہ ہو ان کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے"

اس شرط سے ظاہر ہے کہ حتی الوسع عہدے آنریری ہوں۔ دوم تنخواہیں تو بطور مدد
نہ کہ وہ تنخواہ جو دوسری انجمنوں میں یا کارخانوں میں لوگ وصول کرتے ہیں۔

پانچویں شرط "انجمن کی خلافت یہ ہے جو اسکے نام سے ظاہر ہے یعنی انجمن کارپرداز مصالح
قبرستان" (صفحہ ۲۲ الوصیت)

چھٹی شرط "انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی
پوری تسلی کرے"

ساتویں شرط "انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اسکو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ
احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی"
(صفحہ ۳۴)

آٹھویں شرط "انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور سلسلہ احمدیہ
خلیفہ کے بعد سے قائم رہیگا اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں"

"اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا دیانتدار
نہیں ہے یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے
شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اسکی جگہ اور مقرر کرے"

نویں شرط "انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک ہونا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور
انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"

دسویں شرط: یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔

گیارہویں شرط: انجمن میں کم سے کم ہمیشہ دو ممبر ایسے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں۔ اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

یہ شرط اس لئے بیان فرمائی کہ وہ روپیہ کے معاملات میں کوئی کام خلاف قرآن حدیث و کتب سلسلہ نہ کر دیں۔

ان شرائط سے صاف ظاہر ہے کہ انجمن کا کام صرف مالی ہے اور صرف اسی حصہ میں وہ جانشین ہے اور جانشین بھی اسی رنگ میں جس میں وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تھی یعنی ایک حصہ کام کو ادا کرنے والی اور وہ بھی حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ جس کا قائم مقام خلیفہ موجود ہوگا۔

جانشین کے معنی کرتے وقت یہ غور کرنا چاہئے کہ آپ نے اپنی زندگی میں اسے جانشین فرمایا اور ارشاد کیا کہ **جانشین** ہونے کے جانشین ہوگی پس یہ جانشینی اسی کام کے متعلق ہے جو اسے تفویض فرمایا چنانچہ دوسری جگہ ہر اسے امین متولی انجمن فرمایا اور دوسرا اس کا نام کارپرداز مصالح مقبرہ بہشتی رکھا اور اس طرح پر جانشینی کے معنے واضح کر دیئے اگر یہ معنی نہ ہوں تو پھر پہلی تمام عبارت جو خلافت کے متعلق نقل ہوئی لغو جاتی ہے اور حضرت ابوبکر وغیرہ کی مثال بے فائدہ ٹھہرتی ہے۔

انجمن کا فیصلہ قطعی یہ بھی سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایک تحریر لکھ دی کہ میرے بعد انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا مگر سوال یہ ہے کن امور میں؟ انہی امور میں جو اس کے تفویض کئے گئے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سلسلہ احمدیہ یعنی اسکے قائم مقام یا سلسلہ خلیفہ کی ہدایات کے ماتحت رہے کیونکہ فرمایا کہ یہ تمام خدمات حسب ہدایات سلسلہ احمدیہ بجا لائے اور یہ ہدایت دینے کا وہی حق رکھتا ہے جسے افراد سلسلہ اپنا مطاع بنائیں گے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انجمن کے چودہ ممبروں نے کل اتفاق سے جو فیصلہ سب سے پہلے آپ کی وفات کے بعد نافذ کیا وہ یہ ہے کہ۔

اول۔ آپ کے بعد ایک ہی خلیفہ ہو نہ یہ کہ جس پر چالیس مومن متفق ہوں وہی خلیفہ بنجاوے
دوم۔ یہ کہ وہ خلیفہ تمام پہلے اور نئے مریدوں کو بیعت لے جیسا کہ خلیفۃ المسیح کی تقریر اول (جس کا
نوٹس پہلے دیکھ چکا ہوں) اور صدر انجمن کے اس اعلان کو ظاہر کرتا ہے جو مورخہ ۲-جون ۱۹۰۸ء صفحہ اول پر
بعنوان "اطلاع" از جانب صدر انجمن مرقوم ہے کہ "حسب الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کل سلسلہ کے ممبر و دیگر لوگ جہاں
ہوں وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں
بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں"
سوم۔ یہ کہ وہ انجمن پر حاکم ہو جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر اول میں بیان کیا۔ اور اسکے خلاف
ہونے پر بعض ممبران صدر انجمن کو دوبارہ بیعت لی اور کر دیا مسجد کے اوپر کا جلسہ اور
روز عید جب ایک مکان کی تعمیر حسب منشاء حضور نہ ہوئی آپ بعض کو اپنی جماعت سے نکال دینے کا اعلان
کرنے والے تھے مگر معافی مانگ لی گئی۔
چہارم۔ یہ کہ وصیت میں جو چالیس مومنوں کے اتفاق سے بیعت لینے والے کا تقرر فرمایا۔ اس کو
مراد ایک ہی خلیفہ ہے نہ کہ متعدد اور وہ احمدیوں سے بھی بیعت لے نہ صرف غیر احمدیوں سے
پنجم۔ یہ کہ انجمن کے قطعی فیصلہ کے مطابق ایک بزرگ پاک نفس کو اپنا مطاع جو بنایا۔ اب جو خلیفہ
اسکے زمانے میں وہ بھی ایسے ہوں گے چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی
نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی
بڑھ کر ہوگا"

اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ذہن میں بھی یہ تھا کہ میرے بعد خلیفہ
ہوگا۔ اور وہ ایک ہی ہوگا پھر اسکے اختیارات کی تحدید نہیں ہو سکتی بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے
سے بڑھ کر اختیار رکھے

ایسا ہی اپنی آخری وصیت میں لکھا ہے کہ۔

"میرا جانشین متقی ہو ہر دلعزیز عالم باعمل ہو حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی و درگذر کو کام میں لاوے"

اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ چاہتے تھے ایک خلیفہ مقرر ہو اور وہ ایسے ہی اختیار رکھتا ہو جیسے خلیفہ اول کیونکہ اگر اختیارات نہیں رکھتا تھا بلکہ اس کی صرف ایک امتیازی حیثیت تھی۔ اور اس کی رائے بھی دوسرے ممبروں کی رائے کے برابر تھی تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ حضرت صاحب کے نئے اور پرانے احباب سے سلوک چشم پوشی اور درگذر کام میں لاوے کیونکہ جو شخص کا اختیار نہیں رکھتا اس کو چشم پوشی اور درگذر کی سفارش کرنے کے کیا معنی ہیں اور پھر جس کے ہاتھ پر پرانے احباب کی بیعت کی ضرورت نہیں اسے پرانے احباب کے بارے میں درگذر و چشم پوشی و سلوک کی سفارش کرنے سے کیا مراد ہے کیونکہ وہ تو فرد من الافراد ہو گا۔ ششم یہ کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد انجمن نے جو فیصلہ فرمایا وہ حضرت اقدس کی تحریر کے مطابق قطعی ہو اور وہ یہ ہے کہ۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیۃ حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

اس میں تین باتیں انجمن نے فیصلہ کی ہیں ایک خلیفہ کا تقرر۔ وہ بھی مطابق فرمان حضرت مسیح موعود مندرجہ رسالہ الوصیۃ۔ دوم اسکے ہاتھ پر موجودہ اور آئندہ نئے ممبروں کی بیعت لازم ہونا سوم اس خلیفہ کا فرمان ویسا ہی ہو جیسے مسیح موعود کا۔

پھر تینوں باتیں جو فیصلہ شدہ ہیں وہ سب تحریر حضرت اقدس قطعی ہیں۔ انہی پر بعد اجل خلیفہ ثانی کے وقت میں ہونا چاہئے۔ اور حضرت مسیح موعود کا بھی یہی منشاء تھا کیونکہ آپ کا مرضی

نبی نہ آئے میں۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق مسیح موعود سفر کریگا
یا کوئی خلیفہ اسکے خلفاء میں سے۔ پس صاف ظاہر ہو گیا کہ آپکے نزدیک بھی آپ کے بعد سلسلہ خلافت ہوگا جیسا کہ
واقعات نے ثابت کیا۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے طرز عمل الوصیت کے مطابق رکھیں۔

ہر زمانہ میں بیعت ضروری ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جو بیعت کر لی بس کافی ہے اسکا جواب حضرت خلیفۃ المسیح ہی کے کلام میں دیتا ہوں وہ لکھتے ہیں (خطبہ جمعہ)

ہم لوگ تو اعتقاد رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات ہیں جنکی نسبت میرا اعتقاد ہے خاتم الرسل خاتم الکمالات خاتم النبیین خاتم الانبیاء خاتم الانسان ہیں۔ اب ان کے بعد اگر کوئی اور کو نبیوں ثنا تو فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ۔ ۔ ۔ ۔ غرض یہ سوال پہلے آدم پر پڑا پھر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ابوبکر پر پھر علی پر پھر مہدی پر کہ جب سارے علوم جناب رسالتمآب سنا گئے تو مہدی کی کیا ضرورت ہے حقیقت یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی اور شیرازہ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعہ اور پھر اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں مثلاً صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے عصر کو کیا پھر شام کو کیا پھر عشاء کو کیا پھر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے پھر عید کے دن کیا ضرورت ہے پھر حج میں کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھا لی۔ تو پھر دوسرے وقت کی کیا ضرورت ہے۔ جب ان باتوں میں تکرار ضروری ہے تو اس اجتماع میں بھی تکرار ضروری ہے۔ یہ میں اسلئے بیان کرتا ہوں جب تم مجھکو چھوڑ کر چلے گئے تو پھر بھی ہم میں وہی وحدت اتفاق اجتماع اور جوش اتباع کی ضرورت ہے۔

کس کی بیعت کی جائے

اسکا جواب میں دونگا کہ وفات خلیفۃ المسیح پر جس کی طرف قوم کے کثیر حصہ کے دل جھک گئے اور جو پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کا جانشین ہو چند حوالے عرض کرتا ہوں۔

(۱) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء

ہے جس سے اس کی وقعت اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر چل کر نیک بن کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ **دوسرا بشیر** بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام **محمود** بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء

پھر فرماتے ہیں۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا **بشیر ثانی** ہے اور ایک الہام میں اس کا نام **فضل عمر** رکھا گیا۔

ان فقروں پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ رسالت خلافت کا وعدہ آپ کی اولاد میں سے اور بشیر ثانی یعنی محمود کے ذریعہ پورا ہوگا اور اس کا نام فضل ہے پھر فضل عمر جس سے یہی ثابت ہو گیا کہ وہ خلیفہ ثانی ہوگا۔

"غرض پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

اگر انجمن ہی جانشین تھی تو پھر اس جانشین کے کیا معنی اب اس جانشین کا نام بھی بتایا ہے دیکھو سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام **محمود** ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

ـــــــــــــــــــــــــــــ

سالہا سال صاحب سے اولاد کے پیدا ہونے اسی سال حضور نے مسیح موعود ہونیکا دعوے کیا۔

اتحاد الفریقین فی اعتقاد الفریقین

(سلسلہ کے لئے دیکھو تشحیذ ماہ فروری ۱۴؁ء)

(۶) الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی ذر یا ابا ذر ای عری الایمان اوثق قال اللہ ورسولہ اعلم قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ ص ۴۲۷ مطبع مجتبائی دہلی) ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ اے ابوذر ایمان کے رسوں میں سے کون سا رستہ زیادہ تر مضبوط ہے عرض کی کہ خدا اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہم اللہ کے لئے دوستی کرنا اور اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے ہی دشمنی کرنا۔

روایات شیعہ (۱) قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ البقرۃ۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ وفی سورۃ المائدۃ۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین و سورۃ المجادلۃ۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم او اخوانہم او عشیرتہم۔ وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال ان حول العرش منابر من نور علیہا قوم لباسہم نور ووجوہہم نور لیسوا بانبیاء ویغبطہم الانبیاء والشہداء۔ قالوا یا رسول اللہ حل لنا قال ہم المتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتزاورون فی اللہ والمتباذلون فی اللہ

تعالیٰ الی موسیٰ علیہ السلام هل عملت لی عملاً قط قال الٰهی صلّیت لک وصمت وتصدقت وذکرت لک فقال ان الصلوٰة لک برهان والصوم جنة والصدقة ظل والذکر نور فای عمل عملت لی فقال موسیٰ دلّنی علی عمل هو لک فقال یا موسیٰ هل والیت لی ولیاً وهل عادیت لی عدواً قط فعلم موسیٰ ان احب الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله. قال النبی صلی الله علیه وآله لو ان عبدین تحابّا فی الله احدهما بالمشرق والآخر بالمغرب یجمع الله بینهما یوم القیٰمة. وقال النبی صلی الله علیه وآله افضل الایمان الحب فی الله والبغض فی الله وقال علیه السلام علامة حب الله حب ذکر الله وعلامة بغض الله بغض ذکر الله عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله الحب فی الله فریضة والبغض فی الله فریضة. کتاب جامع الاخبار شیخ صدوق فصل ۹۰ فی الحب لله والبغض فی الله ترجمہ فرمایا ہے خدا تعالےٰ نے سورہ بقرہ میں بلکہ ایمان والوں کو خدا کی محبت زیادہ ہوتی ہے اور سورہ مائدہ میں اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کریگا تو بیشک وہ انہی میں سے ہو جائیگا اور بیشک وہ ظالم ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا اور سورہ مجادلہ میں ہے تو نہ پائیگا ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ اس شخص سے محبت کریں جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرے خواہ وہ لوگ انکے باپ یا انکے بیٹے یا ان کے بھائی یا انکے عزیز کیوں نہ ہوں۔

اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرش کے پاس نور کے منبر ہیں جن پر ایک قوم ہوگی جنکے لباس اور چہرے نورانی ہیں وہ انبیاء تو نہیں ہیں لیکن انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کرتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی تشریح فرمائیے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ وہ قوم ہے جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے

سے محبت کرتے اور خدا کی خاطر ہی نشست و برخاست کرتے اور اسی کی خاطر باہم ملاقات کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ کیا تو نے کبھی خاص میری خاطر کوئی عمل کیا ہو؟ عرض کی یا مولا تیرے لئے میں نے نماز پڑھی روزے رکھے صدقہ دیا اور تیرا ذکر کرتا رہا۔ خدا نے فرمایا کہ نماز تو تیرے لئے ہی اثبات برہان ہے اور روزہ سپر ہے اور صدقہ سایہ ہے اور ذکر نور ہے لیکن میری خاطر تو نے کون سا عمل کیا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تو ہی کوئی عمل کر بتلا دے کہ تیری خاطر کون سا عمل ہوتا ہے۔ پس فرمایا اے موسیٰ کیا تو نے کبھی میری خاطر کسی کو دوست بنایا اور کیا میری خاطر کسی دشمن سے دشمنی کی۔ پس جان گئے موسیٰ کہ سب اعمال سے زیادہ محبوب عمل اللہ کے لئے دوستی کرنا اور اللہ کے لئے ہی دشمنی کرنا ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر دو مسلمان اللہ کے لئے باہم دوستی رکھنے والے ہوں خواہ ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں خدا تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں کو جمع کریگا۔ اور نبی کریم صلعم نے فرمایا افضل ایمان یہی ہے کہ محبت بھی خدا کے لئے ہو اور دشمنی بھی خدا کے لئے۔ اور پھر فرمایا آنحضرت صلعم نے محبت خدا کی علامت ذکر خدا کی محبت ہے اور بغض خدا کی علامت ذکر خدا سے بغض رکھنا ہے۔

اور انس سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ خدا میں محبت کرنا فرض ہے اور اسی طرح راہ خدا میں بغض کرنے والوں سے بغض رکھنا فرض ہے۔

لطیفہ۔ چند سالوں کا ذکر ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک جگہ پر شیعہ سنی میں کچھ تنازعہ ہوا۔ اور مقدمہ بازی تک نوبت جا پہنچی۔ میں نے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ سنیوں کے محلہ میں ایک شیعہ کا گھر بھی ہے اور پاس ہی ایک مسجد بھی ہے گرمی کا موسم تھا اور رمضان کا مہینہ۔ شیعہ نے اپنے شیعہ بھائیوں کو بلا کر اپنے مکان کی چھت پر ٹھیک نماز تراویح کے وقت مرثیہ خوانی کی مجلس منعقد کرا دی۔ اور پھر مرثیہ خوانی بھی الٹا نی ڈھنگ کی تھی سنی نمازیوں نے انکو کہا کہ بھائی ہم نماز پڑھ رہے ہیں۔ تمہاری بلند اور سُریلی آوازوں سے ہماری عبادت میں حرج

ہوتا۔ بہتر ہوتا کہ امام باڑہ میں جاکر مجلس کرتے اس پر شیعہ بگڑے اور کہا کہ اگر وہ تمہاری عبادت ہو تو ہمارے اعتقاد میں یہ مرثیہ خوانی بھی عبادت ہے ہماری عبادت میں تم لوگ کیوں خلل انداز ہوتے ہو؟

(۳) وفی الحدیث لا یجد احدکم طعم الایمان حتی یحب فی اللہ ویبغض فی اللہ۔ تفسیر صافی زیر آیت واللہ لا یہدی القوم الفاسقین۔ سورۂ توبہ رکوع ۳

یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایمان کی لذت نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ محبت کرے خدا کے واسطے اور دشمنی کرے تو خدا کے واسطے

(۴) جناب علی علیہ السلام کی محبت اور بغض میں اعتدال کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ورنہ افراط و تفریط میں یہود و نصاریٰ کی طرح ہلاکت و گمراہی یقینی ہے

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یہلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی رواہ احمد۔ مشکوٰۃ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فصل ثالث ۔ ۵۶۵ طبع مجتبائی دہلی ترجمہ: جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ تم میں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مشابہت ہے۔ ان سے یہود نے بغض کیا یہاں تک کہ انکی والدہ پر بہتان باندھ دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی۔ انکو اس درجہ تک پہنچا دیا جو انکے شایان نہ تھا پھر جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو گئے ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو مجھ میں اتنا غلو کیا جس کے میں لائق نہیں۔ اور دوسرا بغض کرنیوالا جس کو میری دشمنی نے یہاں تک آمادہ کیا کہ مجھ پر بہتان باندھ دیا۔

روایات شیعہ (۱) وفی المجمع عن امیر المومنین قال جئت الی النبی یوماً فوجدتہ فی ملاء من قریش فنظر الی ثم قال یا علی انما مثلک فی ہذہ الامۃ کمثل

عیسیٰ بن مریم احبہ قوم فافرطوا فی حبہ فھلکوا وابغضہ قوم فافرطوا فی بغضہ فھلکوا واقتصد فیہ قوم فنجی فعظم ذٰلک علیہم وضحکوا وقالوا یشبہ بالانبیاء والرسل تفسیر صافی زیر آیت ولما ضرب ابن مریم مثلاً سورہ زخرف جلد ۲ مطبوعہ بمبئی وکتاب غایۃ المرام سید ہاشم بحرانی مقصد ثانی باب کی احادیث نمبر ... نیز دیکھو حیات القلوب علامہ مجلسی جلد اول باب ... مطبوعہ لکھنؤ ترجمہ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور اسوقت آپ قریش کے ایک مجمع میں تشریف رکھتے تھے آپ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے علی اس امت میں تمہاری مثیل بھی عیسیٰ بن مریم کی مثل ہے ایک قوم نے اس سے محبت کی اور اسکی محبت میں حد سے بڑھ گئے پس ہلاک ہو گئے اور ایک قوم نے اس سے بغض کیا اور بغض میں حد سے بڑھ گئے پس وہ بھی ہلاک ہوئے لیکن ایک قوم نے اعتدال کو قائم رکھا پس وہ نجات پا گئے۔ یہ امر قریش کو بہت شاق معلوم ہوا اور ہنسکر کہا کہ اسے انبیاء اور رسولوں کے مشابہ بنا دیا۔

(۲) فی العیون عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال لا ترفعونی فوق حقی فان اللہ تعالیٰ اتخذنی عبداً قبل ان یتخذنی نبیاً ثم تلا ہٰذہ الآیۃ وعن امیر المومنین یہلک فی اثنان ولا ذنب لی محب مفرط ومبغض مفرط وانا ابرأ الی اللہ تعالیٰ ممن یغلو فینا ویرفعنا فوق حدنا کبرائۃ عیسیٰ ابن مریم من النصاریٰ۔ (تفسیر صافی زیر آیت ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون) ترجمہ عیون الرضا میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ مجھکو میرے حق سے بلند نہ کرو تحقیق اللہ تعالیٰ نے پہلے مجھکو بندہ بنایا قبل اسکے کہ مجھکو نبی بنایا پھر آیت تلاوت فرمائی اور جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ البتہ ہلاک ہوں گے میری نسبت دو گروہ اور اسکا وبال مجھ پر نہیں ہے ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا اور دوسرا حد سے زیادہ بغض کرنے والا اور خدا تعالیٰ کے حضور میں ہم بری الذمہ ہیں اس شخص سے جو ہماری نسبت

میں غلو کرتے ہیں۔ اسلام کو ہمارے گروہ سے زیادہ دور ہٹا دیتے ہیں جیسے کہ نصاریٰ کے غلو سے عیسیٰ بن مریم بری الذمہ ہیں۔

(۳) وھو کلام لہ جناب علی علیہ السلام وسیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذھب بہ البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ نہج البلاغہ جلد اول مطبوعہ مصر ص ۲۶۱ (ترجمہ) اور فرمایا جناب علی علیہ السلام نے کہ عنقریب ہلاکت کو پہنچیں گے میری بابت دو گروہ پہلے وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور محبت حق سے اسکو غیر حق کی طرف لیجاتی ہے اور حد سے زیادہ بغض کرنے والا ہے کو بغض غیر حق کی طرف لیجاتا ہے اور میرے بارے میں لوگوں سے بہتر وہ گروہ ہے جو اوسط درجہ میں قائم ہے پس لازم پکڑو اس درجہ کو اور لازم پکڑو سواد اعظم کو کیونکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہی ہے۔

(۴) قال علی علیہ السلام ھلک فی رجلان محب غال ومبغض قال نہج البلاغہ جلد دوم مصری (ترجمہ) فرمایا جناب علی علیہ السلام نے کہ دو شخص میری بابت ہلاک ہو گئے ایک میرا غالی دوست دوسرا دشمن شدید البغض۔

(۵) قال علی علیہ السلام فلا تثنوا علی بجمیل ثناء لاخراجی نفسی الی اللہ والیکم من التقیۃ فی حقوق لم افرغ من ادائھا وفرائض لا بد من امضائھا فلا تکلمونی بما تکلم بہ الجبابرۃ۔ نہج البلاغہ جلد اول ص ۴۲۳ (ترجمہ) میری ستائش نہ کیا کرو کہ میں نے اپنا نفس اطاعت الٰہی سے اور تم تقیہ سے باہر نکالا ہے ان حقوق کی انجام دہی میں جس کو ابھی تک فارغ بہ سہل نہیں ہوا اور وہ فرائض جن کا جاری کرنا ضروری ہے اور مجھ کو ایسے خطاب بھی نہ دو جیسے کہ دستور سلاطین کفار کو دیتے ہیں۔

(۶) فاضل مجلسی امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد کے ذکر میں فرماتے ہیں۔ دیگر از فرزندان آنحضرت عبد اللہ است متولی صدقات رسول بود و او در و فقیہ فاضل محدث

وصاحب تقوی و ورع بود عمر که نام پدر و شد متولی صدقات امیر المومنین بود او مرد فقیہ فاضل و باسخاوت و ورع و عظیم الشان بود و از سخنان اوست المفرط فی حبنا کالمفرط فی بغضنا و باید که مردمان حق خویشی و قرابت ما با رسول اللہ رعایت نمایند و مرتبہ و حق ما را ثابت از برائے ما کنند که حق تعالیٰ مارا بہ گمان ایشان نگیرد" تذکرۃ الائمہ مجلسی مطبوعہ ایران ۱۳۳

(ترجمہ) اور آنحضرت کے فرزندوں میں سے عبد اللہ بن جو رسول صلعم کے صدقات کے متولی تھے اور بڑے فقیہ اور محدث اور صاحب تقویٰ تھے۔ اور جن کا نام عمر ہے۔ وہ جناب علی کے صدقات کے متولی تھے۔ اور وہ بڑے فقیہ اور سخی اور صاحب تقویٰ تھے۔ ان کے کلمات میں سے ایک یہ ہے کہ ہماری محبت میں حد سے بڑھ جانے والے ہمارے سخت ترین دشمن کی مانند ہے۔ اور یہ کہ لازم ہے کہ لوگ اس قرابت اور رشتہ کی رعایت ملحوظ رکھیں جو ہم کو رسول صلعم کے ساتھ ہے اور جو مرتبہ اور حق ہم بجا طور پر رکھتے ہیں۔ اسکو ہمارے لئے مقرر کریں۔ مبادا خداوند کریم اسکے باعث ہم سے مواخذہ کرے

(۹) فصول اذان اہلسنت اللہ اکبر ۴ مرتبہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۲ مرتبہ اشہد ان محمد رسول اللہ ۲ مرتبہ حی علی الصلوٰۃ ۲ مرتبہ حی علی الفلاح ۲ مرتبہ اللہ اکبر ۲ مرتبہ لا الٰہ الا اللہ

نوٹ۔ کلمہ اشہد ان علیا ولی اللہ داخل اذان نہیں ہے

فصول اذان شیعہ (۱) روی ابو بکر الحضرمی وکلیب الاسدی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکی لہما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ والاقامۃ کذلک ولا بأس ان یقال فی صلوٰۃ الغداۃ علی اثر حی علی خیر العمل الصلوٰۃ

خیر من النوم للتقیۃ (کتاب من لا یحضرہ الفقیہ)

(ترجمہ) روایت کی ہے ابوبکر حضرمی اور کلیب اسدی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ انھوں نے ان دونوں کے سامنے اذان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ اکبر ۴ دفعہ کلمات شہادتیں دو دو مرتبہ حی علی الصلوٰۃ دو دفعہ حی علی الفلاح دو دفعہ حی علی خیر العمل دو دفعہ پھر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ دو بار فرما کر اقامت بھی اسی طرح ہے اور کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر صبح کی نماز کے لئے حی علی خیر العمل کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم بھی بوجہ تقیہ کے کہہ جاوے۔

اسکے بعد لکھا ہے:

وقال مصنف هذا الكتاب رحمه الله هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخبارا وزادوا في الاذان محمد وآل محمد خير البرية مرتين وفي بعض رواياتهم بعد اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان عليا ولي الله مرتين ومنهم من روى بدل ذلك اشهد ان عليا امير المؤمنين حقا مرتين ولا شك ان عليا ولي الله وانه امير المؤمنين حقا وان محمدا وآله صلوات الله عليهم خير البرية ولكن ليس ذلك في اصل الاذان وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض المدلسون انفسهم في جملتنا (کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب الصلوٰۃ باب فضل الاذان والاقامۃ)

نوٹ: کتاب مذکور مجموعہ چار کتب حدیث اہل تشیع کے ہے اور اسکے مصنف فخر المحدثین محقق ابن بابویہ شیخ صدوق قمی ہیں جن کی وفات سنہ ۳۸۱ھ میں واقع ہوئی گویا اب پورے ہزار برس ان کو ہو چکے ہیں۔

(ترجمہ) اس کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ) کا مصنف رحمۃ اللہ کہتا ہے کہ صحیح اذان یہی ہے (جو اوپر بیان ہو چکی) نہ اس سے کچھ زیادہ ہو نہ اس سے کم اور مفوضہ خدا ان پر لعنت کرے

انہوں نے احادیث وضع کی ہیں اور اذان میں روایت کرتے ہیں شہد و ال محمد خیر البریۃ وہ وضع اور انکی بعض روایت میں ہو کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کے بعد اشہد ان علیا ولی اللہ بھی وہ وضع کرے۔ اور ان میں سے بعض ان کلمات کی بجائے کہتے ہیں اشہد ان علیا امیر المومنین حقا وہ وضع اور شک نہیں کہ جناب علی خدا کے ولی ہیں اور یہ کہ وہ امیر المومنین برحق ہیں اور یہ کہ محمد و آل آنحضرت صلعم کی سب لوگوں سے بہتر ہے لیکن اصل فصول اذان میں ایسا کہنا درست نہیں ہے اور یہ میں نے اسلئے ذکر کر دیا ہو کہ تا معلوم ہو جاوے کہ یہ کلمات بڑھانے والے عقیدہ تفویض سے متہم ہیں۔ اور اس پر بھی اپنے آپکو ہم شیعوں میں شامل ظاہر کرنے والے۔

نوٹ: مفوضہ شیعوں میں سے ایک گروہ تفویض کا قائل ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالے نے اپنے دست کام پیغمبرؐ اور جناب امیرؑ کو سپرد کر دئے ہیں اور آپ معطل ہو گیا ہے یہی مخلوق پیدا کرتے ہیں اور یہی مارتے ہیں اور یہی رزق بانٹتے ہیں غرض کل کام یہی کرتے ہیں ان کے نزدیک وہ سب کام پیغمبرؐ اور جناب علی مرتضیٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کچھ نہیں کرتا۔ اس عقیدہ کا بانی عبداللہ بن سبا کا بیٹا عبیداللہ ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ارشاد اردو شرح الاعتقادیہ شیخ صدوق مطبوعہ اثنا عشری لکھنو باب ۳۷ الاعتقاد فی نفی الغلو والتفویض)

(۲) کتاب استبصار شیخ ابو جعفر محقق طوسی متوفی سنہ ۴۶۰ھ جو منجملہ چار کتب احادیث شیعہ ہے بلکہ اس میں بھی اذان کے بیان میں باب اذان میں جابجا روایات مذکور ہیں۔ ان چاروں میں اشہد ان علیا ولی اللہ مذکور نہیں ہے۔ دیکھو استبصار جلد اول صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنو ۱۳۰۶ھ

(۳) عن امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام انہ سئل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ عن تفسیر الاذان فقال یا علی الاذان حجۃ علی امتی وتفسیرہ اذا قال المؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر فانہ یقول اللھم انت الشاھد علی ما اقول یا امتی قد حضرت الصلوۃ فتھیئوا ودعوا عنکم شغل الدنیا واذا قال اشھد ان لا الہ

الا الله فانه يقول يا امة محمد اشهد الله واشهد ملائكته انى اخبرتكم بوقت الصلوة
فتفرغوا لها واذا قال اشهد ان محمدا رسول الله فانه يقول يعلم الله ويعلم
ملائكته انى قد اخبرتكم بوقت الصلوة فتفرغوا لها فانه خير لكم واذا قال حى
على الصلوة فانه يقول يا امة محمد دين قد اظهره الله لكم ورسوله فلا تضيعوه ولكن
تعاهدوه ليغفر الله لكم تفرغوا لصلوتكم فانه عماد دينكم واذا قال حى على الفلاح
فانه يقول يا امة محمد قد فتح الله عليكم ابواب الرحمة فقوموا وخذوا نصيبكم من
الرحمة تربحوا الدنيا والآخرة واذا قال الله اكبر الله اكبر فانه يقول احرموا على انفسكم
الا عملكم هذا افضل من هذه فتفرغوا لصلوتكم قبل الندامة واذا قال لا اله
الا الله فانه يقول يا امة محمد اعلموا انى جعلت امانة سبع سموات وسبع ارضين
فى عنقكم فان شئتم فاقبلوا وان شئتم فادبروا فمن اجابنى فقد نجا ومن لم
يجبنى فلا يضرنى ثم قال يا على الاذان نور فمن اجاب نجا ومن عجز عنه خسر وكنت له
خصيما بين يدى الله ومن كنت له خصيما فما اسوء حاله كذا فى كتاب جامع الاخبار لصدوق عليه
الرحمة باب فى الاذان)

(ترجمہ) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے اذان کی تفسیر پوچھی تو فرمایا آنحضرت صلعم نے اے علی اذان میری امت پر حجت ہے۔ اور
اسکی تفسیر یہ ہے کہ جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے خدا تو گواہ رہ کہ میں کہتا
ہوں اے امت محمد نماز کا وقت آگیا پس تیاری کرو۔ اور دنیا کے شغل چھوڑ دو۔

اور جب وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ پکارے تو گویا وہ کہتا ہے اے امت محمد اللہ اور اسکے
ملائکہ دیکھتے ہیں چنانچہ تم کو نماز کے وقت سے اطلاع دیدی پس اسکے لیے فرصت نکال لو
اور جب اشہد ان محمدا رسول اللہ پکارے تو گویا کہتا ہے خدا اور اسکے ملائکہ
جانتے ہیں کہ میں نے تمکو نماز کے وقت سے مطلع کر دیا پس چھوڑ دو کاموں کو اسکی خاطر کیونکہ

تمہارے لئے اس میں بھلائی ہے۔

اور جب اس نے پکارا حی علی الصلوٰۃ تو وہ گویا کہتا ہے اے امت محمد! یہ دین ہے جس کو اللہ نے واسطے اسکے رسول نے تمہارے لئے ظاہر کیا ہے پس اسکو ضائع نہ کرو بلکہ تیاری کرو۔ خدا تم کو بخشدے نماز کے لئے وقت نکالو کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔

اور جب کہتا ہے حی علی الفلاح تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اے امت محمد اللہ نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں پس اٹھو اور اپنا نصیب حاصل کرو رحمت سے خدا کی دنیا کے لئے اور آخرت کے لئے۔

اور جب کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ حقیقت میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھکر کون سا عمل ہے پس نماز کے لئے تیار ہونے سے پیشتر مشاغل سے علیحدہ ہو جاؤ۔

اور جب کہتا ہے لا الہ الا اللہ تو گویا کہتا ہے کہ اے امت محمد جان لو کہ میں نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کی امانت تمہاری گردنوں میں ڈال دی ہے اب چاہو تو آگے بڑھکر قبول کرو چاہو پیچھے ہٹ جاؤ۔ بات یہ ہے کہ جس نے میری دعوت کو قبول کر لیا فائدہ میں رہا اور جس نے قبول نہ کیا اسکا نقصان مجھے کچھ نہ پہنچیگا۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علی اذان ایک نور ہے جسکو اسنے قبول کیا [illegible] ہو گیا۔ * * * * * اور میں خدا کے حضور میں اس سے جھگڑنے والا ہوں۔ اور جس سے میں جھگڑوں اسکا کیسا ہی برا حال ہوگا۔

نوٹ۔ اس روایت کے ثبوت کو حی علی خیر العمل بھی داخل اذان ہیں۔ [illegible] فرد کی روایت میں ابھی حی علی خیر العمل نہیں ہے۔

(۳) محمد بن یعقوب عن علی بن ابراھیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ابن اذینة عن ابی عبد اللہ قال قال ماتروی ھذہ الناصبۃ فقلت جعلت فداک

فيها فقال ابی ثم ذكرتم وسجودهم فقلت انهم يقولون ان ابی بن كعب رآه فی
النوم فقال كذبوا فان دين الله عز وجل اعز من ان يرى فی النوم فقال له سدير
الصيرفی جعلت فداك فاحدث لنا من ذلك ذكرا فقال ابو عبد الله ان الله عز وجل
لما عرج بنبيه الی سمواته السبع ۰ ۰ ۰ فنفرت الملئكة الی اطراف السماء
وخرت سجدا ۰ ۰ ۰ فقال جبرائيل الله اكبر فسكتت الملئكة وفتحت ابواب
السماء واجتمعت الملئكة فسلمت علی النبی افواجا ۰ ۰ ۰ ثم عرج الی
السماء الثانية فلما قرب من باب السماء تنافرت الملئكة الی اطراف
السماء وخرت سجدا ۰ ۰ فقال جبرئيل اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله
الا الله فاجتمعت الملئكة وفتحت ابواب السماء وقالت يا جبرئيل من هذا معك
فقال هذا محمد قالوا وقد بعث قال نعم قال النبی فخرجوا الی شبه المعانيق
فسلموا علی وقالوا اقرأ اخاك السلام قلت اتعرفونه قالوا وكيف لا نعرفه وقد
اخذ ميثاقك وميثاقه وميثاق شيعته الی يوم القيمة علينا وانا لنتصفح
وجوه شيعته فی كل يوم وليلة خمسا يعنون فی وقت الصلوة ۰ ۰ ۰ ثم عرج
بی الی السماء الثالثة فنفرت الملئكة وخرت سجدا ۰ ۰ ۰ فقال جبرائيل اشهد
ان محمدا رسول الله اشهد ان محمدا رسول الله فاجتمعت الملئكة وسلمت
علی وسالونی عن اخی قلت هو فی الارض خلفته افتعرفونه قالوا وكيف
لا نعرفه وقد نحج البيت المعمور فی كل سنة وعليه رق ابيض فيه اسم محمد
واسم علی والحسن والحسين والائمة عليهم السلام وشيعتهم الی يوم القيمة
وانا لنبارك عليهم كل يوم وليلة خمسا يعنون فی وقت كل صلوة ويمسحون رؤسهم
بايديهم ثم عرج بی حتی انتهيت الی السماء الرابعة فاجتمعت الملئكة ففتحت
ابواب السماء فقال جبرائيل حی علی الصلوة حی علی الصلوة حی علی الفلاح

حی علی الفلاح فقالت الملٰئکۃ صوتان مقرونان فقال جبرائیل قد قامت الصلوٰۃ فقالت الملٰئکۃ ھی لشیعتہ الی یوم القیٰمۃ ثم اجتمعت الملٰئکۃ وقالوا کیف ترکت اخاک قلت اٰلہم او تعرفونہ قالوا نعرفہ وشیعتہ وھم نور حول عرش اللّٰہ وان فی البیت المعمور رقا من نور فیہ کتاب من نور فیہ اسم محمد و علی والحسن والحسین و الائمۃ و شیعتہم الی یوم القیٰمۃ لا یزید فیہم رجل ولا ینقص منہم رجل الخ (کتاب غایت المرام سید ہاشم البحرانی باب ۲ جلد ۱۲۲ باب فصل فی فضل امیر المؤمنین علیہ السلام مطبوعہ ایران ۱۲۷۲ صفحہ ۲۲۳ حدیث اول)

(۹) **فریضہ نماز** (۱) پانچ نمازیں فرض ہیں (۲) پانچوں کے اوقات مقرر ہیں (۳) وقت اول میں پڑھنے کی فضیلت اور دیر کرکے پڑھنے کی قباحت (۴) صرف فرض ہی نہیں بلکہ سنتیں بھی پڑھنا ضروری ہیں۔

نوٹ: چونکہ اہلسنت جماعت کا تو یہ معمول ہی ہے اس لئے کتب اہل سنت سے حوالے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

روایات شیعہ (۱) قال اللّٰہ تعالیٰ فی سورۃ بنی اسرائیل اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقراٰن الفجر ان قراٰن الفجر کان مشہودا۔ وقال فی سورۃ طٰہٰ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا ومن اٰناء اللیل فسبح و اطراف النہار لعلک ترضٰی۔ عن امیر المؤمنین علیہ السلام قال سئل یہودی النبی صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ قال یا محمد لای شیء وقت ھذہ الصلوٰۃ خمس خمس مواقیت علی امتک فی ساعات اللیل والنہار فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ ان الشمس اذا طلعت وبلغت عند الزوال لہا حلقۃ تدخل فیہا فاذا دخلت فیہا زالت الشمس فیسبح للّٰہ کل شیء ما دون العرش لوجہ ربی وھی الساعۃ التی یصلی علی فیہا ربی ففرض اللّٰہ تعالیٰ علی وعلی امتی فیہا الصلوٰۃ

وقال اقم الصلوة لدلوك الشمس الى غسق الليل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر كان
مشهودا وهي الساعة التي يؤتى فيها بجهنم يوم القيامة فما من مؤمن يوافق
في تلك الساعة ساجدا او راكعا او قائما الا حرم الله جسده على النار واما صلوة
العصر فهي الساعة التي اكل آدم فيها من الشجرة فاخرجه الله تعالى من الجنة فامر
الله ذريته بهذه الصلوة الى يوم القيمة واختارها لامتي فهي من احب
الصلوة الى الله عز وجل واوصاني ان احفظها من بين الصلوة واما صلوة المغرب
وهي الساعة التي تاب الله فيها على آدم وكان بين ما اكل من الشجرة وبين ما
تاب الله عليه ثلثمائة سنة من ايام الدنيا وفي ايام الآخرة يوم كالف سنة ما
بين العصر الى العشاء فصلى آدم ثلث ركعات ركعة لخطيئته وركعة لخطيئة حواء
وركعة لتوبته فافترض الله عز وجل هذه الثلث ركعات على امتي وهي الساعة
التي يستجاب فيها الدعاء وهي الصلوة التي امرني بها ربي وقال فسبحان الله
حين تمسون وحين تصبحون.

واما الصلوة العشاء الآخرة فان للقبر ظلمة وليوم القيمة ظلمة
فامرني الله عز وجل وامتي بهذه الصلوة في ذلك الوقت لتنور القبور وليعطيني
وامتي النور على الصراط وما من قدم مشت الى صلوة العتمة الا حرم الله جسدها
على النار وهي صلوة التي اختار الله للمرسلين قبلي.

واما الصلوة الفجر فان الشمس اذا طلعت تطلع على قرني الشيطان فامرني
الله تعالى ان اصلي صلوة قبل طلوع الشمس وقبل ان يسجد لها الكافر
فتسجد لله عز وجل وسرعتها احب الى الله وهي الصلوة التي تشهدها
ملئكة الليل وملئكة النهار قال صدقت يا محمد. جامع الاخبار فصل الثامن
في مواقيت الصلوة الخمس وكتاب من لا يحضره الفقيه باب الصلوة باب علة وجوب

خمس صلوٰۃ فی خمس مواقیت۔

(۳) قال حدثنا محمد بن موسی المتوکل قال حدثنا علی بن الحسین السعدآبادی عن احمد عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما اھبط آدم من الجنۃ ظھرت بہ شامۃ سوداء فی وجھہ من قرنہ الی قدمیہ فطال حزنہ وبکاؤہ علی ما ظھر بہ فاتاہ جبرئیل علیہ السلام فقال ما یبکیک یا آدم فقال لھذہ الشامۃ التی ظھرت بی قال قم یا آدم فصل فھذا وقت الصلوٰۃ الاولیٰ فقام فصلی فانحطت الشامۃ الی عنقہ فجاءہ فی الصلوٰۃ الثانیۃ فقال یا آدم قم فصل فھذا وقت الصلوٰۃ الثانیۃ فقام فصلی فانحطت الشامۃ الی سرتہ فجاءہ فی الصلوٰۃ الثالثۃ فقال یا آدم قم فصل فھذا وقت الصلوٰۃ الثالثۃ فقام فصلی فانحطت الشامۃ الی رکبتیہ فجاءہ فی الصلوٰۃ الرابعۃ فقال یا آدم قم فصل فھذا وقت الصلوٰۃ الرابعۃ فقام فصلی فانحطت الشامۃ الی رجلیہ فجاءہ فی الصلوٰۃ الخامسۃ فقال یا آدم قم فصل فھذا وقت الصلوٰۃ الخامسۃ فقام فصلی فخرج منہا فحمد اللہ تعالیٰ واثنی علیہ فقال جبرئیل علیہ السلام مثل ولدک فی ھذہ الذنوب والصلوٰۃ کمثلک فی ھذہ الشامۃ من صلی من ولدک فی کل یوم ولیلۃ خمس صلوات خرج من ذنوبہ کما خرجت من ھذہ الشامۃ کذلک معلوم ہوا افضلیت فی مواقیت الصلوٰۃ الخمس۔

اور خدا سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے کہ نماز پڑھا کرو آفتاب کے ڈھلنے کے وقت رات کے اندھیرے تک اور فجر کی نماز کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرو بیشک فجر کی نماز پڑھتے وقت فرشتے حاضر ہوا کرتے ہیں اور سورہ طٰہٰ میں فرمایا اپنے پروردگار کی تعریف کیساتھ اسکی تسبیح کرو آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور اسکے ڈوبنے سے پہلے اور کچھ رات کے وقتوں میں پڑھا کرو اور دن کے کناروں میں تاکہ تم اللہ کے انعام سے خوش ہو جاؤ۔

جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں عرض کی کہ اے محمد صلعم پانچوں کی گھڑیوں میں آپ کی امت پر یہ پانچ وقتوں میں پانچ نمازیں کیوں مقرر ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سیج جب پڑھتا ہے اور پھر زوال کے قریب ہو جاتا ہے تو اسکے لئے ایک دائرہ ہے زوال کے وقت اس میں داخل ہو جاتا ہے پس سایہ اس میں داخل ہوا تو سورج ڈھلتا ہے پس اسوقت تمام چیزیں جو عرش کے نیچے ہیں اپنے پروردگار کی تسبیح کرتی ہیں اور یہی ساعت ہے جس کے اندر میرا رب مجھ پر رحمت بھیجتا ہے پس فرض کر دی خدا نے مجھ پر اور میری امت پر اسوقت میں نماز اور فرمایا اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا۔ اور یہی وقت ہے جب قیامت کے دن جہنم حاضر کیا جائیگا پس کوئی مومن نہیں ہے جو اسوقت خاص میں سجدہ رکوع و قیام میں مشغول ہو مگر یہ کہ خدا نے حرام کر دیا ہے کہ اسکو دوزخ میں ڈالے۔

اب نماز عصر کی بابت کہوں یہ وقت ہے جس میں آدم علیہ السلام نے درخت سے پھل کھایا تھا۔ اور خدا نے انکو بہشت سے نکال دیا تھا پس خدا نے آدم کی اولاد کو قیامت تک اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا۔ اور میری امت کے لئے اسکو فرض کر دیا۔ اور یہ وہ نماز ہے جو خدا کو بہت پسند ہے اور مجھکو تاکید ہوئی ہے کہ نمازوں میں اسکی خاص حفاظت کروں۔

اب ہی نماز مغرب سو یہ وہ گھڑی ہے کہ خدا تعالے نے اس میں آدم کی توبہ قبول فرمائی تھی اور درخت کا پھل کھانے سے لیکر اس قبول توبہ تک ایام دنیا کے تین سو برس کا عرصہ تھا اور آخرت کے دنوں میں سے ایکدن ہزار برس کا ہوتا ہے یہ عرصہ عصر سے لیکر عشاء تک تھا پس آدم علیہ السلام نے تین رکعتیں پڑھی تھیں ایک رکعت تو اپنی خطا کے بدلے اور ایک رکعت حوا کی خطا کے بدلے اور ایک رکعت توبہ کے لئے پس فرض کردیں اللہ نے یہ تین رکعات میری امت پر اور یہ وہ ساعت ہے جس میں اللہ تعالے دعا قبول کر لیتا ہے اور یہ وہ نماز ہے جسکا خدا نے مجھکو حکم دیا ہے اور فرمایا ہے فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون۔

اور نماز عشاء کی بابت پس تحقیق قبر میں ایک اندھیرا ہے اور قیامت کے دن بھی ایک اندھیرا ہو پس میرے اللہ نے مجھکو اور میری امت کو اس نماز کا حکم دیا تاکہ دل کی قبریں منور ہو جائیں۔ اور تاکہ مجھکو اور میری امت کو پلصراط پر نور عطا کیا جائے اور جو قدم نماز عشاء کی طرف اٹھا رہو اللہ اسکے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ اور یہ وہ نماز ہے جس کو خدا نے مجھ سے پہلے پیغمبروں کے لئے پسند کیا تھا

اب رہی نماز فجر سو سورج جب چڑھتا ہے شیطان کے دو سینگوں پر چڑھتا ہے پس میرے اللہ نے مجھکو حکم دیا کہ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے نماز پڑھوں اور پہلے اسکے کہ کافر اسکے آگے سجدہ کرے اور تو اللہ تعالے کے لئے سجدہ کرے۔

اور اس نماز میں جلدی کرنا خدا تعالے کو بہت پسند ہے اور یہ وہ نماز ہے جس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں کہا اس یہودی نے آپ نے سچ فرمایا اے محمد صلعم

اور تحقیق امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا آپ نے کہ جب آدم بہشت سے نکلے تو آپکے منہ پر ایک سیاہ داغ ہو گیا تھا آپ کی چوٹی سے لیکر دونوں قدموں تک ظاہر ہو گیا اور پس آپ بہت ہی غم اور گریہ کرتے تھے پس آپکے پاس جبرئیل آئے اور پوچھا کیوں روتے ہو اے آدم فرمایا اس داغ کی وجہ سے جو میرے بدن پر نکل آیا ہے اس نے کہا اٹھئے اے آدم اور نماز پڑھو یہ نماز کا اول وقت ہے پس آدم اٹھے اور نماز پڑھی تو وہ داغ آپ کی گردن تک اتر گیا پھر جبرئیل دوسری نماز کے وقت ان کے پاس آئے اور کہا اے آدم اٹھو اور نماز پڑھو یہ دوسری نماز کے پڑھنے کا وقت ہے پس آدم اٹھے اور وہ داغ آپ کی ناف تک دور ہو گیا پھر تیسری نماز کے وقت جبرئیل آئے اور کہا اے آدم اٹھو نماز پڑھو یہ تیسری نماز کا وقت ہے۔ پس وہ اٹھے اور نماز پڑھی تو وہ داغ گھٹنوں تک جاتا رہا پھر چوتھی نماز کے وقت جبرئیل نے آکر کہا اے آدم اٹھو اور نماز پڑھو یہ چوتھی نماز کا وقت ہے پس وہ اٹھے اور نماز پڑھی تو وہ داغ پاؤں تک جاتا رہا پھر جبرئیل پانچویں نماز کے وقت آئے اور کہا اے آدم اٹھو یہ پانچویں نماز کا

وقت ہے پس وہ اٹھے اور نماز پڑھی تو حضرت نے آپ کو بالکل اس سے نجات دیدی پس ارشاد فرمایا خدا کی حمد و ثنا کی تو میرے دل سے حجاب تری اور اور کے گناہوں اور نماز کی مثال ایسی ہی جیسے کسی کے اس میلے داغ کی تیری اولاد میں سے جو کوئی ہر روز رات میں پانچ نمازیں پڑھیگا۔ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جائیگا جس طرح کہ تم اس داغ سے پاک ہو گئے۔

امام صادق علیہ السلام کی اوقاتِ پنجگانہ میں جو احادیث مروی ہیں ان میں بعض ضروری اوقات کی تمیز کرنیکے لئے نمونۃً ذیل چند احادیث درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) وقت الظهر اذا زالت الشمس — (ترجمہ) ظہر کا وقت ہے جبکہ سورج ڈھل جائے

(۲) وقت العصر الی غروب الشمس — (ترجمہ) عصر کا وقت آفتاب کے ڈوبنے تک ہے

(۳) وقت المغرب حین تغیب الشمس — (ترجمہ) نماز شام کا وقت جبکہ سورج ڈوب جائے

(۴) قال ابو جعفر لابی بصیر ... فی العصر صلوها والشمس بیضاء نقیة کتاب من لا یحضره الفقیه باب مواقیت الصلوة باب علة وجوب خمس صلوة فی خمس مواقیت۔ — (ترجمہ) فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ابی بصیر سے کہ عصر کے وقت میں لوگ ... عصر کی نماز پڑھو۔ حالانکہ سورج ابھی خوب روشن ہو۔

لطیفہ۔ ایک شیعہ جنٹلمین کو ایک موقعہ پر شام کی نماز میں شریک ہونے کے لئے عرض کیا گیا فرمایا کہ آپ پڑھیے ہم پڑھ لینگے ایک صاحب نے عرض کی کہ صاحب وقت تو گذر جائیگا۔ پس انہوں نے جواب دیا کہ میرے لئے رات کے دو بجے تک وسعتِ وقت ہے۔

جناب علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں پانچوں نمازوں کے اوقات جداگانہ بیان فرمائے ہیں۔ اما بعد فصلوا بالناس الظهر حتی تفیء الشمس مثل مربض العنز وصلوا بهم العصر والشمس بیضاء حیة فی عضو من النهار حین یسار فیها فرسخان وصلوا بهم المغرب حین یفطر الصائم ویدفع الحاج وصلوا بهم العشاء

حین یتواری الشفق الی ثلث اللیل وصلی بہم الغداۃ والرجل یعرف وجہ صاحبہ و صلوا بہم صلوۃ اضعفہم ولا تکونوا فتانین۔ نہج البلاغہ من کتاب لہ علیہ السلام کتب الی امراء البلاد فی معنی الصلوۃ منقول از شرح ابن میثم جزء ۵ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) اما بعد پس نماز ظہر ساتھ لوگوں کے پڑھو جس وقت کہ آفتاب ڈھل جائے اور بقدر سایہ دیوار اس جگہ کے جہاں بکریاں باندھتے ہیں اور نماز عصر پڑھو اس حالت میں کہ سورج خاصہ روشن ہو اور اسکے دو حصے میں اس قدر وقت ہو کہ دو فرسخ تک چل سکیں۔ اور مغرب پڑھو جب کہ روزہ افطار کیا جاتا ہے اور حج کرنے والے عرفہ سے مزدلفہ کو جاتے ہیں۔ اور نماز عشا پڑھو جبکہ شفق غائب ہو جاتی اسوقت سے لیکر تہائی حصہ رات تک اور نماز فجر پڑھو اسوقت کہ آدمی اپنے ساتھی کا منہ شناخت کر سکے اور حالت میں نماز میں ضعیفوں کا خیال رکھو یعنی زیادہ قرأت نہ پڑھو اور انکے لئے موجب ابتلا تکلیف نہ بنو۔

(۲) جناب علی علیہ السلام نمازوں کو پابندی اوقات مقررہ پر پڑھنے پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں صل الصلوۃ لوقتہا المؤقت لہا ولا تعجل وقتہا لفراغ ولا تؤخرہا عن وقتہا لاشتغال واعلم ان کل شیء من عملک تبع لصلوتک " نہج البلاغہ جزو ۲ صفحہ ۹

(ترجمہ) نماز کو اسکے وقت مقررہ پر ادا کرو اور فرصت پانے کے لئے اسکو قبل از وقت نہ پڑھو۔ اور کسی شغل کی وجہ سے اسکو ملتوی نہ کرو۔ یاد رکھو کہ تیرے سب کاروبار سے نماز مقدم ہے [illegible]

(۳) ایضاً جناب علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے فرزند میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت فضیلت میں بجا لانا اور زکوٰۃ وقت پر مستحقوں کو پہنچانا
انوار العیون مطبوعہ لکھنؤ باب ۳ فصل ۲ صفحہ ۴۴

(۴) وقد دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ المسجد وفیہ ناس من اصحابہ فقال تدرون ما قال ربکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان ربکم یقول ان ہذہ الصلوۃ الخمس المفروضات من صلاہن لوقتہن وحافظ علیہن لقینی

يوم القيامة وله عندي عهد ادخله الجنة ومن لم يصلهن لوقتهن ولم يحافظ عليهن فذلك اليّ ان شئت عذبته وان شئت غفرت له.

وقال الصادق عليه السلام اول ما يحاسب به العبد على الصلوة فاذا قبلت قبل سائر عمله واذا ردت عليه رد سائر عمله.

وقال عليه السلام ان العبد اذا صلى الصلوة في وقتها وحافظ عليها ارتفعت بيضاء نقية تقول حفظتني حفظك الله واذا لم يصلها لوقتها ولم يحافظ عليها ارتفعت سوداء مظلمة تقول ضيعتني ضيعك الله. كتاب من لا يحضره الفقيه باب الصلوة باب فضل الصلوة.

(ترجمہ) اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں آپکے اصحاب بھی بیٹھے تھے پس فرمایا جانتے بھی ہو تمہارے پروردگار نے کیا حکم دیا ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں تو فرمایا کہ تمہارے رب نے کہا ہے کہ یہ پانچ نمازیں فرض ہیں جس نے انکو وقت مقررہ پر ادا کیا اور انکی محافظت کی قیامت کے دن میرے سامنے حاضر ہوگا وہ اسکے ساتھ اقرار ہے کہ اسکو بہشت میں داخل کرونگا۔ اور جو وقت پر نماز نہیں پڑھتے۔ اور ان کی حفاظت نہیں کرتے تو اسکا تصفیہ میری مرضی پر منحصر ہے چاہوں تو انکو عذاب دوں چاہوں تو انکو بخشدوں۔

اور فرمایا امام صادق نے کہ بندہ سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائیگا وہ نماز ہے اور جو نماز اسکی مقبول ہوگئی تو باقی سب اعمال بھی مقبول ہو جائینگے اگر یہ نا منظور ہوئی تو سب عمل رد کئے جائینگے۔ اور فرمایا امام نے کہ جب مومن نماز کو بروقت ادا کرتا اور اسکی حفاظت کرتا ہو تو اس کے سامنے ایک نور بلند ہوتا ہے وہ کہتا ہے اے مومن تو نے میری حفاظت کی خدا تیری محافظت کرے اور جب نماز بروقت نہیں پڑھتا اور نہ اسکی حفاظت کرتا ہو تو ایک تاریک سیاہی اٹھتی ہے جو اسکو مخاطب کرکے کہتی ہے تو نے مجھکو ضائع کر دیا۔ خدا تجھکو بھی ضائع کرے (استغفر اللہ)

لطیفہ۔ آخر ماہ ستمبر و شروع اکتوبر ۱۹۱۲ء میں بمقام کوئٹہ بلوچستان ایک بہت بڑے شیعہ فاضل سے ملنے کا اتفاق ہوگیا۔ اسوقت مجھکو ان احادیث پر عبور نہ ہوا تھا میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ شیعہ پانچ نمازوں کو مقررہ پانچ اوقات میں ادا کیوں نہیں کرتے اور صرف تین وقتوں میں پورا کر لیتے ہیں۔ جواب میں آپ نے ایک طویل تقریر فرمائی جس کا خلاصہ میرے الفاظ میں یہ ہے۔

(۱) قرآن مجید میں تو تین ہی اوقات آئے ہیں اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر الخ

(۲) دنیا میں انسان کو کسب معاش بھی ضروری ہے ورنہ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ اگر یہ ظہر کے وقت بھی نماز پڑھے اور عصر کے وقت بھی تو ظاہر ہے کہ اسکے کاروبار میں بڑا حرج ہوگا اسکے لئے بھی تین ہی وقت مناسب ہیں۔

(۳) صحیح اوقات نماز کو دریافت کرنا بھی مشکل ہے مروجہ گھڑیاں بھی ٹھیک وقت نہیں بتا سکتیں

(۴) کسی شیخ الاسلام کی حکایت کا ذکر فرمایا کہ کوئی ضروری کام تھا ہم سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ رہو چلتے چلتے بات چیت بھی ہوتی رہی گلی پھرتے پھرتے اذان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی شیخ الاسلام جگہ کی پاکی پلیدی کا بھی خیال نہ کرتے اور جھٹ نماز کو کھڑا ہو جاتا۔ لیکن جب نماز کر چکی ہم سے ایسی بیگار کی نماز ادا نہیں ہو سکتی جب تک ذرا فراغت نہ ہو طبیعت میں اطمینان نہ ہو حضور قلب کیسے میسر ہوگا اور حضور قلب نہ ہوگا تو نماز کیسے مقبول ہوگی آخر دیر کے بعد شہر سے باہر کسی باغ میں چلے گئے پس ہم نے کہا کہ اب ہماری نماز کی نوبت آئی آخر بکمال اطمینان وضو کیا۔ اور نماز ادا کی۔

اب جب کہ میں نے ان احادیث کو مطالعہ کیا ہے جن میں پابندی اوقات معینہ کی سخت تاکید ہے اور ان فاضل صاحب کے جوابات دل میں یاد آتے ہیں تو بڑا تعجب ہوتا ہے۔

(۵) اسمٰعیل بن سعد الاشعری القمی قال قلت للرضا علیہ السلام کم الصلوٰۃ من رکعۃ قال احدی وخمسون رکعۃ

عن فضیل بن یسار عن ابی عبد الله علیه السلام قال الفریضة والنافلة احدی وخمسون رکعة منها رکعتان بعد العتمة جالسا تعدان برکعة والنافلة اربع وثلثون رکعة۔ وقال علیه السلام کان رسول الله صلی الله علیه وآله یصلی من التطوع مثل الفریضة ویصوم من التطوع مثل الفریضة۔

سأل عمر بن حریث ابا عبد الله علیه السلام – اخبرنی جعلت فداك عن صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وآله فقال کان یصلی ثمانی رکعات بعد الزوال واربعا الاولی وثمانی بعدها واربع العصر وثلث المغرب واربعا بعد المغرب والعشاء الآخرة اربعا وثمانی صلوٰة اللیل وثلاثا الوتر ورکعتی الفجر وصلوٰة الغداة رکعتین قلت جعلت فداك وان کنت اقوی علی اکثر من هذا یعذبنی الله علی کثرة الصلوٰة فقال لا ولکن یعذب علی ترك السنة۔

عبد الله بن سنان قال سمعت ابا عبد الله یقول لا تصل اقل من اربع و اربعین۔ یحیی بن حبیب قال سألت الرضا علیه السلام عن افضل ما یتقرب به العباد الی الله عز وجل من الصلوٰة قال ست واربعون رکعة فرائضه ونوافله (کتاب استبصار جلد اول کتاب الصلوٰة باب المسنون من الصلوٰة فی الیوم واللیلة صفحہ ۲۱۸)

(ترجمہ) اسمٰعیل بن سعد الاشعری القمی نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نمازیں کتنی رکعات ہیں تو آپ نے فرمایا اکیاون (۵۱) رکعات

فضیل بن یسار نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ فرض اور سنت اکیاون (۵۱) رکعتیں ہیں منجملہ نماز عشاء کے بعد جو دو رکعات بیٹھ کر پڑھی جاتی ہیں ان دو کو ایک شمار کرنا چاہیئے۔ باقی نافلہ چونتیس (۳۴) رکعات ہیں گویا صرف فرض ۱۷ رکعات ہیں

اور فرمایا امام صادق علیہ السلام نے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرضوں کے علاوہ نماز پڑھتے تھے جب بھی مثل فریضہ نماز کے پڑھتے تھے اور جب علاوہ فرضی روزوں کے روزے رکھتے تھے تو بھی مثل فریضہ روزہ کے۔

عمرو حریث نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے فرمائیے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا آنحضرت صلعم زوال کے بعد آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور پھر چار رکعت فرض اور اسکے بعد آٹھ رکعات اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور مغرب کے بعد چار بھی اور نماز خفتن کی چار اور نماز شب کی آٹھ رکعت اور تین رکعات وتر اور دو رکعات فجر اور صبح کی نماز کی دو۔ راوی نے کہا قربان جاؤں اگر میں اس سے بھی زیادہ کے پڑھوں تو کیا خدا مجھکو عذاب دیگا کیوں نماز میں زیادتی کی آپ نے فرمایا نہیں لیکن سنت کے ترک کرنے سے عذاب دیگا۔

عبد اللہ بن سنان روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے جناب صادق علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ چوالیس (۴۴) رکعات سے کم نماز نہ پڑھو۔

یحییٰ بن حبیب نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ کسقدر نماز پڑھنی بہتر ہے جس سے کہ مومنین کو قرب الٰہی نصیب ہو جائے تو فرمایا کہ فرض اور سنت ملا کر چھیالیس رکعات۔

نوٹ۔ واضح ہو کہ احادیث ائمہ کرام علیہم السلام میں نماز تہجد کی بھی بڑی ہی تاکید اور اسکے بڑے بڑے فضائل و ثواب مذکور ہیں جنکو اہل علم بخوبی جانتے ہونگے بخوف طوالت فی الحال قلم انداز کرتا ہوں۔

(۱) مونچھوں کا کٹانا اور داڑھی کا بڑھانا

وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک الخ۔ مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب السواک مطبوعہ مجتبائی دہلی

(ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں کٹانا مونچھوں کا اور بڑھانا داڑھی کا اور مسواک کرنا وغیرہ۔

روایات شیعہ (۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبہوا بالیہود۔ (۲) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ان المجوس جزوا لحاہم ووفروا شواربہم وانا نحن نجز الشوارب ونعفی اللحاء وھی الفطرۃ

(۳) قال الصادق علیہ السلام اخذ الشارب من الجمعۃ الی الجمعۃ امان من الجذام (۴) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لا یطولن احدکم شاربہ فان الشیطان یتخذہ مخباً یستتر بہ (من لا یحضرہ الفقیہ باب الحمامات وفضلہا)

(ترجمہ) فرمایا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مونچھوں کو چھوٹا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ اور یہود سے مشابہت نہ کرو اور فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے کہ مجوس اپنی داڑھیوں کو کٹاتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں۔ اور ہم مونچھوں کو کٹاتے ہیں اور داڑھیوں کو بڑھاتے ہیں اور یہی فطرت ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جمعہ بجمعہ مونچھوں کو کٹانے مرض جذام سے امان میں رہتا ہے اور رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی مونچھوں کو لمبا نہ رکھے کیونکہ شیطان اس میں اپنے چھپنے کی جگہ بنا لیتا ہے۔

لطیفہ۔ بہت سے ایرانی اور بہت سے ہندوستانی داڑھی کو بالکل صفاچٹ کراتے اور مونچھوں کو بڑھا کر رکھتے ہیں نیز پنجاب میں ڈیرہ والے اور ملتانی بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں اور ان کو شہپر کہتے ہیں۔ اور طبقہ جہلا میں شیعہ وسنی کے درمیان اسکو بھی ایک مابہ الامتیاز سمجھا جاتا ہے ایسے لوگ ان احادیث پر غور کریں۔ اور برائے خدا مذہب کو بدنام نہ کریں۔

(۲) معرفت امام الزمان

جاننا چاہئے کہ معرفت امام الزمان نہایت ہی ضروری چیز ہے بغیر اسکے مومن کا ایمان

قلب نہ وہ نہیں رہ سکتا بلکہ اسکی حالت جسم بے روح کی مانند ہو گئی ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر حدیث معاویہ بن سفیان)

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ کو امام زمان اور معرفت امام زمان کا شرف نصیب ہو گیا ہے خدا وند برتر جل شانہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس معرفت سے بہرہ وافر بخشے اللّٰھم آمین

روایات شیعہ۔ (۱) فضیل بن یسار قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول من مات ولیس لہ امام فمیتتہ میتۃ الجاھلیۃ۔ اصول کافی کتاب الحجۃ۔ باب انہ من عرف امامہ لم یضرہ۔ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲۳۲

(۲) پس جس طرح خدا اور رسول کی معرفت بغیر اسلام بیکار ہے اسی طرح امام زمانہ کی معرفت بغیر بھی اسلام بیکار ہے فلذا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنی فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے امام زمانہ کی معرفت نہیں حاصل کرتا اور مر جاتا ہے وہ جاہل اور مشرک مرتا ہے اسواسطے ہر شخص پر واجب لازم ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل کرے" بالفاظہٖ۔ رسالہ البرہان لاہور بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۵

نوٹ۔ واضح ہو کہ رسالہ البرہان جس کا حوالہ ابھی دیا گیا ہے موجودہ وقت میں شیعہ کے تمام اخبارات ورسائل موقت شیعہ میں ایک ممتاز اور قابل ناز رسالہ ہے۔ زبان اردو میں لاہور بازار حکیمان سے ماہوار نکلتا ہے۔ اسکے ایڈیٹر صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل ہیں تو نامہ نگار بھی ایسے ہی فاضل بلکہ متبحر الافاضل ہیں۔

سب سے زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شائع ہونے سے پیشتر اسکے مضامین حضرت سرکار علامہ شیخ عبد العلی صاحب ہروی الطہرانی ملاحظہ فرما لیتے ہیں۔ اور وہ اصل اسکے سرپرست بھی وہی ہیں۔ چونکہ علامہ صاحب ممدوح کی علمیت وفضیلت تمام ذی علم شیعہ میں مسلم ہے اسواسطے اس نمبر میں اصول کافی کے بعد صرف رسالہ البرہان کے حوالے کو کافی سمجھتا ہوں۔

خطاب بہ ارباب فہم فریقین

اے شیعہ و سنی برادران! آپ صاحبان کو معلوم ہو چکا ہے کہ معرفت امام زمان کیا اشد ضروری امر ہے کہ جو پہلی دفعہ کر کے دیکھ چکے کہ تمام مباحث موجودہ فریقین ناتیجہ بخش ہیں۔ اسی سے صدہا برس کی تحقیق سے بھی کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکا۔ بلکہ مباحث کا دروازہ ہمیشہ وسیع ہوتا گیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ تباہ کن تنازعات کا یک قلم سد باب ہو جائے تو اسی بحث معرفت امام زمان کو آئندہ کے لئے نصب العین بناؤ۔
امید ہے کہ کسی عقلمند کو اس حقیقت سے انکار نہ ہوگا کہ اگر آج شیعہ اپنے امام زمان کی معرفت غیر شیعہ مسلمانوں کو کرا دیں۔ اور ان کا پتہ و سراغ بتلا دیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں انکے مخالفین پر اتمام حجت ہو جاتی ہے اور انکے تمام دعاوی حق بجانب ہو سکتے ہیں۔
وجہ اسکی یہ ہے کہ تمام صداقتوں کی اصل اور تمام تنازعات کے لئے قول فیصل صرف وجود امام زمان اور معرفت امام زمان ہی ہے اور بس۔

آخری گزارش۔ غالباً دو تین برس کا عرصہ ہوا ہے کہ جناب چیف ایڈیٹر رسالہ شیعہ ریویو کے ایک سنی مولوی صاحب جنکا نام وحید الزمان وقار نواز جنگ ہے نے فریقین شیعہ و سنی میں مصالحت کی اپیل کرتے ہوئے دو تین شرطیں تجویز کی تھیں منشاء یہ کہ شیعہ اصحاب ثلاثہ کو علانیہ تبرا نہ کہیں اور امیر معاویہ پر شیعہ تبرا کہیں۔ اہلسنت برا نہ منائیں۔ اور علاوہ ازیں مجالس عزاداری شیعہ میں سنی بھی بکثرت شامل ہوا کریں۔
انہی کی تقلید میں یا از خود مولوی شیخ غلام حسین صاحب معلم دینیات شیعہ علیگڑھ کالج نے چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ شرائط مجوزہ مذکورہ کو بہ تفاوت قلیل بڑی آب و تاب کے ساتھ اخبار البلال کلکتہ مطبوعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۳ء میں شائع فرمایا جس پر فریق ثانی نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ ملاحظہ ہو البلال مطبوعہ ۲۰ نومبر و ۳ دسمبر ۱۹۱۳ء۔
جن صاحبان کو ہر دو مولوی صاحبان ممدوح کی مجوزہ شرائط کا علم ہے امید ہے کہ اس مضمون کو خاص دلچسپی سے ملاحظہ کرینگے تعجب تو یہ ہے کہ دونوں صاحبوں نے جیسی شرائط تجویز کیں۔ جن سے

ہر دو فریق کے معتقدات کو صدمہ پہنچتا ہو رہا تھا۔ انکی اپیل پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ اور نہ آئندہ امید ہے حالانکہ اتفاق کے مشتاق بہت ہیں۔ بمقابلہ ان کے خاکسار نے کوئی شرط تجویز نہیں کی بلکہ چند مسائل ایسے منتخب کئے ہیں جن پر اکثر فریقین کے درمیان وقتاً فوقتاً نزاع ہوتا رہا ہے۔ اور اب بھی ہوتا ہے اور اپیل اگرچہ میری طرف سے ہے لیکن وجوہات اپیل اور دلائل و شواہد میرے تجویز کردہ نہیں ہیں۔

میں درخواست کرتا ہوں کہ شیعہ صاحبان میری اپیل نہ سنیں۔ مجھے انکو مجبور کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے ائمہ اطہار علیہم السلام کی احادیث و اقوال سے بھی انکار کر سکتے ہیں جنکا بیشتر حصہ بحار الانوار میں کتب معتبرہ سے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر درج کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ سنیوں سے بھی اتفاق نہ کریں وہ صرف اپنے اماموں کے احکام پر ہی کاربند ہو جائیں۔ پھر میں امید رکھتا ہوں کہ [illegible] اتفاق خود بخود انشاء اللہ العزیز خود دیکھ لیں گے کہ اتفاق ہوتا ہے یا نہ۔ ہاں اگر احادیث و احکام ائمہ کرام علیہم السلام کی بھی پرواہ نہیں اور آبائی تقلید کو ترک کرنا دشوار معلوم ہو تو وہ دوسری بات ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

([illegible])

مجموعہ الہامات حضرت اقدس ؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس قدر خدا کی وحی از یوم بعثت تا یوم الوصال نازل ہوئی اور جتنے کشوف و رؤیا آپکو ہوئے وہ مع مختصر شرح مجاز و تاریخ نزول با ترتیب تین حصوں میں چھپ کئے گئے ہیں۔

البشریٰ حصہ اول — قیمت ۴/

〃 〃 دوم — 〃 [illegible]

مکاشفات — 〃 ۲/

مگر تینوں کا [illegible] صرف [illegible] حصہ دوم کی [illegible] بہت [illegible] انتظار کریں۔ ملنے کا پتہ مینیجر تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

معارف قرآن

(حضرت [illegible] مرزا محمود احمد صاحب [illegible] کے درس سے)

لقاء اللہ سے کیا مراد ہے

مسلمانوں میں ایک پرانی بحث ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں یا نہیں حضرت عائشہؓ کا مذہب تھا کہ نہیں دیکھ سکتے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ھو نور انّٰی اراہ اور لا تدرکہ الابصار بھی اسی مذہب کی تائید کرتی ہے اور بخاری کی کتاب بدء الخلق میں حدیث ہے من زعم ان محمداً رای ربہ فقد اعظم جس نے بیان کیا کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا اس نے بڑی بات کہی اور بعض کا مذہب ہے کہ دیکھ سکتے وہ بھی اپنی طرف سے بحث سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو باعتبار اس کی ذات اور صفات کاملہ ذات کے کوئی دیکھ سکتا ہے ہاں جو نیک لوگ ہیں وہ اپنی استعداد فطری کے مطابق اس کا تمثل دیکھتے ہیں اسلئے دونوں باتیں سچی ہیں لیکن قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ میں لقاء سے مراد عذاب ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ سخت عذاب میں منکر سے منکر دہریہ بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کر لیتا ہے اور گویا اللہ تعالیٰ اسکے سامنے آجاتا ہے اور اسلامی کتب کے محاورہ میں اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یا ملائکہ کے آنے سے عذاب ہی کا آنا مراد ہوتا ہے۔

وما الحیٰوۃ الدنیا الا لعب ولھو

ہر حرکت کیساتھ آرام ہے ہر کام کیساتھ ایک وقفہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان مسلسل کام نہیں کر سکتے جب سورج چڑھتا ہے لوگ کام کرنے لگتے ہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ شام کا پردہ پڑ جاتا ہے اور لوگ آرام کرتے ہیں اور پھر صبح تک آرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عام صحیفہ قدرت میں دیکھو ایک وقت بہار ہو تو درخت برگ و بار لاتے ہیں دوسرے وقت بالکل ننگے ہوتے ہیں گویا کسی کام کے نہیں غرض ایسی ہزاروں مثالیں ہیں جو ایک غور کرنیوالے کو مل جاتی ہیں۔ انسان کے پیدا ہونے کی غرض تو عبادت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مگر چونکہ ہر وقت عبادت سے ایک قسم کا ملال پیدا ہونا ضروری ہے اسلئے دنیا کے سازو سامان رکھدئیے کہ کچھ دیر انکی طرف توجہ کر کے انسان تازہ دم ہو جیسے طالبعلموں کی مدرسے میں پڑھنے سے اصل غرض

حصول علم ہو مگر انہیں کھیل کیواسطے بھی وقت دیا جاتا ہے جیسے انسان کا اصل مقصود عبادت ہے اور دنیا کی آرائش کے سامان تسکین روح کے لئے ہیں چنانچہ نبی کریم کے لئے فرمایا شغلتنا اہلینا۔ اور نبی کریم صلعم اپنی زوجہ عائشہ صدیقہ سے فرمایا کرتے ارحنی یا عائشہ پس یہ مختصر مباحات ہیں کہ حیوۃ الدنیا کو لعب و لہو فرمایا۔

نبی کا انکار خدا کا انکار ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (یہ لوگ تجھے نہیں جھٹلاتے تجھے جھوٹا نہیں کہتے۔ بلکہ ظالم اللہ کی آیات کا) انکار کرتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کو نبوت سے پہلے انہی منکروں نے امین و صدوق کا خطاب دے رکھا تھا جب آپ نے دعویٰ کیا تو اسوقت بھی ان کے نمائندے آپ کے پاس آتے ہیں اور کہا کہ ہم آپکو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں حسین سے حسین عورت نکاح میں دیتے ہیں تمام عرب کا زر و مال تیرے قدموں پر ڈالتے ہیں بلکہ ہم تیرے صلاح و مشورے سے کرنیکا عہد کرتے ہیں مگر یہ دین کی تبلیغ چھوڑ دو جس سے درہم برہم ہو گیا کہ آپ کے کیرکٹر پر ان کو کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ آپکو سب ایک نیک و راستباز یقین کرتے۔ باوجود کے پھر آپ کو دعوے نبوت کے بعد جھٹلانا کیا معنی رکھتا ہے کہ وہ اللہ کی آیات کا جحود انکار کرتے تھے حضرت مسیح موعود کا بھی یہی معاملہ ہے دعویٰ ماموریت سے پہلے زندگی کے ایام آپ نے چالیس سال گزارے ان کے متعلق اب بھی ان مخالفوں کو علی الاعلان خدا کی قسم دے کر پوچھو تو آپ کی زندگی پر کوئی عیب نہیں لگا سکتے نہ لگا سکے۔ آپ سیالکوٹ میں بھی سات سال تک رہے خود وہاں جاکر مخالفوں کو پوچھ لے کہ یہی کہہ دینگے اس میں کوئی عیب کوئی قابل اعتراض بات نہیں پائی حالانکہ آپکا کام اسوقت ایسا تھا کہ جس میں خواہ مخواہ مکروہات دنیوی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے یہ صداقت کا ثبوت ہے اور یہی وجہ ہے کہ نبی کا انکار خدا کا انکار ہے نبی کی تکذیب خدا کی تکذیب ہے منکرین مسیح موعود بھی اللہ کے مسئلہ پر غور کریں۔

وَإِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ

اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ

ان آیت کے معنی سمجھنے سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔

اوّل یہ کہ نبی کریم پر بہت سے نشان آ چکے تھے ہی تو فرمایا ہے وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ۔ اور اسی رکوع میں اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً فرما کر بتایا کہ میں آیت تجویز کرتا ہوں اور پھر ایک اور آیت بتلائی ہی کہ رہے تمہاری لاشوں کو نوچ نوچ کر کھا جاوینگے جیسا کہ دکھا اور طیر بھاجہ سے ثابت ہے۔

دوّم یہ کہ انبیاء بڑے صابر ہوتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بے حوصلہ وہ ہوتا ہے جو کچھ قدرت رکھتا ہو مگر جو علیٰ کلّ شیئ قدیر کا فرستادہ ہو وہ گھبرانے کیوں لگا چنانچہ خود فرمایا وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا كُذِّبُوْا یعنی پہلے تجھ سے رسول جھٹلائے گئے مگر انہوں نے اس تکذیب پر صبر کیا۔

سوّم یہ کہ نبی کریم صلعم جب بہت سے نشانات نازل ہو چکے تھے تو وہ کسی نشان کے لئے کیوں ایسے کلمات نکالنے لگے تھے جو خدا کی جناب میں ناپسند ہوتے۔

چہارم یہ کہ نبیوں پر یہ حقیقت خوب واضح ہوتی ہے کہ کل دنیا تو کبھی بھی مسلمان نہیں ہو سکتی وہ ایسا نشان نہیں چاہتے جس سے دنیا اپنی گستاخی سے جبراً مجبور ہو۔

پنجم یہ کہ نبی کریم کے بارے میں آیا ہی ادعو الی اللّٰہ علیٰ بصیرۃٍ انا ومن اتبعنی (میں بلکہ میرے ساتھ علیٰ بصیرۃ خدا کی طرف بلاتے ہیں) پس لا تکونن من الجٰهلین سے مخاطب نہیں ہونگے۔

ششم یہ کہ بعض وقت خطاب نبی سے ہوتا ہے مگر اس سے مراد آپ بالکل نہیں ہوتے جیسے کہ لا تقل لهما اف میں کیونکہ آپ کے ماں باپ اسوقت تھے ہی نہیں۔ ان امور کو زیر نظر رکھتے ہوئے جب ہم اس آیت کے معنے کریں تو ان کان کبر علیک میں آپ مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ادنیٰ درجہ کے مومن ہیں جو گھبرا اٹھے ہیں۔ انکو فرمایا کہ تم زمین میں سرنگ نکال لو یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشان لا سکتے ہو تو پھر لے آؤ۔ دوسرے اسکے یہ معنی ہیں کہ اگر تم پر

ان لوگوں کا اعراض گراں گزرتا ہے تو تم نفقاً فی الارض یعنی زمینی اسباب سے خوب کام لو۔ یعنی تبلیغ خوب کرو۔ اور سلماً فی السماء یعنی آسمانی مدد کے لئے دعائیں کرو۔ پھر خدا کوئی نیا نشان دکھا دیگا مگر یاد رہے کہ تمام کو ہدایت پر جمع کرنا سنت اللہ کے خلاف ہے پس اس سنت الٰہی سے بے خبر نہ ہو۔ مانیں گے وہی جو دل سے سنتے اور اپنے اندر قبولیت کا مادہ رکھتے ہیں۔ اور جو مردہ ہیں۔ انکو اللہ قیامت ہی کو اٹھائیگا۔ وہاں حق ظاہر کھلیگا۔

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعائیت

نام کتاب	خلاصہ مضمون	اصل قیمت	رعایتی قیمت
		مجلد	مجلد
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ	حصہ دوم سے ہفتم تک	۱۰ر	۵ر
پانچ بیان نظم پنجابی	مسیح موعود کی تائید میں	۴ر	۲ر
احسن القصص	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مستند اکمل	۱۴ر	۷ر
در ثمین فارسی	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں	۴ر	۲ر
در ثمین اردو	" اردو نظمیں	۳ر	۲ر
مبادی الصرف	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	۴ر	۲ر
درس قرآن شریف کے نوٹ	حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودہ	۸ر	۴ر
ابطال الوہیت مسیح	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	۱۲ر	۶ر
ترجمۃ القرآن پ۱ پ۲ پ۳ پ۴	مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب	۱۰ر	۵ر
تحفہ سالانہ	مختلف بزرگان قوم کی تقریریں	۸	۴ر
حقیقت نماز	نماز کے متعلق ضروری احکام	۸ر	۲ر
النصح	تائید سلسلہ	۲ر	۱ر
رد حکڑالوی	رد فرقہ چکڑالوی	۸	۴ر

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
ادعیۃ الاحادیث	احادیث کی دعائیں جو مختلف اوقات و حالات کے متعلق رسول کریم صلعم نے فرمائیں	ا ر
صادقوں کی روشنی	حضرت مسیح موعود کی وفات پر جس قدر اعتراض ہیں ان کا دندان شکن جواب	۲ ر
البرق	رد شیعہ	ا ر
طبیب روحانی	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث [illegible] کے پڑھ جانے کا اثر	ا ر
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب [illegible] محمدی بیگم کے [illegible] رقعہ کا عکس [illegible]	[illegible]
خصوصیات مسیح موعود	[illegible]	[illegible]
فائل تشحیذ ۱۹۰۶ تا ۱۹۱۰ء	معارف و حقائق کا خزانہ عجیب علمی مضامین کا مجموعہ	نایاب
ادعیۃ القرآن	قرآن مجید کی تمام دعائیں [illegible] ترجمہ [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] لطیف مضمون ہے	۲ ر
رسالہ تشحیذ جنوری ۱۹۱۲ء	حضرت مرزا صاحب کے امام ہونے کے دلائل	۳ ر
رسالہ تشحیذ جولائی ۱۹۱۲ء	حضرت مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے کے دلائل مکمل مضمون	۳ ر
رسالہ تشحیذ اگست ۱۹۱۲ء	علوم روحانی کے متعلق تمام مسائل [illegible]	۳ ر
رسالہ تشحیذ ستمبر ۱۹۱۲ء	[illegible]	۳ ر
رسالہ تشحیذ اکتوبر ۱۹۱۲ء	آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں بائبل میں [illegible]	۳ ر
رسالہ تشحیذ نومبر ۱۹۱۲ء	[illegible] قرآن کی [illegible]	۳ ر
رسالہ دسمبر ۱۹۱۲ء	[illegible]	۳ ر

قیمت		
[illegible]	[illegible]	تشحیذ فروری ۱۹۱۳ء
[illegible]	[illegible]	تشحیذ مارچ ۱۹۱۳ء
[illegible]	[illegible]	تشحیذ جون ۱۹۱۳ء
[illegible]	[illegible]	تشحیذ ستمبر ۱۹۱۳ء

[illegible]	ہدایات		[illegible]	[illegible] حصہ دوم
[illegible]	محمد رسول اللہ		[illegible]	[illegible]
[illegible]	اسلام کی دوسری کتاب [illegible]		[illegible]	اسلام کی پہلی کتاب
[illegible]	[illegible]		[illegible]	معیار حق
[illegible]	[illegible]		[illegible]	لیکچر [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] تشحیذ الاذہان [illegible]	[illegible]	[illegible] حصہ اول
[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible] حصہ دوم
[illegible]	مکتوبات احمدیہ حصہ اول		[illegible]	الاسماء الحسنیٰ
[illegible]	[illegible]		[illegible]	مکتوبات احمدیہ حصہ دوم
[illegible]	[illegible]		[illegible]	مجموعہ اشتہارات [illegible] حصہ دوم
[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	کلام محمود		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]	عصمت الانبیاء
			[illegible]	کسر صلیب

یہ سب کتابیں مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کیجیے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۹۴۷

نمبر ۱۳ جلدی بیماری کی دوا

[illegible]

جلاب کی گولیاں

[illegible]

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

باہتمام [illegible] قادیان میں چھپ کر [illegible] شائع کیا

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

نام کتاب	خلاصہ مضمون	اصل قیمت	رعایتی قیمت
		مجلد	مجلد
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	حصہ دوم سے حصہ ہفتم تک	[illegible]	[illegible]
پنج بیان نظم پنجابی	مسیح موعود کی تائید میں	[illegible]	[illegible]
احسن القصص	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مستند نقل	[illegible]	[illegible]
در ثمین فارسی	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں	[illegible]	[illegible]
در ثمین اردو	" اردو نظمیں	[illegible]	[illegible]
مبادی الصرف	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	[illegible]	[illegible]
درس قرآن شریف کے نوٹ	حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودہ	[illegible]	[illegible]
ابطال الوہیت مسیح	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	[illegible]	[illegible]
ترجمۃ القرآن پارہ [illegible]	مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب	[illegible]	[illegible]
تحفہ سالانہ	مختلف بزرگان قوم کی تقریریں	[illegible]	[illegible]
حقیقت نماز	نماز کے متعلق ضروری احکام	[illegible]	[illegible]
[illegible]	تائید سلسلہ	[illegible]	[illegible]
رد چکڑالوی	رد فرقہ چکڑالوی	[illegible]	[illegible]
ادعیۃ الاحادیث	احادیث کی ادعیہ ماثورہ جو مختلف مقامات وحالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائی ہیں		[illegible]
صادقوں کی روشنی	حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ... اعتراض ... [illegible]		[illegible]
البرہان	رد شیعہ		[illegible]
طبیب روحانی	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث ... [illegible]		[illegible]
مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری	تمام مقدمات ... [illegible]		

تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی
خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ
قائم رکھیگا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا میں تجھے
اٹھاؤنگا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں
اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے
ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں
ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا
تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا میں تیرے خالص
اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت
دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر
تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا
انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کریگا اور وہ علی حسب الاخلاص
اپنا اپنا اجر پائیں گے"

الہام مسیح موعود مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

صفحہ ۴ کالم ۲

یہ رسالہ جس کا نام ہے

پسرِ موعود

اور دوسرا نام ہے

مصلح موعود

اللہ بخش پریس قادیان میں چھپا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
(درثمین صفحہ ۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی ہی پسر موعود و مصلح موعود ہیں۔ خود حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعیین کر دی ہے۔ اور تمام علامات و نشانات جو پسر موعود کے بارے میں ہیں وہ بھی حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کو ہی پسر موعود ٹھہراتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ ثبوت کے لئے اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

جن اشتہارات وکتب میں پسر موعود کا ذکر ہے انہیں سے چھ قسم کا ذکر اس رسالہ میں ہے۔ اوّل پسر موعود کی پیشگوئی۔ دوم پسر موعود کی علامات کا ذکر۔ سوم پسر موعود کے مرتبہ کا ذکر۔ چہارم پسر موعود کی میعاد۔ پنجم پسر موعود کے ہم۔ ششم پسر موعود کی تعیین۔

اس رسالہ میں پورا اشتہار* یا پوری کتاب نقل نہیں کی جائے گی بلکہ جو

* جن اشتہارات میں پسر موعود کا ذکر آتا ہے ان کو یہاں سے ہر ایک اشتہار کی پوری اور سالم نقل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مجموعہ کی صورت میں طبع ہو کر شائع ہو جائیگی۔ اور کتب میں سے صرف ان مقامات کی نقل ہوگی۔ منتظم

حصہ پسر موعود کے متعلق مذکورہ بالا پانچ باتوں کے بارہ میں ہوگا وہی لیا جائیگا وباللہ التوفیق۔

سب سے پہلے زبانی طور پر ۱۸۸۶ء کے شروع میں حضرت اقدس نے پسر موعود کی پیشگوئی کو شائع فرمایا۔ جیسا کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے صفحہ اول کالم ۲ سطر ۲ سے ظاہر ہے۔ فرماتے ہیں: "یہ پیشگوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں و بعض مولویوں و حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام جو سخت مخالف اور نیز شرمپت ساکنان قصبۂ قادیاں ہیں۔"

پھر اسکے بعد اس بارہ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار شائع فرمایا۔ پسر موعود کے متعلق یہ سب سے پہلی تحریر ہے۔ یہ اشتہار اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں بطور ضمیمہ چھپا تھا۔ ذیل میں اس اشتہار کے اس حصہ کی نقل جو پسر موعود کے بارے میں ہے کی جاتی ہے۔ اور اس حصہ میں بھی وہ حصہ جو بشیر اول* کے متعلق ہے چھوڑ دیا گیا ہے اسکی جگہ نقاط ڈالدئے گئے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت کہ جس لفظ سے جس لفظ تک عبارت چھوڑی گئی

* ایک لڑکا ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو بروز یکشنبہ پیدا ہوا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو یکشنبہ ہی کے دن فوت ہو گیا تھا اسکا نام بشیر احمد تھا اسی کو بشیر اول کہتے ہیں دیکھو اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء جو سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہے اسکا پہلا صفحہ پہلی دو سطریں۔ منہ

* حضرت اقدس سبز اشتہار کے صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۳ میں فرماتے ہیں: "اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب

ہے دو بشیروں کے متعلق تھی حاشیہ صفحہ ہذا میں دیا گیا ہے۔ باقی حصہ صفحہ ۳ کے کالم اول سطر ۹ سے لیکر کالم ۲ سطر ۲۲ تک یہ ہے۔

"بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزّوجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھکو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو

۹ بورہ اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔" پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ حاشیہ سطر ۹ میں ۲۰ فروری والے اشتہار کا حوالہ دیکر فرماتے ہیں:

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔"

جس فقرہ تک عبارت چھوڑی گئی ہے اسکا ثبوت دیا گیا اور جس فقرہ سے عبارت چھوڑی گئی ہے اس کا ثبوت یہ ہے۔

سبز اشتہار صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۷ فرماتے ہیں: "۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے یہ مہمان درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اسکی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اسکا نام مہمان نہیں ہو سکتا اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے یعنی گناہ سے بکلی پاک ہے یہ بھی اسکی صغرسنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے ...... یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔"

جس قدر عبارتیں چھوڑی گئی ہیں یعنی وہ حصہ جو بشیروں کے حق میں ہے اسکی

تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں
کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور
اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قدرت اور
رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا
نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔
اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں
موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے
ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ
لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے
اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ
سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین
لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان
نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اسکے پاک
رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی
نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ
ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے
ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا...
... اُس* کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا

پسر موعود کی پیشگوئی

[illegible] ہے۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور
بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک
ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" منقول از [illegible]

* اس کی ضمیر بشیر اول کی طرف ہے (دیکھو سبز اشتہار صفحہ ۷) اور اگر اس کی ضمیر خود پسر موعود کی طرف لی جائے تب بھی عبارت منضبط ہے۔ منقول [illegible]

وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللّٰہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔"

اس کے بعد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والا اشتہار ہے۔ اس کے صفحہ کالم اول سطر ۹ سے کالم ۲ سطر ۱۰ تک یہ عبارت ہے۔ "یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور در حقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ

کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جائے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیحؑ و اور بعض دیگر انبیا علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ اور پھر باوصف ان سب عقلی و نقلی جرح وقدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مُردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا تھا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اُسکو آرام ملتا تھا اور نہ اُس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو وہ حقیقت اسکا آنا نہ آنا برابر تھا۔ اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو اضر من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اسجگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

پھر اسی اشتہار ۲۲ مارچ ١٨٨٦ء کے صفحہ اول کالم اول سطر

تھا میں پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں "ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹۔ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا"

پھر اسکے بعد ۲۰ر اپریل ۱۸۸۶ء والا اشتہار ہے۔ اس میں صفحہ اول سطر اول سے سطر ۸ تک یہ عبارت ہے۔ "واضح ہو کر اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد٭ جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اسکے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اسکی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ صریح دل انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور افضل آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے"

اس کے بعد اشتہار محک اخیار و اشرار ہے۔ اس میں اگرچہ تاریخ طبع نہیں لیکن اسکے اندر جو تحریریں لکھی ہوئی ہیں ان کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اشتہار ۱۳ر جون ۱۸۸۶ء کے بعد اور بشیر اول کے پیدا ہونے سے پہلے جو لڑکی پیدا ہوئی تھی اسکی پیدائش سے

٭ نو برس کی میعاد ۲۲ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ختم ہوتی ہے۔ منظور محمد

میعاد کا دوبارہ ذکر

چند روز بعد کا ہے اس کے صفحہ ۲ کالم اول سطر ۲۱ سے کالم ۲ سطر ۲ تک کی عبارت یہ ہے۔ "اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تولد فرزند موصوف کے لئے نو برس کی میعاد لکھی گئی ہے۔"

میعاد کا سہ بارہ ذکر

پھر اسی اشتہار کے صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۱۵ میں لکھا ہے۔ "اب تولد فرزند موصوف کی بشارت غیب محض ہے نہ کوئی حمل موجود ہے تا ارسطو کے ورکس یا جالینوس کے قواعد حمل دانی بالمعائنہ پیش ہو سکیں اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔"

پسر موعود کا نام

اس کے بعد ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء والا اشتہار ہے۔ اس کے تتمہ کے صفحہ ۲ سطر ۲ میں یہ عبارت ہے۔ "**ایک اور لڑکا** ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جسکا نام **محمود احمد** ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔" آگے چل کر عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اشتہار دس جولائی کی یہ عبارت پسر موعود کے لئے ہے۔

اس کے بعد اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ یاد رہے کہ یہ اشتہار **سبز اشتہار** کے نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ سبز کاغذ پر چھپا ہوا ہے اس کے صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۷ میں فرماتے ہیں۔ "اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہو جاویں گے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی✻ کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔ اور **دوسرا لڑکا**

✻ پہلی پیشگوئی سے مطلب اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی ہے اس پیشگوئی

اشتہار دہم

جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام **محمود** ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق **اپنی میعاد کے** اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اُس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اُسکی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اسکی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ دوسرا بشیر جس کا دوسرا نام محمود ہے یہ وہی لڑکا ہے جس نے نو برس کی میعاد میں پیدا ہونا ہے اور جس نے نو برس کی میعاد میں پیدا ہونا تھا وہ پسر موعود ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ دوسرا بشیر جس کا دوسرا نام محمود ہے پسر موعود ہے اب سے ناظرین آئندہ جہاں کہیں حضرت اقدس کی تحریر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دوسرا بشیر پیدا ہو گیا یا یہ لکھا ہوا ہے کہ محمود پیدا ہو گیا تو اس سے یہ مطلب سمجھنا چاہئے کہ پسر موعود پیدا ہو گیا۔ اس بات کو خوب یاد رکھیں آگے چلکر کام آئے گی۔

؎ اشتہار ... کی عبارت صفحہ ۸ کالم اول سطر ۹ میں یہ ہے: "تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے" اور ایک لڑکا جو پیدا ہو کر فوت ہو گیا وہ بشیر اول تھا۔ منتظم

؎ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا لڑکا جسکو **دوسرا بشیر** کہا گیا اور جس کا دوسرا نام **محمود** بتلایا گیا پسر موعود ہی ہے کیونکہ پسر موعود ہی کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے اور اسی عبارت میں جو یہ لکھا ہے کہ دوسرا لڑکا یہ ... والے اشتہار کی طرف حوالہ دیا ہے جہاں لکھا ہے ایک اور لڑکا اور پاک دوسرا لڑکا

پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۱۰ حاشیہ سطر ۲ میں لکھا ہے "دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک **دوسرا بشیر** تمہیں دیا جائیگا جس کا نام **محمود** بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ **فروری ۱۸۸۶ء** کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت **دوسرے بشیر** کی نسبت ہے۔"

اب یہاں سے پھر دوبارہ معلوم ہوا کہ **دوسرا بشیر** جس کا نام **محمود** بھی ہے **پسر موعود** ہے کیونکہ اس تحریر میں بیس فروری والے اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے اور بیس فروری والا اشتہار پسر موعود کے بارے میں ہے۔ لہذا اب آئندہ جہاں کہیں یہ لکھا ہوا ملے کہ محمود پیدا ہوگیا تو اس سے یہی سمجھنا چاہیئے کہ پسر موعود پیدا ہوگیا۔ اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ آگے چل کر آپ کئی جگہ دیکھ لیں گے کہ حضرت اقدس

۱۹۱۰ء ۹/۱	پسر موعود ہے لہذا ثابت ہوا کہ وہ جولائی والا اشتہار بھی پسر موعود کے لئے ہے۔ اور آگے چل کر اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سے بھی یہ ثابت ہو جائیگا۔ منہ محمد

نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ **محمود** پیدا ہو گیا۔

پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ حاشیہ سطر ۱۳ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "**مصلح موعود** کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا پس **مصلح موعود** کا نام الہامی عبارت میں **فضل** رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا **محمود** اور تیسرا نام اسکا **بشیر ثانی** بھی ہے اور ایک الہام میں اسکا نام **فضل عمر** ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اُسکا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اُس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔"

مصلح موعود

تین اور نام

پسر موعود کی ایک اور علامت

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی جس کی کچھ عبارت یہاں حضرت اقدس نے نقل فرمائی ہے چونکہ پسر موعود کے بارے میں ہے لہٰذا مصلح موعود کا لفظ جو اس عبارت میں آیا ہے اس سے مراد پسر موعود ہی ہے (آئندہ یاد رہے کہ پسر موعود کا دوسرا لقب مصلح موعود بھی ہے) پس اب سہ بارہ یہاں سبز اشتہار کے اس تیسرے حوالہ سے معلوم ہو گیا کہ **محمود پسر موعود** ہی کا نام ہے لہٰذا آئندہ جہاں کہیں یہ لکھا ہوا پایا جائے کہ **محمود پیدا ہو گیا** تو اس سے یہی سمجھنا چاہئیے کہ **پسر موعود پیدا ہو گیا**۔

ناظرین! ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ اوپر جو تین حوالے سبز اشتہار کے دئے گئے ہیں ایک صفحہ ۷ کا ایک صفحہ ۱۰ کا۔ ایک صفحہ ۱۰ کا۔ تو ان تینوں حوالوں میں پسر موعود ہی کا ذکر ہے لہذا آئندہ جہاں کہیں سبز اشتہار کا حوالہ دیا جائے اور یہ لکھا ہوا پایا جائے کہ یہ لڑکا سبز اشتہار کے مطابق اور سبز اشتہار کی پیشگوئی اور وعدہ کے موافق پیدا ہوا تو اس لڑکے سے مراد پسر موعود ہی سمجھنا چاہئے۔+

ان دو باتوں کو سمجھا کر کہ محمود کے پیدا ہونے سے کیا مراد ہے اور سبز اشتہار کے مطابق لڑکا پیدا ہونے سے کیا مراد ہے اب میں تعیین کا ذکر کرتا ہوں۔ ذیل میں تین قسم کی تعیین کا ذکر کیا جائیگا اوّل حضرت اقدس کی تعیین۔ دوئم علامات کے ذریعہ سے تعیین۔ سوئم حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی تعیین۔

حضرت اقدس کی تعیین

سبز اشتہار کے بعد ۱۰ر جنوری ۱۸۸۹ء والا اشتہار ہے۔ اس کے صفحہ ۳ کے حاشیہ میں سے سطر اول سے سطر ۶ تک کی نقل یہ ہے۔ (اس میں تعیین نہیں بلکہ تعیین اس سے آگے ہے)

خدائے عزّ و جلّ نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا

+ ناظرین ان دو باتوں کو خوب یاد رکھیں ابھی عنقریب ان سے کام پڑیگا۔ منہ

جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری 1889ء میں مطابق ۹۔ جمادی الاول 1306ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر **بشیر** اور **محمود** بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا **مصلح موعود** اور **عمر پانے والا** ہے یا وہ کوئی اور ہے۔"

یہاں حضرت اقدس نے یہ نہیں فرمایا کہ محمود پیدا ہو گیا یا سبز اشتہار والا لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ **ایک** لڑکا پیدا ہوا ہے اسکا نام ہم نے بطور تفاؤل محمود اور بشیر رکھا ہے کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دیجائے گی۔

اب کتاب سراج منیر مطبوعہ مئی 1897ء کی عبارت پر نظر ڈالو۔ اشتہار ۱۲ جنوری 1889ء سے آٹھ سال بعد صفحہ ۳۱ میں بعد انکشاف کامل اطلاع دیتے ہیں۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائیگا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے **سبز ورق** کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ **وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا** ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔" (تریاق)

حاشیہ: **سبز اشتہار** میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا

ہونے کا وعدہ تھا سو **محمود پیدا ہو گیا**"۔

ناظرین! یہ ہے اطلاع اور یہ ہے **تعیین**۔

سراج منیر کی عبارت کا اور ۱۰ ؍ جنوری والے اشتہار کی عبارت کا مقابلہ کرو ۱۰ ؍ جنوری والے اشتہار میں تو فرماتے ہیں کہ سبز اشتہار میں ایک لڑکے کا وعدہ تھا سو **ایک لڑکا** پیدا تو ہو گیا ہے مگر معلوم نہیں کہ یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن یہاں سراج منیر میں فرماتے ہیں کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کا وعدہ تھا اور جس کا نام محمود بتلایا گیا تھا **وہ لڑکا پیدا** ہؤا۔ دیکھو دونوں عبارتوں میں کس قدر بیّن فرق ہے۔ ۱۰ ؍ جنوری والے اشتہار میں تو علم نہیں پایا جاتا۔ لیکن یہاں سراج منیر میں کامل علم پایا جاتا ہے وہاں فرمایا **ایک لڑکا** یہاں فرمایا **وہ لڑکا**۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بعد کامل انکشاف کے سراج منیر میں یہ عبارت لکھی گئی۔

اور یہ تو ناظرین کو خوب معلوم ہے کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کا وعدہ تھا اور جس **محمود** کا ذکر تھا وہ پسر موعود ہی ہے پس یہاں سراج منیر میں اس طرح پر فرمانے سے کہ **محمود پیدا ہو گیا**، مطلب ہے کہ **پسر موعود پیدا ہو گیا** اور ساتھ ہی یہ جملہ جو فرمایا کہ **پیشگوئی کی میعاد میں پیدا** ہؤا تو اس سے بھی یہی غرض ہے کہ یہ بتلایا جائے کہ یہ وہی لڑکا ہے جو مصلح موعود ہے کیونکہ پسر موعود اور مصلح موعود **ہی کے لئے** میعاد مقرر کی گئی تھی۔

اور یہ فرمانے سے کہ **اب وہ نویں سال میں ہے تعیین** فرما دی۔ اور اس عبارت کی پہلی سطر میں نام بھی لے دیا جیسا کہ

فرمایا کہ "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے **محمود** کی پیدائش کی نسبت کی تھی"
غرض جیسا کہ ۱۲ر جنوری کے اشتہار میں وعدہ تھا کہ کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی آٹھ سال بعد سراج منیر میں اطلاع دیدی۔

پھر تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۲ سطر ۱۰ میں دوبارہ فرماتے ہیں "**سبز رنگ** کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس **پیدا ہونے والے لڑکے** کا نام **محمود** رکھا جائے گا اور یہ اشتہار **محمود کے پیدا ہونے سے پہلے** لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا چنانچہ ابتک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ **سبز رنگ** کے اشتہار پڑے ہوئے ہونگے اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب **خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے** ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ **محمود پیدا ہوا**۔ اور اُس کے پیدا ہونے کی میں نے اُس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔"

ناظرین! یہ تکمیل تبلیغ کے عنوان والا اشتہار وہی ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء والا اشتہار ہے۔ دیکھو اُس اشتہار کا نام لیکر کیسی صریح تعیین فرمائی۔ اور مندرجہ بالا عبارت میں کیسا صاف فرمایا کہ پیدا ہونے والا لڑکا (یعنے پسر موعود) جس کا نام اُس کے پیدا ہونے سے پہلے سبز اشتہار میں **محمود** رکھا گیا تھا ۱۲ر جنوری کو پیدا ہوا۔

پھر حقیقۃ الوحی میں بھی یہ اطلاع موجود ہے چنانچہ صفحہ ۳۷۰ میں فرماتے ہیں:۔ "ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خورد سالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے **سبز اشتہار** کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے **دوسرا بشیر** دیا جائے گا جس کا دوسرا نام **محمود** ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت **اشتہار سبز** کے صفحہ سات کی **جس کے مطابق** جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام **محمود** رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

یہاں حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ سبز اشتہار کی عبارت کے مطابق لڑکا پیدا ہوا۔ اور یہ معلوم ہو کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی بشارت ہے وہ پسر موعود ہی ہے اور دوسرا بشیر اور محمود پسر موعود ہی کے نام ہیں جو اس کے پیدا ہونے سے پہلے بتائے گئے تھے اور میعاد میں پیدا ہونے والا بھی پسر موعود ہی ہے۔ لہٰذا دیکھو کیسی صحیح

اطلاع پسر موعود کے متعلق پیشگوئی کی دی۔ اور یہ جو فرمایا کہ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا اور یہ ستر ھویں سال میں آیت تعمیر
حقیقۃ الوحی میں ایک اور مقام پر صفحہ ۲۱۰ میں بھی یہی اطلاع
ہے۔ فرماتے ہیں "چوبیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو
گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے
مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دیکر
فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا
نام محمود ہوگا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب
میں نے ایک سبز رنگ کے اشتہار میں ہزار ہا موافقوں اور
مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے
کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور
اس کا نام محمود احمد رکھا گیا"

دیکھو کیسا صاف فرمایا ہے کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی
پیشگوئی شائع کی گئی تھی وہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور ناظرین
کو یہ معلوم ہی ہے کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی پیشگوئی تھی
وہ پسر موعود ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ پہلے لڑکے (یعنے بشیر اول)
کی وفات کے بعد ستر دن کے اندر پیدا ہوا اور اُس کا نام محمود احمد
رکھا گیا۔ یہ تعیین ہے۔

غرض سراج منیر کے علاوہ اِن مذکورہ بالا تین حوالوں سے
بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جناب حضرت صاحبزادہ **مرزا
بشیر الدین محمود احمد** صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ہی **پسر موعود** اور **مصلح موعود** ہیں۔
اب جیسا کہ حضرت اقدس سبز اشتہار کے صفحہ ۱۰ کی سطر ۱۱

میں فرماتے ہیں کہ "اے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا (یعنی بشیر اول کی وفات کی) حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی"۔ پھر واقعہ خوشی سے اچھلنے کا مقام ہے کیونکہ اُسوقت تو ہم امید اور یقین کی بنا پر خوشی سے اچھلے تھے اور اب تو ہم نے اس روشنی کو دیکھ ہی لیا۔ !!!

ناظرین! تعیین کی اس پہلی قسم کے متعلق دو باتیں اور ہیں اوّل یہ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار جس میں سب سے پہلے پسر موعود کی پیشگوئی تحریر فرمائی گئی ہے اُس کے عنوان میں لکھا ہے کہ "رسالہ سراج منیر مشتمل نشانہائے رب قدیر"۔ پھر اس عنوان کے بعد اس رسالہ کے متعلق کچھ ذکر کرکے اس رسالہ کے چھاپنے کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔ پھر اس اشتہار سے تین سال بعد سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۷ سطر ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اسی خیال سے اشتہار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے تب اُس کا مفصل و مبسوط حال لکھا جائے"۔

اب معلوم ہوا کہ سراج منیر میں جو تعیین فرمائی تھی۔ وہ الہامی طور پر فرمائی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح **الہامی** طور پر پسر موعود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدس کا بطور تفاؤل صاحبزادہ صاحب ممدوح کا **بشیر** اور **محمود** نام رکھنا یہ بھی اس

بات پر دلیل تھی کہ صاحبزادہ صاحب ممدوح ہی پسر موعود ہوں گے کیونکہ بطور تفاؤل نام رکھنا چونکہ در اصل دعا اور مراد ہوتی ہے لہٰذا حضرت اقدس کا بطور تفاؤل نام رکھنے سے یہ دعا و مراد تھی کہ خدا کرے یہی لڑکا وہ **بشیر** اور **محمود** ہو جس کا سبز اشتہار میں وعدہ ہے۔ اور حضرت اقدس کو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ الہام ہو چکا تھا کہ خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ سو وہ تفاؤل صحیح ہوا۔

تعیین کی ایک قسم ختم ہوئی اب تعیین کی دوسری قسم لکھی جاتی ہے۔

علامات کے ذریعہ سے تعیین

علامت اول

پسر موعود کی ایک یہ علامت تھی کہ وہ بلا توقف بشیر اول کے بعد پیدا ہوگا اور درمیان میں کوئی اور پیدا نہ ہوگا۔ جیسا کہ حوالجات ذیل سے ظاہر ہے۔

حوالہ اوّل۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا تتمہ صفحہ ۷ سطر ۱۰ "ایک اور لڑکا ہونے کا **قریب مدت** تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا" یہ اشتہار بشیر اول کی پیدائش کے بعد اور فوت ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور پیچھے ثابت ہو چکا ہے کہ اس عبارت میں جو ایک اور لڑکا ہے یہ پسر موعود ہی ہے۔ اب دیکھو کہ قریب کا لفظ کس پر صادق آتا ہے۔ وہ حضرت خلیفہ ثانی پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ حضرت ممدوح ہی بشیر

اول کے قریب رہا۔ وہی بشیر اول کے بعد پیدا ہوئے دیکھو شجرہ نسب رسالہ ہذا کے آخر میں۔

حوالہ دوم سبز اشتہار صفحہ ۲۱ حاشیہ سطر ۸ "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا محمود اور تیسرا نام اُس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اُس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اُس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اُس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ بشیر اول کے بعد بشیر ثانی یعنی مصلح موعود نے ہی پیدا ہونا تھا کسی اور نے نہ ہونا تھا۔ اب دیکھو کہ بشیر اول کے فوت ہوتے ہی کون پیدا ہوئے وہ حضرت خلیفہ ثانی ہی ہیں۔

حوالہ سوم۔ اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء صفحہ اول سطر ۸۔ الہام "انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔" یہ الہام بشیر اول کی پیدائش سے پہلے کا ہے اس الہام میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ آنے والا یعنی مصلح موعود دوسرا ہے۔

حوالہ چہارم۔ سبز اشتہار صفحہ ۱۷ سطر ۲ جیسا کہ یہ الہام انا ارسلناہ شاہداً و مبشراً و نذیراً کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق کل شیءٍ تحت قدمیہ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں

کیا گیا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس کے قدم اٹھانے کے بعد جو اُسکی موت سے مراد ہے ظہور میں آجائیں گی:۔۔۔۔۔۔ یعنی پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلا کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے۔۔۔۔۔۔۔ سو اے وے لوگو جنھوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئیگی" سو جس طرح کہ ظلمت کے بعد روشنی کا ہی ہونا ضروری ہے نہ کسی اور چیز کا اسی طرح بشیر اول کے بعد **مصلح موعود** کا ہی پیدا ہونا ضروری ہے نہ کسی اور کا۔ اب دیکھو کہ بشیر اول کے بعد کون پیدا ہوئے؟ وہ حضرت خلیفہ ثانی ہیں۔

اس بات کی تصدیق میں کہ پسر موعود کی یہ بڑی علامت ہے کہ وہ بلا توقف بشیر اول کے بعد ہوگا خود حضرت اقدس کی تحریر پیش کرتا ہوں۔

سراج منیر صفحہ ۳۴ حاشیہ سطر ۵۔ فرماتے ہیں:" پسر متوفی میں میرے لڑکوں میں **بلا توقف** لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا"

اور دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷۔" تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض میں **جلد** ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ اور **ابھی بشیر دن** پہلے لڑکے

کی موت پر نہیں گذرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا۔"

علامت دوم

اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء و اشتہار محک اخیار و اشرار میں پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کی گئی تھی۔ جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے شروع ہوتی ہے اور ۲۲ مارچ ۱۸۹۵ء تک ختم ہوتی ہے۔ سو حضرت خلیفہ ثانی اسی میعاد کے اندر پیدا ہوئے۔

اس بات کی تصدیق میں کہ خود حضرت اقدس بھی پسر موعود کی میعاد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے ۲۲ مارچ ۱۸۹۵ء تک سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس کی تحریر پیش کرتا ہوں۔

سبز اشتہار صفحہ ۷۔ فرماتے ہیں۔ "وہ لڑکا **پیشگوئی کی میعاد میں** پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔"

علامت سوم

پسر موعود کی ایک علامت سبز اشتہار میں یہ ہے کہ اس کا نام **بشیر** اور **محمود** ہوگا سو نو برس کے اندر جس قدر صاحبزادے پیدا ہوئے اُن میں سے سوائے حضرت خلیفہ ثانی کے اور کسی کا نام محمود نہیں اور حضرت ممدوح کا نام **بشیر** بھی ہے دیکھو اشتہار ۱۰ جنوری ۱۸۸۹ء جو انکی پیدائش کا اشتہار ہے۔ اس اشتہار میں ان کے تین نام رکھے گئے ہیں **بشیر** اور **محمود** اور **بشیر الدین محمود** اور دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں پسر موعود کا نام **محمود احمد** بھی بتلایا گیا ہے سو جناب حضرت خلیفہ ثانی بچپن سے **بشیر الدین محمود احمد** کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ اور

اب زندہ اُن کے نام کے ساتھ **فضل** اور **بشیر ثانی** اور **فضل عمر** بھی بڑھا چاہیئے کیونکہ یہ تینوں نام بھی پسر موعود کے پیدا ہونے سے پہلے سبز اشتہار میں پسر موعود کے بتلائے گئے ہیں۔

علامت چہارم

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک علامت پسر موعود کی یہ تھی کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔"

آؤ اب دیکھیں کہ چوتھا کون ہے۔ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں کہ "ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔" یہ اشتہار بشیر اول کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔ پھر ۷ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار بشیر اول کے پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۰ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ثانی کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔ پس چوتھے فرزند حضرت محمود ہوئے۔ (ناموں کے لئے دیکھو شجرۂ نسب رسالہ ہذا کے آخر میں۔) **نوٹ**۔ پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد تھی۔ جس

علامت پنجم

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک علامت یہ ہے کہ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔" سو اظہر من الشمس ہے۔

علامت ششم

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک علامت یہ تھی کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا۔" اس میں یہ اشارہ ہے کہ چالیس سال تک پہنچنے سے پیشتر وہ

ہو کر جماعت کا امام ہو جائیگا یہاں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا وہ ارشاد پڑھو جس میں لکھا ہے۔کہ حضرت خواجہ سلیمان صاحب ۲۲ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے اور یہ بات ہے تمہیں کسی خاص مصلحت اور خاص بھلائی کے لئے کہی ہے۔ دیکھو خطبات نور حصہ دوم صفحہ ۲۲۵ ۔وہ جلد جلد بڑھیگا میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اپنے کاموں میں جلد جلد ترقی کریگا۔

علامت ہفتم

اسی اشتہار میں ہے" کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ "سو چودہ مارچ ۱۹۱۴ء کے خلافت کے واقعہ کو دیکھو۔ پھر مخالفوں کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ کے ہاتھ کو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ انھوں نے سرتوڑ کوشش کی اور انسانی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن انکی ایک پیش نہ چلنے دی۔ پھر خوابوں کی کثرت کو دیکھو جو لوگوں کو حضرت صاحبزادہ صاحب کے حق میں آئیں اور آ رہی ہیں گویا آسمان قریب آ گیا ہے۔لوگوں کے رجوع کو دیکھو۔ قادیان کے بھی کئی ان لوگوں نے بیعت کی جنھوں نے پہلے وہ موقعوں پر نہیں کی تھی۔ دلوں کی محبت اور اعتقاد کو دیکھو ایک نئی روح پھنک گئی ہے۔دلوں کی تبدیلی کو دیکھو۔ایمان کی ترقی کو دیکھو۔ باہمی اخوت کو دیکھو۔ ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو مسجد مبارک میں حضرت خلیفہ ثانی کی تقریر کو دیکھو۔ اور انشاء اللہ ابھی بہت کچھ دیکھو

علامت ہشتم

پسر موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ عمر پانے والا ہے کیونکہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے۔" دیکھو سبز اشتہار صفحہ حاشیہ

ہو اور ماشاء اللہ اب پچیسویں سال میں ہیں۔ **علامت نہم** پسر موعود کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ خلیفہ ہوگا۔ دیکھو سبز اشتہار کا حاشیہ صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ ہوئے۔ تعیین کی دو قسمیں ختم ہوئی۔ اب تیسری قسم ختم ہوتی ہے۔

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی تعیین

اب ذیل میں اس بات کا ثبوت دیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جو اب خلیفہ ثانی ہیں یہی پسر موعود ہیں۔

ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء کی بات ہے یعنی عرصہ قریباً سات آٹھ ماہ کا ہوا کہ میں اپنے مکان پر مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس دیکھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت میاں صاحب ہی پسر موعود ہیں۔ تب میں اسی وقت حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عرض کیا مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھکر پتہ لگ گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور انکا ادب کرتے ہیں۔" جب میں نے دیکھا کہ انکا بھی یہی اعتقاد ہے تو اپنے مکان پر واپس آکر دو تین دن میں تمام دلائل کو جمع کیا اور حضرت میاں صاحب کے پسر موعود ہونے پر چودہ قرائن لکھے۔ چودھویں قرینہ (جو در اصل بڑا بھاری ثبوت ہے لیکن میں نے اُسوقت قرینہ کا ہی لفظ لکھا تھا) اس بارے میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ اور اس قرینہ میں میں نے پہلے اپنے الفاظ لکھے پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے مذکورہ بالا الفاظ لکھے جو میری بات کے جواب میں فرمائے تھے۔ اس کے لکھنے کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق ان کے اپنے ہاتھ سے ہو جائے تو بہتر ہے تب میں وہ تحریر جو فلسکیپ کاغذ کے چند ورقوں پر تھی ان کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا کہ اسکو پڑھ لیجئے انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے جب قرینہ چہارم پر پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ حضور نے اس دن یہ الفاظ فرمائے تھے۔ فرمایا ہاں۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور اپنے ہاتھ سے اپنی تصدیق اسپر کر دیں۔ تب آپ نے اپنے ہاتھ سے اُسپر تصدیق کر دی۔ ذیل میں میری تحریر یعنی قرینہ چہارم کا عکس اور اُسپر حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق کا عکس دیا جاتا ہے اور اصل مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا پڑھا ہوا ہے اور جس پر اُن کے اپنے ہاتھ کی قلمی تصدیق ہے میرے پاس محفوظ ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھ لیں۔

عکس دینے سے پہلے ایک بات اور یہاں لکھ دینے کے قابل ہے وہ یہ کہ جب میں یہ تصدیق کروا چکا تو دوسرے دن یعنی ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء کو شام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح گھر میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے میں پاؤں سہلانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بغیر کسی گفتگو اور تذکرہ کے خود بخود فرمایا کہ "ابھی یہ مضمون شائع نہ کرنا جب مخالفت ہو اسوقت شائع کرنا۔" میں نے عرض کیا بہت بہتر۔

دوسرے صفحہ پر جیسے صفحہ ۲۸ پر دونوں تحریروں کا عکس ہے۔ واضح ہو کہ چونکہ اصل مضمون چھوٹے صفحہ پر ہے اور تصدیق اس کے حاشیہ پر ہے اور بغیر کسی تبدیل وضع اور جگہ اور فاصلہ اور سطر کے دونوں تحریروں کا اسی طرح ہو بہو عکس دینا ضروری تھا اور اس رسالہ کا صفحہ چھوٹا ہے لہٰذا صفحہ کی لمبائی میں عکس دیا گیا۔ حضرت ممدوح نے اپنی تصدیق کا پہلا لفظ وہیں سے (ملاکر) شروع کیا ہے جہاں سے آگے اپنے الفاظ شروع ہوتے ہیں

نقل عکس

قرینہ چہار دہم

اس تحریر سے دو تین دن پہلے ۱۰ ستمبر کو میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھکر پتہ لگا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور اُن کا ادب کرتے ہیں"۔

یہ لفظ میںنے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔

نورالدین ۱۰/۱۳ ستمبر

قرینہ چہار دہم

اس تحریر سے تین دن پہلے ۱۰ ستمبر کو میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھکر پتہ لگا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور اُنکا ادب کرتے ہیں"۔

یہ لفظ میںنے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰/۱۳ ستمبر

تعیین کی تیسری قسم ختم ہوئی - ذیل میں حسب وعدہ شجرہ نسب دیا جاتا ہے -

شجرہ نسب

پہلی بیوی
۱ سلطان احمد
۲ فضل احمد

دوسری بیوی
عصمت (لڑکی)
۳ بشیر احمد (بشیر اول)
۴ بشیر - محمود - بشیر الدین محمودؑ (بشیر الدین محمود احمد)
شوکت (لڑکی)
۵ بشیر احمد
۶ شریف احمد
مبارکہ (لڑکی)
۷ مبارک احمد
• امۃ النصیر (لڑکی)
امۃ الحفیظ (لڑکی)

رسالہ پسر موعود و مصلح موعود کا

خلاصہ

جن عبارتوں پر خط کھچے ہوئے ہیں یہ حضرت اقدس کے اشتہارات وکتب کے اصل الفاظ ہیں انہیں کوئی لفظ اپنی طرف سے نہیں بڑھایا گیا نہ کوئی لفظ بدلایا گیا۔

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں **ایک لڑکے** کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔ اس اشتہار میں سے چند الہامی جملے جو اس لڑکے کی نسبت ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کأن اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ ✣

پھر اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں اس لڑکے کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کیگئی۔ جیسا کہ فرمایا۔ **ایسا لڑکا** بموجب وعدۂ الٰہی ۹۔ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔

✣ پسر موعود کی نسبت ایک یہ الہام بھی ہے۔ اے فخر رُسل قرب تو معلومم شد۔ دیر آمدہ ز

پھر سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں اس لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس لڑکے کے نام مقرر کئے گئے جیسا کہ فرمایا۔ **مصلح موعود** کا نام الہامی عبارت میں **فضل** رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا **محمود** اور تیسرا نام اس کا **بشیر ثانی** بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام **فضل عمر** ظاہر کیا گیا ہے۔

اور اسی سبز اشتہار میں مصلح موعود کی نسبت فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق **اپنی میعاد کے اندر** ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

پھر تریاق القلوب میں بتایا۔ سبز رنگ کے اشتہار میں لکھا گیا کہ **اس پیدا ہونیوالے لڑکے** کا نام **محمود** رکھا جائے گا اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ جب اس پیشگوئی کی شہرت کامل درجہ پر پہنچ چکی اور کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو **تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے** ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ **محمود پیدا ہوا۔**

اور سراج منیر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ **وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔** اور اب نویں سال میں ہے۔

حقیقۃ الوحی جو سراج منیر سے آٹھ سال بعد طبع ہوئی اس میں فرمایا کہ **سترھویں سال میں ہے۔**

رسالہ کا خلاصہ تمام ہوا

…ر جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ ثانی ہی پیدا ہوئے اور سراج منیر کی طبع کے وقت حضرت ممدوح ہی نویں سال میں تھے اور حقیقۃ الوحی کی طبع کے وقت حضور ہی سترھویں سال میں تھے۔ منقول

ایک مفید اطلاع

عرصہ چودہ پندرہ برس کا ہوا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے فرمایا تھا کہ "سبز اشتہار کو اپنے پاس حفاظت سے رکھو"۔ چنانچہ دس بارہ برس ہوئے ہوں گے کہ ایک دفعہ جناب مولوی محمد قاسم علی صاحب نے (جو اب اخبار الحق دہلی کے ایڈیٹر ہیں) مجھ سے ظاہر کیا کہ مجھے اپنے فائل کو مکمل کرنے کے لئے سبز اشتہار اور چند اور اشتہاروں کی ضرورت ہے۔ میں نے دوسرے اشتہار تو انہیں دیدیئے لیکن سبز اشتہار کی نسبت میں نے انہیں کہا کہ اس کے دینے میں میں بالکل معذور اور مجبور ہوں کیونکہ حضرت اقدس نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ اسے میں اپنے پاس رکھوں۔ اسی وجہ سے سبز اشتہار میں نے انہیں نہ دیا۔ اس بات کے گواہ جناب مولوی محمد قاسم علی صاحب ہیں۔ وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ فقط۔ رسالہ تمام ہوا۔ نوٹ۔ مسیح موعود کے اس فرزند لڑکے کی خبر حدیث یولد له میں بھی ہے اور نعمت اللہ شاہ ولی نے بھی لکھا ہے کہ پسرش یادگار مے بینم۔ لیکن اس رسالہ میں صرف تعیین دکھلائی گئی ہے۔

خاکسار

(پیر) منظور محمد احمدی

(مصنف قاعدہ یسرنا القرآن)

۲۷ مئی ۱۹۱۴ء از قادیان دارالامن والامان

مسئلہ بروز

احمدی جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کو ثابت کرنے کے لئے مسئلہ بروز پر بہت زور دیا ہے چنانچہ شروع سے لیکر اخیر تک سب کتابیں دیکھ جاؤ جہاں کہیں بھی مسئلہ نبوت ہے۔ قریباً سب جگہ وہاں مسئلہ بروز بھی ضرور ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے بعض احمدی احباب نے بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود کو بموجب وحی اللہ "دنیا میں ایک نبی آیا" اور یاایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر وغیرہ وغیرہ حقیقی اور واقعی نبی اللہ کہہ کر پکارا جاتا ہو اور بجز نبی کریم کے باقی قریباً سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بموجب وحی الہی "کئی دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا" حقیقی فوقیت دکھلائی بیان کی جاتی ہو تو اسوقت مسئلہ بروز کی پوری حقیقت کو نہ سمجھنے والے پکار اٹھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ہرگز نبی اللہ نہ تھے اور یہ کہ بروزی طور سے حضرت مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا درحقیقت ان کو نبی اللہ کے پورے لقب سے ملقب نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اگر اس مسئلہ کو خوب غور کرکے دیکھا جائے تو سمجھ میں آجاویگا کہ حضرت اقدس کا اپنے کو بروزی نبی اللہ لکھنا ہرگز یہ معنی نہیں رکھتا یا ہرگز اس بات کا مترادف نہیں کہ وہ نعوذ باللہ ناقص اور غیر حقیقی طور سے نبی اللہ تھے۔

حقیقی کے بالمقابل غیر حقیقی اور اصل کے بالمقابل ناقص، غیر اصل یا بناوٹی لفظ ہو سکتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود کا حقیقی کے بالمقابل ظلی اور بروزی کے لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز اسبات پر دلالت نہیں، کہ حضرت مسیح موعود ظلی اور بروزی الفاظ کو غیر حقیقی اور ناقص الفاظ کے مترادف مانتے تھے۔ ونعوذ باللہ۔ میں نے بہ تمام کمال محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً سب کتب کو بغور پڑھا ہے اور میں اعلیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ کہ

حضرت اقدس مسیح موعود نے ہرگز ہرگز نبوت ناقصہ یا نبوت غیر حقیقیہ کا دعوے نہیں کیا بلکہ اپنی نبوت اور رسالت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت اور رسالت قرار دیا ہو اور یہ ظاہر و باہر ہو کہ آنحضرت صلعم کی نبوت ناقصہ تو ہرگز نہ تھی بلکہ نبوت حقیقی تھی۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ بروزی نبوت نبوت ناقصہ ہو سکے بلکہ بروزی نبوت تو وہی نبوت کاملہ حقیقیہ ہے جس کی وہ نبوت بروز ہو۔

آپ لوگوں نے عکسی قرآن شریف ہزاروں ہزار دیکھے ہونگے۔ لیکن کیا آپکے نزدیک عکسی قرآن شریف حقیقی معنوں کے رو سے حقیقی قرآن نہیں۔ یعنی کیا عکسی قرآن وہی تاثیر وہی عزت۔ وہی حیثیت۔ وہی کمال اپنے اندر نہیں رکھتا جیسا کہ وہ قرآن جس کا وہ عکس ہو۔ اب عکسی قرآن اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہو۔ ایک پہلو تو یہ کہ وہ یعنی عکس قرآن باوجود رکھنے مضمون۔ نئی عبارت اور نئے نام کے وہ (اوصل) اصلی قرآن نہیں۔ مگر باعتبار اسی نام اسی شان اسی مضمون اور اسی دعوے کے حقیقی طور سے وہی حکم اور حیثیت رکھتے ہو کہ وہ (اوصل) قرآن رکھتا ہو جس کا عکس ہو گویا عکسی قرآن ایک پہلو سے وہ حیثیت تو رکھ قرآن نہیں۔ جس سے وہ عکس لیا گیا۔ لیکن باعتبار کامل عکس رکھنے کے وہی حیثیت اور وہی شان رکھتا ہے جس طرح جس طرح سے اوصل قرآن ہمارے لئے حجت اور حقیقت رکھتا ہو کیونکہ حقیقی معنوں کا نقل اتم ہرگز اپنے اصل سے کسی بات میں الگ نہیں ہو سکتا۔ سو بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعود بموجب اپنے فرمودہ کے

"میں رسول اور نبی نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت۔ نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔ باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"۔۔۔ (دیکھو نزول المسیح حاشیہ)

بطور ظل اتم اور بروز اکمل ہونے کے حقیقی اور واقعی طور پر وہی حیثیت اور حقیقت رکھتے ہیں جو کہ حقیقی نبی اللہ کے شایان شان ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ نہیں۔ اگر اصل حقیقی نبوت

رکھتا ہے تو لازمی طور پر اسکا ظل کامل بھی وہی حیثیت رکھیگا۔ جو اسکا اصل رکھتا ہے۔ سو اگر حقیقی معنوں میں حضرت مرزا صاحب کو حضرت نبی کریم کا ظل تام اور بروز اکمل مانا جاوے تو لازمی طور سے ماننا پڑیگا کہ بروز اتم ہونے سے حضرت مسیح موعود اپنے اصل کی طرح حقیقی معنوں میں نبی اللہ تھے۔ اور اگر حقیقی معنوں کی نبوت سے انکار کیا جاوے تو یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت مسیح موعود ناقص اور غیر حقیقی معنوں میں ظل تھے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل کذب ہے۔ غرض ہر ایک چیز جو کہ حقیقی معنوں میں اپنے اصل کا ظل ہو وہ وہی حکم اور حیثیت رکھتی ہے جو کہ اسکا اصل اور جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ حقیقی معنوں کا عکس قرآن وہی حیثیت اور وہی حکم اور وہی قابل حجت دلائل رکھتا ہے جو کہ وہ قرآن ہیں کا کہ وہ عکس ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اگر حضرت اقدس بھی حقیقی معنوں میں بروز اتم تھے تو وہ بطور بروز اتم ہونے کے کیوں وہی حیثیت اور وہی شان نہیں رکھ سکتے جیسا کہ وہ جنکا کہ وہ بروز اتم ہیں۔

ظل اور اصل کے اتحاد کی تفصیل اسی طرح بھی بیان کیجا سکتی ہو کہ جیسا کہ ایک کتاب کی دوسری ایڈیشن اسی کتاب کی پہلی ایڈیشن کا عکس یا ظل یا بروز اتم ہوتی ہو مگر دوسری ایڈیشن باعتبار نئی تحریر عبارت یا نئے نام کے کوئی الگ کتاب کی حیثیت نہیں رکھتی مگر باعتبار وہی نام اور وہی عبارت رکھنے کے وہی حیثیت رکھتی ہے جو کہ پہلی ایڈیشن کی کتاب رکھتی تھی۔ کسی ایک کتاب کی دوسری ایڈیشن سے کتاب کی حیثیت میں بذاتہٖ کوئی فرق یا نقص واقع نہیں ہو سکتا فرق صرف اتنا ہے کہ پہلا ایڈیشن اصل یعنی اور جنل کاپی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن کا عکس ہے۔ گویا دوسرا ایڈیشن ظل ہے لہٰذا پہلے ایڈیشن اور دوسرے ایڈیشن میں بذاتہٖ کوئی دوئی نہیں محض اصل اور ظل کا فرق ہے سو آپ لوگ اسی طرح اور بعینہٖ اسی طرح حضرت اقدس کے معاملہ کو بھی سمجھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزاروں جگہ یہ تفصیل لکھی ہے۔ کہ

"میں آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے رو سے ظلی طور پر وہی محمد رسول اللہ خاتم النبیین
ہوں اور خدا نے میرے وجود کو محمد رسول اللہ کا ہی وجود مقرر کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھو
اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" اور یہ کہ نبی کریم کی بعثت ثانی میرے ذریعہ ظہور میں آئی ہے ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھو خطبہ الہامیہ وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس حضرت اقدس درحقیقت نبی اللہ ہیں
مگر کوئی الگ یا علیحدہ نام پا کر نہیں کیونکہ الگ طور کی نبوت سے مہر ختمیت ٹوٹ جاتی ہے
جیسا کہ حضرت اقدس نے خود فرمایا ہے:-

"خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک
کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جاوے کہ میرا کوئی الگ نام یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ
ظل اپنے اصل سے الگ نہیں ہو سکتا اور ایسا کیوں کیا گیا اس میں یہ راز ہے
کہ خدا تعالیٰ نے جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے خاتم الانبیاء ٹھیرایا
ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح
کے مقابل محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے۔ تا اس نبوت عالیہ
کی کسر شان نہ ہو اسلئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے
ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدیہ اس میں رکھدی تا ایک معنوں سے مجھ
پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ
رہے" نزول مسیح صفحہ ۳-۴

یہ عبارت کیسی صاف اور واضح ہے اس میں نبوت حقیقیہ کا انکار بھی ہے باعتبار الگ ہم
الگ شریعت اور الگ دعوے کے اور نبوت حقیقیہ کا دعویٰ بھی ہے باعتبار حقیقت کاملہ
ہونے کے الغرض یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کا ظلی یا بروزی نبی اللہ ہونا نقص والی نبوت
ہے محض غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ ناقص نبی پر کسی پہلو سے بھی الحقیقی نبی اللہ کا
لفظ صادق نہیں آسکتا۔ حالانکہ حضرت اقدس نے ہزاروں جگہ اسکو واضح کیا ہے کہ

نہ صرف امتی نہیں بلکہ نبی بھی ہیں۔ اور اگر امتی ہونیکا پہلو اپنے اندر پوری حقیقت رکھتا ہے تو نبی اللہ ہونیکا پہلو[1] اپنے اندر کیوں پوری اور کامل حقیقت نہیں رکھتا کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ حقیقی دعویٰ ہے حالانکہ پیش کردہ دعویٰ بھی تو ایک پہلو اپنے اندر امتی ہونیکا لئے ہوئے ہے پس امتی ہونا کوئی نقص نبوت نہیں اور ظل یا بروز کوئی ناقص یا جعلی الفاظ کے مترادف اور ہم معنی الفاظ نہیں بلکہ حق اور سچ یہی ہے کہ محمد رسول اللہ کے بروز اتم ہونیکے سبب سے میرزا غلام احمد ایسا باکمال نبی اللہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے جیسا کہ فرمایا . . . . "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے

"مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھکر ہے"

اب طالب حق کے لئے کیا یہ ضروری نہیں کہ سوچے کہ اگر مرزا صاحب ناقص اور غیر حقیقی نبی اللہ ہیں تو ایک حقیقی نبی[2] انکی تمام شان سے بہت بڑھکر کیوں اور کس طرح حق یہی ہے جو چاہے سو قبول کرے اور جو چاہے سو قبول نہ کرے کہ حضرت مسیح موعود اعلیٰ امتی اور بطور اکمل اور اتم بروز محمد مصطفےٰ اللہ ہونے کے واقعی اور حقیقی طور سے نبی اللہ تھے اور شرائط ایمان کی چوتھی شرط رُسلہ میں بوجہ اکمل و اشد و اتم طور پر داخل ہیں اور دوسرے تمام وہ پاک لوگ جو اس امت سے گزر چکے ہیں انکو ہرگز وہ شان حاصل نہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کو ہو۔ انکی شان نبوت نہ تھی اور نہ ہی حضرت مسیح موعود کی طرح وہ نبی اللہ تھے اور یہ کہنا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت سب اولیاء اور حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ حدیث علماء امتی . . . . اور حدیث حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اللہ ہے[3] میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس معاملہ میں کہ نبی اللہ کا لفظ ہرگز سوائے مسیح موعود کے کسی دوسرے اولیاء امت پر صادق نہیں آسکتی حضرت مسیح موعود کا صاف اور صریح فیصلہ موجود ہے و ھو ھٰذا

[1] اگر امتی کہہ دینے کی وجہ سے نبی کہنا درست نہیں تو پھر امتی کہنا بھی درست نہیں کیونکہ امتی بھی فرمایا تو ساتھ ہی نبی بھی فرمایا [illegible]
[2] دیکھو معیار الاخیار [illegible] [3] دیکھو صحیح مسلم حدیث نواس بن سمعان

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی...... (حقیقۃ الوحی)

پس اے احمدی قوم اپنے اس امام کی جو امام الاولین والآخرین ہے ساتھ ہی دیکر وہ امام شان نبوت لیکر آسمان سے نازل ہوا ہے بلکہ فخر کرو تو اپنے سید الخلق جری اللہ فی حلل الانبیاء کے سلسلہ میں داخل ہوئی ہو جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے نبی مشتاق چلے گئے۔ والسلام

خاکسار محمد سعید سنتری لاہور

امرِ خلافت

خلیفہ ہونا ضروری ہے

اسلام میں ایک امام ایک امیر کے ماتحت رہنے کے مسئلہ کو یہاں تک ضروری سمجھا گیا ہے کہ رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ اگر تم کہیں سفر میں بھی جاؤ تو تمہارا ایک امیر ہو جس کی تم اطاعت کرو۔ پھر ہر روز پانچ وقت بالالتزام ایک امیر کے ماتحت رہنے کی مشق کرائی اور سمجھایا کہ اگر امیر یا امام سے کوئی سہو ہو جائے تو تم اسے سبحان اللہ عرض کر کے ہوشیار کر دو جو وہ کرے ہو ایک عبادت کے معاملہ میں مقتدی امیر کے طور پر دیکھ رہا ہو کہ امام نے غلطی کی دو سجدوں کی بجائے تین سجدے کر دیئے یا ایک ہی سجدہ کیا یا رکوع بھول گیا۔ مگر مقتدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیشوا کی متابعت کرے اور جماعت کو چھوڑ کر الگ نہ ہو جاوے گو وہ امام مامور بھی نہیں۔ اور اس وقت اس کا فعل تمام جماعت کی سمجھ یا کثرت رائے کے بھی خلاف ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ متابعت و اطاعت میں جو برکات ہیں انکے سامنے اس

قسم کی غلطی کی کچھ بھی حقیقت نہیں افسوس ہے ہمارے بھائیوں نے اسکی عملی طور پر مشق تو بہت کی مگر اصل منشاء ایزدی نہ سمجھے اور جب امتحان کا وقت آیا تو فیل ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مشکوٰۃ کی کتاب الفتن ہی کو پڑھ کر دیکھتے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تسمع وتطیع للامیر وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع تو اپنے امیر کی فرمانبرداری کر اگرچہ تیری پیٹھ پر کوڑے مارے تیرے مال لے لے پھر بھی اطاعت کر۔ مطلب یہ کہ خواہ بظاہر تیری حق تلفی ہو۔ تو بھی اطاعت سے منہ نہ پھیر کیونکہ من فرق جماعۃ المسلمین وامرھم جمیع علی رجل واحد الخ کا وعید موجود ہے اور آپ نے فرمایا کہ فتن سے سلامت رہنے کا یہی طریق ہے کہ جماعۃ المسلمین اور انکے امام کو لازم پکڑے (قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم) اب بتاؤ کہ وہ جماعۃ المسلمین کون ہے جس کا ایک امام مطاع بھی ہے اگر وفات یافتہ امام ہی کافی ہو تو پھر تو مسلمانوں کا ہر ایک فرقہ اپنی جماعت ہونیکا مدعی ہو سکتا ہے مگر امام تو زندہ جماعت میں موجود ہونا چاہئیے جو اور ایسی ہی جماعت ہے جن کے بارے میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ید اللہ علی الجماعۃ فرمایا۔

مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفاء

شہادۃ القرآن صفحہ [illegible] میں حضرت اقدس لکھتے ہیں "خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو × × × ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا" اور الوصیت میں اس جماعت کی تسلی دیتے ہوئے امر خلافت کا نام قدرت ثانی رکھا اور فرمایا کہ "میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے" اور یہ مظاہر مامور ہونے ضروری نہیں کیونکہ ابو بکر رضہ کو باوجود غیر مامور ہونیکے آپنے دوسری قدرت فرمایا۔"

اور الحکم [illegible] اپریل میں جو ڈائری چھپی ہے اس میں آپنے ارشاد کیا کہ جب کوئی رسول یا

اسکی مثال وفات یا سقہ میں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے استحکام بخشتا ہے اور فرمایا کہ "ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ" اور پھر آپ بروز محمد تھے اور جیسے نبی کریم کے بعد سلسلہ خلفاء تھا اسی طرح آپ کے بعد سلسلہ خلفاء ہونا ضروری تھا لا حدیث میں بھی اس خلافت علی منہاج النبوۃ کی خبر تھی جیسا کہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر کی حدیث مروی عن حذیفہ میں فرمایا کہ پانچ دور ہونگے۔

(۱) نبوت (۲) خلافت علی منہاج النبوت (۳) بادشاہ (۴) جبری حکومت (۵) خلافت علی منہاج النبوت۔ اب اس پانچویں کا مصداق عمر بن عبد العزیز کو قرار دینا رسول اللہ کی کشفی نظر کو بہت محدود کر دینا ہے حالانکہ باب الانذار میں اشراط الساعۃ اور نزول عیسےٰ سے متصل اسکا ذکر ظاہر کر رہا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے متعلق ہے اور وہ معنی بہر حال متقدم ہونگے جن میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت و کمال علم کا ثبوت ہے اسی لئے شارحین نے بھی آخری دور کو مسیح موعود کی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع احمدی [illegible] میں ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ کے نیچے المراد بہ زمن عیسیٰ والمہدی لکھا ہے۔ اور واقعات بھی اسکی تائید کرتے ہیں اور ثم سکت سے بھی ظاہر ہے کہ اسکے بعد پھر قیامت ہونے والی ہے اگر کسی نے عمر بن عبد العزیز کو مصداق قرار دیا تو یہ اسکا اپنا اجتہاد ہے اور یہ ان مہدی سے متعلق ہونے کے منافی ہے اگر حضرت مہدی کے بعد سلسلہ خلفاء نہ ہوتا تو آپ حمامۃ البشریٰ ص۳ میں یہ نہ فرماتے کہ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہے کہ نبی کے بعد خلفاء ضرور آتے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ خلفاء مامور ہوں یا بالضرور بادشاہ ہوں کیونکہ مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ مثیل مسیح کے بعد بھی خلیفہ ہوگا ہر ایک اللہ سب انبیاء اور شیوخ بادشاہ ہوتے ہیں اور نہ سب انبیاء و مشائخ

کے بعد مامور خلیفہ ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو چار خلیفے ہوئے وہ علیٰ منہاج النبوت تھے یعنی جو نبی وہ نبوی بادشاہ وہ مامور نہیں تھے ورنہ امیر معاویہ بھی خلیفہ کہے جاتے۔

خلافت کا دعویٰ نہ امیر معاویہ نے کیا نہ ان میں کسی نے خلیفہ کہا چنانچہ حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین نے بھی فرمایا کہ "امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں قطعی خلافت کا دعویٰ نہیں کیا" پھر اگر خلفاء راشدین اگر صرف نیک بادشاہ تھے تو نیک بادشاہ تو مسلمانوں میں اور بھی گزرے ہیں حضرت ابوبکر و عمرؓ کی خلافت پر کتابیں لکھی گئیں حتیٰ کہ مسیح موعود نے بھی سر الخلافہ لکھی دوسرے نیک بادشاہوں کی خلافت پر کیوں کتابیں نہیں لکھی گئیں اور کیوں خلفاء راشدین کے نہ ماننے والوں کو صحابہ نے منافق اور مرتد کہا جیسا کہ مسلم اور طبری میں لکھا ہے اچھا یہ تو دور کی بات ہے مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے حالات ہی کو دیکھو آپ کو دونوں فریق خلیفۃ المسیح مانتے ہیں آپ اپنی خلافت کے بارے میں لکھتے ہیں

"جس طرح ابوبکر اور عمرؓ خلیفہ ہوئے اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔" (تقریر لاہور - بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

حالانکہ آپ نہ مامور تھے نہ بادشاہ، مگر پھر بھی خلیفہ برحق ہوئے اور اپنی خلافت کا اسی آیت سے استدلال فرماتے ہیں جس سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا ثبوت آپ نے اور مسیح موعود نے بتایا اور اس خلافت کو خدا کی طرف منسوب کیا چنانچہ اسی تقریر میں فرماتے ہیں۔

"جس طرح پر آدم اور داؤد اور ابوبکر و عمر کو اللہ نے خلیفہ بنایا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا"

اور ارشاد کرتے ہیں۔

"مجھ کو کسی انسان نے یا کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں"

اس سلسلہ خلفاء میں سے کسی خلیفہ کا انکار

آپ نے غور فرمایا کہ جب مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ حسب فرمان نبی کریم ضروری ہے اور مسیح موعود کا منشاء بھی یہی تھا اور اس خلافت کو حضرت خلیفۃ المسیح بارہا آیت استخلاف کا مصداق قرار دیتے رہے تو اس خلافت کے انکار پر جو وعید ہے وہ قابل توجہ ہے۔ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اس آیت کے معنی ہم اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ وہی کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود نے شہادۃ القرآن میں لکھا آپ فرماتے ہیں۔

"اور یہ وہم کہ عام معنوں کے رو سے اس آیت کی تفسیر کی آیت یعنی وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ بالکل بے معنی ٹھہر جاتی ہے یہ بیہودہ خیال ہے جو ایسے شخص کو آتی ہے کیونکہ آیت کے صاف اور سیدھے معنی یہی ہیں کہ اس سلسلہ خلفاء کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے کر پھر باغیوں اور نافرمانوں کو دھمکی دیتا ہے کہ بعد خلیفوں کے پیدا ہونے کے جب وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہوں اگر کوئی بغاوت اختیار کرے اور ان کی اطاعت و بیعت سے منہ پھیرے تو وہ فاسق ہے۔"

پھر صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ

"بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا یعنی خلفاء کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔"

اسی طرح مشہور عالم قرآن مجید ہمارے خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ اس آیت کے معنی فرماتے ہیں دیکھو درس قرآن مجید کے نوٹ صفحہ ۲۰۰ سطر ۱۳

"برخلاف اسکے جو انکے منکر ہونگے وہ فاسق ہونگے۔"

اسکے بعد تقریر لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی خلافت کے منکروں کے متعلق جو الفاظ فرمائے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو اپنا سچا خلیفہ بنا دیا جو اسکی مخالفت کرتا ہے
وہ مجوسی اور فاسق ہے فرشتے بنکر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو"
پھر فرمایا "مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں"
پھر اپنے مکتوب مندرجہ بدر ۲۹ جولائی ۱۹۱۲ء میں ارشاد کرتے ہیں
"ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں اگر مامور صادق راستباز ہے
تو اسکا جانشین اسی اصل کا حکم رکھتا ہے سورہ نور میں صاف آیت خلافت کی
ہے اللہ تعالےٰ نے منکران خلافت کو فاسق فرمایا ہے"

اس فتوی پر اعتراض

کہا جاتا ہے کہ میر صاحب نے کوئی کہتے ہو طلحہ و زبیر و عائشہ صدیقہ کی نسبت کیا
فتوی ہے جواب میں گزارش ہے کہ ہم مفتی نہیں کہ فرداً فرداً فتوی دینے میں
بہشت دوزخ کی چابیاں ہمارے ہاتھوں میں ہیں نہ اسکی ضرورت ہے خدا کا کلام رسول اللہ
کا کلام خدا کے مسیح موعود کا کلام ہر دو کے مسلہ خلیفہ خلیفہ اول کا کلام پیش کر دیا
اپنی طرف سے کچھ ایزادی کی ضرورت نہیں۔

اوّل ہم اسوقت موجود نہ تھے ہمیں معلوم نہیں یہ بزرگ کس حد تک معذور یا قصوروار تھے
اسلئے انکا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں اتنا ہم جانتے ہیں کہ حضرت علیؓ پر خلیفہ ثالث کے قتل
کرانے کا الزام تھا یہاں کوئی ایسی صورت بھی نہیں

دوم ہر زمانہ میں مقابلہ اسباب میسر کے مطابق ہوتا ہے اتنا تو ثابت ہے . . . .
کہ فریقین میں جنگیں ہوئیں اور طرفین سے آدمی مارے گئے اگر دونوں فریق ایک دوسرے
کو اجتہادی غلطی پر سمجھتے اور معذور جانتے جیسا کہ آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں حق پر تھے یا
دونوں کو معذور سمجھتے تو لڑائی انکے درمیان کبھی نہ ہوتی کشت و خون تک نوبت نہ پہنچ جاتی سو صاف
ظاہر ہے کہ ایک فریق دوسرے کو حق پر نہیں سمجھتا تھا۔

سوم۔ مسیح موعود جو ایسی لڑائیوں میں مسلم ہے اسکا فتوی موجود ہے ملاحظہ ہو تذکرۃ الخلافہ

"والحق ان الحق کان مع المرتضیٰ ومن قاتلہ فی وقتہ فہو باغ وطاغ"
حق یہ ہے کہ حق علی المرتضیٰ کے ساتھ ہے اور جس نے اسوقت میں اسکا مقابلہ کیا وہ باغی اور طاغی ہے فسق اور بغاوت کے ایک ہی معنی ہیں فسق خروج عن الطاعۃ کو کہتے ہیں۔

چہارم۔ ان حضرات کو تعیین خلافت میں اختلاف تھا اور یہاں تو سرے سے خلافت ہی کے قائل نہیں۔

پنجم۔ اہل بدر کے بارے میں ایک حدیث ہے دیکھو مشکوٰۃ لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بدریو جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت لازم ہو چکی۔ مسطح رضی بھی بدری تھے مگر افک عائشہ میں جب ان سے غلطی سرزد ہوئی تو انکو سزا ہوئی ہے سو معلوم ہوا کہ ان خوبیاں کسی خاص جرم کی سزا یا فتوے سے بالاتر معصوم نہیں کر سکتیں۔ پس وہ بڑے بڑے خادم ہیں اور بہت کچھ نیک اخلاص کرتے ہیں جب کوئی غلطی کریں گے تو اس غلطی کا نتیجہ بھگتیں گے وہ عند اللہ شاید معذور بھی ہوں مگر چونکہ یہ امر جاری دیانت سے باہر ہے اسلئے ہم شریعت کا حکم پیش کریں گے جیسا کہ حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے (صفحہ ۱۶۹)"

ششم۔ طلحہ و زبیر و عائشہ صدیقہ کا رجوع تو اریخ سے ثابت ہے طلحہ کے بارے میں تو اسوقت میرے سامنے موجود ہے ملاحظہ ہو حج الکرامہ صفحہ ۱۹۶

"حاکم از ثور بن مجزاۃ روایت کردہ کہ گفت گذشتم بطلحہ روز جمل و او در رمق آخر بود پس مرا گفت از کدام کسانی گفت از اصحاب علی گفت بکشا دست خود بیعت کنم ترا پس دراز کردم دست خود و بیعت نمود مرا روح او شد بر رفت پس آمدم علی علیہ السلام را و خبر دادم از حال وی فرمود اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلعم ابی اللہ تعالیٰ ان یدخل الجنۃ طلحہ الا و بیعتی فی عنقہ بیعت بگذارد پیغمبر صحیح کرد مرحوم او بیعت گرفت از عثمان"

یعنی طلحہ نے جمل کے روز سپاہیان علی میں سے ایک سپاہی کو بلا کر بیعت کی اور حضرت علی کو جب خبر ہوئی تو فرمایا رسول اللہ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے سے انکار کیا۔ جب تک میری بیعت نہ کرے پھر لوگوں سے بیعت لی جس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خلفاء اسوقت بیعت لیتے تھے۔

اور طلحہ و زبیر نے پہلے بیعت کر لی تھی اور خلافت کے منکر نہیں تھے چنانچہ صفحہ ۷۰ پر ہے
و شد کہ اوّل کسیکہ طلحہ و زبیر فرصت آں روز بیعت کردند ایشاں از بیعت و قتال
عثمان نادم شدہ طالب قتل قتلۂ عثمان شدند و با حمیت ایشاں طلحہ و زبیر رجوع کردند
از خروج و توبہ نمودند زیرا کہ زبیر وقت ذکر کرد ان حضرت امیر حدیث را بسوئے
ترک قتال کرد و از مردہ لشکر بیروں رفت۔ صفحہ ۱۰۱ حج الکرامہ

یعنی طلحہ و زبیر نے خروج سے رجوع کیا اور توبہ کی۔ امید ہے میرے بھائی اس مضمون پر غور فرمائیں گے

وفات مسیحؑ پر چند دلائل

دلیل اول۔ وفات مسیح پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ الایۃ یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں (یہ پہلا وعدہ) اور اسکے بعد تجھ کو عزت کیساتھ اپنی طرف بلند کرنے والا ہوں۔ اس آیت میں لفظ متوفیک جس کے معنی امام بخاری نے بروایت ابن عباس ممیتک کے ہیں اور کا لفظ جسکا عربی متوفی ہوا ہو ہی نہ چاہتے ہیں مقدم ہے اور رافعک لفظاً و معنی موخر ہے۔ اگرچہ اس آیت میں صرف وعدہ ہی وعدہ ہے لیکن ایک مخلص کے لئے یہی تسلی کافی ہے کہ وہ خدا جس کی شان میں ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرتا جیسے وعدہ کرتا ہے ویسا ہی اسکو پورا کرکے بھی دکھا دیتا ہے پس جب کہ لفظ متوفیک بحیثیت وعدہ مقدم ہے اور رافعک بصورت وعدہ موخر تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے

وفات دیکر ہی اپنی طرف اٹھائیگا جو بعد از وفات یقیناً رفع ہر ایک مومن کا کیا جاتا ہے اگر یہ کہو کہ حضرت مسیح کو وفات نہیں ہوئی تو پھر یقیناً ابھی تک انکو رفع بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ رفع کا وعدہ بصورت وفات مسیح ہی کے بعد ہوگا۔ ایک عقلمند انسان کے لئے اسی قدر کافی ہے ہر عاقلے را اشارہ بس است۔

دلیل دوم۔ اگر کہا جاوے کہ اچھا مانا کہ اس آیت میں رفع کا بھی وعدہ ہے جیسے کہ وفات کا وعدہ تو پھر یہ کیونکر معلوم ہو کہ وعدہ پورا ہو بھی گیا ہے اگر رفع نہیں تو پھر وفات بھی نہیں سو جواباً عرض کرتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب۔ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید۔ ترجمہ از شاہ رفیع الدین صاحب اور جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو پکڑو مجھکو اور ماں میری کو دو معبود اللہ سے کہیگا پاکی ہے تجھکو نہیں ہے واسطے میرے یہ کہ کہوں میں وہ چیز کہ نہیں واسطے میرے حق اگر تھا میں نے کہا ہوگا یہ اس کو پس تحقیق جانا ہوگا تو نے اسکو جانتا ہے تو جو کچھ بیچ جی میرے کے ہے اور نہیں جانتا میں جو کچھ بیچ جی تیرے کے ہے تحقیق تو ہی ہے جاننے والا غیبوں کا نہیں کہا میں نے واسطے انکے مگر وہ کہ حکم کیا تھا تو نے مجھکو ساتھ اسکے یہ کہ عبادت کرو اللہ پروردگار میرے کو اور پروردگار اپنے کو اور تھا میں اوپر انکے شاہد جب تک رہا میں بیچ انکے پس جب قبض کیا تو نے مجھکو تھا تو ہی نگہبان اوپر انکے اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ ہے۔

ان آیات میں بجواب سوال اللہ رب العالمین مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں جب تک ان میں رہا اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ وہ میری زندگی میں نہیں بگڑے بلکہ میری

وفات کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا سو کیا جب تو نے مجھے وفات دیدی تو میں کیا جانوں کہ میرے بعد انہوں نے میری نسبت کیا کچھ عقیدہ گھڑ لیا ہے پیچھے کا تو تو ہی نگہبان و شاہد تھا یعنی جناب مسیح [illegible] اسنے پہلے تو سبحانک مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق - الی سرقی [illegible] کہکر جناب الہی کے سامنے اپنی برأت [illegible] کہا کہ یہ جرم شرک میری طرف منسوب کسطرح ہو سکتا ہے جبکہ مینے انکو ایسی تعلیم دی ہی نہیں -

پھر وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم کہکر قوم کی برأت کردی کہ میری موجودگی میں انہوں نے ایسا عقیدہ و تماشا بھی نہیں جو مجھے انکا علم ہو کہ انھوں نے کہاں سے اور کس طرح یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کیونکہ میں انہیں ہدایت اور تنبیہ ہی کرتا جیسا کہ ہارونؑ نے بچھڑے کے پجاریوں کو کی، اگر میری زندگی میں ایسا شرک پیدا کر لیتے اور میں انہیں نہ روکتا اور ہدایت کرتا تو بیشک میرا قابل مواخذہ ہوتا لیکن چونکہ ایسے ہوا میری نسبت الوہیت کا قائل انکے دل میں بیٹھا ہے اسلئے میں قابل مواخذہ نہیں ہو سکتا میری وفات کے بعد تو ہی انکا نگران حال تھا پس اے مولوی صاحب اس آیت سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ قوم نصاریٰ حضرت جناب مسیحؑ کی وفات کے بعد ہی بگڑی ہے اب دیکھ لو کیا قوم مسیح بگڑی ہوئی ہے یا نہیں اگر ہے تو مسیح فوت ہو گیا اور انی متوفیک کا وعدہ بھی پورا ہو گیا - اور اگر نہیں بگڑی تو ماننا پڑیگا کہ قوم نصاریٰ موحد ہے اور پکے مسلمان ہیں اور کوئی نہیں اعیاذا باللہ

مگر کہو کہ چونکہ جناب مسیح علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے تھے تو وہاں آپکو کیا معلوم کہ میری قوم نے میری نسبت کیا کچھ عقیدہ گھڑ لیا ہے اس صورت میں آپکا یہ کہنا کہ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم[1] درست ہوگا اور دعوی لاعلمی بھی تام - پس مولوی صاحب سنئے اگر بالفرض جناب عیسیٰ آسمان پر ہی چڑھ گئے ہوں اور انکے آسمانی رفت کے بعد ہی فرض کیا کہ یہ قوم

---

[1] لفظ توفیتنی نے ما دمت فیہم کے دو معنوں میں ایک معنی کی تعیین کردی یعنی وہ بھی جب میں زندہ تھے کہ [illegible] وفات کے سبب نہ [illegible] رفع جسم الی السماء (ایڈیٹر)

لگی ہو تو اب بتاؤ کہ جناب مسیح پھر کبھی اتریں گے بھی کہ نہیں۔ اگر اتریں گے تو ضرور اپنی قوم کو مسیح ابن اللہ
مسیح ابن اللہ کہتے سنیں گے اور صلیب پرستی بھی کرتے دیکھیں گے۔ اب چونکہ اس قدر مشاہدہ کر چکے
ہوں گے تو کنت علیہم شہیداً مادمت فیہم کہکر قوم کی برأت کے اظہار میں جھوٹ کس طرح
بولیں گے جو شان انبیاء [illegible] خود واللہ [illegible] آگے چل کر صاف لکھا ہے ہذا یوم ینفع
الصادقین صدقہم یعنی اس دن صادقوں کو انکا صدق ہی کام آئیگا پس اے مولوی صاحب
یہ وہ آیت ہے جس میں امام بخاری نے لفظ توفیتنی معنی امتنی بیان کرکے وعدہ وفات
کو پورا کرکے دکھلایا ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت سورہ آل عمران یعیسیٰ
انی متوفیک کو سورہ مائدہ کی آیت فلما توفیتنی کے ساتھ ملا کر اس طرح تفسیر کی ہے انی متوفیک
قال ابن عباس انی ممیتک۔ یعنی متوفیک کے معنی ابن عباس کے نزدیک ممیتک
کے ہیں پس ثابت ہوا کہ فلما توفیتنی کے معنی بھی امتنی کے ہی ہیں [illegible] کیونکہ حدیث
مرفوع فاقول کما قال العبد الصالح فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم
اسکی مصدق ہے۔ (محمد عبد العزیز [illegible] مولوی محمد عبد اللہ [illegible] ضلع گوجرانوالہ)

خصوصیات مسیح موعود	[illegible]	[illegible]
رسائل تشحیذ ۱۹۱۲ء	[illegible]	[illegible]
[illegible] القرآن	[illegible]	[illegible]
تشحیذ فروری ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]
تشحیذ مارچ ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]
تشحیذ جون ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]
تشحیذ ستمبر ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]

[illegible] حصہ دوم	[illegible]		ہدایات
البلاغ المبین	[illegible]		محمد رسول اللہ
اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]		اسلام کی دوسری کتاب [illegible]
معیار حق	[illegible]		لیکچر [illegible]
لیکچر [illegible] حصہ چہارم	[illegible]	ترجمہ [illegible] حصہ [illegible]	[illegible] الاحکام
ترجمہ انگریزی حصہ اول مصنفہ [illegible] عبدالرحمن	[illegible]		اربعین
ترجمہ انگریزی حصہ دوم مصنفہ [illegible] عبدالرحمن	[illegible]		پرانی تحریریں
الاسماء الحسنیٰ	[illegible]		مکتوبات احمدیہ حصہ اول
مکتوبات احمدیہ حصہ دوم	[illegible]		ترجمۃ القرآن [illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
تذکرہ مبارکہ	[illegible]		کلام محمود
خطبات نور حصہ اول	[illegible]		[illegible] ربانی
[illegible] کی [illegible]	[illegible]		[illegible]
عصمت الانبیاء	[illegible]		کسر صلیب

یہ سب کتابیں مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کیجئے

اس گرمی کے موسم میں یہ چار دوائیاں آپکے دُکھ درد کے سچے دوست ہیں

اصلی عرق کافور

ہیضہ کی انمول دوا ہے کہیں ہیضہ پھیلا ہو تو دو چار بوند کھا لیا کریں پھر ہیضہ ہونیکا ڈر نہیں رہیگا۔ اگر وقت پر دوا دی جائے تو سو میں ننانوے آدمی بچتے ہیں۔ عرق کافور گھر گرہست اور مسافروں کے ہمیشہ پاس رکھنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک پانچ آنہ [illegible]

عرق پودینہ

یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے اور اس لئے اسکا رنگ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے۔ بدہضمی پیٹ پھولنا ڈکار آنا متلی اریاح وغیرہ کو دور کرکے بھوک لگاتی ہے اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک شیشی سے دو شیشی تک ۵ پانچ آنہ

سر درد و ریاح کی دوا

درد پل بھر میں چھو منتر ہو جاتا ہے اور اسکو پانی کے ساتھ پیو چمک ابر تک [illegible] یا سارے سر میں کیسا ہی درد ہوتا ہو اس سے دور ہو جائیگا۔ یہ کچھ پیسی ہے اور کھانی نہیں کوئی واسطہ نہیں ہے قیمت ایک بیسیاں ٹکیوں کی ۸ آنہ محصولڈاک ایک ڈبیا سے چھ ڈبیا تک ۵

کلورو ڈائن

یہ انگریزوں کی خانگی دوا ہے۔ سر کا درد مغز خوراک کسی صورت سے ہو اسکی ایک دو خوراک سے جاتی ہے اور دست اور ہیضہ کے لئے یہ نہایت مفید ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک ہی دوا خانہ سے بنوایا ہے اور دیگر قیمتی کلورا ڈائنوں سے بہتر ہے اسلئے بازاری کلوروڈائن نہ خرید کرکے اس کلوروڈائن کو خریدیں قیمت ۲ اور ایک آنہ کا چار پیسہ محصولڈاک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملیں گی ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ دو روپیہ ... غیر ممالک ...

باہتمام مینیجر ... پریس قادیان ... چوہدری عبدالسلام ... پبلشر کے حکم سے ... شائع کیا

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

نام کتاب	خلاصہ مضمون	اصل قیمت	رعایتی قیمت
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	حصہ دوم سے حصہ ہفتم تک	۱۰ر	۵ر
سچ بیان نظم پنجابی	مسیح موعود کی تائید میں	[illegible]	[illegible]
احسن القصص	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر [illegible]	[illegible]	[illegible]
در ثمین فارسی	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں	[illegible]	[illegible]
در ثمین اردو	" " اردو نظمیں	۳ر	۳ر
مبادی الصرف	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	۲ر	۱ر
درس قرآن شریف کے نوٹ	حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودہ	عہ	عہ
ابطال الوہیت مسیح	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	[illegible]	[illegible]
ترجمۃ القرآن پ۱ پ۲ پ۳ فی جلد	مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب	[illegible]	عہ
تحفہ سالانہ	مختلف بزرگان قوم کی تقریریں	عہ	۳ر
حقیقت نماز	نماز کے متعلق ضروری احکام	عہ	۳ر
النصح	تائید [illegible]	۲ر	۱ر
رد چکڑالوی	رد فرقہ چکڑالوی	۵ر	۳ر
اربعین الاحادیث	احادیث کی [illegible] پر مختلف [illegible] کو مناسب [illegible] قرآن کریم سے [illegible]		رعایتی قیمت ۱ر
صادقوں کی روشنی	حضرت مسیح موعود کی وفات پر [illegible]		۳ر
البرق	رد [illegible]		۱ر
طبیب روحانی	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث نبوی [illegible]		۱ر
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	تمام اعتراضات [illegible] کا جواب [illegible]		

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۹۱۴ء

خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری ہے

میں اس موضوع پر ایک مفصل تحریر لکھنا چاہتا تھا کہ حسن اتفاق سے عالم حقائق آگاہ مولانا سید سرور شاہ صاحب ایدہ اللہ کا یہ مضمون پہنچ گیا جو بلحاظ اپنے عالمانہ مطالب کے قابل مطالعہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ احباب بہت شوق سے پڑھیں گے

جماعت کی تعداد پر اعتراض

خلافت کے نہ ماننے والے یہی غرض اور عذر پر استدلال کرتے ہیں کہ اس تعداد میں حضرت مسیح موعود پر زد کرنے سے بھی نہیں ہچکچے مولوی محمد علی صاحب جیسے بزرگ لکھتے ہیں جماعت کے کثیر حصہ کی بیعت ہم تب مانیں گے کہ تین لاکھ کی فہرست پیش کی جاوے کیونکہ مسیح موعود نے لکھا ہے کہ میری جماعت ۳-۴ لاکھ ہے۔ اب خدا جانے کوئی غور کرے کہ لاکھوں کی زد کہاں پر پڑتی ہے۔

مسیح موعود کا ماننا غیر ضروری

اسی طرح مسیح موعود کے ماننے کو غیر ضروری اور

کے دعویٰ رسالت کو صوفیانہ ادعاء (یعنی از قسم شطحیات) اور انپر نبی اللہ کے اطلاق کو ناجائز یا ایسا قرار دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف کو عورتوں نے ملک کریم کہدیا تھا۔ بلکہ اسی دھن میں یہانتک ترقی کی کہ مولوی محمد علی صاحب نے کفر و اسلام کے ٹریکٹ میں صاف صاف

کفر و اسلام کی غلط تعریف

لکھدیا کہ فقط اللہ کے ماننے سے انسان مسلم اور مومن ہوجاتا ہے جس میں رسولوں کا ماننا بھی شرط نہیں رکھی اور جس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ انکے نزدیک مشرکین مکہ اور یہود اور عیسائی بھی دائرہ اسلام میں داخل اور مسلم ہیں کیونکہ گو وہ مشرک یا رسولوں کے منکر ہیں۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون سے ثابت ہے کہ مشرک بھی مومن ہے۔ اور رسولوں کا ماننا اسلام

خلفاء کو صرف نیک بادشاہ سمجھتے ہیں

کے دائرہ میں داخل ہونے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ پھر اسی طرح خلفاء راشدین پر بھی خوب ہاتھ صاف کیا ہے کہ صاف لکھدیا ہے کہ انکی خلافت اور انکی بیعت روحانی اور دینی اور پیری مریدی والی نہ تھی بلکہ محض سلطنت کی تھی جس طرح کہ اور دنیا کے بادشاہوں کی ہوتی ہے۔ پھر اسی دھن میں یہ

خلیفۃ المسیح کے بارے میں اعتقاد

بھی لکھدیا کہ جس نورالدین کے آگے درخواست دی تھی کہ بمطابق الوصیۃ کے تو مسیح موعود کا خلیفہ بنکر ہم سے بیعت لے اور جس کی بیعت کے لئے سب احمدیوں میں اعلان کیا تھا کہ مطابق الوصیۃ کے مولوی نورالدین صاحب کو مسیح موعود کا خلیفہ اول تسلیم کر کے ہم نے اسکی بیعت کرلی ہے اور اسکا حکم مسیح کے حکم کی طرح آئندہ جماعت کیلئے واجب الاتباع ہوگا اور پھر سب پرانے اور نئے احمدیوں کو اسکی بیعت کے لئے بلایا تھا۔ اور جس کی دوبارہ بیعت ہے محض اس لازم پر کی تھی کہ مجھے کہدیا تھا کہ جو انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے خلیفہ اسکے ماتحت ہے اور جس کو چھ سال تک خدا اور

اور تقریر و تحریر میں ہم خلیفۃ المسیح کہتے رہے ہیں وہ ہرگز خلیفہ نہیں تھا بلکہ اصل خلیفہ انجمن تھی اور احمدیوں کو اسکی بیعت بھی نہ کرنی چاہئے تھی پر اسنے یونہی زبردستی لوگوں سے بیعت

خلافت کی اور یہ جو کچھ اس نے کیا ہدایت کے خلاف کیا بلکہ اپنے ساری جماعت کو مسیح موعود کی ہدایت کے خلاف چلا دیا۔ اور آپ کے بعد چھ سال تک یہ ساری جماعت فمن بدلہ من بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ کی مصداق ہو کر اس گمراہی میں پڑی رہی۔

اس اعتقاد کا نتیجہ اب یہ باتیں کرتے ہوئے کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم اپنے آپ کو کس پوزیشن میں ظاہر کرتے ہیں جب مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح تھے بلکہ خلیفۃ المسیح انجمن تھی اور آپ پہلے سے اسکو خوب جانتے تھے تو پھر پہلے ہی کیوں خلافت اور بیعت کی درخواست دی اور پھر بار بار موقعہ آنے کے باوجود بیعت کرتے رہے خلیفۃ المسیح کہتے رہے اور اخلاقی اور ایمانی جرأت سے کام لیکر کبھی وہ کچھ نہ کہا جو کہ اب کہتے ہیں۔ یہ ہے ان کی کارروائیوں کی مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

قل اللہ ثم ذرھم کے معنی غلط کئے اب سنئیے کہ ان باتوں کے ثبوت کے لئے جو کچھ پیش کیا جاتا ہے اس میں وہ قابل اعتراض طریق برتا جاتا ہے جس سے کبھی سے بھی شرم آتی ہے چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کفر و اسلام والے ٹریکٹ میں جب اسکا ثبوت دینے لگے کہ فقط اللہ کے ماننے سے آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور رسولوں اور کتابوں اور فرشتوں اور قیامت کا ماننا ضروری نہیں تو اسکا ثبوت کیا ملتا ہے کہ آپنے یہ آیت پیش کر دی۔ قل اللہ ثم ذرھم اور ایجاد بندہ کے طور پر اسکا ترجمہ یہ کر دیا کہ تو اللہ منوا کر پھر انکو چھوڑ دے۔ اب خدا کے لئے کوئی شخص دنیا بھر کے ترجمے اور سب تفسیریں دیکھ جاؤ کسی میں یہ ترجمہ نہ پاؤ گے پھر قواعد اور لغت کی رُو سے یہ ترجمہ درست نہیں بلکہ خود قرآن مجید کی عبارت اس ترجمہ کا احتمال ہی نہیں رکھتی چنانچہ پوری آیت کریمہ جو لکھی گئی ہے یہ ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیئ۔ قل من انزل الکتب الذی جاء بہ

موسیٰ نوراً وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا وتخفون کثیراً
وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰباؤکم قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم
یلعبون جس کا مطلب صاف آیات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے جب کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بتلاؤ کہ وہ کتاب کس
نے اتاری جو کہ موسیٰ لایا تھا پھر خود ہی بتلایا کہ تم کہو اللہ نے وہ اتاری تھی پھر کہا
کہ ان کو گفتگو بیہودہ میں لگے رہنے دو۔

اب پہلے قل من انزل الکتاب الخ کا اور بعد میں ذرھم فی خوضھم یلعبون
صاف صاف اصل مطلب کو ظاہر کرتے اور پکار پکار کر اس ترجمہ کی نفی کرتے ہیں
جو کہ ٹریکٹ میں کیا گیا پھر ضمیر پر غور ہونا بھی اس ترجمہ کو دھکے دیتا ہے۔ پھر حضرت
خلیفۃ المسیح ہمیشہ درس قرآن دیا کرتے تھے احمدیاں کے پڑھنے والے تو بار بار سارا ترجمہ
سن چکے ہیں ان میں سے کوئی ایک فرد بھی نہ کہے گا اس ترجمہ کی تردید کی ہے اور درس کا تو
یہ حال ہے کہ ہر ایک سمت سے اشخاص درس کے نوٹ کاپیوں پر لکھ لیتے تھے۔ انہیں
سے کسی پر مشہور ترجمہ کے خلاف اتنا نہیں۔ تو یہ انکی جرات کو دیکھو ان سب باتوں کو پس
پشت ڈال کر اسکا یہ ترجمہ کر دیا۔ اور جب سوال ہوا تو نہایت دلیری سے حضرت خلیفۃ المسیح
کے ذمہ لگا دیا اور یہ نہ خیال کیا کہ انکے ترجمہ والے نوٹ بدر میں چھپ چکے ہیں پھر قلمی
اپنے ہاتھ کا ترجمہ لکھا ہوا موجود ہے پھر سینکڑوں لوگ ان کے ترجمہ کے گواہ موجود ہیں۔ اور
کثرت کے ساتھ متعدد واقعات کی کہاں پہلی شہادت درج ہیں پس انکے مقابلہ میں انکے
لکھنے کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے جبکہ زبان اور قواعد اور عبارت کے بھی خلاف ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب غلط بیان کیا

پھر اور سنئے کہ اسی ٹریکٹ کے دوسرے صفحہ پر آپ ثبوت
دینے کے لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بات لکھتے ہیں
کہ امام صاحب کا مذہب ہے کہ جو شخص دل سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہدے

تو مومن ہو جاتا ہے خواہ پھر اس سے کفر شرک یا ظلم سرزد ہو جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فقط اللہ کو دل سے ایک دفعہ مان کر کوئی شہادت کلمہ کہہ دے پھر خواہ وہ دہریہ بھی ہو جائے بت پرست بھی ہو جائے تو بھی وہ مومن ہی کہلاتا ہے وہ کبھی مرتد نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیہودہ فعل تو ایک جاہل بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ امام اکبر جس نے امام اعظم کا لقب پایا ہو۔ ہمارے ایک طالب علم نے اسکا حوالہ طلب کیا تو جواب ملا کہ پیغام صلح میں درج ہو گا وہاں سے دیکھ لیں حالانکہ جب اصل ٹریکٹ میں حوالہ موجود ہے تو پیغام میں کہاں قرآن مجید کے ترجمہ پر اور ایسے جلیل القدر اماموں پر کہ جنکے ہم سب اتباع ہوں اور ان کے اقوال کو بڑی احتیاط سے ضبط کیا جاتا ہو۔ ایسی جرأت کرنا نہایت درجہ کی دیدہ دلیری ہے یہ محض اس اعتبار پر کہ احمدیوں میں اب ہماری وہ حیثیت ہے کہ ہم جو کہینگے وہ بے چون و چرا آمنا و صدقنا کہینگے۔

بیعت خلفاء کے متعلق شاہ ولی اللہ کا ایک حوالہ

ایسے ہی حوالوں کی نظیریں تو عجیب در عجیب اور بہت کثرت سے ہیں۔ مگر اس وقت میں ایک خاص حوالہ پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ اسلئے اوروں کا ذکر اس وقت چھوڑتا ہوں اور پہلے اس حوالہ کی نسبت بتاتا ہوں کہ کس طرح کاٹ تراش کر حوالے لئے جاتے ہیں۔ ۳۰ اپریل کے پیغام میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قول الجمیل کا حوالہ بیعت کی نسبت دیا ہے اور جو کچھ اس سے ثابت کرنا چاہا ہے اسکی حقیقت بھی انشاء اللہ آگے بتاؤنگا

یہ حوالہ پورا نہیں دیا

مگر پہلے یہ بتاتا ہوں کہ اسکا کچھ حصہ تو نقل کیا ہے اور کچھ حصہ چھوڑ دیا ہے اور پھر اسکی وجہ بقدر طاقت بھی ظاہر کی ہے کہ باقی ضرورت نہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ باقی حصہ وہ ہے کہ جو خود جماعت بھی نہیں مانتے بلکہ اس گروہ کے بڑے بڑے لوگ اسکے خلاف بڑے زور و شور سے لکھ اور بیان کر چکے ہیں چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں فالحق ان البیعۃ علی اقسام منھا بیعۃ الخلافۃ ومنھا بیعۃ الاسلام ومنھا

بیعۃ التمسک بحبل التقوی ومنہا بیعۃ الہجرۃ والجہاد ومنہا بیعۃ التوثق فی الجہاد۔ وکانت بیعۃ الاسلام متروکۃ فی زمن الخلفاء اما فی زمن الراشدین یہاں تک عبارت لکھکر پیغام نے آگے بقدر حاجت کا لفظ الخ کرکے عبارت چھوڑ دی ہے اور پھر یہاں انکی عبارت کی نقل شروع کی ہے وکذلک بیعۃ التمسک بحبل التقوی کانت متروکۃ الخ

چھوڑی ہوئی عبارت یہ ہے اب اس لکھی عبارت کی پوری نقل سے پہلے میں یہاں پر وہ عبارت نقل کر دیتا ہوں جو کہ ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں سے چھوڑ دی ہے۔ اور میں اس کو پہلی عبارت کے آخری حصہ کے ساتھ ملا کر لکھتا ہوں تاکہ اتصال بخوبی معلوم ہوجائے اور وہ یہ ہے (اما فی زمن الراشدین) فلانہم ظہرت دخول الناس فی الاسلام فی ایامہم کان غالباً بالقہر والسیف لا بالتالیف و اظہار البرہان ولا طوعاً ورغبۃ۔ واما فی غیرہم فلانہم کانوا فی الاکثر ظلمۃ فسقۃ لا یہتمون باقامۃ السنن۔ اسکا ترجمہ جو کہ مولوی خرم علی صاحب نے قول الجمیل کیساتھ چھاپا ہوا ہے اور جسکا نام شفاء العلیل ہے یہ ہے "خلفائے راشدین کے وقت میں بیعت اسلام اسواسطے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں انکے زمانہ میں اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام کے اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء کے وقت میں جیسا کہ خلفاء مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں اسواسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ ان میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے"

کیا اسلام جبر اور شمشیر سے پھیلا اب ناظرین خود غور فرمائیں کہ مطلب اس عبارت کا جو درمیان میں سے پیغام نے چھوڑ دی ہے کیا اس میں

صاف طور پر بیان کیا گیا ہے مگر خلفاء راشدین کے زمانہ میں غالب قہر اور تہور کے ساتھ لوگ اسلام میں داخل کئے گئے نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل کے ساتھ اور نہ طوعاً اور نہ رغبۃً داخل ہوئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ طوعاً کے مقابل کرہاً ہی آتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی طوعاً او کرہاً فرما کر بتایا ہے کہ طوعاً کے مقابل کرہاً ہوتا ہے تو جب طوعاً داخل نہ ہوئے تو پھر کرہاً ہوئے

اگر بیعت خلافت غیر ضروری ہی تو یہ بھی مانو کہ اسلام کرہاً منوایا گیا

مخلصین پیغمبر جو اسلام کے دائرہ میں داخل ہو چکے تھے رسولوں کا ماننا عموماً اور محمد رسول اللہ کا ماننا خصوصاً کوئی ضروری قرار نہ دیں پر چونکہ اسلام کے تلوار کے ساتھ پھیلانے کے متعلق عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اعتراض ہو چکا ہے اس لئے میں امید نہیں کر سکتا کہ ابھی وہ اسکے بھی قائل اور معتقد ہو جائیں کہ اسلام خلفاء کے زمانہ میں تلوار سے پھیلا ہے پس جس عبارت میں وہ بات درج ہو جسکے خود وہ قائل نہیں یا کم از کم جس کے درست ہونیکا کھلا کھلا اقرار وہ نہیں کر سکتے اسی عبارت کے ایک ٹکڑے کو دوسروں پر بطور حجت اور دلیل کے کس طرح اور کس دیانتداری سے وہ پیش کرتے یا کر سکتے ہیں۔ پھر دیکھئے کہ بقدر حاجت سے کس طرح اس نامقبول اور داغ اسلام بات پر پردہ ڈالا ہے اور دیدہ دانستہ قوم کو غلطی میں رکھا یہ حال پر کئے ہوتا۔

کیا شاہ ولی اللہ کا قول حجت ہو سکتا ہی

پھر خوب جانتے ہیں اور اسکے قائل ہیں بلکہ دوسروں کو اس پر مجبور کرتے ہیں کہ دلیل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہونی چاہئے یا کم از کم کہیں ہمارے امام ہی نے لکھا ہو ورنہ ہر ایک کا قول کوئی حجت نہیں ہو لیکن اپنی طرف سے محض شاہ صاحب کا قول بطور حجت پیش کرتے اور اس پر رکھتے ہیں کہ خدارا ہمارے فتوے باز بھائی اسے غور سے پڑھیں اور رجوع فرمائیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب دوسروں کے لئے اس حوالہ کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہا لہذا اپنے فتوے سے ضرور رجوع کریں۔

حوالہ دینے سے کیا مقصود ہوتا ہے؟

حوالہ جب ذکر کرتے ہیں تو کبھی فقط اس عبارت کا پتہ اور نشان دینا مقصود ہوتا ہے کہ وہاں پر تو ابتدائی لفظ یا الفاظ ذکر کر کے الخ یا الی آخرہ کر دیتے ہیں اور کبھی خود عبارات اسلئے ذکر کرتے ہیں کہ اسکے مطلب کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے تب بقدر ضرورت عبارات کو ذکر کرتے ہیں لیکن چونکہ یہاں پر مطلب کچھ ہے اور جب تک پورا جملہ ذکر نہ ہو اسکا مطلب ظاہر نہیں ہوتا اسلئے اس صورت میں جو عبارت شروع کی جائے اسے پورا جملہ ہونے سے پہلے ختم کرنا درست نہیں ہوتا چونکہ پیغام میں یہ دوسری قسم کا حوالہ تھا اسلئے پورا جملہ ذکر کرنا ضروری تھا لیکن ظاہر ہے کہ اما فی ضمن افراط تو پورا جملہ نہیں ہوتا جبتک کہ اسکے ساتھ آگے کی عبارت نہ ملائی جائے لیکن محض پردہ داری کے لئے خلاف قاعدہ تمام عبارت چھوڑ دی کیونکہ اگر پوری عبارت لکھتے ہیں۔ جو جملہ ہوتی ہے تو پھر انکے قول کے اعتبار اور حجت اور دلیل کا بھی ناپید ہو جاتا ہے اور پھر تمام عبارت کا مجموعی مضمون بیعت میں شبہات پیدا کرتا تھا اسلئے بقیہ عبارت کا عذر تراش دیا

جتنا حوالہ دیا اس سے بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا

یہاں پر یہ بات بھی ضرور مد نظر رکھنی چاہیئے کہ جب شاہ صاحب کی بیان کی ہوئی دلیل کا یہ حال ہو کہ اسکو وہ شخص بھی اپنی زبان اور زبان قلم پر نہیں لا سکتا جو کہ انکے قول کو بطریق حجت پیش کرتا ہے مگر اس دلیل کے باعث سے باقی قول بھی پایۂ اعتبار سے نہ گر جاتا تو پھر کسی دلیل کو وہ دعوی کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ جس کے ثابت کرنے کے لئے اسکو پیش کیا گیا ہو اور وہ دعوے ہے خلفائے راشدین کے زمانہ میں بیعت الاسلام کا متروک ہونا۔ پھر دیکھئے

کیا راشدین کے زمانہ میں بیعت اسلام بالکل متروک تھی

دعوے تو یہ ہے کہ بیعت اسلام راشدین کے زمانہ میں متروک تھی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کلیتہً متروک تھی لیکن دلیل میں یہ نہیں کہا کہ انکے زمانہ میں سب کے سب اسلام میں تلوار و قہر کے ساتھ داخل ہوتے تھے نہ خوف و رغبت بلکہ کہا ہے کہ غالباً اس طرح داخل ہوتے تھے جس سے ثابت

ہوا ہے کہ کچھ لوگ اسکے خلاف تالیف قلوب اور اظہار دلیل کے ساتھ طوعاً اور رغبتاً داخل ہوتے تھے جن سے سنت رسول اللہ کے مطابق وہ بیعت اسلام لے سکتے تھے تو پھر اسکا کلیۃً متروک ہونا کسطرح ثابت ہو سکتا ہے۔ اور ابھی ثابت نہیں کیا اور نہ ثابت ہے کہ جو بیعت کل سے نہ لیجا سکتی ہو وہ اس بعض سے بھی نہ لینی چاہیئے کیونکہ یہ بات ہے کہ قاعدہ اور موافق سنت رسول اللہ لیجا سکتی ہو وہ اگر کل کی نہ ہو سکے تو بعض کی بھی نہیں ہو سکتی تو پھر اس پر مستلزمین پیغام کا یہ کہنا غلط ہو جائے گا کہ احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں سے تو بیعت نہیں لینی چاہیئے۔ ہاں دوسروں سے بیعت لینی چاہیئے۔

کیا غیر راشدین کے زمانہ میں بیعت بالکل متروک تھی؟

پھر بیعت اسلام کے متروک ہونیکی نسبت جو عبارت قول الجمیل میں ہے اور پیغام والوں نے اسکو چھوڑ دیا ہے مذکورہ بالا عبارت کے بعد یہ ہے واما غیرہم فلانہم کانوا فی الاکثر ظلمۃ فسقۃ لا یہتمون باقامۃ السنن۔ یہ پھر بھی وہی حال ہے کہ دعویٰ تو کیا ہے کہ سب خلفاء غیر راشدین کے عہد میں بیعت اسلام متروک تھی اور کسی سے نہ لیجاتی تھی۔ حالانکہ پھر ان سب خلفاء کو ظالم و فاسق نہیں کہا بلکہ اکثر کو کہا ہے تو بعض قلیل کے زمانہ میں متروک ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اکثر کے ظالم و فاسق ہونے سے بھی کوئی یہ لازم نہیں آتا کہ سب سنتوں کو بالالتزام کلیۃً ہی وہ ترک کرتا ہو۔

بیعت نہ لئے جانے کے اور وجوہات

پھر آگے پیغام نے یہ عبارت نقل کی ہے وکذلک بیعۃ التمسک بحبل التقوی کانت متروکۃ اما فی زمان الخلفاء الراشدین فلکثرۃ الصحابۃ الذین استناروا بصحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتادبوا فی حضرتہ فکانوا لا یحتاجون الی بیعۃ الخلفاء۔ واما فی زمن غیرہم فخوفاً من افتراق الکلمۃ وان یظن بہم مبایعۃ الخلافۃ فتہیج الفتن (یعنی تقوے کے لئے بیعت خلفاء راشدین کے زمانہ میں اسلئے متروک تھی کہ

کہ وہ نبی کریم کے فیض صحبت سے مستفیض تھے پس بیعت خلفاء کی کیا ضرورت تھی البتہ
کے زمانہ میں اسلئے بیعت نہ کرتے کہ ان میں خرقہ نہ ہوگا اور فتح الغیب کے آگے یہ عبارت بھی
لکھی ہے وکانت الصوفیۃ یومئذ یقیمون الخرقۃ مقام البیعۃ ثم لما
اندرس هذا الرسم فی الخلفاء اشتغل الصوفیۃ الخرقۃ وتمسکوا
بسنۃ البیعۃ واللہ اعلم یہاں پر پہلی فصل ختم ہو جاتی ہے لیکن پیغام نے اس
عبارت کو بھی چھوڑ دیا ہو۔

یہ وجوہات بھی صحیح نہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ اس عبارت میں بھی نہ کوئی آیت ہے اور نہ
حدیث بلکہ محض اپنی خیالی باتیں ہیں پھر اس بیعت کے راشدین
کے زمانہ میں متروک ہو جانے کی جو خیالی دلیل ذکر کی ہے وہ بھی باطل ہے تمام سب کے سب اول
تو صحابہ کے سوا اور بہت لوگ اسلام میں داخل ہوئے (۲) اس بیعت کے محتاج
بھی تھے پھر ان سے بیعت نہ لینے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اور صحابہ سے بیعت نہ
ان سے بیعت نہ لینے کو مسلم نہیں ہو سکتا۔ پھر خصوصاً جبکہ درحقیقت میں صحابہ سے
بھی بعض زمانوں میں بہت ہی زندہ تھے (۳) پھر صحابہ میں بھی بعض کمزور ہو گئے تھے جن
کی کمزوریوں کا حدیثوں میں اور تاریخ اسلام میں صاف صاف ذکر موجود ہے۔ بقول
پیغام صفائی باطن ایں وہ تو ابھی مزید امداد کے محتاج تھے پھر خلفائے راشدین
کے سوا دوسرے صحابہ بھی آنحضرت کی صحبت سے روشن ہو چکے تھے اس میں شک
نہیں کہ وہ سارے کے سارے خلفاء کے برابر ہی روشنی نہیں حاصل کر چکے تھے
بلکہ ابھی وہ مزید روشنی حاصل کرنے کے محتاج تھے تو جس طرح اصل روشنی حاصل
کرنے میں بیعت کی احتیاج تھی اسی طرح مزید روشنی حاصل کرنے اور اسکی تکمیل کرنے
میں بھی بیعت کی احتیاج ہوتی ہے پس اس خیالی دلیل سے کوئی ترک ثابت نہیں
ہو سکا (۴) خصوصاً پھر صوفیائے کرام کے اجماع پر جب نظر کی جائے کہ چاروں سلسلے

حسن بصری جیلی کے ذریعہ سے حضرت علی اور حضرت ابوبکر سے جاری ہوئی ہیں۔ تو بیعت کا کلیۃً متروک ہونا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ دوسرا کہ حضرت شاہ صاحب کو بھی اقرار ہے اور انکار نہیں ہے اور اسی طرح اختلاف کلمہ کے خوف اور بیعت خلافت کے ظن کی بات بھی داخل فرضی ہے۔

کیا بیعت واجب نہیں ہے

اسکے بعد دوسری فصل کی یہ عبارت نقل کی ہے فاقول اما المسئلۃ الاولی فاعلم ان البیعۃ سنۃ ولیست بواجبۃ لان الناس بایعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقربوا بھا الی اللہ تعالی ولم یدل دلیل علی تاثیم تارکھا ولم ینکر احد من الائمۃ علی تارکھا فکان کالاجماع علی انھا لیست بواجبۃ۔ اس عبارت کا ترجمہ مولوی خرم علی کے ترجمہ قول الجمیل مسمّی بہ شفاء العلیل سے ساتھ نقل کیا ہے اور ان آخری عبارات کے ترجمہ کے بعد مولوی خرم علی صاحب نے اپنی طرف سے یک فائدہ لکھا ہے اسکو بھی بے نام نے یہاں نقل کیا۔ چنانچہ ہم بھی اسکو نقل کر دیتے ہیں وہ وہ یہ ہے ف۔ اور اگر بیعت تقوی واجب ہوتی تو بالضرور اسکے تارک پر انکار وارد ہوتا۔ تو معلوم ہو گیا کہ بیعت سنت ہے اور اس سے کہ حقیقت سنت کی یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیل تقرب الی اللہ کا موجب ہو۔

شاہ صاحب صوفیانہ بیعت کو سنت فرماتے واجب قرار نہیں

اس عبارت کی نسبت ہمیں اسقدر لکھدینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب سب بیعتوں کو سنت اور واجب نہیں قرار دیتے بلکہ اس بیعت کو سنت کہہ رہے ہیں جس کو غیر مقلد اور صوفیا کے مخالف لوگ بدعت کہا کرتے ہیں چنانچہ یہ مشہور واقعہ ہے کہ مولوی عبداللہ غزنوی بیعت لیا کرتے تھے اور مولوی غلام علی قصوری انکی بیعت کو بدعت کہکر ہمیشہ نفرت کیا کرتے تھے چنانچہ شاہ صاحب نے پہلی فصل میں اس بحث کی تمہید میں لکھا ہے فظن قوم الجہال انہا مقصورۃ علی قبول الخلافۃ وان الذی تعتادہ الصوفیۃ

من مبایعة المتصوفین لیس بشیئ وھذا ظن فاسد الخ تو بعض لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ بیعت قبول خلافت کے ساتھ مخصوص ہے اور چونکہ صوفیوں کی عادت ہے کہ وہ متوسلین کی بیعت لیا کرتے ہیں وہ کچھ چیز نہیں ہے حالانکہ یہ فاسد خیال ہے نیز اسی طرح اس عبارت کے بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں واما المسئلة الثانیة (ما الحکمة فی شرعها) فاعلم ان اللہ اجری سنتہ ان یضبط الامور الخفیة المضمرة فی النفوس بافعال واقوال ظاھرة وینصبها مقامها کما ان التصدیق باللہ ورسولہ والیوم الاٰخر خفی فاقیم الاقرار مقامہ وکما ان رضی المتعاقدین ببدل الثمن والمبیع امر خفی فاقیم الایجاب والقبول مقامہ فکذلک التوبة والعزیمة علی ترک المعاصی والتمسک بحبل التقوی خفی مضمر فاقیمت البیعة مقامها اور دوسرا مسئلہ اسکے شروع کرنے میں کیا حکمت ہے پس جان کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کو یوں جاری کیا ہے کہ وہ ان امور کو جو نفوس میں پوشیدہ ہوتے ہیں ظاہری افعال واقوال کے ساتھ انکو منضبط کرتا ہے اور ان افعال واقوال کو ان مخفی امور کے قائمقام کر دیتا ہے مثلاً تصدیق باللہ وتصدیق بالرسول والیوم الاٰخر مخفی امر ہے تو اسکا قائمقام اقرار بنایا گیا اور جیسا کہ مشتری وبائع کی رضامندی قیمت اور مبیع کے متعلق ایک امر مخفی ہے ایجاب وقبول کو اسکا نشان بنا دیا۔ اسی طرح توبہ اور ترک معاصی اور تمسک بحبل التقوی پر عزم ایک امر مخفی ہے پس بیعت کو اس کا قائمقام ٹھہرایا گیا۔ تو جس طرح پہلی عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صوفیوں والی بیعت کو بدعت سے نکال کر سنت ثابت کر دیا۔ اسی طرح اس عبارت سے بھی ثابت ہے کہ یہاں پر بیعت سے صوفیانہ بیعت مراد ہے جس کو بیعت توبہ اور بیعت تمسک بحبل التقوی وغیرہا کے ساتھ بھی موسوم کرتے ہیں۔ اور اسی لئے جو فائدہ خود پیغام نے مولوی خرم علی کے ترجمہ سے نقل کیا ہے جو پہلے ذکر ہو چکا ہے اس میں اسکو بیعت تقوی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ جو کہ

صوفیانہ بیعت ہوتی ہی نہیں ثابت ہو کہ جس بیعت کو شاہ صاحب سنت فرماتے ہیں کب سے ہی وہ صوفیانہ بیعت ہو۔ جس کو غیر مقلد اور مخالفین صوفیا بدعت کہا کرتے تھے نہ بیعت خلافت اور نہ مطلق بیعت۔ اور ہمیں اسکا جواب ثابت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ انشاء اللہ آگے ظاہر ہو جاویگا۔

یہ اعتراض کہ خلفاء کی بیعت پیری مریدی کی بیعت نہیں تھی

اس سب عبارت اور اسکے ترجمہ اور فائدہ وغیرہ کے نقل کرنیکے بعد پیغام میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ بات نہایت واضح طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ خلفاء کی بیعت پیری مریدی کی بیعت نہ تھی اور ایک سلطنت کی بیعت تھی۔ پیر اہم۔ پرانے اصحاب کے لئے جو صحبت رسول سے کامل طور پر مستفیض ہو چکے تھے بیعت کرانی ضروری نہ تھی لہذا ہمارے فتوے بازبھائی اسے غور سے پڑھیں اور رجوع فرماویں۔

[illegible]

ان ملفوظات کا حال تو ہمنے ساتھ ساتھ مفصل کھولکر بتا دیا ہے اور اگر باوجود اس حالت کے پھر یہ ملفوظات قرآن مجید و حدیث کے ساتھ ثابت شدہ عقیدوں سے رجوع کرانیکے موجب ہو سکتے ہیں تو پہلے ان ملفوظات کی وجہ سے آپ خود اسلام کے تلوار کے ساتھ کرنا پھیلانیکے اعتقاد سے رجوع کرکے مشتہر کریں کہ جناب شاہ صاحب کے ملفوظات کا پہلے ہمیں علم نہ تھا۔ اس لئے ہم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اسلام تلوار کے ساتھ کرنا نہیں پھیلایا گیا۔ لیکن اب ہم اس سے رجوع کرکے صاف اقرار کرتے ہیں کہ اور تو کیا خود خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی اسلام تلوار کے ساتھ کرنا پھیلایا گیا ہے اور دلائل بیان کرتے رہتے کہ قلوب کے ساتھ رفتہ نہیں پھیلا اور اس اشتہار کے بعد آپ اوروں کو بھی ان اعتقادوں سے رجوع کی ترغیب دیں جن کے خلاف ان ملفوظات سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے اور ہمنے یہ بھی بتا دیا کہ کسی آیت یا حدیث کو شاہ صاحب نے پیش نہیں کیا اور فقدان کا

قول کوئی بیعت شرعی نہیں ہو سکتی اور یہ بھی بتایا ہے کہ جن وجوہات خیال سے انہوں نے بیعت اسلام اور بیعت تقویٰ کے خلفائے راشدین کے زمانہ میں متروک ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ان سے انکا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

لیکن انکے کلام سے یہ ثابت کرنا کہ خلفاء کی بیعت صرف ایک سلطنت کی بیعت تھی اور پیری مریدی کی بیعت نہ تھی محض غلط ہے اور اس غلطی کی بنا خلافت کے مفہوم و حقیقت پھر خصوصاً خلافت راشدہ کی حقیقت نہ سمجھنے پر مبنی ہے

آپ نے خلافت کی حقیقت نہیں سمجھی

خلافت کی حقیقت حضرت مسیح موعود نے الوصیۃ میں پوری پوری بیان فرما دی ہے وہاں بیان فرمایا ہے کہ جس ہدایات کو اسوقت خداوند تعالیٰ پھیلانا چاہتا ہے انکی تخم ریزی تو نبی کے ہاتھ سے کرا دیتا ہے مگر تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ان سب مقاصد کی تکمیل قدرت ثانیہ کے ذریعہ سے کراتا ہے پس جو کہ یہ بحث ہر وقت اور ہر شرط پر حضرت نبی کی طرح خلیفہ ہوتے ہیں خلافت کے معنی ہی یہ ہیں پر سلطنت کے نہیں بلکہ نبی کی جانشینی اور قائم مقامی کے ہیں ہوتی کے مقاصد سلطنت پر ختم نہیں کہ انکی جانشینی سلطنت ہی میں محصور ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود بھی آنحضرت کے خلیفہ تھے اور آپکی خلافت کوئی سلطنت نہ تھی۔ قرآن مجید میں خبر دی گئی تھی لیستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم اور صحیح بخاری کی حدیث ہے کانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا ببيعة الاول فالاول - اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم یعنی بنی اسرائیل پر انبیاء سیاست کیا کرتے تھے ایک نبی فوت ہوتا تو اسکا خلیفہ نبی ہوتا میرے بعد اب کوئی نبی نہیں بلکہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے

ملاحظہ یہ خلافت مطلب ہے۔

[illegible]

عرض کیا پھر ہمیں کیا ارشاد ہے فرمایا پہلے کی بیعت کو پورا کرو پھر پہلے کی انکا حق انہیں دو اور ان سے انکی نگہبانی کے متعلق اللہ باز پرس کریگا) اور اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے السیاسۃ القیام علی الشیئ بما یصلحہ کذا فی المجمع۔ قال فی الفتح ای انہم کانوا اذا ظہر فیہم فساد بعث اللہ لہم نبیا یقیم لہم امرہم ویزیل ما غیروا من احکام التوراۃ۔ اسی طرح تاج العروس میں لکھا ہے فلان مجرب قد ساس وسیس علیہ (ای ادب وادب) وفی الصحاح ای امر وامر علیہ والسیاسۃ القیام علی الشیئ بما یصلحہ

خلافت سلسلہ محمدیہ وخلافت سلسلہ موسویہ

سو آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوتا ہو کہ اسی طرح خلیفے اس امت میں بھی بنائیگا جس طرح پہلے بنی اسرائیل وغیرہ میں بنائے تھے

پھر صحیح بخاری کی حدیث سے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ بنی اسرائیل میں جب ایک نبی فوت ہوتا تھا تو اسکا خلیفہ نبی ہوتا تھا پھر بائیبل اور تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنی اسرائیل میں بعض نبی نبوت کے علاوہ بادشاہ بھی تھے اور بعض خود بادشاہ نہ تھے بلکہ انکے زمانہ میں کوئی غیر نبی بادشاہ ہوتا تھا۔

سیاست صرف سلطنت کے وجود سے خاص نہیں

لیکن آنحضرتؐ اس حدیث میں بنی اسرائیل کی سیاست کو انبیاء کی طرف نسبت کرتے ہیں تو اب اس سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ سیاست جو کہ قیام علی الشیئ بما یصلحہ اور تادیب اور امر ونہی کو کہتے ہیں کوئی سلطنت ہی کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعض اوقات خالص دینی سیاست ہوتی ہے جیسا کہ ایک غیر بادشاہ نبی یا ولی اپنی جماعت پر قائم ہو کر اسکی اصلاح کرتا ہے اور اسکو دینی ادب سکھلاتا اور امر ونہی کرتا ہے۔

نبی کے خلیفہ کا اصل کام سیاست دینی ہے

(۱) اور بعض اوقات دینی سیاست کے علاوہ ملکی سیاست بھی کرتا ہے جیسا کہ ایک نبی یا ولی ہو کر دینی جماعت کا [illegible]

بھی ہو تو دینی اور ملکی دونوں سیاستیں اپنی جماعت پر کریگا۔ (۲) اور کامل دین میں چونکہ ملکی سیاست بھی بیان ہوتی ہے۔ اور اسکے اصول اور اوامر و نواہی کی پیروی بھی عبادت اور موجب ثواب ہے اسلئے دینی سیاست کے ساتھ ملکر یہ ملکی سیاست بھی دینی سیاست ہو جاتی ہے (۳) اور بعض اوقات محض ملکی سیاست ہوتی ہے جیسے دنیوی بادشاہ جو دینی پہلو سے کوئی تعلق نہیں رکھتے پس نبی کے خلیفہ کا اصل کام تو سیاست دینی ہے مگر اسکے ساتھ ملکی سیاست نہ ہو تو اس سے اسکی خلافت یا سیاست میں کوئی نقص عاید نہیں ہوتا اور اگر اسکے ساتھ ملکی سیاست بھی ہو تو پھر وہ بھی دینی سیاست ہی کی ایک شاخ ہو جاتی ہے اور نبی جب دونوں سیاستوں کا جامع ہو تو جس طرح اس کے اتباع میں سے اسکے بعد اسکی قوم پر خالص دینی سیاست کرنیوالا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور جس طرح کہ دینی اور دنیوی دونوں سیاستیں کرنیوالا خلیفہ ہوتا ہے۔

چونکہ اصل مقصود دینی حکومت ہے اسلئے صرف دنیوی سیاست والا خلیفہ نہیں کہلا سکتا

اسی طرح محض دنیوی اور ملکی سیاست کرنے والا خلیفہ بھی ہے اور دینی سیاست کا اسکو حصہ نہیں ملتا وہ بھی گو اس لحاظ سے اپنے پیشوا نبی کا خلیفہ ہی ہے کہ اسکی جماعت پر اسکی دو سیاستوں میں سے ایک سیاست کر رہا ہے لیکن چونکہ اصل اور اہم مقصد نبی کا سیاست دینی ہوتی ہے اور دنیوی سیاست دینی کے ساتھ ملکر اور اسکے تابع ہو کر اسکے مقاصد میں داخل ہوتی ہے اور جب دینی سے بالکل علیحدہ ہو جائے تو پھر وہ اسکے مقاصد میں شمار نہیں ہو سکتی اسلئے انبیاء اسکو شمار میں نہیں لاتے۔

خلفاء راشدین کون ہیں

اور خلفاء راشدین وہ ہیں جن میں سیاست دینی اور دنیوی دونوں جمع تھیں اسلئے آنحضرتؐ نے انکی خلافت کو خلافت راشدہ اور انکو الراشدین المہدیین فرمایا ہے عجیب بات ہے کہ وہ مسدی بھی ہوں اور پھر ان میں سیاست روحانی اور دین کا نام و نشان نہ ہو اور محض سیاست دنیوی ہی رکھتے ہوں جیسے کہ اور

دنیوی بادشاہ لکھا کرتے ہیں۔

اگر خلفاء صرف دنیوی بادشاہ تھے تو صوفیا اپنا سلسلہ کیوں انسے ملاتے ہیں

پھر کیسی تعجب کی بات ہو کہ دنیا بھر کے جس قدر صوفیا ہوئے ہیں سارے ہی وہ ان چاروں بڑے سلسلوں کی بیعت کا سلسلہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اگر ان کی بیعت محض سلطنت کی بیعت تھی تب تو یہ چاروں سلسلے مصنوعی ہیں۔ اور سب صوفیاء محض افتراء کرتے رہے ہیں۔ خود ہی شاہ ولی اللہ صاحب بھی انکے قائل ہوئے ہیں۔ اسی کتاب قول الجمیل میں آپ نے اپنی پیری مریدی کے سلسلوں کو یعنی نقشبندی قادری چشتی کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ متصل کیا ہے۔ اور اسکے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ان خلفاء راشدین نے ایک دو آدمیوں سے خاص پیری مریدی کی بیعت لی تھی کیونکہ عام تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے چلا آیا کہ ہزاروں بیعت کرنے والوں سے کوئی کوئی اس سلسلہ کا اپنے مرشد کی طرح پیشوا اور بیعت لینے والا بنتا ہے۔

نبی کی بیعت میں دینی دنیوی سیاست شامل تھی

پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح سوائے بعض خاص ضرورتوں کے آنحضرتؐ جو بیعت لیتے تھے وہی ایک بیعت بیعت اسلام بیعت تقوی بیعت سیاست دینی و دنیوی ہوتی تھی کیونکہ بیعت کی حقیقت اطاعت فی المعروف اور شہادت ایمان اجمالی اور تبری عن المعاصی ہے چنانچہ قرآن مجید میں جو بیعت آنحضرت صلعم کی بیان ہوئی اسکی حقیقت بھی یہی ہے۔ سورہ ممتحنہ میں فرمایا ہے یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ۔ پھر آنحضرتؐ کی اس قسم کی بیعت جہاں مروی ہے اسکی حقیقت بھی یہی ہے۔ پھر اسی قول الجمیل میں ہے واما المسئلۃ السابعۃ فاعلم ان الخلفاء

المأثور عن السلف بن يخطب الشيخ الخطبة المسنونة .... ثم يلقن الإيمان الإجمالي فيقول قل آمنت بالله وبما جاء من عند الله على مراد الله وآمنت برسول الله وبما جاء من عند رسول الله على مراد رسول الله وتبرأت من جميع الأديان وجميع المعصيات وأسلمت الآن وأقول أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ثم يقول قل بايعت رسول الله بواسطة خلفائه على خمس شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإقام الصلوة وإيتاء الزكوة وصوم رمضان وحج البيت إن استطعت إليه سبيلا ثم يقول قل بايعت رسول الله بواسطة خلفائه على أن لا أشرك بالله شيئا ولا أسرق ولا أزني ولا أقتل ولا آتي ببهتان أفتريه بين يدي ورجلي ولا أعصي في معروف۔ اور خطبہ مسنونہ جو لکھا ہے اس میں استغفار بھی ضمن ہے۔ اور ان الفاظ کو ماثور عن السلف کہا ہے اور یہ بھی اس حقیقت پر مشتمل ہیں۔

خلفاء اربعہ کی بیعت میں بھی دونوں باتیں ہونگی

اسی طرح خلفاء راشدین کی بیعت بھی ان سب بیعتوں کو شامل تھی کیونکہ الطاعۃ فی المعروف ایسا وسیع مفہوم ہے کہ ہر ایک سیاست کو اور ہر ایک امر و نہی اور حکم کو شامل ہے۔ خواہ سیاست دینی ہو۔ یا سیاست دنیوی ہو۔ کیونکہ دونوں کے متعلق معروف احکام ہیں۔ پس اگر بیعت لینے والا دونوں قسم کی سیاست کا اہل ہو تو اسکی بیعت کے یہ الفاظ دونوں قسم کو شامل ہونگے اور اگر وہ دونوں میں سے ایک ہی سیاست رکھتا ہو اور دوسری سے اسکو حصہ نہ ملا ہو۔ تو پھر وہ ایک ہی مراد ہوگی۔

خلفاء موسوی تو دینی و دنیوی مقتدا ہوں اور خلفاء محمدی محض دنیوی

کیا ہی تعجب انگیز قول ہے کہ بنی اسرائیل کے خلفاء تو دینی اور دنیوی سیاست کے جامع ہوں لیکن سید ولد آدم کی امت محمدیہ میں خلفاء اور خصوصاً خلفاء راشدین محض دنیوی

بادشاہ اور سیاست دینی اصلاحیت اور مرشدیت بلکہ پیری سے بھی محروم ہوں اور جب انکی بیعت پیری مریدی کی نہ ہوتی تو پھر صوفیوں کے سلسلے ہی غلط ہوتے کیونکہ وہ تو انہی پیری مریدی کی بیعت کے واسطے سے آنحضرتؐ کے ساتھ اپنے سلسلوں کو ملاتے ہیں اور انکی اتنی بیعت بھی غلط ہوئی جس میں وہ بواسطہ خلفاء آنحضرتؐ کی بیعت کرتے تھے۔ اور یہ بیعت جو دونوں قسم کی بیعت کو شامل ہو اور جو کہ پیری مریدی کی بیعت سے ارفع تر ہیں اور جس کے میسر نہ آنے کی صورت میں پیری مریدی کی بیعت پر کفایت کیجاتی ہو پانے سے پہلے اور کامل سے کامل صحابی وہ کو بھی اس سے چارہ نہیں تھا کہ انکو بیعت سیاست دنیوی سے چارہ نہیں تھا۔

خلفاء کی بیعت کیلئے رسول اللہ کا حکم

یہی وجہ ہے کہ حدیث مذکور میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کے دریافت کرنے پر انکو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ فوا ببیعۃ الاول فالاول تو اگر صحابہ اور پرانے یا بعد پرانے صحابہ کے لئے بیعت کی ضرورت و حاجت تھی اور انہوں نے بیعت کرلی تھی تو پھر ہر ایک اول خلیفہ کی بیعت کے ایفاء کا ارشاد کیسا؟

خلافت علی منہاج النبوۃ کی پیشگوئی

پھر مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی کی روایت سے حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قال رسول اللہ تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم یکون ملکا جبریۃ فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ثم سکت الخ۔ تو اس حدیث میں آنحضرتؐ نے خلافت اولیٰ خلافت راشدہ کو علی منہاج النبوۃ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ نبوت میں تو بیعت سیاست دینی ضروری

اور آپ کے لئے ضروری ہو تو پھر جو خلافت اس نبوت کے منہاج اور طریق پر ہے اس میں سیاست روحانی اور دینی کی کسطرح نفی ہو سکتی ہے اور کسطرح کوئی اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے پھر حدیث مذکور میں خلافت اولی خلافت راشدہ اور خلافت اُخری خلافت مسیح موعود اور آپ کے سب خلفاء کی خلافت کو (جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں جیسا کہ مسیح موعود نے الوصیۃ میں صاف فرما دیا ہے کہ وہ دائم ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور جس کے قیامت تک ممتد ہونے کو آنحضرت صلعم نے باوجود موقع بیان کے اس پر سکوت فرما کر بتا دیا کہ وہ غیر منقطع ہے) علی منہاج النبوۃ فرمایا ہے۔

خلافت اُخری سیاست دنیوی پر مشتمل نہیں۔

لیکن وعدہ نے بتا دیا ہے کہ خلافت اُخری خلافت مسیح موعود جو علی منہاج النبوۃ ہے سیاست دنیوی پر مشتمل نہیں ہوگی اسکی بیعت بیعت سلطنت اور بیعت سیاست دنیوی ہوتی۔ بلکہ اس کی خلافت سیاست روحانی پر مشتمل ہے لہذا آپ کی بیعت بھی بیعت سیاست روحانی ہے۔

خلافت راشدہ میں سیاست روحانی ضروری ہوتی ہے

تو اب خلافت راشدہ جو کہ خلافت مسیح موعود کی طرح منہاج نبوت پر ہے وہ کس طرح محض خلافت سیاست دنیوی ہو سکتی ہے جس میں سیاست روحانی کا کوئی دخل ہی نہ ہو بلکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہاں پر بھی اصل سیاست روحانی تھی بلکہ اصل دینی تھی جو کہ نبوت کی غرض ہوتی ہے اور دنیوی سیاست بالتبع اسکے ساتھ تھی جس کا ہونا خلافت علی منہاج النبوۃ میں ایسا ہی کوئی ضروری نہیں جیسا کہ نبوت میں اسکا ہونا ضروری نہیں ہاں اگر ہو تو کچھ مضر اور منافی بھی نہیں۔

خلافت کی بیعت سے کوئی کامل سے کامل مستغنی نہیں

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح مومن کامل سے کامل اتباع اور بیعت نبوت سے مستغنی نہیں ہو سکتا اسی طرح خلافت علی منہاج النبوۃ کے اتباع اور بیعت سے بھی مستغنی نہیں ہو سکتا

اور جس طرح مسیح موعود کی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے زمانہ میں خواہ کوئی کتنا ہی باکمال اور ولی اللہ کیوں نہ ہو وہ آپ کے اتباع اور بیعت سے مستغنی نہیں ہو سکتا اسی طرح خلفاء راشدین کی خلافت اولیٰ علیٰ منہاج النبوت کے وقت میں بھی خواہ کوئی کتنا ہی بڑا صحابی ہو یا کتنا ہی باکمال ہو انکی اتباع اور بیعت سے مستغنی نہیں۔

دینی اتحاد کے لئے بھی ایک جماعت کی ضرورت ہے

اسکے علاوہ جس طرح سیاست ملکی اور دنیوی کے لئے اتحاد اور جماعت کی ضرورت ہوتی ہے اور بدوں اتحاد اور جماعت کے اس قسم کی دنیوی سیاست اور دنیوی خلافت ہو سکتی ہی نہیں اسی طرح روحانی اور دینی سیاست اور دینی خلافت کے لئے بھی اتحاد اور جماعت کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے اہل اسلام کا سیادہ و فرقہ خلافت یعنی سلطنت کے کھو دینے پر بھی اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہلانے پر مجبور ہوا ہے۔ گو انکو جماعت کی حقیقت بھی بھول گئی تھی جو کہ بدوں ایک امام کے مطاع ہونے کے ہو سکتی ہی نہیں۔

مختلف افراد جماعت بھی کہلا سکتے ہیں کہ ایک امام کے ماتحت ہوں۔

طبری میں ہے قال ابن حریث لسعید بن زید اشہدت وفاة رسول الله قال نعم قال فمتی بویع ابو بکر قال یوم مات رسول الله کرھوا ان یبقوا بعض یوم ولیسوا فی جماعة - قال فخالف علیه احد قال لا الا مرتد او من قد کاد ان یرتد لولا ان الله عزوجل ینقذھم - ابن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کہ آپ رسول اللہ کی وفات کے وقت حاضر تھے اسنے کہا ہاں پوچھا ابوبکر کی بیعت کب ہوئی اسنے جواب دیا کہ جس روز رسول اللہ فوت ہوئے صحابہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ جماعت کی صورت میں نہ ہوں اسنے کہا کیا کسی نے اسپر مخالفت کی اسنے کہا مرتد یا قریب ارتداد کے سوا اور کسی نے مخالفت نہیں کی اگر اللہ انہیں نہ بچا لیتا۔

جس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے صحابہ کا تو یہی اعتقاد تھا

کو خلیفہ کی بیعت کے سوا جماعت نہیں ہوتی۔ خواہ جماعت دینی ہو یا جماعت دنیوی ہو۔ اور ملکر کام کرینگے بھی یہی معنے ہیں کہ ایک جماعت ہو کر کام کریں۔ پس خلیفہ کی بیعت نہیں تو پھر جماعت ہے اور نہ ملکر کام کرنیکا نام ونشان ہے۔ اسی طرح جب مسیح کے خلیفہ کی بیعت نہ ہوگی تو پھر وہ لوگ مسیح کی جماعت کہلانے کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رُو سے مستحق نہیں ہو سکتے اور نہ وہ ناجیہ اور نصرت مل سکتی ہے جس کو آنحضرت نے ید اللہ علی الجماعۃ فرما کر بتایا تھا کہ جب خلیفہ کی بیعت نہیں تو پھر اہل سنت والجماعۃ کہلانے کے لائق بھی نہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت کے جمیع صحابہ کا یہ اعتقاد ہے کہ خواہ نبی کی بیعت بھی کی ہو لیکن پھر بھی اگر آپ کے خلیفہ کی بیعت نہ ہوئی تو جماعت نہ ہو گی۔ اور جب جماعت ہی نہیں تو پھر کہاں اہل جماعت کیونکر ہوا۔

فرقہ ناجیہ وہ ہے جو جماعت یعنی ایک امام کے ماتحت ہو

بلکہ ۷۳ فرقوں میں سے جو ناجی فرقہ ہے اگر خلیفہ وقت کی بیعت نہ کرے تو اس فرقہ کے لوگ اپنے آپکو فرقہ ناجیہ کہلانے کے مستحق بھی نہ رہینگے کیونکہ جب صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور وہ کون فرقہ ہوگا تو گو صحیح ترمذی کی حدیث میں حضور کا جواب یہ مروی ہے کہ ما انا علیہ واصحابی لیکن امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد کی روایت میں ہی الجماعۃ آیا ہے پس جب ناجیہ فرقہ جماعت ہے اور وہ بغیر جماعت نہیں اور جماعت بجز خلیفہ وقت کی بیعت کے ہو ہی نہیں سکتی تو پھر خلیفہ وقت کی بیعت کے سوا فرقہ ناجیہ کہلانیکا حق دار کوئی کیونکر ہو سکتا ہے۔

آخری زمانہ کے متعلق رسول اکرم کی ایک پیشگوئی

بالآخر میں یہاں پر ایک حدیث لکھتا ہوں مشکوۃ میں ہے کہ نبی کریم کے پاس کچھ مال آیا۔ تو آپ نے وہ بانٹ تو دینے طرف والوں کو بھی دیا اور دائیں والوں کو بھی اور پیچھے والوں کو نہ دیا جس سے ایک شخص نے کہا اے محمد تو نے تقسیم میں عدل نہیں کیا تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ اور فرمایا کہ واللہ تم میرے بعد کوئی شخص پاؤ گے جو کہ مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا ہو۔ اور

پھر فرمایا یخرج فی اٰخر الزمان قوم کانّ ھٰذا منہم یقرؤن القراٰن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج اٰخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم ھم شر الخلق والخلیقۃ۔ یخرج فی اٰخر الزمان قوم اور یخرج اٰخرھم مع المسیح الدجال قابل غور ہیں اور خروج [illegible] کے حکم سے نکلنا ہے چنانچہ بالاتفاق سب اہلحدیث نے ان احادیث سے خلفاء کے حکم سے باہر نکلنے والے ہی مراد لئے ہیں جنکو خوارج کہتے ہیں اور تحلیق کے معنے سر منڈانے کے ہی آتے ہیں لیکن عرب میں اسکا رواج تھا حضرت علی کا خود بھی معمول تھا پھر حج میں یہ خاص طور سے ہے لہٰذا یہ علامت ٹھیک نہیں ہو سکتی اور ایسی بات کو بعض شراح نے محسوس کر کے تحلیق کے وہ معنی بھی لکھ لئے ہیں جو کہ بالکل صحیح اور علامت بن سکتے ہیں چنانچہ لمعات حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے وقد یراد بہ تحلیق القوم واجلاسہم حلقًا حلقًا یعنی تحلیق سے مراد مجلسیں بنانا ہے آخر میں دعا ہے کہ خداوند کریم سمجھ اور خشیۃ اللہ اور ہدایت اتباع حق کی توفیق عنایت فرمائے آمین ثم آمین

خاکسار محمد مسعود عفا اللہ عنہ

مسئلہ نبوت

اور

حقیقۃ و مجاز

اہمیت مسئلہ حقیقۃ و مجاز حقیقت و مجاز کا مفہوم نہ سمجھنے کے باعث بہت لوگ یک حقیقۃ کو مجاز پر محمول کر کے یا ایک مجاز کو حقیقت پر محمول کر کے سخت سے سخت غلطیاں میں پڑتے ہیں۔ چنانچہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جو لفظ نبی اللہ کا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اسکی نسبت جو بعض لوگوں کو غلطی واقع ہوئی ہے۔ وہ اسی پر مبنی اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نبوت کا لفظ کئی مختلف معنوں پر اطلاق پاتا ہے اور کئی مختلف مفہوموں کے لئے مستعمل ہوتا ہے لیکن اس کثرت معنوی کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کثرت معنوی کی پہلے تفصیل کردی جائے:

کثیر المعنی کی اقسام سو واضح ہو کہ (۱) جو لفظ کئی ایک ایسے معانی رکھتا ہو جن میں سے ہر ایک کے لئے وہ ابتداء سے موضوع ہو تو اسے حقیقۃً کہتے ہیں۔ اور ان معنوں میں سے ہر ایک معنی اسکا حقیقی معنی ہوگا نہ مجازی (۲) اور جو لفظ کئی ایک معانی کے لئے مستعمل تو ہو لیکن ان معانی میں سے کسی ایک معنے کے لئے تو وضع ہوا ہو اور باقی معانی پر بعض کثرت استعمال کے باعث دلالت کرتا ہو ورنہ دراصل وہ دوسرے معنی کے لئے موضوع نہ ہو تو وہ بھی ان دو قسم میں سے ایک معنی کے لحاظ سے حقیقۃ ہی ہوگا نہ مجاز لیکن ان دونوں قسموں میں ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلی قسم میں تو ہر ایک معنی کے لئے حقیقت وضعی کہلائیگی۔ اور دوسرے معنی کے لئے حقیقۃ عرفی یا مجاز متعارف اور (۳) اگر ایک لفظ کئی معنوں پر دلالت کرتا ہو جن میں سے بعض پر تو وضع یا عرف عام کی وجہ سے دلالت کرے اور بعض پر وضع

کی وجہ سے اور نہ عرف عام کی وجہ سے بلکہ محض کسی دیگر مناسبت کی وجہ سے دلالت کرتا ہو ورنہ در اصل اس لفظ سے وہ معنی خود بخود نہ سمجھے جاتے ہوں تو مجاز کہلائیگا۔

اقسام حقیقت ومجاز

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کی بھی دو قسمیں ہیں اور مجاز کی بھی دو حقیقت کی دو قسمیں یہ ہیں۔ (۱) حقیقت وضعیہ (۲) حقیقت عرفیہ یا مجاز متعارف۔ اور مجاز کی دو قسمیں یہ ہیں (۱) مجاز وضعا (۲) مجاز عرفاً

اصطلاحات از قسم حقیقت ہیں

اسکے بعد یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اصطلاحات حقیقت کی قسم میں سے ہیں نہ مجاز کی قسم میں سو اور ممکن ہے کہ ایک ہی لفظ کئی ایک مختلف اصطلاحی معنے کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کے لئے وہ حقیقتاً مستعمل ہوتا ہے نہ مجازاً۔ اور ان میں سے کسی ایک معنی کی مناسبت اور علاقہ کی وجہ سے اگر وہ لفظ کسی اور معنی پر دلالت کریگا۔ تو وہ ایسے معنے کے لئے مجاز کہلائیگا۔

نبی کے معنی باعتبار اقسام مندرجہ بالا کے

واضح ہو کہ نبی کا لفظ نبوت سے ماخوذ ہے جسکے وضعی معنے خبر دینے کے ہیں اسلئے اب یہ وضعی معنے کے اعتبار سے خبر دینے کے لئے مستعمل ہوگا تو اسوقت حقیقت ہی کہلائیگا نہ مجاز اور اس صورت میں اسکا نام حقیقت وضعیہ ہوگا۔ اور اگر اس معنے کی مناسبت کو مد نظر رکھکر کسی اور معنے کے لئے یہی لفظ بولا جائیگا۔ تو اس معنی کے لئے مجاز کہلائے گا نہ کہ حقیقت۔ اور اسی لفظ نبوت کے دو اور معنی بھی ہیں جن میں سے ہر ایک معنی اصطلاحی اور عرفی ہے نہ وضعی اور وہ یہ ہیں (۱) صاحب شریعت ہونا (۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے امور غیب کا شرف پانا پہلے معنی کے لئے لفظ نبوت اگرچہ موضوع نہیں ہے۔ تاہم چونکہ پہلے تمام نبی ایسے ہی آتے رہے تھے جن میں سے کوئی بھی امتی اور ظلی نہیں تھا یعنی ان میں سے کسی کی نبوت کسی اور نبی سے مستفاد نہیں تھی اور اسی وجہ سے انہیں اہل عرف اور عامۃ الناس صاحب شریعت سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی نبوت میں کلیۃً تابع ہونگے بالشت جن لوگوں کے مطابع تھے

انکو انہوں نے بلا واسطہ غیرے شریعت پہنچائی۔ اسلئے وہ بذات خود صاحب شریعت کہے گئے اور ایسے ہی نبی ہمیشہ آتے رہے ہیں اس لئے استعمال عام اہل اسلام میں اور عرف عام میں بلکہ اصطلاح لغت نبی اس عرفی مخصوص معنے کے رُو سے ایسے انبیاء کے لئے حقیقۃً مخصوص ہوگیا۔ اور جیسے نبی کے لئے جو ظلی نبی ہو یعنی اسکی نبوت ان سے بلا واسطہ نہ ملی ہو۔ بلکہ اور نبی کے واسطے سے ملی ہو اسکے لئے یہ لفظ اس معنی کے رُو سے مجازاً استعمال ہوا۔

(۲) اور اسکے دوسرے اصطلاحی معنے کے لئے اسکا استعمال اللہ تعالیٰ نے کیا اور اپنے تمام انبیاء کے لئے اعنی جن پر اسنے اظہار علی الغیب کی نعمت نازل فرمائی ہمیشہ یہی لفظ بولا سو یہ معنی بھی اصطلاحی معنی ہیں پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں جس جگہ یہ لفظ واقع ہو اور اس سے مراد مُظہَر علی الغیب ہو وہاں یہ لفظ حقیقت کہلائیگا اور اگر بفرض کلام الٰہی میں اس معنی کے سوا کسی اور معنی کے واسطے یہی لفظ مستعمل ہو تو اسے مجاز کہینگے پس پہلی صورت میں حقیقت عرفیہ اور دوسری میں مجاز عرفی کہلائیگا۔ ان دونو اصطلاحوں میں یہ فرق ہے کہ پہلی اصطلاح عوام الناس کی ہے اور دوسری اصطلاح اللہ تعالیٰ کی ہے۔

نبی کے حقیقی معنی تین ہونگے

اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے تین معنے حقیقی ہیں۔

اول۔ خبر دینا بشرطیکہ وضع کا اعتبار کیا گیا ہو۔

دوم۔ صاحب شریعت ہونا بشرطیکہ عرف الناس کا اعتبار کیا گیا ہو

سوم۔ مُظہَر علی الغیب ہونا بشرطیکہ اصطلاح الٰہی کو مدِ نظر رکھا گیا ہو

مسیح موعود کن معنوں میں نبی اللہ ہے

اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ کا لفظ جو استعمال کیا گیا ہے وہ وضعی معنی کے اعتبار سے بھی حقیقت ہے اور اصطلاح الٰہی اور عرف اصلی کے رُو سے بھی حقیقت ہے اور عرف عام اور اصطلاح الناس کے رُو سے مجاز میں داخل ہے نہ حقیقت میں کیونکہ مسیح موعود کی نسبت حدیث

میں منکشف کر کے واضح کر دیا ہے کہ وہ امتی اور ظلی ہوگا نہ کہ پہلے نبیوں کی طرح بلاواسطہ نبوت پانیوالا ہیں چونکہ اسپر وضعی معنی بھی بلاواسطہ صادق آتے ہیں یعنی خبر دینا کیونکہ اس نے خدا سے خبر پاکر لوگوں میں پیشگوئیاں کیں جو پوری ہوئیں اسلئے وضعی معنی کے رُو سے بھی وہ حقیقی نبی ہے اور اصطلاح الٰہی کے رُو سے بھی وہ حقیقی نبی ہے نہ مجازی کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حقیقۃً مُظہر علی الغیب ہے ہاں اصطلاح عوام الناس کے رُو سے وہ حقیقی نبی نہیں بلکہ مجازی نبی ہے کیونکہ وہ صاحب شریعت نہیں بلکہ امتی اور ظلی نبی ہے۔

اسکی تصدیق مسیح موعود کے کلام سے

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سراج منیر کے صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں

(۱) جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا (۲) کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مُرسل ہوتا ہے کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی (۳) پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مُرسل ہونیکا دعویٰ کیا ہے (۴) دونوں الفاظ تجدید کیلئے بھی آگیا ہے اسکو عربی میں مُرسل یا رسول ہی کہینگے یا کچھ اور کہینگے (۵) مگر یہ یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اسجگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں (۶) بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مُرسل ہی ہوتا ہے (۷) اور یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مُرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں (۸) سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں (۹) ولکل ان یصطلح سو یہ خدا کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔"

اس عبارت میں حضرت اقدسؑ نے ان دس فقروں میں سے نمبر ۷ و نمبر ۸ و نمبر ۹ میں حقیقی معنی میں نبی ہونے کی نفی کی ہے اور اپنی نبوت کو مجازی قرار دیا ہے اور ساتھ ہی ان میں

سے فقرہ نمبر ۵ میں حقیقی معنے سے جو مراد ہے وہ واضح کر دی ہے یعنی صاحب شریعت اور اس طرح سے بتا دیا ہے کہ میرے نبی نہ ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں بلکہ امتی اور ظلی ہوں۔ اور فقرہ نمبر ۵ میں جو لغوی معنے کے رو سے اپنا حقیقی معنی میں نبی ہونا بیان فرمایا ہے اس کو رسول یا مرسل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے کیونکہ آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے رو سے ہر ایک نبی رسول و مرسل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس نے اس مسئلہ کو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں واضح کر دیا ہے اور باقی ۶ فقروں (نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸) میں اصطلاح الٰہی کے رو سے اپنا حقیقی نبی ہونا بیان فرمایا ہے چنانچہ ان میں سے فقرہ نمبر ۱ میں تو یہ خدا کی اصطلاح ہے تحریر فرما کر کھول دیا کہ اسی اصطلاح کے رو سے جس کو آیت فلا یظہر علی غیبہ الآیۃ میں بیان فرمایا گیا ہے میں حقیقی معنے میں نبی ہوں نہ مجازی۔

قصہ مختصر خلاصہ کلام یہ کہ حضرت اقدس لغوی معنے کے رو سے بھی حقیقی معنی میں نبی و رسول ہیں اور اصطلاح الٰہی کے رو سے بھی حقیقی نبی ہیں نہ مجازی نبی۔ ہاں۔ یہی عوام الناس کی عرفی اصطلاح سو اس کے رو سے واقعی آپ حقیقی نبی نہیں ہیں بلکہ مجازی نبی ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ واقعی میں نبی نہیں ہیں۔

شرعی اصطلاحات ہاں اگر شرعی الفاظ اور شرعی اصطلاحات کوئی چیز نہیں ہیں۔ تو معاذ اللہ ماننا پڑیگا کہ آپ نبی نہیں ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ صوم و صلوٰۃ جن کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں وہ کوئی چیز نہیں ہیں کیونکہ وہ بھی تو آخر شرعی اصطلاحات ہی ہیں۔

مسیح موعودؑ نے اپنی نبوت کو مجازی کن معنوں میں فرمایا اخیر میں تینوں معنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس ازالہ اوہام ختم کے صفحہ ۳ کے مندرجہ ذیل فقرات میں اپنی نبوت کو اصطلاح عوام کے رو سے مجازی نبوت فرماتے ہیں۔

بھی ایسا ہے جیسا حضرت مسیح موعود نے رسالت اور نبوت کا دعویٰ کیا ہو قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہو اور کیا ایسا شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہو اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہو وہ کہہ سکتا ہو کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے علم معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں"

اسکا ثبوت یہ ہے کہ آگے آپ نے جس نبوت کی نفی کی ہے اسکی تفسیر اسی صفحہ پر خود ہی ان الفاظ کے ذریعہ سے فرمادی ہے۔

"ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد و بیدین ہے۔"

حقیقی نبوت سے کیا مراد ہے؟ اسجگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری تو ضیح کردی ہے کہ حقیقی نبوت سے مراد ایسی نبوت ہے جو ترک قرآن و ترک احکام شریعہ و ترک دامن آنحضرت صلعم اور براہ راست نبی اللہ ہونے کی شرائط اپنے ساتھ رکھتی ہے اور ان لوازم کی مستلزم ہو۔

آپ کی نبوت کس قسم کی نبوت ہے سو صرف اس معنی کے رو سے آپ اپنی حقیقی نبوت کی نفی کرکے اور پھر اپنے دامن محمدی سے وابستہ کرکے اسکے بعد باقی دونوں معنوں کے رو سے اپنے حقیقی نبی ہونے کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ اسی کتاب انجام آتھم کے اسی صفحہ میں نبوت کے

وضعی اور لغوی معنی کے رُو سے اپنا حقیقی نبی ہونا ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں "لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں" اور پھر اصطلاح الہامی کے رُو سے اپنے حقیقی معنے میں نبی ہونے کو ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ "وہ ایک مستمرانہ محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے" یعنی کلام الٰہی کا یہی محاورہ ہے کہ جس شخص سے اللہ بکثرت مکالمہ و مخاطبہ کرے اسے اسکی اصطلاح میں نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔ لیکن اس سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ آپ اپنے تئیں دامن محمدی سے الگ کرتے ہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں ایسا خیال ایک جنون یا افترا محض ہے کیونکہ آپ نے ہزار ہا جگہ کھول کھول کر بیان فرمایا کہ ان تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات پاک ہے۔

مسئلہ نبوت کی مزید توضیح اس مسئلہ کو حضرت اقدس نے اس خط میں بھی خوب ہی واضح کر دیا ہے جو اخبار الحکم نمبر ۹ جلد ۳ میں شائع ہوا تھا اس میں حضرت اقدس فرماتے ہیں (۱) وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت کو مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے (۲) جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے (۳) بلکہ رسول سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا (۴) اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف بتانے والا" ظاہر ہے کہ قرآنی اصطلاح میں اور الہام الٰہی کی اصطلاح میں ہمیشہ نبی اور رسول کے یہی معنے ہوتے ہیں جن کے رُو سے حضرت اقدس کی نبوت حقیقی نبوت ہے ہاں قرآنی اور الہام الٰہی کی اصطلاح سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے اور عامہ اہل اسلام کی اصطلاح کو مد نظر رکھا جائے یعنی صاحب شریعت ہونا تو اس اصطلاح کے رُو سے حضرت اقدس ہرگز حقیقی نبی نہیں ہیں ہاں اس اصطلاح کے رُو سے مجازی نبی ہیں کیونکہ گو آپکو بلاواسطہ نبوت نہیں ملی تاہم آپکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلائیں اور انکو اس شریعت پر پختہ اور قائم کریں جو آپکو

اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ملی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں۔

شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذٰلک ازکیٰ لھم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی۔ اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِن ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو جھوٹی گواہی نہ دو زنا نہ کرو خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔

غرض اس خط میں بھی حضرت اقدس نے واضح کر دیا ہے کہ جس معنی کے رُو سے میں حقیقی طور پر نبی نہیں ہوں وہ صاحب شریعت ہونا ہے جو مسلمانوں کی ایک اصطلاح ہے۔ ورنہ قرآن کریم میں اور تمام کتب الٰہیہ میں جن معنوں میں نبی کا لفظ آیا انہیں معنوں کے

نبوت سے تو آپ بھی نبی ہی ہیں۔ آپ نے اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اسی خط میں لکھتے ہیں
"اور خوب شہرت ہے کہ خدا سے اطلاع پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا اسی رنگ مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اسکے لئے نبی کا لفظ استعمال کرنا مذموم نہیں ہو۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اسجگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔"

ولکل ان یصطلح

شاید اسجگہ کوئی کوتہ اندیش یہ اعتراض پیش کرے کہ یہ کس طرح ممکن ہو کہ ایک لفظ کے معنی قرآنی اصطلاح میں اور اصطلاحات الہیہ کی اصطلاح میں تو اور ہوں۔ اور اہل اسلام کی اصطلاح میں اور۔ حالانکہ مسلمان وہی ہے جو قرآن کریم کو پکے دل سے مانتا ہو سو اسکا جواب یہ ہے کہ اصطلاحات میں وسعت کا ہونا ایک مسلم امر ہے جیسا کہ حضرت اقدس نے بھی سراج منیر میں فرمایا ہے ولکل ان یصطلح مثلاً عام اہل اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے معنے میں فرق ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر ایک رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر ایک نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں کیونکہ رسول کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نئی کتاب لائے لیکن قرآنی اصطلاح میں اور اصطلاحات الہیہ کی اصطلاحات میں اور تمام کتب سماویہ کی اصطلاح میں یہ دونوں متلازم ہیں ہر ایک نبی رسول ہوتا ہے اور ہر ایک رسول نبی۔ رسول کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ وہ کوئی نئی کتاب لائے۔ جیسے کہ حضرت اسمٰعیل کو قرآن کریم میں نبی بھی کہا گیا ہے اور رسول بھی حالانکہ انکو کوئی نئی کتاب ہرگز نہیں ملی تھی

مسیح موعود کی نبوت اور اگلے انبیاء کی نبوت میں بلحاظ نفس نبوت کوئی فرق نہیں

یہ بات ظاہر من الشمس ہے کہ حضرت اقدس انہی معنوں میں نبی اور رسول ہیں جن معنوں میں قرآن کریم نے حضرت ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، یونس، زکریا، یحییٰ علیہ وغیرہم و علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول کہا ہے۔ اور جن معنوں کے رُو سے حضرت اقدس نے کرشن کو نبی کہا ہے کیا یہ سچ نہیں کہ جس معیار کی بناء پر حضرت نے کرشن کو نبی کہا ہے وہ معیار آپ کی ذات میں نہایت اعلیٰ طور پر نہ صرف موجود ہے بلکہ آپ نے اسے اپنی صداقت کا ایک معیار ٹھہرایا ہے غرض یہ ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ اس میں ذرہ بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔ ہاں جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہو وہ ہمیشہ سیدھی بات کو الٹا بنا لیا کرتے ہیں جب یہ لوگ قرآن کریم جیسی مفصل کتاب سے باز نہیں آتے تو حضرت اقدس کے کلام کو محرف و مبدل کرنے کے لئے زور مارنا کوئی مقام تعجب نہیں۔ ہاں جس طرح قرآنی اصطلاح کے رُو سے حضرت اقدس کا حقیقی نبی ہونا اظہر من الشمس ہے اسی طرح یہ امر بھی اظہر من الامس ہے کہ ان تمام فیض و برکات کا سرچشمہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔

معمولی بول چال میں نبی کا لفظ نہ لانے سے کیا منشاء تھا

ہاں مجھے اس وہم کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ ذکر و بالا خط میں حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ اپنی جماعت کے دن رات کے معمولی محاورات میں نبی اور رسول کا لفظ میری نسبت نہ استعمال نہ کیا جائے" پس اگر آپ واقعی نبی ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ اپنے تئیں نبی کہنے سے لوگوں کو منع کرتے۔

سو اسکا جواب یہ ہے کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ عام اہل اسلام کا محاورہ یہی ہے کہ نبی اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب شریعت ہو اور پہلی شریعت کو منسوخ کرے۔ پس چونکہ عوام الناس اپنی بول چال میں الفاظ کے وہی معنی لیا کرتے ہیں جو عرف عام

میں مشہور ہوں اور انہیں قرآنی اور اسلامی اصطلاح سے آگاہی نہیں ہوتی اسلئے جب تک کہ عوام پر نبوت کی اصل حقیقت کو نہ کھولا جائے تب تک اگر ہم جب یہ لفظ استعمال کریں گے تو وہ اپنے موہوم کی بناء پر غلط فہمی میں واقع ہونگے پس ضروری ہے کہ جہاں کہیں نبی کے لفظ کو استعمال کیا جاوے ساتھ ہی قرآنی اور اسلامی اصطلاح سے بھی آگاہ کیا جائے ورنہ وہ اختراعی اصطلاحوں کی تقلید کے باعث سننے والے غلطی میں واقع ہونگے۔ اب چونکہ حضرت اقدس نے اس مسئلہ کو پورے طور پر متعدد تصانیف و اشتہارات اور متعدد تقریرات کے ذریعہ سے کھول دیا ہے اسلئے اب یہ عذر نہیں ہو سکتا کہ قرآنی و اسلامی اصطلاح سے عوام کو اطلاع نہیں اسلئے اسے اب بھی عام بول چال میں نہیں لانا چاہیئے

پہلے ہی حضرت اقدس نے کیوں تشریح نہیں کی

رہی یہ بات کہ پہلے ہی حضرت اقدس نے پورے طور پر کیوں انہیں کھول کر بیان کر دیا تھا اسکی وجہ خود حضرت اقدس نے بیان فرمائی ہے چنانچہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ میں فرماتے ہیں۔

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا یعنی اس لئے کہ وہ نبی ہے اور میں نبی نہیں (راقم) مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھکو اسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونیکا دعویٰ نہیں بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔"

اور یہ بات بھی کوئی نئی نہیں بلکہ تمام انبیاء کی یہی سنت مستمرہ ہے کہ انکے دعاوی کی تفصیل و تعمیم نہیں ہوتی جو بعد میں ہوتی ہے۔

حضرت اقدس نے اس مسئلہ کو واضح کر دیا

اس مسئلہ کو حضرت اقدس نے اس تقریر (ذیل) میں بھی کامل طور پر بیان فرمایا ہے جو ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کے بدر میں شائع ہوئی تھی جس میں آپ نے فرمایا ہے۔

"ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہدیا۔ اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے کیونکہ وہ لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں اصل میں یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔" xxx

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں۔"

ہوتا اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ کو ظہرے کس نے اس کو دوسرے مذہبوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ پھر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کئی نشان اسکے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔"

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

(اڈیٹر) پر ایک ناظر کے عنوان سے جو مضمون لکھا گیا تھا اس میں پانچ دوحل کے متعلق ایک حدیث تھی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آخری خلافت علیٰ منہاج النبوت عمر بن عبد العزیز کی تھی نہ کہ امام مہدی کی۔ اس پر مفصل ذیل کس توجہ سے پڑھے جانے کے قابل ہیں۔"

عمر بن عبد العزیز خلیفہ علیٰ منہاج النبوۃ مستند حدیث نعمان ابن بشیر نہیں ہو سکتا بچند وجوہ۔ اوّل آنکہ اسکی خلافت جو اول صدی ہجری کے آخر پر ہوئی ہے اسکے بعد کی پیشگوئیاں صد ہا دیگر احادیث میں مندرج ہیں دیکھو کنز العمال وغیرہ کو جو اس زمانہ مسیح تک وقوع ہو چکی ہیں پس حدیث میں جو ثم سکت کا جملہ موجود ہے وہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ اس جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی متعلق حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے آخری زمانہ بعثت کی نسبت ہے لا غیر

ثانیاً آنکہ معترض خلافت علیٰ منہاج النبوت کے مراد کو بالکل نہیں سمجھتا کیونکہ مراد اس سے بقرینہ سیاق و سباق حدیث کے یہ ہے کہ جس طرح اور جس منہاج پر خلفاء راشدین کی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ۔ سید المرسلین صلعم کے بعد رافت کے ساتھ واقع ہوئی اسی طرح خلافت مسیح موعود کی زمانہ بعثت علیٰ منہاج نبوت رافت و رحمت اور

جری اللہ کے ذریعہ ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ (عیسیٰ) رأفۃً ورحمۃً۔

ثالثاً۔ اگر خلافت تامہ نبوت کے پیچھے کسی نبی کا ہونا ضروری ہے جسکے بعد وہ خلیفہ اسکا تابع نبی مقرر ہوا ہو اور عمر بن عبدالعزیز سے پہلے سلمان بن عبدالملک بموجب اقرار خود معترض کے ملک عضوض تھا نہ نبی کا خلیفہ راشد تھا اور نہ خلیفہ تابع نبی کا سو بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ پس خلافت عمر بن عبدالعزیز کی علی منہاج النبوۃ کیونکر ہو سکتی ہے۔

رابعاً۔ تکمیر خلافت علی منہاج النبوت وہ ہو سکتی ہے کہ جس طرح پر نبی اولوالعزم مخالفین پر اپنے قول اور فعل سے دعویٰ متحدیانہ کرتا ہے صاحب خلافت علی منہاج النبوۃ کا بھی اپنے قول یا فعل سے تحدی ظاہر کرتا ہے جیسا کہ صاحبزادہ صاحب نے رسالہ لکھ کر جو خدا کے کاموں کو روک سکے ہیں مخالفین پر امام الہمز قائم وغیرہ وغیرہ سے اتمام حجت کیا ہے۔ اور دیکھو خلافت علی منہاج النبوت مندرجہ احادیث کو یا عثمان ان اللہ مقمصک قمیصاً فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ حتی تلقانی اب دیکھو عمر بن عبدالعزیز بموجب اقرار معترض کے خود بیعت خلافت سے اپنے تبری ظاہر کر رہا ہے پس کجا خلافت عمر بن عبدالعزیز اور کجا خلافت علی منہاج النبوت فرزند منظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء مسیح موعود کی تحمیات کل دنیا میں شہرہ آفاق ہیں ہاں ہم عمر بن عبدالعزیز کو اس امر کا مجدد تسلیم کر سکتے ہیں کہ ۹۹ھ تک جو خطبوں میں حضرت علی پر سب وشتم کرنا جاری تھا۔ اس سب وشتم کو اس نے موقوف کر کے بجائے اسکے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الایہ کو جاری کیا اور پھر تاتفاقی خلافت اسکی کب ہوئی اسکو تو لوگوں نے زہر دیکر قتل کر دیا دیکھو تواریخ کو اور خود عمر اسکی چالیس برس کی ہوئی تو بموجب مذہب معترض کے مقرر

خلافت ہو اور خلافت انکی صرف دو برس کے قریب واقع ہوئی۔

خامساً انکہ یہ معترض مقرر ہے کہ بغیر مشورہ کے خلافت نہیں ہو سکتی تو عمر بن عبد العزیز انکے نزدیک کیونکر خلیفہ ہو سکتا ہے بلکہ وہ خود کہتا ہے کہ یا ایہا الناس انی ابتلیت بہذا الامر من غیر رأی منی ولا طلبۃ ولا مشورۃ من المسلمین وانی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی فاختاروا لانفسکم غیری۔ پس جبکہ عمر بن عبد العزیز کا یہ اظہار خلافت علی منہاج النبوۃ ہے تو معترض کا دعوی مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے۔ یہ حال تو ہے عمر بن عبد العزیز کا اظہار خلافت کی نسبت اور جس شخص نے انکی خلافت کے وقت میں انکو مصداق اسکا گردانا چاہا تھا جس کا نام یہ ہے وہ یہ کہتا ہو کہ ارجو ان تکون امیر المؤمنین بعد الملک العاض و الجبریۃ کیا ایک لفظ ترجی کا اور کیا وہ دعوی تحصیلہ جو اوپر گزرا جو منہاج نبوت کی علامت سے ہے۔

سادساً انکہ اس خلافت علی منہاج النبوۃ کے بعد یہ نہیں فرمایا گیا کہ فیکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خلافت علی منہاج النبوۃ کے بعد قیامت ہی قائم ہو گی جیسا کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ وغیرہ اسکے نمونہ ہیں۔

سابعاً انکہ شراح حدیث نے لمعات وغیرہ میں بھی اس خلافت کو مخصوص زمانہ مہدی اور مسیح سے ہی لکھا ہے جیسا کہ لمعات میں لکھا ہے کہ الظاہر ان المراد بہ زمن عیسی والمہدی

ثامناً انکہ اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ عمر بن عبد العزیز بھی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں تو چونکہ الفاظ اسکے عام ہیں اور عام اپنے تمام افراد کو قیامت تک شامل ہوا کرتا ہے اسلئے کوئی امر مانع نہیں کہ بعثت مسیح موعود بھی اس میں داخل ہو۔ وھو علی [illegible]

تاسعاً۔ آنکہ جب حضرت مخبر صادق زمانہ بعثت مسیح موعود کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں
کہ ایک تو میرے زمانہ میں میری امت ہلاک نہیں ہوسکتی اور دوسرے مہدی اور مسیح موعود
کے زمانہ میں ہلاک نہ ہوگی عمر بن عبد العزیز کے زمانہ کی نسبت جو ایک صدی ہجری کا زمانہ
ہو اسکی نسبت ایسی فضیلت کب بیان فرمائی گئی ہے کہ نبی کریم نے زمانہ مسیح موعود کو
اپنے زمانہ کے مساوی فرمادیا سو علی ہذا القیاس دیگر حدیث بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے
مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ۔

عاشراً۔ آنکہ دلیل ششم بھی اسی کی موید ہے کیونکہ جس قدر فتن کمیت اور شدت میں
اس زمانہ آخری میں دجال کی دجالیت سے پیدا ہوگئے ہیں آخر صدی ہجری میں اسکا فتن
کب موجود تھا اور یہ حدیث اکثر کو یاد ہوگی کہ فتن دجال کے برابر ابتداء سے قیامت تک
کوئی فتنہ نہیں ہوا اور ایمان یا علم قرآن مجید اور علم سنت تو دنیا سے بالکل اٹھ گیا ہو وکذا
پس اسی وقت ہر فتن دور ضروری تھا کہ کوئی نبی اللہ مبعوث ہوتا۔ اور خلافت علی منہاج النبوۃ
بھی قائم ہوتی سو الحمد للہ وہ نبوت نبی اللہ کی بھی قائم ہو گئی اور اسی نبوت کی منہاج پر خلافت
علی منہاج النبوت بھی قائم ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کامل طور پر خلافت عمری
بھی ترقی پذیر عالمگیر ہوگی صدق اللہ تعالیٰ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز
الحکیم وصدق رسولہ الکریم لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل او
رجال من فارس ۔ ہاں عمر بن عبد العزیز کا زمانہ ظلم اور جور یا بدعت کا ضرور تھا سو انکی
زمانیات کے موافق وہ خلیفہ صرف مجدد کے طور پر خلیفہ تھا اور سب و شتم جو حضرت علی
کرم اللہ وجہہ پر خطبوں کے پڑھی جاتی تھی اسنے یک قلم اپنی قلمرو سے موقوف کرادی اور
بجائے اسکے آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیۃ کو خطبوں میں پڑھنا
جاری کرادیا پس کجا عمر بن عبد العزیز اور کجا خلافت حضرت فضل عمر مظہر الحق والعلاء کی سو
ہر دو میں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اور کجا اسکے زمانہ کے فتن اور کجا فتن دجالی

اس آخری زمانے کے جن کی کثرت اور شدت یہاں تک واقع ہو گئی ہے کہ منکرین خلافت نے رسائل الحمد الرحمٰن گمنام اور اعلان ضروری قبل وفات حضرت خلیفہ اول کے دیا کر تمام دنیا میں آگ لگا دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مزید توضیح سند ہذا بالا دس دلائل سے یہ تو ثابت ہو چکا۔ کہ اس حدیث کے آخری حصہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ کا مصداق عمر بن عبد العزیزؒ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے مراد زمانہ مہدی و مسیح ہے۔ اب میں اس پر کچھ اور ایزاد کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ایک دوست نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا رسالہ آج ہی مجھے بھیجا ہے۔ مناسب ہو کہ ایک چلتی ہوئی نظر اس پر بھی ڈالی جائے۔

پہلا اعتراض۔ یہ حدیث اعلیٰ طبقہ کی نہیں۔

جواب۔ چونکہ آپ احمدی کہلاتے ہیں اسلئے حدیث کے قبول و عدم قبول، صحت و عدم صحت علی و ادنیٰ کے بارے میں وہ معیار پیش کیا جاتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا دیکھو کشتی نوح صفحہ ۵۔

"اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہو مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہو تو اس حدیث کو قبول کرو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو۔ اور ایسے محدثوں اور راویوں کو غلطی پر خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی صدہا حدیثیں ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں۔ اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے۔ اور تم یہ کہہ کر ٹال دو۔ کہ ہم اسکو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اسکا متدین نہیں

ہے تو اس صورت میں تمہاری تو بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا نہ یہ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو۔ اور ہزار پیشگوئی اسکی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دوگے۔ پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھہروگے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی۔ حدیث مذکورہ ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے اور یہ پیشگوئی میرے اور آپکے نزدیک پوری ہوچکی۔ آپ بھی پانچ دور مانتے ہیں۔ میں بھی آپ بھی مانتے ہیں (۱) نبوۃ (۲) خلافت خلفائے راشدین (۳) ملک عاض (۴) ملکہ جبریہ (۵) خلافۃ علی منہاج نبوۃ [illegible] کے زمانہ کا سمجھتا ہوں۔ آپ عمر بن عبد العزیز کو۔ پس نبی کریم صلعم کی کشفی نظر کو قیامت تک وسیع کرکے (جیسا کہ واقعات اسکی تائید میں ہیں) اس حدیث کو اعلیٰ درجے کی پیشگوئی اور اسلام کی صداقت کی زبردست دلیل بتاتا ہوں۔ آپ صرف چند سال کے واقعات تک اسکو محدود کرتے ہیں۔ میرے ساتھ بہت سے شارح حدیث ہیں۔ آپکے ساتھ ایک راوی کا قول ہو مگر بہرحال حدیث میں پیشگوئی ہے اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے آپ کو بھی انکار نہیں۔ اب فرمائیے کہ جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود الحکم العدل علیہ السلام یہ حدیث اپنی پیشگوئی کی تائید میں لاتے ہیں تو اسکا رد کرنا بے ایمانی ہے یا نہیں۔ پس میں کس طرح انکار کروں کہ یہ حدیث اعلیٰ طبقہ کی نہیں جب مسیح موعود کے ظہور سے یہ اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث ثابت ہو رہی تھی۔

دوم مشکوٰۃ کی اصل ثابت میں کسی حدیث کے لانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حدیث ضعیف ہے اگر آپکو علم حدیث سے کچھ لگاؤ ہی ہوتا تو خلافۃ علی منہاج نبوۃ ہے یہی حدیث والی ظاہری الفاظ پر قائم رہ کر حدیث پر جرح کرکے دکھاتے تاکہ اسکی توثیق کرکے

آپکو دکھاتا۔

سوم۔ اگر آپکے نزدیک اصول مسلمہ مذکورہ پر چلنا ضروری ہے تو فرمائیے حضرت مہدی موعود کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت تو اس حدیث میں ہے جو ماہ رمضان کی غیر معمولی تاریخوں میں خسوف وکسوف شمس و قمر کے بارے میں ہے فرمائیے یہ حدیث ان لمھدینا اٰیتین؟ آپکے اصول کے مطابق کونسی اعلیٰ طبقہ کی حدیث ہے اور صحاح ستہ میں سے کونسی کتاب میں لکھی ہے اور اگر یہ نہ مل سکے اور رسول اللہ تک مرفوع نہ ہو۔ تو کیا آپکے اپنے فتوے پر آپ بھی احمدیوں کے ہاتھ میں اعلیٰ طبقہ حدیث میں سے کچھ بھی نہیں؟

چہارم۔ حضرت اقدس کے مثیل مسیح اور محدث ہونے کے ثبوت میں آپ علماء امت کا … پیش کیا کرتے ہیں۔ فرمائیے یہ حدیث صحاح ستہ میں سے کس صحیح میں ہے اور اسکے راوی کون کون ہیں۔ اور اس حدیث کی صحت کے بارے میں کیا رائے ہے کیا آپ اپنے اصول کے مطابق اس حدیث کو اعلیٰ طبقہ کی حدیث ثابت کر سکتے ہیں ورنہ آپ اپنا یہ فقرہ اپنے حق میں دہرانے کے لئے تیار ہیں کہ میرے ہاتھ میں اعلیٰ طبقہ احادیث میں کچھ بھی نہیں؟

پنجم۔ آپ حضرت مرزا صاحب کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ فرمائیے بخاری و مسلم کہ اعلیٰ طبقہ حدیث کی کتابیں ہیں ان میں مہدی کا ذکر ہے۔ میں مسیح موعود کا اپنا اقرار دکھا سکتا ہوں کہ ان کتابوں میں مہدی کا ذکر نہیں تو کیا اب کہنا چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو احمدی جو مہدی مانتے ہیں۔ تو اعلیٰ طبقہ حدیث میں سے ان کے پاس کچھ بھی نہیں؟

ششم۔ اس حدیث متنازعہ فیہا کا راوی حذیفہؓ ہیں اور حذیفہؓ وہ بزرگ ہیں کہ فتن کے بارے میں انکی احادیث نہایت معتبر سمجھی جاتی ہیں چنانچہ اکثر حصہ انہی سے مروی ہیں حضرت عمرؓ جیسے مقربین بارگاہ نبوی اور خلیفہ راشد کو جب ضرورت

پوچھی تو حذیفہ ہی سے فتن کے بارے میں دریافت کیا چنانچہ مشکوٰۃ باب الملاحم میں ہے عن شفیق عن حذیفۃ قال کنا عند عمر فقال ایکم یحفظ حدیث رسول اللہ صلعم فی الفتنۃ فقلت انا احفظ قال قال ھات انک لجری اراہ حضرت عمر نے دریافت کیا کون تم میں سے رسول اللہ صلعم کی حدیث درباره فتنہ یاد رکھتا ہے میں نے کہا مجھے یاد ہے فرمایا لاؤ سناؤ تم تو بڑے جری ہو۔

پس حذیفہ نے جو روایت کی ہے وہ بہت معتبر ہے۔ اور نیز اسکا تعلق قرب قیامت سے بھی ضرور ہے کیونکہ آپ قیامت کے قریب پیش آنے والے واقعات سے بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ یہ بھی ایک دلیل ہے اس بات پر کہ آخری دور مسیح و مہدی کے زمانہ کے متعلق ہے۔

ہفتم۔ جبکہ خود آیت استخلاف اور حدیث علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین سے ظاہر ہے کہ خلافت خلفائے محمدیہ تا قیامت رہیگی۔ تو پھر کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ خلافت خلفائے مسیح موعود کے ثبوت میں ہمارے پاس آیات و احادیث و کلام مسیح موعود علیہ السلام الحکم العدل کی اس قدر ذخیرہ ہے کہ تین رسالے اشاعت پذیر ہو اور بھی اتمام حجت ہو۔

دوسرا اعتراض۔ اس حدیث کے اخیر سے ایک صاحب حبیب کا قول نقل نہیں کیا۔

جواب (اول) آپ تشحیذ ماہ اپریل صفحہ ۲ کو غور سے دیکھئے حدیث کے آخر میں (۸) لکھا ہے جس سے ظاہر ہو کہ حدیث بغیر کسی بگاڑ چھوڑنے یا نقطہ دینے کے "رواہ احمد" لکھ کر ختم نہیں ہوا بلکہ حسب قاعدہ اہل علم نقطہ نشان کر دیا جس سے ظاہر ہو کہ کچھ اور بھی عبارت ہے مگر چونکہ اس وقت مقصود صرف حدیث رسول اللہ صلعم کو پیش کرنا تھا نہ کہ قول راوی اسلئے اسے درج کرنے کی کچھ ضرورت نہ سمجھی گئی علمی سوسائٹی میں ایسے فقرے سے انسان کو اس قسم کی غلط فہمی نہیں ہوتی جیسی ڈاکٹر صاحب کو ہوئی۔

دوم۔ یہ بھی غلط ہے کہ میں نے کسی کا قول ساتھ ساتھ نقل کیا۔ اور راوی کا قول چھوڑ دیا۔ بلکہ صرف حدیث نقل کی اور آخر میں اپنی بات کے استشہاد میں ایک قول مفسر حدیث کا بھی پیش کر دیا۔ تا ثابت ہو کہ میں ہی اس استدلال میں منفرد نہیں بلکہ شراح حدیث بھی میرے ساتھ ہیں۔

سوم۔ کسی راوی کا قول حجت نہیں کہ مجھ پر اس کا نقل کرنا ضروری ہو۔

چہارم۔ یہ راوی تو تابعین میں سے ہے حضرت مسیح موعود نے تو صحابی کے قول کو بھی حجت نہیں مانا دیکھئے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۳۲

"اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے معنے کئے ہیں۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ ... یہ مسلم امر ہے کہ ایک صحابی کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔"

پس اگر جیسے آپ نے لکھا ہو کہ یہ عمر بن عبد العزیز کے متعلق ہے تو بھی یہ حجت نہیں۔

پنجم۔ جیسے پہلے بھی کہا گیا کہ بالفرض اس حدیث کا آخری حصہ عمر بن عبد العزیز کے متعلق ہو سکتا تو صرف یہ حدیث نقل کر دی۔ [illegible] امیر المومنین بنے اسے پڑھ کر تو مسکرا دیا [illegible] اس سے یہاں سے ثابت ہو گیا کہ جب کہ یقین تھا کہ خلافت علی منہاج النبوۃ بعد ملک عاض و ملک جبریہ کے عمر بن عبد العزیز کی ہے۔

ششم۔ اس بات کی کئی نظیریں موجود ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے کسی فقرہ کا مصداق اگر کسی صحابی یا تابعی نے کسی امر کو دیکھا ہے۔ تو گو وہ حدیث پوری ہو گئی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بس وہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔ اور اس کے متعلق کوئی خطرہ باقی نہیں رہا دیکھو ابن صیاد کو دجال قرار دینا ثابت نہیں کرتا کہ دجال کی پیشگوئی پوری ہو چکی۔ اور اب جب ہم دجال دیکھ رہے ہیں وہ غلط ہے۔

ہفتم ۔ حبیب کا قول اگر ثابت ہو تو پھر تمام تفسیروں کو ماننا پڑیگا۔ اور اس طرح یہ حضرت مسیح موعود کے دعوے پر اسکا اثر پڑیگا جو مجھے اور آپ کو غیر مسلم ہے۔

ہشتم ۔ یہ حدیث احوال قرب قیامت کے بیان میں ہے پس ضرور ہے کہ اسکا کوئی حصہ مسیح و مہدی کے بیان میں بھی ہو۔

نہم ۔ حبیب کا قول ایک حدیث کے خلاف ہے اسلئے قابل رد ہے وہ حدیث یہ ہے سیکون بعدی خلفاء ومن بعد الخلفاء امراء ومن بعد الامراء ملوک ومن بعد الملوک جبابرۃ ثم یخرج رجل من اھل بیتی یملأ الارض عدلا کما ملئت جوراً کنز العمال باب خروج المہدی صفحہ [illegible]

کہ میرے بعد خلفاء ہونگے (۲) خلفاء کے بعد امراء (۳) امراء کے بعد ملوک (۴) ملوک کے بعد ظالم (۵) پھر میرے اہلبیت سے ایک مرد نکلیگا جو زمین کو عدل سے بھر دیگا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خلفاء کے بعد بجز ظہور مہدی تک ملک عاض اور حکومت جبریہ تو ہے مگر ہرگز نہیں کہ خلفاء کے بعد چند امرا ہو کر پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم

ہو جاوے۔ نیز اس حدیث نے یہ بھی بتا دیا کہ ملک جبریہ کے بعد عدل [illegible]

دہم ۔ ابتدا میں [illegible] چکے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز مہدی نہیں ہو سکتے۔

تیسرا اعتراض ۔ اگر ملک عاض و حکومت جبریہ کے بعد خلافت علی منہاج النبوت مہدی و مسیح کے زمانہ میں مانی جاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد اب تک تمام بڑے بڑے بزرگ مجددین اور سلاطین ظالم و جابر گزرے ہیں۔

جواب ۔ اول ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر خلافت علی منہاج النبوۃ بعد از ملک عاض و حکومت جبری سے مراد عمر بن عبد العزیز کی خلافت ہے تو اس سے [illegible] لازم آئیگا کہ عمر بن عبد العزیز کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ بھی قائم ہوتی بلکہ ... گزرے اور حکومت جبریہ ظاہر ہو مگر ایسا نہیں ہوا۔

دوم۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب۔ اور یہ کہ ولکن من ذالک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منہم۔ جس سے ثابت ہوا کہ تین سو صدی کے بعد کذب پھیل جائیگا۔ اور پھر فیج اعوج کا زمانہ ہو جس کے لوگ میرے ہونگے اور نہ میں ان سے ہونگا۔ تو کیا اب اس سے لازم آئیگا کہ حضرت مسیح و مہدی کے ظہور تک امت محمدیہ میں دس صدیوں تک امت محمدیہ میں ایک بھی صالح بادشاہ یا مجدد یا ولی اللہ پیدا نہیں ہوا ہرگز نہیں

پس ڈاکٹر صاحب یاد رکھیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد عموماً جبری حکومت ہوگی چنانچہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ پھر خلفاء اربعہ کے بعد پھر ایسی حکومت قائم نہیں ہوئی۔ شاذ و نادر کالمعدوم کے حکم میں ہے۔

سوم۔ اگر کہو کہ عمر بن عبد العزیز کے بارے میں ذکر کر کے پھر رسول اللہ صلعم نے ہونے والے ظالم و جابر بادشاہوں کا ذکر نہیں کیا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ملک عاض و ملک جبریہ کے بعد آنے والے صلحاء کا ذکر بھی رسول اللہ نے نہیں کیا۔ پس اس عدم ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ خلفاء اربعہ کے بعد مسیح و مہدی تک کوئی بھی مجدد یا صالح بادشاہ نہیں گزرا۔

چہارم۔ حدیث میں ملک عاض و ملک جبریہ کا ذکر علی سبیل الدوام نہیں بلکہ علی سبیل التذکرہ ہے نبی کریم نے فرمایا کہ خلفاء اربعہ کے بعد جبری حکومت بھی ہوگی یہ لازم نہیں کہ مہدی کے آنے تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ بلکہ ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے پھر فرمایا کہ مہدی و مسیح کے زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔

پنجم۔ ثم اور ف میں فرق ہو کسی واقعہ کے بعد ثم لانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دونوں واقعوں کے درمیان اور کوئی واقعہ نہیں ہوا پس ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی

منہاج النبوۃ ہے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ملک جبریہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے درمیان کوئی اور وقفہ نہیں ہوگا۔ اور ان دونوں وقتوں کے درمیان کوئی صالح بادشاہ یا مجدد نہیں پیدا ہوگا۔

چوتھا اعتراض۔ ملک جبریہ کے بعد خلافت کا ذکر یہ ثابت کرتا ہے کہ جبریہ حکومت کے بعد عدالت والی بادشاہی ہوگی۔ مسیح و مہدی کو چونکہ حکومت نہیں ملی۔ اسلئے انکے متعلق کیونکر ہو سکتی ہے۔

جواب۔ اول یہ کہ اس بارے میں پہلے اعتراضوں کے ضمن میں بہت سے جوابات دئے جا چکے ہیں۔

دوم یہ کہ ثم تکون ملکا جبریۃ اور ثم یرفعہا اللّٰہ تعالیٰ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حکومت جبریہ کے اٹھائے جانے کے بعد مسیح و مہدی جب آئے تو وہ حکومت بھی لیتا کیونکہ اسکا حکومت کے ساتھ آنا قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور الہامات مسیح موعود کے خلاف ہے۔

سوم۔ خلافت علی منہاج النبوۃ میں حکومت لازم و ملزوم نہیں بلکہ اصل سیاست دینی ہے جیسا کہ تشحیذ کے پہلے نمبر میں جواب دیا جا چکا۔

پس حدیث میں اتنی خبر ہے کہ جبری حکومت اٹھا دی جائے گی اسکے بعد خلافت قائم ہوگی۔ اور وہ خلافت جیسا کہ دیگر احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے روحانی ہوگی۔ اور اس خلافت روحانی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے پہلے کوئی بھی روحانی انسان پیدا نہ ہوا ہو گو یہ صحیح ہے کہ کامل روحانیت کا صاحب چودہویں صدی میں پیدا ہوگا۔ جو نبی کریم کا مظہر اتم ہونے کی وجہ سے پھر خلافت علی منہاج النبوۃ کو قائم کریگا۔ اور چونکہ سیاست دنیوی اصل منہاج نبوت میں ضروری نہیں۔ اسلئے خلافت میں سیاست و حکومت دنیوی کا ہونا ضروری نہیں۔

چہارم یہ کہ اس خلافت کے وقت میں قائم حکومت کچھ نہیں بلکہ وہ خلافت ہے جسے ہم جان و دل سے عادل مانتے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے کہ ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جو خود صاحب حکومت نہیں۔ اور صرف نبوت کرتے رہے ہیں ایسے نبیوں کی خلافت بھی بغیر حکومت اور بغیر بادشاہت کے برحق رہی اسی طرح یہاں مطلب ہے حکومت عادلہ بھی ہو اور خلافت علی منہاج النبوۃ بھی۔

پنجم یہ کچھ نہیں آتا۔ کہ کیوں خواہ مخواہ ملک جبریۃ اور خلافت علی منہاج کا تقابل و توازن ان معنوں میں ضروری ہے کہ ملک جبریۃ کے بعد حاکم عادل ہو کیوں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ چند واقعات کا بیان ہے نبی کریم صلعم خبر دیتے ہیں کہ امت محمدیہ میں پہلے خلافت علی منہاج النبوت ایسا معنی ہوگی کہ سیاست دینی اور سیاست دنیوی دونوں کا صاحب خلیفہ ہوگا۔ پھر گزند بادشاہی ہوگی پھر جبری حکومت اسکے بعد ایک زمانہ میں پھر خلافت قائم ہوگی۔ چونکہ اسوقت نبی کریم کا ظہور جمالی رنگ میں ہوگا۔ پس خلافت بھی ویسی ہی ہوگی۔ حکومت جبری کے بعد ذکر نہیں فرمایا کہ حکومت کس کے قبضے میں آئیگی۔ ہاں جب جمالی رنگ میں دین حق پھیل جائیگا تو خود بخود حکومتیں اس کے برخلاف جبر قائم ہو جائینگی اور اس طرح پر وہ معنے بھی صادق آجائینگے جو آپ کرتے ہیں

ششم یہ کہ علی منہاج النبوۃ فرمایا یعنی خاص نبوت کی خلافت لیں جیسے نبوۃ جمالی رنگ کی بغیر سیاست دنیوی کے ہوگی ویسے ہی خلافت بھی جمالی ہوگی۔ اس میں حکومت دنیوی نہیں۔

پانچواں اعتراض یہ کہ حدیث المراد بہ رضی عیسی والمہدی کو اپنی چالاکی سے حدیث مذکور کا ٹکڑا ظاہر کیا ہے

جواب۔ اسکا جواب تو یہ ہے کہ میری اصل عبارت دیکھ لیجئے لکھا ہے ثم یکون خلافۃ کے نیچے حاشیہ المکتبۃ ہوتی اور پیچھے وہ الفاظ موجود ہوں۔ اور

پھر بھی مجھ پر جہلا کی سو اس عبارت کو حدیث کا ٹکڑا ظاہر کرنے کی تہمت لگانی جانے یکنت بے انصافی ہوگی۔

دوم۔ بیعت پر حسد ہی کیونکہ میرے الفاظ سے تو ایسا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسکا فیصلہ لعنۃ اللہ علی الکذبین سے ہو سکتا ہے اگر آپ کو آمین کہنے کی جرات ہے

سوم۔ زمانہ کے تعین پر پہلے اس تشحیذ میں بہت سے دلیلیں دیچکی ہیں۔ اور خود اسی حدیث میں چار دور پہلے اور پانچواں دور مہدی کا اور پھر اس مہدی کو میرا اعتقاد کا مان لینا مجھے کسی قسم کی دلیل دینے سے مستغنی کرتا ہے

چہارم۔ کسی حدیث کے ٹکڑے کو محشی حاشیہ پر نہیں لکھا کرتے اور دوسرا معنی کرنے والا محشی کہلاتا ہے اور حاشیہ دوسرا معنی رکھتا ہے پس باوجود محشی اور حاشیہ کے الفاظ کے حدیث کا ٹکڑا کس طرح ہو سکتا تھا۔

چھٹا اعتراض۔ المراد بہ عیسٰی والمہدی کے معنی خلافت عیسٰی اور مہدی کے زمانہ سے شروع ہوگی۔ غلط ہیں۔

جواب۔ اول یہ کہ اگر المراد بہ عیسٰی والمہدی ہو تو یہ معنی الفاظ کے بنا سکتے تھے جب زمن موجود ہے تو میرے معنے کیونکر غلط ہوئے۔

دوم۔ یہ کہ زمن سے صرف عمر عیسٰی و مہدی مراد نہیں ہو سکتی بلکہ وحمی مراد ہے جو ایک ہزار برس ہی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو ساتویں ہزار کا مجدد فرمایا ہے۔ اور نبی کریم صلعم کو پانچویں ہزار کا مجدد اعظم مانا ہے۔

پس میرا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ خلافت علی منہاج النبوۃ زمانہ عیسٰی و مہدی سے شروع ہوگی۔

سوم یہ کہ جس طرح پہلی خلافت علی منہاج النبوۃ نبی کریم کی وفات کے بعد شروع ہو کر کمی رحمۃ اللہ والعیاذ باللہ صادق آئی۔ اسی طرح یہ دوسری خلافت بھی نبی کے وجود اول

کے نزدیک یہ ہے جیسا کہ الوصیت میں لکھا ہی ہے کہ میرے بعد بعض اور وجود بھی ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے اور یہ امر مسلّم ہے کہ دوسری قدرت سے مراد خلافت ہے پس اس اعتبار سے میرا یہ فقرہ بھی صحیح ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوت مسیح موعود نبی اللہ کی وفات کے بعد شروع ہونے والی تھی۔

چہارم۔ یہ کہ چونکہ مسیح موعود خود بھی خلیفہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ موسوی خلیفہ تھے اسلئے میرا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ "خلافت عیسیٰ اور مہدی کے زمانہ سے شروع ہوگی"۔

پنجم۔ یہ کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ خلافت عیسیٰ اور مہدی کے دعوے سے شروع ہوگی بلکہ زمانہ ہی کہا ہے اور یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ زمانہ تو ہزار برس تک ممتد ہے۔

ساتواں اعتراض۔ حدیث میں پانچ دور ہیں اور میں نے مسیح موعود کی نبوت کا ذکر کرکے چھ دور ظاہر کئے ہیں۔

جواب۔ اول یہ کہ حدیث کے الفاظ میں دوروں کے لئے کہیں پانچ یا چھ کا ذکر نہیں۔ پس آپ حدیث کی بناء پر مجھ پر کوئی حجت مزید قائم نہیں کر سکتے۔

دوم۔ یہ کہ چونکہ مسیح موعود وہ نبی اللہ ہے جس کے لئے ہیں من فرّق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی آیا ہے اسلئے ضرور تھا کہ اس نبوت کا ذکر علیحدہ کیا جاتا ہے بلکہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم فرما کر پھر اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے ساتھ اسکا ذکر نہیں فرمایا بلکہ ظلی کے رنگ میں آپ فرشتے ہیں محمدؐ کی نبوت محمدؐ ہی کے پاس ہی اور فرشتے ہیں۔ من تو شدم تو من شدی تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔ پس وہ علیحدہ ذکر کے مستحق کیوں بنائی جاتی۔

سوم یہ کہ مسیح موعود چونکہ باوجود نبی ہونے کے خلیفہ بھی تھے اسلئے خلافت علیٰ منہاج النبوت میں ہی انکا ذکر آگیا۔ اور الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

آٹھواں اعتراض۔ مسیح موعود خود خلیفہ تھے تو خلافت چلنے کے کیا معنے

جواب۔ اوّل یہ اعتراض خود آپکے مسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے آپ مولانا نورالدین صاحب کو خلیفۃ المسیح مانتے ہیں۔ اور یہ خلیفہ کا لفظ انکے نام کیساتھ لکھتے ہیں پس یہ تو ثابت ہوگیا۔ کہ خلیفہ کا خلیفہ ہو سکتا ہے۔

دوم۔ خود اس خلیفۃ المسیح نے لاہور کی تقریر میں فرمایا کہ جب تک خلیفہ کا خلیفہ نہیں آیا تم اپنی زبانوں کو بند رکھو جو چاہئی اشتہار جس سے آپ ہی کے پیر و مرشد امام قرآن و حدیث کی زبان سے ثابت ہوا۔ کہ خلافت چل سکتی ہے۔

سوم۔ یہ کہ ابوبکرؓ خلیفہ تھے پھر عمرؓ انکے خلیفے۔ پھر عثمانؓ۔ عمرؓ کے خلیفے اور علیؓ عثمانؓ کے خلیفے۔ دیگر خلفاء کے خلیفے در خلیفے در خلیفے ہوئے تو آپ کہتے ہیں۔ کہ مجھاں۔ اور مسیح موعود کو کسی کی بیعت کی ضرورت نہ تھی کہ وہ نبی تھے اور خدا نے خود انکی تعلیم فرمائی اور وہ فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے ندانم ۔ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

چہارم۔ یہ کہ مسیح موعود نبی اللہ تھے اور نبی ہونے کے لحاظ سے آپکی خلافت چلی۔ اگر آپنے انکو خلیفہ کہا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نبی نہیں تھے۔ کیونکہ آدمؑ و داؤدؑ کو قرآن میں خلیفہ کہا گیا۔ اور یہ لوگ نبی بھی تھے پھر حضرت عیسیٰؑ بھی خلیفہ تھے جیسا کہ حضرت اقدس حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۵ پر لکھتے ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰؑ کا ہے۔ باوجود کہ وہ نبی بھی تھے۔ پس خلیفہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ آپ نبی نہیں تھے۔

پنجم۔ آپ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۹-۵۰ کو غور سے پڑھیں۔ اور اسکے مندرجہ ذیل فقرہ کو نوٹ کریں۔

کیونکہ جو شخص غور و دیانتداری سے قرآن شریف کو پڑھیگا۔ اسپر ظاہر ہو جائیگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائینگے۔ اور

سخت طاعون پڑیگا اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا۔ اس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے۔ × × × × تو پھر کیونکر ممکن ہو کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونیوالا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے پس وہی رسول مسیح موعود ہے اس سے یہ امر بھی واضح ہوگیا۔ کہ جو مسیح موعود کو رسول نہیں مانتا۔ وہ مسیح موعود بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ اس رسول کا نام ہی مسیح موعود ہے۔ × × × اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں۔ جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں۔ اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے۔ × × × پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔"

آیا اس روایت سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں کہ آپ نے باوجود خلیفۂ رسول اللہ صلعم ہونے کے اپنے آپکو نبی اور رسول کہا۔ پس آپ کی خلافت کا قیاس دوسرے خلفاء پر کر کے آپکی خلافت کے سلسلہ کا دعوٰی ثابت نہیں ہو سکتا۔

ششم یہ کہ حضرت اقدس نے "او خلیفۃ من خلفائہ" سر الخلافہ میں فرما کر ظاہر کر دیا ہو کہ میرے بعد سلسلہ خلفاء ہوگا۔

ہفتم یہ کہ بدر ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء سے مفصلہ ذیل القول الطیب کو غور سے پڑھیے۔

"بدر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء۔ ایک غلام محمد باہر سے آیا تھا حضور کی خدمت میں اس الہام کا ذکر کر کے کہ آپ کی وفات کے دن قریب ہیں۔ رو پڑا۔

فرمایا۔ یہ وقت تمام انبیاء کے متبعین کو دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں"

ایک نشان خدا تعالیٰ دکھاتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد اس سلسلہ کو قائم رکھکر اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ در اصل خدا ہی کی طرف سے ہے بعض نادان لوگ نبی کے زمانہ میں کہا کرتے ہیں کہ یہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی ہے جو ہمارے کسی اتفاق سے اسکی دوکان چل پڑی ہے لیکن اسکے مرنے کے بعد یہ سب کاروبار تباہ ہو جاویگا تب اللہ تعالیٰ نبی کی وفات کے وقت ایک زبردست ہاتھ دکھاتا ہے اور اسکے سلسلہ کو نئے سرے سے پھر قائم کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے تھے لوگوں نے سمجھا کہ یہ وقت موت ہے صرف دو مسجدوں میں نماز پڑھی جاتی تھی باقی میں بند ہو گئی تب خدا تعالیٰ نے ابوبکر کو اٹھایا اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اسوقت ادھورا رہ جاتا۔ ایسا حضرت عیسیٰ کے بعد جو نمونہ ایک تباہی اور تنہائی اور پریشانی کا انکی امت نے دیکھا تھا۔ اس کی تو کوئی نظیر ہی موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت ثانی کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہے کہ نبی کے زمانہ میں اسکے تمام کاموں کی تکمیل نہیں کرتا۔ سنت اللہ ہمیشہ اسی طرح سے جاری ہے کہ لوگوں کا خیال کسی اور طرف ہوتا ہے اور خدا کوئی اسباب کرکے دکھاتا ہے جس سے بہتوں کے واسطے صورت ابتلا پیدا ہو جاتی ہے آنحضرت کے متعلق تمام پہلوں کو بھی دھوکہ تھا کہ وہ نبی بنی اسرائیل میں سے ہوگا حضرت عیسیٰ کے متعلق الیاس کا دھوکہ جبتک تمام یہودیوں کو لگا ہوا ہے لکھا ہے کہ ایک بزرگ جب فوت ہوئے تو انہوں نے کہا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو وہاں ایک سبز چڑیا آئے گی جس کے سر پر وہ چڑیا بیٹھے وہی میرا خلیفہ ہوگا۔ جب وہ اسکو دفن کر چکے تو اس انتظار میں

کہ وہ چڑیا کب آتی ہے اور کس کے سر پر بیٹھتی ہے بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے اُنکے دلوں میں خیال گزرا کہ چڑیا ہماری ہی سر پر بیٹھیگی۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک چڑیا ظاہر ہوئی اور وہ ایک بقال کے سر پر آ بیٹھی جو اتفاق سے شریک جنازہ ہو گیا تھا تب وہ سب حیران ہوئے لیکن اپنے مرشد کے قول کے مطابق اسکو لے گئے اور اُس کو اپنے پیر کا خلیفہ بنایا۔"

اس سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود نے آپکو رُسُل میں شامل سمجھتے ہیں جبھی فرمایا کہ یہ وقت تمام انبیاء کے متبعین کو دیکھنا پڑتا ہے۔

دوم یہ کہ نبی کی وفات کے بعد سلسلہ خلفاء قائم رہتا ہے چنانچہ آنحضرتؐ کے ذکر وفات کے بعد فرماتے ہیں کہ تب خدا تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو اُٹھایا۔ اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا۔

سوم یہ کہ خلفاء اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور خدا جسے چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ خواہ وہ عوام الناس کے نزدیک کیسا ہی حقیر ہو۔ چنانچہ ایک تمثیل میں فرماتے ہیں۔ ایک بزرگ نے کہا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو وہاں ایک سبز چڑیا آئیگی۔ جس کے سر پر وہ چڑیا بیٹھے۔ وہی میرا خلیفہ ہوگا۔

پھر فرماتے ہیں "وفات کے بعد بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے انکے دلوں میں خیال گزرا کہ چڑیا ہماری ہی سر پر بیٹھے گی۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک چڑیا ظاہر ہوئی۔ اور وہ ایک بقال کے سر پر آ بیٹھی۔"

اس عبارت سے واضح ہوا کہ خلافت کے وقت خدمات کی طوالت اور تعداد نہیں دیکھی جاتی جس کی جانب چاہے خدا دل متوجہ کرے۔

غرض حضرت اقدس نے مسئلہ خلافت کو اس القول الطیب میں واضح کر دیا ہیں

سے کوئی احمدی رہ کر انکار نہیں کر سکتا۔

واضح ہو کہ نمبر ۵ صفحہ ۱۳ تا ۱۵ (خلافت علی منہاج النبوۃ) کا جواب اس مضمون کے ابتدا میں اعتراض نمبر ۳ و ۴ میں دیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مجلہ کو جو میں نے آج ہی رسالہ ڈاک میں وصول ہونے پر قلم برداشتہ لکھا ہے نافع الناس بنائے۔ اللّٰھم آمین۔

وفات مسیح پر چند دلائل

(سوال) قرآن کریم میں صاف لکھا ہے بل رفعہ اللہ الیہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح زندہ آسمان پر چڑھ گئے۔ اور ابتک زندہ موجود ہیں۔

(جواب) میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت رافعک الی میں رفع کا وعدہ ہے جو بہر حال وفات کے بعد پورا ہونا ہے۔ اور بعد وفات رفعت روح کو ہی ہوتی ہے نہ جسم کو۔ سو آیت فلما توفیتنی سے تحقق وفات ثابت ہوئی اور بل رفعہ اللہ سے تحقق رفع بعد از وفات۔ دوم اعتراض ۲ میں عرض کیا تھا کہ قرآنی دلائل بیان کرتے وقت اس امر کا بھی لحاظ رکھا جاوے کہ کوئی آیت دوسری آیت کے خلاف نہ ہو جاوے۔ جبکہ ان آیات میں وفات مسیح کا ثبوت ہے اور اب آپ اسکے برخلاف غلطی سے آیت بل رفعہ اللہ کو حیات مسیح کے لئے پیش کر رہے ہیں کیا اس سے اختلاف فی القرآن لازم نہ آئیگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیا وہی قرآن جو اختلافات و تناقضات کے مٹانیوالا ہو خود باہمی اختلافات بنکر سچا رہ سکتا ہے کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

بحث۔ کیا لفظ رفع سے مراد رفع جسمانی ہی ہو سکتا ہے یا رفع روحانی بھی سو واضح ہو کہ رفع جسم اور رفع روحانی بھی ہوتی ہے جیسا کہ آیت ذیل سے ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ

یرفع اللہ الذین امنو منکم ترجمہ ساہی ہوا یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انکو اللہ تعالی اٹھاویگا۔ اب فرمائیے کیا امت محمدیہ خیر امت میں کوئی مومن ہوا ہے یا بھی کہیں گزرنہیں تو پھر یہ امت خیر امت کیسی ٹھہری استغفر اللہ اور اگر ہوا ہے تو کیا رفع جسمانی آجتک کسی کو نصیب ہوئی بھی ہے یا نہیں اگر ہوئی تو فہرست دیں کہ کون کون اور کس وقت کون اٹھایا گیا ہو فہرست میں شامل کرینگے کہ وہی مومن ہیں۔ یہ جناب کی فہرست میں شمار کئے جاینگے کیونکہ آیت بالا سے یہی ثابت ہے کہ جو مومن ہونگے وہ تو ضرور اٹھائے جاینگے۔ اور جو اٹھائے جاینگے تو انکے لئے خود اللہ ہر دم جناب اقدس کی ضرورت ہے اگر نہیں ہوئی تو وہی سوال قایم ہوگیا کہ یہ امت خیر امت نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی مومن کامل ہے۔ نعوذ باللہ منہا پس یہاں روحانی رفع مانیں گے تو تمام عقدہ حل ہوسکتا ہے اور یہی رفع جناب مسیح کو بھی نصیب ہوئی فتامل ولا تکن من الغافلین۔

الحدیث شریف میں فرمایا رسول کریم نے من تواضع لله رفعه الله رواہ مسلم مشکوۃ باب فضل الصدقۃ فصل اول صفحہ ۔ اور ایک روایت میں ہے اذا تواضع العبد رفعه الله الی السماء اب دیکھو کیا حال ہوا۔ مشکوۃ یعنی جب کوئی بندہ عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہی تو اللہ تعالی اسکو اپنی طرف اٹھا لیتا ہے اور جب دوسری روایت کے ساتویں آسمان پر اسکو اٹھالیتا ہی یہاں بھی رفع روحانی ہی مراد ہے نہ جسمانی کوئی شخص بھی بل قارفع اس رحمت میں ثابت نہیں ہو سکیگا فائدہ رفع روحانی کے لئے ہی قرآن و حدیث میں ثابت ہوتا ہی لیکن بخوف طوالت نہیں یہ بات قیاس چاہتا ہوں کہ لغت عرب سے بھی ایک دو پیش کروں۔ رفع ترکیک کہ بعض لغت کے صلہ کے الی اشیا جب صلہ الی رفع کے بعد واقع ہو تو ایک شے کا دوسری شے کے نزدیک کرنیکے معنی ہوتے ہیں ومن ذلك قولهم رفعته الى السلطان اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اسکو سلطان کا مقرب کیا صحاح جلد اپنی رفع الله الیہ میں بھی رفع بمعنی قرب ہے کیونکہ یہاں بھی صلہ الی آیا ہے۔ بحث سوم الیہ میں اگر چہ فرقہ

یرفع اللہ الذین امنوا منکم ترجمہ سورہ مجادلہ یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں انکو اللہ تعالیٰ اٹھا لیتا۔ اب فرمائیے کیا امت محمدیہ خیر امت میں کوئی مومن ہوا ہے یا کبھی نہیں۔ اگر نہیں تو پھر یہ امت خیر امت کس طرح ٹھہری نستغفر اللہ اور اگر ہو چکا کیا رفع جسمانی آجتک کسی کو نصیب ہوا بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو فہرست دیں کہ کون کون اور کس وقت کوئی اٹھایا گیا ہو فہرست دینے پر ملتا پڑیگا کہ وہی مومن ہیں جو جناب کی فہرست میں شمار کئے جائینگے کیونکہ آیت مذکورہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو مومن ہونگے وہ تو ضرور اٹھائے جائینگے۔ اور جو نہ اٹھائے جائینگے تو انکے لئے نعوذ باللہ بزعم جناب فتوے کی ضرورت ہے اور اگر نہیں ہوئی تو وہی سوال قائم ہو گیا کہ یہ امت خیر امت نہیں اور نہ اس میں کوئی مومن کامل ہے نعوذ باللہ منہا یا یہاں روحانی رفع مانیں گے اگر ایسا ہو تو تمام عقدہ حل ہو سکتا ہے اور یہی رفع جناب مسیح کو بھی نصیب ہوئی فتامل ولا تکن من الغافلین۔

حدیث شریف میں فرمایا رسول کریم نے ما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ رواہ مسلم مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ فصل اول صفحہ ١٥٩۔ اور ایک روایت میں ہے اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ کنز العمال جلد ٢ صفحہ ٢٥ یعنی جب کوئی بندہ عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنی طرف اٹھا لیتا ہے اور جب دوسری روایت کے ساتویں آسمان پر اسکو اٹھا لیتا ہے یہاں بھی رفع روحانی ہی مراد ہو تو قطعی طور پر کوئی شخص بھی بجز تواضع اس امت میں نہیں ہو سکیگا کہ جسم سمیت رفع روحانی کے تیرے ہیں قرآن وحدیث میں ایسے بہت سے مثل بخوف طوالت نہیں پیش کئے جاتے کیا میں چاہتا ہوں کہ لغت عرب بھی ایک دو پیش کر دوں تاکہ ایک گروہ متین کے لئے صلہ الی یعنی جب صلہ الی رفع کے بعد واقع ہو تو دوسری شے کے نزدیک کر دینے کے معنی ہوتے ہیں ومن ذالک قولہم رفعتہ الی السلطان اعلی علیہ پہنچایا اسکو سلطان کا مقرب کر دیا یعنی جلالین رفعہ اللہ الیہ یعنی قریب ہے کیونکہ یہاں بھی صلہ الی آیا ہے۔ بحث سوم الیہ میں گرہونی ارتقا

ریویو آف ریلیجنز 1914 جون کے شمارے کا

Page No 56 ٹھیک حالت میں

لائبریری کی تمام کاپیوں سے نہیں ملا۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	تصدیق المسیح [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]		[illegible]	ہدایات
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]			اسلام کی دوسری کتاب [illegible]
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]	ترجمہ سیکھنے کی نہایت آسان ترکیب		[illegible]
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]			کلام محمود
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]			[illegible]
[illegible]	[illegible]			[illegible]

یہ سب کتابیں مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن

سخت امراض کی آسان دوائیاں

[illegible]

اصلی عرق کافور ہیضہ وغیرہ کے [illegible] کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ قیمت [illegible]	**عرق پودینہ سبز** [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible]
جلاب کی گولیاں [illegible]	**پین ہیلر** [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible]
کولاٹانک [illegible] قیمت فی شیشی [illegible]	**کلوروڈین** [illegible] ایک درجن کی قیمت چار روپے [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن لمٹیڈ ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

[illegible]

قیمت سالانہ [illegible]

[illegible]

[illegible] سیدات [illegible] ۱۹۱۳

[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۹۱۳
جناب [illegible] صاحب [illegible]	جناب [illegible] صاحب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
[illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	[illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جولائی ۱۹۱۴ء

قدرت ثانیہ

ڈاکٹر صاحب کا نامکمل حوالہ

قدرت ثانیہ کا لفظ جو حضرت اقدس کی الوصیۃ میں آیا ہے اسکے متعلق پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے ماحصل اسکا یہ ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد در اصل آپکی جماعت کا غلبہ دوسروں پر ہے نہ کہ خلافت کا سلسلہ اور اسکے ثبوت کے لئے کچھ وجوہات دی ہیں جس وقت ہم یہاں بیان نہیں کرتے صرف اول قدرت ثانیہ پر عام بحث کرینگے بعدہٗ جو اعتراض لاہوری دوستوں کی طرف سے ہوئے ہیں انکا جواب لکھینگے وباللہ التوفیق۔

اول سب سے یہ عرض ہے کہ ہمارے مخالفین کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ ہمیشہ حوالہ مضمون کا کاٹ کر اور نامکمل پیش کرتے ہیں اور جب آخری فیصلہ کنندہ فقرہ آتا ہے تو اس سے پہلے حوالہ بند کر دیتے ہیں جناب مولوی محمد علی صاحب نے بڑا اعلان اور مضامین میں جہاں مسئلہ

کو جو اسلام اور نبوت کی بحث کی ہے ہر جگہ یہی غضب ڈھایا ہے اگر وہ اپنے تمام حوالہ جات میں صرف ایک یا دو فقرے آگے کے حذف نہ کرتے اور پوری عبارت درج کر دیتے تو خود ہی ہر جگہ پر ملزم ہو جاتے۔ اسی طرح یہاں بھی ہمارے مکرم دوست نے اسی عمل کی تقلید کی ہے چنانچہ لگے حوالہ کے آگے یہ فقرہ اور زیادہ کرنا تھا کہ

"پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا"

اس تمام عبارت کے مطلب کو بہت واضح کر دیتا۔ نیز اب ہم قدرت ثانیہ کا حوالہ پورا پیش کرتے ہیں۔

قدرت ثانی کے بارے میں حضرت اقدس کا ارشاد

حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلعم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے

غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئی تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت

نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جبتک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جنکی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھی ہوکر دعا میں لگے رہیں۔ تو دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے" ثم کلامہ

یہ تمام عبارات الوصیۃ کی ہیں جہاں قدرت ثانیہ یا اسکی تفصیل و تفسیر بیان فرمائی گئی ہے اور اسکے بعد قدرت ثانیہ کا ذکر اور کہیں نہیں ہے۔ ہاں اس سے پہلے ایک جگہ فرماتے ہیں

"اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"

حضرت اقدس ع نے اپنے آپکو نبی کے طور پر پیش کیا

اب اسکے پیشتر اسکے کہ ہم اصل مضمون کی طرف توجہ کریں ایک نکتہ بیان کر دیتے ہیں۔ الوصیت کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے اپنے تئیں زمرہ انبیاء میں داخل فرمایا ہے آیت کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور پھر اسکی تفسیر میں انبیاء کی مثالیں یعنی مرسلین اور انبیاء کی وفات اور انکی جماعت کا حال سب اس بات پر صاف صاف دلیل ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنے تئیں نبی سمجھکر اور اپنے سلسلہ کو ایک نبی کا سلسلہ سمجھکر اور اسی رنگ پیرایہ میں اپنے

نہیں انبیاء سابق سے ملاکر اپنی جماعت کو وصیت اور نصیحت کرتے ہیں بلکہ نہ صرف اپنی تئیں بلکہ جماعت کو بھی انبیاء اولوالعزم کی جماعتوں سے تشبیہ دیکر آئندہ ابتلاؤں سے انکو آگاہ فرما رہے ہیں۔ غیرہ تو جملہ معترضہ تھا۔

الوصیت کی عبارت کی تشریح

اب آپ اس مذکورہ بالا عبارت الوصیت پر غور فرماتے جائیں "وہ (یعنی خدا) اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔ اور۔ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔"

ان عبارات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح سلسلہ کی ترقی حضرت صاحب کے وجود سے ہوئی۔ اسی طرح آپ کے بعد قدرت ثانیہ سے جس کا مظہر بعض اور وجود ہونگے ترقی ہوگی۔ یہ معنی اس سے ہرگز نہیں نکلتے کہ قدرت ثانیہ مسیح جماعت کے ممبر ہیں۔ اگر یہ تو عیسائیوں والی بات ہوئی جب وہ مسیح کی آمد ثانی کا انکار کرکے تھک گئے تو کہنے لگے کہ اسکی دوبارہ آمد سے مراد اسکا چرچ ہے۔ اور اس طرح آمد ثانی کی پیشگوئی پوری کرکے اپنی تسلی کرلی۔ یہاں قدرت ثانیہ سے صریحاً اور لفظاً ایسے وجود مراد ہیں جنکی وجہ سے اس جماعت کا دنیا پر غلبہ ہوگا۔ اور جس طرح خلفائے راشدین نے اسلام کو بار بار گرتے گرتے سنبھال لیا تھا۔ اس طرح اس ہی کے بعد بھی ایک خاص شخص اور بعض اور کہ اسی نمونہ پر ہونگے اور وجود ہونگے جو سنبھال لینگے۔ بس کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت اقدس کی بظاہر بے وقت وفات کے بعد جب مرتدوں اکثر اور اسرار کی مکذب اور مخالفین نے ہر طرح کے اعتراضوں سے اس جماعت کو نشانہ بنانا چاہا۔ اور عیسائیوں اور آریوں اور غیر احمدی مکذبین نے ہجوم اور حملہ کرکے جماعت کے پاؤں ڈگمگا دیئے۔ اور اسلام میں ہی عوام نے ایسا ستایا کہ گویا وہ ہمیں ذلیل کردینگے۔ ایسے وقت میں خدا نے **نورالدین** کو جو قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر تھا کھڑا کردیا۔ اور اسکے ہاتھ پر متحد ہونیکی وجہ سے خدا تع

نے پھر جاری ہوا ثمرہ دی اور ہم کو ہلاک ہونے اور بستیوں کو ہلاک ہونے سے بچالیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

یہی مذہب تھا حضرت خلیفۃ المسیح کا چنانچہ فرماتے ہیں۔
ایک طرف موت ہو دوسری طرف دشمن ہنستا ہو سامنے
قوم ہو ان کلمات طیبات اور اس نظارہ کو جو آپ کی وفات کے بعد لاہور میں
ہم نے دیکھا ہے کوئی عقلمند سعید دیکھے اور بیباک مرتد کا ٹریکٹ اور اسی طرح وہ
امرتسری مولوی کا اشتہار علاوہ بریں ہر دو تو قدرت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ خدا
کی باتیں کیسی سچی ہوتی ہیں جو وہ اپنے بندوں سے فرماتا اور ان کے منہ سے نکلواتا
ہے اب آپ کی وفات تو ہو چکی اور ہم نے دیکھ لی۔ اور وہ صداقت بھی ظاہر ہو
چکی جس کا ذکر فرمایا کہ لوگ ہنسی ٹھٹھا کریں گے تو اب الوصیت کے صفحہ نمبر ۸
سطر اول میں ہیں۔ غور فرماتے ہیں اسکو پڑھیں نبی کی وفات کے بعد مشکلات
کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں (جیسے لاہور میں ایسا
تنگ کرنا چاہا کہ گویا اب ہم کو کھا لینگے اسوقت ابر رحمت کی طرح پولیس آگئی
اور مسخرے خائب و خاسر بھاگے) اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور
یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی
تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد
ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ (یہی مرتبہ
تو اس امام کے وقت میں ان لوگوں نے ناخنوں تک زور لگایا۔ اور جہاں تک
ان سے ہو سکا جان و دل سے سر توڑ کوششیں کیں پر الٰہی قدرت نے آخر
ایک مستانہ جماعت قائم کر دی) اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت
کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ
کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔

غرض میں غور کرو کہ ایک بعد معاونین سے پہلے جماعت میں بلا اختلاف شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق تک وحدت کی روح اللہ قادر مقتدر نے کس طرح پھونک دی۔ ہو رہے خدا تعالیٰ اسرار انسانی شہم اب ایک مسلمان، ایک متبرک عاقبت اندیش اور ایک دنیا کے حوادث کو دیکھنے والا غور کرے۔ حضرت میرزا کا ایک کیا جا بیٹے اور بوا معصوم میرزا کا داماد محمد علی ہم کا مجموعہ قابل قدر اور باقی موجود میرزا کا نسیر بجائے باپ موجود ہے۔ اور تمام قوم نے ایک اجنبی کے ہاتھ پر بیعت کر لی"

اب اس عبارت کو پڑھنے سے ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے اوپر جماعت کے متفق ہونیکا نام قدرت ثانیہ رکھا ہے۔ اور یہاں اپنے تئیں اس دوسری قدرت کا مظہر گردانا ہے کاش کہ کوئی سمجھے۔

جماعت کا غلبہ دوسروں پر مترادف قدرت ثانیہ نہیں ہوسکتا۔

قابل غور یہ امر ہے کہ جماعت کا غلبہ دوسروں پر کس طرح مترادف قدرت ثانیہ ہو سکتا۔ جبکہ ہم صریحاً یہ بھی خود دیکھتے ہیں کہ جماعت کی خود حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ دشمن یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب دوسری مرتبہ خدا تعالیٰ گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ اب فرماؤ ایسی حالت تو خود جماعت کی رہ جاتی ہے وہ بیچاری کیا دوسروں پر غلبہ پائیگی۔ انکی اپنی ہی کمر شکستہ ہوتی ہے اور وہ خود متردد اور مرتد ہونیکے قریب ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ تم نے خود یہ نظارہ دیکھا پھر بھی مظہر قدرت ثانی کے وجود سے انکار کرتے ہو جس کے سبب سے اور جس کی ہمت سے خدا نے تمہاری کمریں مضبوط کیں اور تمہارے تردد اور کمزوری ایمان کو دور کیا۔ اور تمہیں ارتداد سے بچایا۔ پھر بڑے ناشکرے ہو بجائے اس مظہر قدرت پر خدا کا احسان

ماننے کے تم اپنے اوپر فخر کرتے ہو۔ اگر نور الدین اس وقت نہ کھڑا ہوتا تو یقیناً اس جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور مخالفین ہم کو اپنے میں جذب کر لیتے۔ اور اعتراضوں اور استہزاؤں کے مارے ہمارا رہنا زمین پر تنگ کر دیتے۔ اور لوگوں کی نظروں میں ہم ذلیل و خوار ہو جاتے۔ صرف اس وجود کیساتھ لگ کر ہم جماعت بنے رہے۔ اور ہمارا اتحاد مضبوط ہوا۔ کیا فخر ایک شکستہ کمر جماعت پر کرتے ہو۔ جس جماعت کا یہ حال ہو کہ کبھی ابھی ایک نبی کی تربیت اور تعلیم سے مکمل کرانے کے مرتے ہی وہ ایسی قابل رحم حالت میں ہو جاوے وہ آگے چلکر اور برسوں اور صدیوں گزرنے پر کیا ہمت دکھاتی۔ اور اسکا کیا خاک غلبہ ہوتا۔ یہ خدا کے وعدہ کے بموجب قدرت ثانیہ ہی تھی۔ اور پھر اسکا مظہر اول جس کے طفیل ہوتے پر تم کھڑے ہو کر دنیا کو منہ دکھانے جوگے ہو گر کیا ابھی سے ایسے کافر نعمت بنگئے کہ جس سے تم نے فیض پایا اور جس نے تمکو ہلاکت سے بچایا۔ اسکے وجود کو لغو و بے فائدہ سمجھنے لگے۔ اور قدرت ثانیہ اپنا نام رکھنے لگ گئے۔

قدرت ثانی کی پہلی مثال

اب قدرت ثانی کی مثالوں کی طرف خیال کیجئے۔

(۱) اول مثال حضرت ابو بکر کی فرماکر انکے وجود کو قدرت ثانیہ قرار دیا اور یہی فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی موت بے وقت سمجھی گئی۔ بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مثل غم کے دیوانے ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کیا۔ اب یہاں صاف طور پر فرمایا کہ آپ کے بعد کیا اعراب اور کیا جماعت صحابہ سب بدحال ہو گئے صرف اس وقت ایک ہی ایک ہی شخص تھا جو خدا کی تائید سے ثابت قدم رہا اور اس نے تمام جماعت کو سنبھال لیا۔ کیا مرتدین عرب حاصل کر سکتے تھے کیا وہ صحابہ جو دیوانوں کی طرح خود ہو رہے تھے کسی کام دین کر سکتے تھے ہرگز نہیں صرف ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے سب کے ارتداد کو دور کیا۔ دیوانوں کے غم اور غلطیوں کو ہٹایا تب جا کر جماعت اس قابل ہوئی کہ اپنا کام سرانجام دے۔ پس معلوم ہوا کہ خلیفہ کے وجود کے بغیر تمام کام درہم

برہم ہو جاتا۔

بغیر خلیفہ کے غلبہ محال ہے

اور یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ ہمیشہ امت محمدیہ کو انسانی منصوبوں کے ذریعہ ہدایت پر قائم رکھتا ہے۔ اس غرض کیلئے کوئی روح القدس کے کبوتر کی روح یا کلیسیا کے بے خبری میں اترنے والی آزمائش کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خدا ہمیشہ بموجب اپنے وعدہ کے قیامت تک خلفاء کا سلسلہ جاری رکھیگا کیونکہ انہی کے وجود باجود سے اسلام کی فتح ہے خواہ وہ خلفائے راشدین کی شکل میں ہوں خواہ مجددین کے رنگ میں خواہ مسیح موعود کے رنگ میں اور خواہ اس کے بعد قدرت ثانیہ کے رنگ میں آیت استخلاف قیامت تک امت محمدیہ پر حاوی ہے یہ سلسلہ امت محمدی اور قرآنی احکام سے باہر نہیں ہے جو تم الگ ہو کے قانون اسلام ڈھونڈتے ہو۔

خلافت نہیں تو اسلام کا خاتمہ

اب سلام علی الاسلام اسی میں محدود ہے اور جو جو وعدے اور فضل محمد رسول اللہ کی زبان پر اس امت کے لئے ہوئے ہیں وہ سب اب اس جماعت پر قیامت تک پورے ہوتے رہیں گے کیونکہ آخرین منہم کے مطابق اب روئے زمین پر ایک ہی محمدیوں کی جماعت ہے اور یہ کہنا کہ چونکہ آیت استخلاف حضرت صاحب کا الہام نہیں ہے اسلئے وہ اب اس جماعت پر صادق نہیں آسکتی گویا اسکے [illegible] ہیں کہ وہ سلسلہ اس محمدی سلسلہ سے الگ ہے اور غیر احمدیوں میں تو خلفاء آتے رہیں گے مگر احمدیوں میں نہیں یا اگر غیر احمدی ناحق پر ہیں اور احمدی اس محمدی سلسلہ سے الگ ہیں تو پھر نعوذ باللہ اسلام ہی دنیا سے اٹھ گیا اور خدا کا وعدہ ختم ہو گیا کیونکہ احمدی تو اپنے نئے چند الہام لیکر قرآنی وعدوں اور انعامات سے الگ ہو کر نکل گئے ... اور غیر احمدی مومنین کے نزدیک وہ مسلمان ہیں۔ انکے خیال میں تو سلسلہ خلافت کا صرف غیر احمدیوں میں ہی تا قیامت جاری رہیگا اور وہی اس آیت کے مصداق ہونگے۔ احمدیوں کے نزدیک۔

وہ سچے مسلمان نہیں ہیں۔ انکے نزدیک سب پر قرآن کے وعدے۔ وہ انعامات لینے والی دنیا کے چپہ
پر کوئی جماعت ہی نہ رہی جلد چھٹی ہوئی۔ مذہب اسلام کا خاتمہ ہو گیا۔ نعوذ باللہ ایسے ایمان

قدرت ثانی کی دوسری مثال یوشع

اب دوسری مثال لیجئے یہاں حضرت موسیٰ کی وفات کا ذکر ہے۔ اس وقت انکی موت پر خدا تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کو قدرت ثانیہ کے رنگ میں اس جماعت میں کھڑا کیا اور اسی طرح پے در پے انبیاء اور خلفاء اس سلسلہ میں مبعوث ہوتے رہے کہ ہمیشہ قدرت ثانیہ کسی انسانی مظہر یا افراد کے ہی رنگ میں ظاہر ہوئی نہ کسی انجمن یا جماعت کے طور پر۔ اور جو جو بنی اسرائیل پر نفس ہوئے وہ خدا کے نبی اور خلیفے ہی ہوئے حالانکہ وہاں ایسی کوئی آیت استخلاف نہ تھی۔ بلکہ توریت میں بحیثیت بنی اسرائیل ہونے کے اور بحیثیت ایک قوم اور جماعت ہونیکے تمام وعدے دئے گئے تھے مگر پھر بھی جب وہ وعدے پورے ہوئے تو بنی اسرائیل کو کسی مصیبت سے رستگاری ہوئی تو کسی مظہر افراد کی برکت سے ان کے ہاتھ پر نہ کہ اپنی کسی جماعت کی قوت پر۔

تیسری مثال قابل ہے

تیسری مثال جو حضرت اقدس نے دی ہے اس پر ڈاکٹر صاحب نے ہاتھ صاف کرنا چاہا ہے۔ اول تو یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر نہیں ہے نہ حضرت صاحب کا ایمان تھا نہ ہمارا اور نہ آپکا ایمان کہ صلیب پر حضرت مسیح فوت ہو گئے بلکہ وہ اس واقعہ کے بعد قریباً ۹۰ برس زندہ رہے۔ اور کشمیر میں مدفون ہوئے یہاں حضرت صاحب نے صرف ایک مثال مصیبت اور تفرقہ جماعت کی دی ہے۔ اپنی موت کے مقابل صرف حضرت رسول کریمؐ اور حضرت موسیٰ کی موت کو رکھا ہے اور حضرت عیسیٰ کی زندگی کے ایک بڑے واقعہ کو بیان فرمایا ہے نہ انکی موت کے ذکر کو۔ اس اگر یہ خیال کیا جاوے کہ جب وہ ایک مذہب کی تبلیغ کر کے اس ملک سے چلے گئے تو گویا انکی طرف سے تو وہ مر گئے تو اس طرح سے واقعہ صلیب بیشک ان حواریوں کے نزدیک انکی وفات کا مترادف تھا اس رنگ سے بھی اگر دیکھا جاوے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے بعد انکی جماعت اور خلافت کا انکار ہم کو نہیں ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بعد بھی قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔ اسکے قرائن ہم کئی طرح سے دے سکتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کی خلافت کا ثبوت

۱۔ عیسائیوں میں آج تک ایک انتظام جماعت اور ایک رئیس و امیر کا موجود ہونا اور رومن کیتھلک فرقہ میں پوپ کا وجود شہادت دے رہا ہے کہ ان کے ہاں مسیح کا جانشین ہمیشہ سے مانا جاتا رہا ہے۔ اور تمام رومن کیتھلک قوموں حتی کہ بادشاہوں اور سلطنتوں کی اسکی فرمانبرداری ثابت کرتی ہے کہ یہ سلسلہ ان لوگوں نے بعد میں خود ساختہ نہیں ہے بلکہ انکی اصل ابتدا ابتدائے مسیحیت سے چلی آتی ہے پراٹسٹنٹ جو آزاد خیال فرقہ ہے ان میں بھی ایسا نظم و نسق موجود ہے اور چرچ میں عہدہ داروں کی تمیز اور بشپ اور آخر میں آرچ بشپ کا سب پر افسر ہونا بھی اسی کی دلیل ہے۔ کہ یہ لوگ ایک جماعت اور ایک امیر کے خیال کو ہمراہ لیکر رومن کیتھلک لوگوں سے الگ ہوئے ہیں۔

۲۔ کشمیر میں وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی ہوئی اور وہیں آپ دفن ہوئے سو اس ملک میں آپکی تعلیم کا اثر ضرور ہوا ہوگا۔ اب ہم عام کشمیری لوگوں کے مذہبی خیالات کیطرف دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہایت پیر پرست واقع ہوئے ہیں اور اس کثرت سے ان میں رواج بزرگوں کے ماننے کا ہو گیا ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی یہ قوم اپنی ان عادات کو ترک نہیں کر سکی بلکہ اسکا کچھ نہ کچھ نشان ہیں پاتی ہے۔ یہ اثر اس قوم میں پیر پرستی کا کہاں سے پیدا ہوا۔ اگر یہ کہو کہ چونکہ یہ لوگ بنی اسرائیل تھے اس سے ان باتوں کے پہلے ہی عادی تھے سو اسکا جواب یہ ہے کہ ساحل تو بہود مشرک اور پیر پرست قوم نہیں تھی۔ بلکہ اور ہندو اکثر موحد تھے دوسرے ان لوگوں کی تو عادت انبیاء اور خلفاء کی بات نہ ماننے اور انکار کی تھی نہ کہ انکی فرمانبرداری اور نہایت درجہ اطاعت کی۔ یہ اطاعت اور بزرگوں کے ماننے کی عادت کاشمیر تو حضرت مسیح اپنے ساتھ لائے۔ اور اس قوم میں ڈال گئے۔ اور انکے بعد ضرور سلسلہ خلافت کا چلا ہوگا۔ بحیثیت قوم کے یہ لوگ اسقدر پیروں اور بزرگوں کے ماننے والے نہ ہوتے۔ اگر

یہ اعتراض کرتے ہیں اسکا نتیجہ جیسا کہ یہاں ہُوا پیر پرستی اور شرک ہو تو ہم اسبات کا آگے چلکر جواب دینگے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ جب تمام انبیاء کے خلفاء ثابت ہیں تو مسیح کو الگ رکھنا چہ معنی علاوہ ازیں اگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے رسولوں کو مخاطب کر کے اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ۔ یعنی یہ جماعت تمہاری ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں اپس مجھ سے تقویٰ کرو یہیں ایک تو تمام انبیاء کے سلسلہ کو ایک سلسلہ فرمایا یعنی تمہاری تعلیم وہی جماعت ہے۔ تو جب شریعت اور تمہاری زندگی موت اور پھر تمہاری جانشینی اور جماعت کا قیام بعد میں سب ایک ہی طرح کا ہے۔ کسی ایک سلسلہ کو دوسرے سے مغایرت نہیں یعنی یہ کہ اگر اکثر انبیاء کے خلفاء ثابت ہیں تو ہم کیونکر ایک کو الگ کر لیں کہ اسکے بعد خلافت نہیں ہوئی پھر فاتقون ربکم سے یہاں یہ صریح اشارہ ہے کہ تمہاری ربوبیت جس میں یہ جماعت کی ربوبیت بھی داخل ہے دوسرے وتر بارب چونکہ ہر نبی اپنا کام کر کے نہیں جاتا۔ بلکہ اسکی موت پر کچھ باتیں قابل تکمیل رہ جاتی ہیں۔ انکی تکمیل خلفاء کرتے ہیں۔ مسیح کی موت یا صلیب سے رخصت کے وقت ضرور تھا کہ ان قابل تکمیل باتوں کی کوئی پیچھے تکمیل کرے پس سوائے سنت مستمرہ خداوندی یعنی خلفاء کے وجود کے اور کون تھا جنہوں نے حضرت مسیح کے بعد تکمیل دین کی کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں تخم ریزی انبیاء کے ہاتھ سے ہوتی ہے لیکن انکی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا پس ضرور ہے کہ مسیح مریمی کچھ کام تکمیل کے لئے چھوڑ گئے ہوں اور انکی تکمیل سوائے خلفاء کے اور کون کر سکتا ہے۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا آیت حضرت مسیح موعود کے ذکر کے بعد ہی بیان کی گئی ہے اس سے پہلی آیت میں مسیح کا ذکر ہے مراد یہ کہ مسیح موسوی کے سلسلہ کو اور تمام انبیاء کے سلسلہ سے مغایر اور مختلف نہ سمجھنا بلکہ یہ سب تحت وحدت کے حکم میں ہیں

پھر اس تکمیل کے لفظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد غلبہ جماعت نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے دین کی تکمیل جماعت کے غلبہ سے نہیں ہوتی۔ اور نہ تمکین صرف جماعت کے غلبہ سے ہوتی ہے۔ بلکہ اس تکمیل اور تمکین سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اصول اور عقائد وغیرہ انہوں نے دنیا میں خدا کی طرف سے لا کر پیش کئے۔ ان کے معنی کرنے میں بعض اوقات غلطی لگ جاتی ہے اور اگر خلفاء تمکین اور تکمیل نہ کریں۔ تو لوگ غلط عقائد پر قائم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق کی بابت ہی دیکھ لو کہ آنحضرت کی وفات پر لوگ سمجھنے لگے کہ آپ نہیں مرے اور قد خلت من قبلہ الرسل کی آیت گویا ابوبکرؓ کی زبان پر دوبارہ نازل ہوئی یا زکوٰۃ کے معاملہ میں لوگ اس رکن اسلام کے سمجھنے میں غلطی پر پڑ گئے تو ابوبکرؓ نے انکو سمجھایا کہ دیکھو یہ مطلب ہے زکوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا۔ اگر اس وقت ان عقائد حقہ کو قائم نہ کیا جاتا تو پھر لوگ آئندہ کے لئے بڑی بڑی گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتے۔ پس تکمیل سے یہ سمجھنا کہ جماعت کا غلبہ ہو جاتا ہے غلط ہے بلکہ خود جماعت ناقص ہوتی ہے جس کی تکمیل خلفاء کے ذریعے ہوتی ہے اور جماعت کا غیر بعض اوقات غلط خیالات پر ہو جاتا ہے پس ضرور تھا کہ حضرت مسیح کے بعد خلفاء آتے کیونکہ اگرچہ وہ تشریعی نبی نہ تھے مگر ایک کتاب رکھتے تھے۔ اور اس کتاب میں کچھ احکام شرعی بھی ضرور تھے۔ اور وہ نبی اور رسول تھے اور انکی تحریروں کے بعد انکے کلام کی تکمیل ضروری تھی۔

۲۔ یہ ظاہر ہے کہ موجودہ اناجیل میں سے ایک بھی انجیل وہ نہیں ہے جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی۔ اور جب خود ایک نبی کی اپنی کتاب کا پتہ ہی نہیں چلتا تو یہ کہنا کہ مسیح کی خلافت ثابت کر کے دکھاؤ کیسا بے معنی سوال ہے جبکہ تو اصل نبوت ہی گم ہے پھر فرع کو کیا ڈھونڈتے ہو۔ مسیح کی امت میں ایک شخص پولوس پیدا ہوا۔ اس شخص نے تمام شریعت اور طریقہ نبوی کو غارت کر کے گندے سے گندے عقائد ملا کر اس مذہب کی شکل مسخ کر دی اور اسکی مہربانی سے اصل دین مسیح کی ابتدا میں بگڑ گیا کہ اس کا کچھ پتہ نہ رہا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ

کو بھی یہی منظور تھا کہ ظلمت کیا خود کامل طور پر اس آفتاب جہاں تاب صلی اللہ علیہ وسلم کے طلوع ہونے سے پہلے اپنا زور دکھائے۔ اسواسطے مسیح کا سلسلہ دور تک نہیں پہنچا۔ کہ اسکی تاریخی سند ہم پیش کر سکیں مسیح تو اللہ میاں بن گئے انکی کتاب سوئے عدم چلی گئی۔ خود انکی موت کی حقیقت بھی ۱۹۰۰ برس بعد آکر کھلی پھر تمہاری خلافت کس گنتی میں تھی جس کا تاریخی ثبوت اسوقت ہم مہیا کر سکیں۔

خلاصہ مطلب پس اس ساری طول طویل تقریر کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسیح کو بھی گروہ انبیا میں داخل ہونے کے سبب صاحب خلافت مانتے ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے انکے بعد بھی قدرت ثانیہ کے مظاہر کا ہونا یقین رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ ہمیں کوئی تفصیل خود انجیل کی مسیح کے بعد جو کاروائیاں ہوئیں انکی معلوم نہیں اور ہر چیز اس زمانہ کی ایک اندھیرے میں ہے اسلئے ہم کسی خلیفہ یا جانشین کا نام نہیں بتا سکتے۔ بہرحال عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور چونکہ سنت اللہ یہی ہے اسلئے ہمارے مخالفین اگر اسے نہیں مانتے تو ان پر اس بات کا بار ثبوت ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مسیح کے بعد کوئی خلفاء ہوئے ہی نہیں جو

مسیح ناصری کی خلافت نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسیح محمدی کے بعد بھی سلسلہ خلفاء نہ ہو

البتہ ایک اعتراض کا جواب دینا یہاں ضروری ہے وہ یہ کہ بالفرض اگر مسیح موسوی کے بعد خلافت نہ بھی مانی جاوے تب بھی مسیح محمدی کے بعد اسکی عدم ضرورت لازم نہیں آتی کیونکہ یہ سلسلہ جیسے ہمارے ڈاکٹر صاحب کے بیان پر موسوی سلسلہ سے ایسا مطابق نہیں کہ کوئی اختلاف ہی نہ ہو۔ اور ہر بات اس سلسلہ کی اس سلسلہ میں پائی جاوے۔ مثلاً موسوی سلسلہ میں ہزاروں نبی آئے یہاں صرف ایک مدعی نبوت ظاہر ہوا۔ وہاں تمام سلسلہ بنی اسرائیل تک محدود تھا یہاں تمام جہاں کے لئے۔ وہاں مسیح بے باپ پیدا ہوا یہاں معمولی انسانوں کے طور پر۔ وہاں اسے صلیب پر لٹکایا گیا اور چوروں کے ساتھ چڑھایا گیا یہاں

لہ یہ جواب ایک پہلو کو مد نظر رکھ کر دیا ہے ورنہ اصل جواب پہلے دئے جا چکے۔

کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ حضرت صاحب نے پیشگوئی کردی تھی کہ تمکو جھگڑا نہیں پڑیگا وہاں ایک مصیبت پر حواری بھاگ گئے یہاں اس مذہب کی صداقت پر دو حواری شہید کرائے گئے مگر انہوں نے صداقت سے منہ نہ موڑا۔ وہاں خلفاء پر جو کتابیں اتریں۔ وہ موسیٰ کی کتاب کے ساتھ توریت میں شامل ہوئیں یہاں قرآن شریف میں تیرہ سو برس میں ایک شوشہ نہیں بدلایا گیا وہاں توریت اور انجیل انسانی دستبرد سے محفوظ نہیں رہیں یہاں کتاب کریم ہر طرح محفوظ ہے دوسرا امر خلافت میں وہاں جتنے انبیاء یعنی خلفاء ہوئے وہ براہ راست منتخب کئے گئے اس امت میں جو مبعوث کئے گئے وہ بواسطہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ غرض بہت سے بڑے بڑے اصولی اختلاف مماثلت میں دونوں سلسلوں کے شامل آگئے سو اس طرح تطبیق دینا کہ جابجا النعل بالنعل کی طرح ہو اور جس طرح کوئی امر وہاں ہو۔ اسی طرح یہاں بھی ہو یہ غلط ہے بلکہ وہاں تو مسیح موسوی صرف حضرت موسیٰ کے سلسلہ کے آخری نبی تھے مثیل موسیٰ نہ تھے یہاں مسیح محمدی نہ صرف مثیل مسیح موسوی ہیں بلکہ مثیل محمد بھی ہیں موسوی سلسلہ تو ناقص تھا۔ وہ مثیل مسیح ہونے میں جو کمی اور نقص تھا وہ مثیل محمد اور بروز محمد ہونے نے پورا کر دیا اور جس طرح مسیح موسوی کی جماعت آخر گمراہ ہو گئی تھی۔ اس طرح ہرگز ہرگز مسیح محمدی کی جماعت قیامت تک گمراہ نہ ہوگی۔ کیونکہ محمدی ہونے کے باعث ہمیشہ یہ جماعت خدا کے فضل سے راہ راست پر رہیگی۔ حضرت صاحب نے بارہا فرمایا ہے کہ اگر ہم صرف مثیل مسیح ہوتے تو ہماری جماعت کے لئے بھی بگڑ کر دجال بنجانے کا خطرہ تھا۔ مگر چونکہ ساتھ ہی ہم بروز محمد بھی ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ اس گمراہی میں ہمکو نہ ڈالیگا جس میں پہلے مسیح کی امت پڑ گئی ہے۔

مسیح ناصری کے سچے متبعین میں خلافت موجود ہے

ایک امر یہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ مسیح سے تو یہ وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ اسلئے یہاں صرف جماعت کا غلبہ مراد ہے۔ خلافت ذکر نہیں۔

حالانکہ یہ معنی غلط ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ہمیشہ درس میں فرماتے تھے کہ سچے اور اصلی متبعین مسیح کے مسلمان ہیں اور جھوٹے متبعین نصاریٰ ہیں اسلئے مسلمانوں کو خدا نے بیت المقدس اور ملک شام پر جو اصلی کافرین مسیح یعنی یہودیوں کی جگہ تھی مسلط کر دیا اور جھوٹے متبعین یعنی نصاریٰ کو غیر قوموں پر جو نقلی کافر مسیح ہیں مسلط کر دیا۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ اصلی متبع مسیح کے مسلمان یعنی رسول کریم اور انکی امت ہیں پھر اس آیت سے خلافت کا انکار مسیح کے متبعین میں کیونکر نکل سکتا ہے۔ کیونکہ سلسلہ محمدی میں تو خلافت بے شبہ موجود ہے اور یہی سلسلہ مسیح کا سچا اور اصلی متبع ہے پس معلوم ہوا کہ مسیح کے سچے اتباع میں تو خلافت موجود ہے۔ اور اس خلافت کے اوائل زمانہ میں وہ مسیح کے اصلی منکرین کے ملک پر قابض ہوئے۔ پھر یہ کہنا کہ مسیح کے تابعین میں بقول اس آیت کے خلافت نہیں صریح غلطی نہیں تو کیا ہے؟ ہماری مراد یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ اے مسیح تیرے متبع تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رہینگے اب یہودیوں کے ملک اور مرکز یعنی شام اور بیت المقدس پر تو مسلمان خلفاء نے فتح پائی اور قبضہ کر لیا اور ابتک یہ ملک انکے پسماندگان کے قبضہ میں چلا آتا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ خلفاء ہی سچے اور اصلی متبع مسیح کے تھے اور ان سچے متبعین کی جماعت میں خلافت ثابت ہے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کے متبعین میں خلفاء کا سلسلہ موجود ہے یہ آیت تو مسیح کے سلسلہ میں خلفاء کے ہونیکی تائید کرتی ہے نہ کہ تردید

الوصیت کی عبارت پر مکرر غور اب ہم پھر الوصیت کے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں "سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے" اب دیکھو کہ قدیم سنت خدا تعالیٰ نے انبیاء کی موت کے بعد کیا بتلائی ہے؟ تو کما استخلف الذین من قبلہم سے معلوم ہوا کہ یہ سنت خلافت کی صرف موسوی سلسلہ میں نہیں۔ بلکہ رسول کریم سے پہلے جتنے سلسلے انبیاء کے گزرے ہیں۔ خواہ ابراہیم کا ہو یا

یا نوح کا یا کسی اور پیغمبر کا سب میں یہی طریقہ خدا تعالے نے رکھا ہوا تھا الا قد خلت من قبلہم میں تخصیص موسوی سلسلہ داخل نہیں بلکہ یہ مراد ہی کہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء گزرے تھے سب میں خدا نے خلافت کا سلسلہ جاری رکھا تھا اور یہی اس قادر مطلق کی سنت تھی۔ جس کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ کیا ہو یعنی قدیم سنت۔ قدیم سے مطلب وہی جو پہلے ہمیشہ ہوتی رہی اور من قبلہم سے مراد بھی وہی جو پہلے ہمیشہ راسخ ہو اور وہ خلافت ہی ہے

جماعت کے غلبہ کی پیشگوئی میں قدرت ثانیہ کا ثبوت موجود ہے

پھر فرماتے ہیں۔ وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ یہ بھی قابل غور امر ہے اگر جماعت کا غلبہ ہی قدرت ثانیہ ہے تو وہ تو خدا کے فضل سے حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی با دلائل و براہین اس جماعت کو حاصل تھا پھر یہ کہنا کہ جب تک میں نہ جاؤں وہ قدرت نہیں آسکتی بے معنی ہو گا۔ کیونکہ اگر صرف غلبہ جماعت مراد ہو تو وہ تو مدتوں سے ہو گیا ہوا ہے جب سے کہ سب مذاہب مقابلہ کر کے حضرت صاحب سے انگشت بدنداں ہو چکے تھے۔ اور جماعت کے ہاتھوں میں ایسا ہتھیار دیدیا تھا کہ جس سے ہر طرف فتح ہی فتح مخالفوں پر تھی۔ اگر کہو کہ وہ غلبہ جماعت کو نہ تھا۔ بلکہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کے ماتحت تو مسیح موعود کا غلبہ تھا اور وہ غلبہ تو آپکی وفات کے بعد جیسا کہ الوصیت میں مذکور ہے نہایت شکستگی اور جماعت کی کمزوری میں مبدل ہو گیا تھا۔ تو پھر یہ امر اور بھی صاف ہو گیا کہ جماعت تو فی ذاتہ کوئی چیز نہیں۔ دوسرا غلبہ بھی اسکو خلیفہ کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اور قیامت تک ایسا غلبہ انہی وجودوں کے ذریعہ سے جماعت کو حاصل ہوتا رہیگا اور یہی وجود دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔ ورنہ اگر جماعت ہی خود بخود غلبہ پانے کے لائق ہوتی۔ اور ان دوسرے وجودوں کی محتاج نہ ہوتی۔ تو پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ حضرت اقدس کے وفات پاتے ہی وہ جماعت ایسی گرجاتی کہ اگر سنبھالنے والا اسکو نہ ملتے تو وہ دو میں پڑجاتیں اور اعداء ناز و اختیار کر لیں۔ پھر یہی وجود ہی قدرت ثانیہ ہیں۔ جن کے بعد

کے پھر جماعت بطور ایک لشکر اور فوج کے منضبط ہو کر کام کرنے اور غلبہ پانے کی توفیق ہو سکتی ہے ورنہ فرداً فرداً بغیر سپہ سالار کے کیا کوئی سپاہی ملک فتح کر سکتا ہے یا غنیم پر غالب آ سکتا ہے بلکہ حضور کا ترجمہ الہام تو اس بات کو اور صاف کر دیتا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ یعنی یہ غلبہ بحیثیت جماعت کے ہوگا اور جماعت بغیر امام کے نہیں ہو سکتی پس وہی لوگ مسیح موعود کے متبعین ہیں اور غالب رہینگے جو صاحب جماعت ہونگے نہ کہ متفرق اور جماعت کا وجود بغیر ایک امیر کے ناممکن ہے اور چونکہ جماعت کے لئے غلبہ ضروری ہے اور وہ غلبہ قدرت ثانیہ کے مظہروں کے وجود سے ہوگا اسلئے وہی اسکے امیر ہونگے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ خلیفہ۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جماعت کا غلبہ بیشک قیامت تک رہیگا مگر اسکے لئے دعا کی ضرورت ہے تا کہ قدرت ثانیہ نازل ہو کر پھر غلبہ نصیب ہو اور چونکہ قدرت ثانیہ کے مظہر کچھ وجود ہونگے۔ اسلئے یہ غلبہ ان مظہروں کے ماتحت ہوگا اور یہ غلبہ بحیثیت جماعت کے ہوگا۔ اور چونکہ جماعت بغیر ایک لیڈر یا سردار یا خلیفہ کے جماعت نہیں اسلئے وہی وجود اس جماعت کے لئے بحیثیت امیر اور خلیفہ کے بھی ہونگے

آیت استخلاف الہام نہیں ہوئی تو اسلئے الہامات میں جن سے مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلافت ثابت ہوتا ہے

اب ہم اس معاملہ میں حضرت اقدس کے الہامات کی طرف آتے ہیں۔ یہ بات کہ آیت استخلاف آپکو الہام نہیں ہوئی سخت فضول بات ہے حضرت صاحب کے بروز محمدی اور اس زمانہ میں ہماری جماعت کے حقیقی محمدی ہونے کی وجہ کہ وہ تمام وعدے فضل کے جو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے فرمائے ہیں۔ جیسا ارشاد ہے پورے ہونگے کیا قرآن شریف نعوذ باللہ معطل ہو گیا اور صرف وہی الہام اب ہو سکتے ہیں جو ہمارا حضرت صاحب پر نازل ہوئے ہرگز نہیں یہ بات بالکل غلط ہے قرآن شریف کے وعدے اور فیوض اور برکات بموجب الہام الخیر کلہ فی القرآن اس جماعت

میں اسی طرح ظاہر ہونگے جس طرح اولین میں ہوئے۔ اور چونکہ آپ احمد محمدؐ اور مصطفےٰ کے نام سے مخاطب ہوئے ہیں اسلئے آپکے بعد بھی آیندہ خلافت مثل خلافت محمد رسول اللہؐ کے قائم ہوگی۔ مگر آپ مسیح تھے تو آپ اصالۃً ابراہیم بھی تھے۔ جن کے بعد سلسلہ خلافت ثابت ہے آپ موسیٰ بھی تھے (انت منی بمنزلۃ موسیٰ اور باقی علیہ الصلوٰۃ مثل حضرت موسیٰ) جنکے بعد خلافت کے امر میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔ پھر آپکو داؤد کہکر پکارا گیا جنکے بعد خود انکے بیٹے ہی خلیفہ ہوئے۔ اور سب سے بڑھکر آپ کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کہا گیا۔ یعنی تمام پہلے نبیوں کے کپڑے پہننے والا پس دیکھو کہ آدم سے لیکر محمد رسول اللہ تک کی کیا بلکہ سب کی خلافت خود آیت استخلاف سے ہی ثابت ہے اور چونکہ حضرت صاحب سب کے مظہر ہیں اسلئے اب کوئی گنجائش شک و شبہ کی نہیں کہ آپکے بعد خلافت مثل انبیائے سابق کے ہوگی۔

جماعت بغیر خلیفہ کے جماعت نہیں کہلا سکتی

یاد رکھو کہ ہمیشہ اسلام نے خدا کے مقربین اور رسول خدا کے نائبین کے ہاتھ پر فتح پائی ہے اور ہمیشہ خدائی غلبہ اس کے مظہروں کے وسائط مبارک پر ہو۔ اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا میں بھی سچا اور حقیقی غلبہ وہی ہے جو سلسلہ محمدیہ کے خلفاء کے ہاتھ سے ہوا ہو تم پھر سوچو کہ پس آج کس طرح سنت اللہ بدل جائے اور وہ گروہ کس طرح غالب ہو جائیگا۔ جس کے نزدیک ملک امت بے سرو پا بے نظم و نسق غیر منسق اور غیر متحد دنیا میں بلا کسی امیر کی ماتحتی کے ہم بے ہوں۔ فضل ہمیشہ جماعت پر ہوتے ہیں جب جماعت ہی نہ رہی تو فضل کیسے۔ اسلام کے عبادات تک میں دیکھو۔ اجتماع کیسا ضروری قرار دیا گیا ہے بغیر اتفاق اور اتحاد کے تم فضل خداوندی کو جذب نہیں کر سکتے۔ خود نبی کے زمانہ میں بڑے بڑے فضل اور فتوحات اسوقت نازل ہوئی ہیں جب جماعت بڑھتی اور ترقی پائی ہے۔ کیا وہ جماعت جماعت ہو سکتی ہے جس کا ہر فرد خود مختار ہو۔ اور جس کا ہر شخص اپنے تئیں مجتہد ہو جدھر چاہے ان کی ناک

پکڑ کر لیجائے اور جو چاہے اپنی مرضی کے مطابق گھڑ لے۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں اندھیر مچ جاتا کیا وہ
رکھوکھا لکھوں میں سے ایک بھی ایسا ہے جو مضبوط جگہ قدم مار سکتا ہو اور درست راستے پر چل سکتا
اور لوگوں کو چلا سکتا ہے اگر صرف کتابیں ہی کافی ہوتیں تو قرآن شریف اور دین اسلام کی
تجدید اور تکمیل کے لئے خلفاء اور مجددین کی ضرورت ہی کیا تھی؟

مسیح موعود بھی خلیفہ تھے پھر بھی آپ کے بعد سلسلہ خلفاء ہوا

اور ایسا اعتراض کہ حضرت صاحب خلیفہ تھے مگر انہوں نے
اپنا کام پورا نہ کیا۔ پھر انہوں نے کام ہی کیا کیا ایک عجیب
منطق ہے کیا داؤد خلیفہ نہ تھے؟ پھر سلیمان کی کیا حاجت تھی؟ کیا ابوبکر خلیفہ نہ تھے پھر
عمر کے لئے کیوں کام باقی رہ گئے۔ کیا حضرت اقدس خاتم الخلفاء نہ تھے؟ جو اپنے پیچھے پورے مسیح
موعود کے لئے پیشگوئی چھوڑ گئے۔ اگر کوئی کام بھی خلفاء کا ہو تو پھر بھی انبیاء کی جماعت
کو جماعت کی حیثیت میں متحد رکھنا ہی ایسا مقدس مشن ہے کہ جیسے کہ ان کا وجود لابدی
معلوم ہوتا ہے۔ اور ہر خلیفہ کے لئے لوگ کام سمجھتے ہی آتے ہیں یہ نہیں کہ بس کام ختم
ہو گئے آئندہ کوئی ضرورت نہیں حضرت صاحب کے فوت ہوتے ہی ضرورت پڑی کہ ایک امیر
کی کہ جماعت پراگندہ ہو چلی تھی۔ پھر خلیفہ اول کے بعد بھی ضرورت پڑی دوسرے خلیفہ
کی جس نے بفضل خدا ۹۵ فیصدی سے زیادہ کو جمع کر لیا اور متحد کر دیا ورنہ مخالفین
نے تو پراگندہ کرنے اور ایک کی بجائے فرد فرد کو خلیفہ بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی
اور ضرور تھا کہ حضرت صاحب کے اعتقاد اور تعلیم متعلقہ نبوت مسیح موعود اور کفر و اسلام وغیرہ
مسائل کی اب تکمیل ہوتا کہ روز کے جھگڑوں اور اختلافات سے نجات ملے۔ بولو کیا تم
میں ان مسائل پر اصولی جھگڑے رہ رہا نہیں؟ اب انکا کون فیصلہ کرے ضرور ہے
کہ ایسے موقعہ پر اور اس جھگڑے پر تم کو متحد کرکے اور جماعت کثیر کو ایک عقیدہ پر قائم کرنے
کے لئے کوئی ہو جو حق اور باطل میں فرق کر کے دکھاوے وہ وہی حضرت صاحب کی تعلیم
ہو جس میں سے تم بھی اپنا مطلب کھینچتے ہو پس میرے نزدیک تو یہی مسائل یعنی نبوت

مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام وغیرہ جیسے اہم مسائل میں تبدیلی ممکن ہوئی جماعت احمدیہ کے لئے وہ پیش آوے ضرور ہے کہ حق خیالات مرجع کو کرنے کے لئے اور ان جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک جو جماعت کے لئے بطور سردار اور امیر مطاع کے ہو جس کے باعث جماعت آئندہ کے لئے ایک عقیدہ حقہ پر قائم ہو جاوے۔

خلافت دنیاوی غلبہ کے لئے نہیں ہوتی

پھر حضرت صاحب کا الہام هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله بھی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اس زمانہ میں محمد رسول اللہ صلعم کے بروز ہو کر دنیا میں نازل ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ آخرین منہم کا پہلا اولین کی مثل قائم ہوگا۔ اور یہ کہنا کہ وہاں تو خلافت کی اسلئے ضرورت پڑی تھی کہ دنیاوی حکومت بھی ساتھ تھی صریح غلطی ہے کیونکہ آیت استخلاف میں کہیں دنیاوی غلبہ کا ذکر نہیں بلکہ تمکین دین کا ذکر ہے اور پھر اس خلافت میں تمام مجددین اور خود حضرت صاحب شریک ہیں تو بتاؤ کہ کس جگہ کونسی دنیاوی حکومت ہے جس کے انتظام کے لئے یہ لوگ آئے ہیں بلکہ خاتم الخلفاء اور سب سے بڑا خلیفہ تو ایسے وقت آیا کہ اسکو صرف اپنے زمانہ بلکہ آئندہ کے لئے بھی یہ کہنا پڑا کہ ؎

بس چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ٭ دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

الہام میں ہمارا نام محمدی سلسلہ خلفاء کا ثبوت ہے

اب ایک اور الہام سنئے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ یہاں اس سلسلہ کو محمدیاں کے نام سے مخاطب کیا گیا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم کو وہ خصوصیات اور انعامات نہ ملیں جو محمدیوں کے لئے خدا کا وعدہ ہیں۔

متفرق اعتراضوں کے جواب۔

معترض صاحب نے یہ بھی ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ بیشک کچھ وجود قدرت ثانیہ کا مظہر ہونگے۔ مگر اصل قدرت ثانیہ [illegible] جماعت ہی ہے گو ان وجودوں کو ایک بہت ہی خفیف حصہ قدرت ثانیہ کے مظہر ہونے

کا ہو چہ زیادہ مظہر اسکی جماعت ہی ہے حالانکہ حضرت اقدس نے صاف دو قدرتیں فرمایا ہے ایک مجسم قدرت اپنے وجود کو فرمایا۔ اور دوسری کا مظہر ان پاک وجودوں کو ٹھیرایا ہے نہیں کہ ان قدرت ثانیہ کے وجودی مظہر ہونگے۔ بلکہ یہی فرمایا کہ میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔ اور یہ کہنا کہ الہام جاعل الذین اتبعوک کا صرف جماعت کے غلبہ کو ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ استخلاف امت موسوی میں اور امت محمدیہ میں ثابت ہے ویسا یہاں نہیں بلکہ جماعت کا عام غلبہ مخالفین پر ہوگا۔ اسلئے بھی غلط ہے کہ جماعت کے غلبہ کا وعدہ تو ہر پہلے اور نبی کی امت کو ہے چنانچہ قرآن شریف میں ہے الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ پس جب جب دنیا میں حزب اللہ یعنی انبیاء کی جماعت ہوتی رہی ہے تب ہی انکو غلبہ ہوتا رہا ہے۔ پھر صرف اس قسم کے غلبہ کو اس الہام سے خاص کر دینا اور اس غلبہ کو تمام انبیاء کی جماعت میں نہ ماننا ایک بدیہی قرآنی آیت کا بطلان ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود نے اپنا کام پورا نہیں کیا تو پھر خلیفہ کس بات کے ہوئے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کام پورا ہوگیا تھا تو پھر آپنے جو پیشگوئی اپنی اولاد میں ایک عظیم الشان مصلح موعود کی فرمائی ہے وہ کیوں کی گئی۔ تو یہ ماننا پڑیگا کہ مصلح موعود کی کوئی ضرورت نہیں سب کام حضرت اقدس خود پورا کر گئے اور اگر مصلح موعود کا وجود جائز ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حضرت صاحب نے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں اپنے کام کی تکمیل نہیں کی بلکہ یہ اپنے بعد قدرت ثانیہ کے لئے رکھی ہے اور چونکہ مصلح موعود کا بھی یہی کام ہوگا اسلئے وہ بھی ان مظاہر میں ایک مظہر قدرت ثانیہ کا ہوگا اور یہی درست ہے۔

حضرت اقدس اپنے بعد سلسلہ خلفا ضروری سمجھتے تھے

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خود حضرت اقدس سلسلہ خلفا کو اپنے بعد ضروری خیال فرماتے ہیں۔ اول تو آپ نے تحریر فرمایا کہ "ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ یہاں خلیفہ

اور خلفاء دونوں الفاظ صریح آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ جہاں آپ تاویل سے کام نہیں چلا سکتے کہ مراد خلیفہ سے مرید ہو کیونکہ یہ حضرت صاحب کو اور الفاظ معلوم نہیں تھے جن سے اپنا اظہار مطلب فرما سکتے کیا مرید، متبع، دوست، شاگرد، مبائع وغیرہ الفاظ اپنے مطلب کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور کیا خلیفہ کے لفظ کے متعارف اصطلاحی اور مذہبی معنی حضرت صاحب کو معلوم نہیں تھے۔ پس یہ اعتراض ایک بیہودگی ہے۔ اور اپنے مطلب کے لئے الفاظ کو توڑنے مروڑنے کے مترادف کہ ہم ایک صریح لفظ کے معنی اصطلاح کے لیں جو کسی صورت میں وہ لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔

۲۔ پھر آپ اپنے مقدمہ اکوی میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ "خدا انکی (یعنی مسیح موعود کی) نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اسکا جانشین ہوگا" اب خلیفہ کے معنی جانشین سب قرآن کے ترجموں میں دیکھ لوگے اور جانشین کے لئے عربی لفظ خلیفہ سب لغات کی کتابوں میں پاؤ گے یہ دونوں ایک ہی لفظ ہیں صرف فارسی اور عربی زبان کا فرق ہے۔ پس یہ کہنا کہ حضرت صاحب نے کہیں اشارہ اپنے خلفاء یا جانشینوں کا نہیں کیا غلط ہے اور چونکہ حضور موعود خود قسمت اول تھے اسلئے قسمت اول کی جانشین قسمت ثانیہ ہی ہو سکتی ہے اور چونکہ آپکے خلفاء آپکے جانشین ہیں اسلئے وہی قسمت ثانیہ ہوئے۔ نہ کوئی اور۔

صاحب الہام سے خلافت ہونے کا ثبوت۔

اب یہ بھی دیکھ لیجئے حضرت صاحب کو تین الہام ہوئے اور اسی ترتیب سے (۱) یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ (۲) یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ (۳) یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ ان میں اول یہ ظاہر کیا گیا کہ تو آدم ہے یعنی ہم نے تجھے خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا ہے۔ دوسرے میں اس سے ترقی ہے یعنی تو مریم ہے اور جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کہ مریم میں نفخ روح ہو کر مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح درجہ مریمیت سے مجھے مسیح بنایا گیا اور گویا آدم کے درجہ خلافت سے مسیح کا درجہ یعنی خاتم الخلافت کا عہدہ

آپکو عطا کی گئی۔ پھر آخری ترقی یعنی تیسرا درجہ احمدیت ہونیکا عطا ہوا یعنی آپکو رسول کریم کا بروز بنایا گیا یعنی خاتم الخلفاء سے بڑھکر خود صاحب الخلفاء ہونے کا مرتبہ مثل نبی کریم کے ملا۔ اور جو پہلے خود خلیفہ تھا پھر خاتم الخلفاء بنا اور اس سے ترقی کرکے صاحب الخلفاء یعنی منم محمد و احمد کہ مجتبے باشد کے ماتحت اس نبی کریم صلعم کا بروز اتم و اکمل بنگیا۔

غرض یہ کہ ایک بڑا ذخیرہ الہامات پر ہے مگر وہاں سے ہم کو کہیں پتہ نہیں چلا کہ خلافت کا انکار ثابت ہو بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے جو تمام انبیاء سابقہ کے ساتھ خدا کی سنت رہی ہے وہی یہاں بھی رہیگی۔

پھر ایک نے غور کے لائق الہام ہے کہ آپکو آدم کہکر پھر ایک الہام کیا گیا وہ یہ ہے و لقد کرمنا بنی آدم و فضلنا بعضھم علی بعض یعنے ہمنے اس آدم کی اولاد کو بزرگی دی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی کیا کوئی ہے جو غور کرے۔

اور اسی طرح براہین کی یہ عبارت بھی پڑھنے کے لائق ہے دیکھو صفحہ ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ ۳ اور اسی طرح بہت الہامات ہیں جو موجودہ خلافت کی تائید میں ہیں مگر ذرا تعصب اور ضد کا پردہ اٹھانا چاہیئے وہ عبارت یہ ہے۔

"اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا یعنی صل علی محمد و آل محمد سید ولد آدم و خاتم النبیین میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سر ہے کہ افاضہ انوار الہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں انکا وارث ٹھیرتا ہے۔" فتدبروا

امرِ خلافت

نمبر ۲

آیت استخلاف سورۂ نور میں خدا نے فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور عمل کے صالح وعدہ فرمایا ہے کہ انکو زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسے ان سے پہلوں کو بنایا۔

یہ ایک پیشگوئی تھی پیشگوئی کے اصل معنی اسوقت کھلتے ہیں جب وہ پوری ہو لیں ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہؓ نے ایک شخص کو اپنا خلیفہ انتخاب کیا۔ اور اسے اپنا دینی و دنیوی حاکم سمجھا۔

(۱) پس ہم جو قرآن مجید کو واجب العمل سمجھتے ہیں (۲) جو نبی کریم کی اتباع میں اپنی نجات کا ذریعہ زیر حکم آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اللہ تمہیں محبوب بنائیگا) (۳) جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں بحکم آیت وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (مہاجرین و انصار پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ نہایت خوبی کے ساتھ انکے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے) اور (۴) جو نبی کریم کی بعثت ثانی میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق ہیں (جیسا کہ حضرت اقدس نے خطبہ الہامیہ ص ۱۵۸ میں لکھا ہے کہ جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا (۵) غلطی کا ازالہ ص ۴ اگر یہ لفظ صحیح نہ ہوگا۔ تو آخرین منہم میں اس موعود کے فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے)

ایک مبارک اصل ہمارا طرزِ عمل بھی نبی کی وفات کے بعد امر خلافت میں انکے طرزِ عمل کے مطابق ہونا چاہیئے کیونکہ ہمارا امام مسیح موعود شریعت محمدیہ کی تابع اور اسپر عمل کرانیکے لئے آیا تھا نہ کہ شریعت اسلامیہ کی تنسیخ کے لئے۔ پس ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ آپنے اپنے بعد کے متعلق کوئی ایسا انتظام نہیں فرمایا جو اگلے تمام انبیاء بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے برخلاف ہو اور آپ کی کسی تحریر کے ایسے معنی ہمیں نہیں لینے چاہئیں جو ہمکو بدعملی اور سست بنائیں۔

الوصیۃ میں خلافت اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم الوصیۃ کو پڑھتے ہیں۔ اس میں صفحہ پر آپنے بتایا ہے۔

"نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں۔"

اور جماعت کی یہ حالت ہو جاتی ہے

"خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔"

جو لوگ جماعت کا غلبہ ہی قسمت ثانی سمجھتے ہیں وہ غور فرمائیں کہ سنت اللہ تو یہ ہے کہ نبی کی وفات کے بعد جماعت کے افراد متردد اور کمر شکستہ ہو جاتے ہیں اور بعض مرتد بھی ہو جاتے ہیں جبتک ایک شخص موجود نہ ہو جو سنبھالنے والا ہو تو اس وقت

"خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔"

کس طرح سنبھالتا ہے خود ہی بتاتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔"

پس جیسا کہ حضرت اقدس نے آگے لکھا ہے۔

"جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے . . . سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے"

ضرور تھا کہ اسی قدیم سنت کے مطابق عین اس وقت کہ جماعت گھبرانے لگے ایک یا بعض افراد تردد میں پڑیں بعض بدقسمت مرتد ہونے لگیں کوئی سنبھالنے والا اٹھے پس وہ جو سنبھالنے والا ہوگا وہ خلیفہ ہوگا جسے قدرت ثانی بھی کہتے ہیں۔

طریق انتخاب | اس خلیفہ کا ذکر ہو کے انتخاب کا طریق حضرت مسیح موعود نے آگے چلکر ان الفاظ میں فرمایا ہے

"خدا میرے بعد بعض اور وجود (معلوم ہوا کہ ایک ہی نہیں بلکہ افراد ہیں) ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

اس دعا کے ضمن میں اسکے برکات سے متمتع ہونے کے لئے دعا کی تاکید فرمائی اور ارشاد فرمایا

"ایسا ہی چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں" (صفحہ)

حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

"ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے"

امور مختلف فیہ | اس عبارت کے معنوں میں جو اختلاف ہے اسے قرآن مجید احادیث اور مسیح موعود کی دوسری تحریروں سے حل کرنا چاہیئے۔ وہ امور مختلف فیہ یہ ہیں

۱- مسیح موعود آخری خلیفہ ہیں آپ کے بعد سلسلہ خلفاء ہے یا نہیں

۲- ایک وقت میں متعدد خلفاء ہوں

۳. خلیفہ کا کام صرف غیر احمدیوں سے بیعت لینا
۴. تمام جماعت پر حاکم صرف ایک انجمن ہے کیونکہ حضرت نے مقرر کی، خلیفہ کی نہیں
۵. غیر احمدی کی اطاعت کہیں نہیں آئی۔
۶. اگر کوئی خلیفہ بھی ہو تو اسکی بیعت نفل ہے۔
۷. خلیفہ یا بادشاہ ہو یا ملہم۔

ایک وقت میں ایک خلیفہ

سب سے اول قرآن مجید کی آیت لیجئے۔ اس میں بھی جمع کا صیغہ ہے یعنی لیستخلفنہم خدا مومنوں اور عمل صالح والوں کو خلیفے بنا دیگا۔ اب دیکھئے باوجود ھو الذی اور امنوا وعملوا الصلحت جمع کے صیغوں کے، نبی کریم کے بعد ایک ہی خلیفہ مقرر ہوا۔ اور پھر انکے بعد بھی ایک پھر انکے بعد ایک۔ اور کسی نے کبھی کہا کہ جب جمع کا صیغہ آیا ہو تو کیوں ایک وقت میں بہت سے خلیفے نہ ہوں کیا اس ایک کے سوا دوسرے لوگوں میں ایمان نہیں یا عمل صالح نہیں۔ پس اسی طرح موجودہ صورت میں بھی اس عبارت کے یہ معنی ہونگے کہ یکے بعد دیگرے خلیفے اور بیعت لینے والے ہوں۔ نہ یہ کہ ایک وقت میں بہت سے۔

دوم۔ اگر ایک وقت میں بہت سے خلفاء جائز ہوتے تو بجائے جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کے جن جن شخص کی نسبت ہوتا۔ جیسا کہ فرمانا ان پر صحیح نہیں رہ سکتا۔

سوم۔ پیغام صلح مسند حضرت اقدس کی عبارت پیش کرتی ہے

چہارم۔ یہ ارشاد کہ سب میرے بعد ملکر کام کرو۔ اور ملکر کام سوائے اسکے ممکن نہیں کہ تمام جماعت کا ایک زندہ مطاع ہو۔ اور جماعت بغیر امام کے جماعت ہی نہیں کہلا سکتی

پس خلیفہ کیونکر منتخب ہو

فرماتے ہیں مومنوں کے اتفاق سے۔ پس کیونکر ہو ارشاد ہوتا ہے جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے۔ وہ چالیس مومن

لکھاں کے ہوں ہم اسکے بدلے میں حضرت علی کا ایک مکتوب نقل کرتے ہیں جو آپ نے امیر معاویہ کو لکھا۔

امیر معاویہ نے حضرت علیہ السلام کو لکھا تھا کہ آپکو خلیفہ کس نے بنایا؟ حضرت جواب میں فرماتے ہیں۔

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد۔ وانما الشوری للمہاجرین والانصار۔ فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی۔ فان خرج من امرھم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ۔ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین (نہج البلاغۃ ج ۳ ص ۸ مصر)

ترجمہ جس قوم نے ابوبکر عمر و عثمان کی بیعت کی تھی اور جن شرائط پر بیعت کی تھی اسی نے انہی شرائط پر میری بھی بیعت کی جو مجلس انتخاب میں موجود ہوا اسکو حق نہیں کہ اپنی رائے پر اڑا رہے۔ اور جو غیر حاضر ہو اسکو حق نہیں کہ اپنی غیر حاضری کی بنا پر انتخاب عام کو رد کرے۔ حق مشورہ مہاجرین و انصار ہے۔ اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق الرائے ہو جائیں اور اسکو امام مقرر کر دیں تو اسکی رضائے عام پر دال ہے پس اگر کوئی انکی متفق علیہ رائے سے کسی طعن یا بدعت کے سبب سے علیحدہ ہو تو انپر واجب ہوگا کہ جس سے وہ علیحدہ ہوا ہے اسکے قبول پر مجبور کیا جائے اگر وہ اب بھی نہ مانے تو جماعت اہل مسلمین کی مخالفت کی بنا پر اس سے جنگ کریں۔

اس مکتوب سے ظاہر ہوا کہ شوری مہاجرین و انصار جو مرکز میں موجود ہیں انکا حق ہے اور انکی متفق علیہ رائے کے خلاف کسی شخص کے لئے جائز نہیں۔

انتخاب خلیفہ کے کام اور اسکے اختیارات | ادھر یہ صفحہ پر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

یعنی اس نفس پاک بزرگ کا جو بحیثیت ... کام ہوگا کہ وہ لوگوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے مسیح موعود بھیجا گیا۔ اب مسیح موعود کا کیا کام تھا وہی جو انبیاء کا ہوتا ہے یعنی تلاوت آیات تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس (یتلوا علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ) ایسا کہ مسیح موعود ایک طرف غیر احمدیوں کو احمدی بناتے تھے اور دوسری طرف احمدیوں کا تزکیہ نفوس جس میں روحانی و جسمانی ترقی شامل ہو ایسا ہی اس خلیفہ کا کام ہے کہ وہ غیر احمدیوں کو احمدی بناتے اور احمدیوں کو کمالات روحانیہ میں بڑھاتے۔

باقی رہے اسکے اختیارات سو اسکے اختیارات بھی وہی ہونگے جو اسکے ہیں جبکہ وہ قائم مقام ہے چنانچہ اسی اصل پر مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مان کر یہ اعلان صدر انجمن احمدیہ کے معتمدین کی طرف سے ہوا تھا۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ..... حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اور حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔

"اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ کو امام بنالیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کرتا اور اسکی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا" (الحکم ...)

مامور غیر مامور کی بحث

اب یہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم غیر مامور کی اطاعت نہیں کریں گے وہ منصب یا امور اول پر غور سے نظر کریں۔ آیا اطاعت کے لحاظ سے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ جیسے فاضل جلیل عالم نبیل عامل کتاب و سنت نے کوئی تفریق کی ہے وہ تو صاف طور پر خود انکا وجود اور اپنے آپکو خلیفہ کہتے اور تحریر فرماتے ہیں چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں

"جس طرح پر آدم و داؤد اور ابو بکر و عمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔ اسی طرح اللہ نے مجھے خلیفہ بنایا" (بدر ۔ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء)

اس سے دونوں سوال حل ہو گئے ایک یہ کہ خلیفہ یا بادشاہ ہونا چاہیئے یا مامور۔ دوسرا یہ کہ اطاعت صرف مامور کی چاہیئے یا بادشاہ کی۔ کیونکہ دونوں فریق کے مسلم خلیفہ یا بادشاہ تھے نہ مامور اور وہ فرشتے ہیں۔

"مرزا صاحب کے بعد میرا رتبہ ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ رضی اللہ عنہم کا کرتے ہیں"

اور ارشاد کرتے ہیں

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو چاہا خلیفہ بنایا جو اسکی مخالفت کرتا ہے جھوٹا اور فاسق ہے وہ فرشتے بنکر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو"

(بدر ۴ ۔ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء)

اور یہ حضور علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ دیکھو رپورٹ صدر انجمن احمدیہ صفحہ ۷۴ تا ۷۹

اب ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم مامور نہیں۔ تمہاری کیا ضرورت ہے حضرت صاحب ہمارے لئے کم ہدایت چھوڑ گئے ہیں۔ نبی کی سنت کے قریب کتابیں موجود ہیں وہ جماعت نبی کا نبی نہیں یہ سوال پیش ہوا تھا۔ ہم خدا تعالیٰ کی سنت کا علم نہیں رکھتے اس قسم کے سوال سے تمام انبیاء کا سلسلہ باطل ہو جاتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم آدم کا کیا فائدہ تھا کہ جب خدا نے سب کچھ آدم کو بتا دیا تو اب نوح اور ابراہیم کیوں آئے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ تھا تو ان کے حق میں آیا جو کچھ آدم کے

سب کچھ تم نے سمجھ لیا پس اب آنحضرتؐ کے بعد انبیاء کی کیا ضرورت ہے؟ پھر دوم تقہ
واقعہ ہو ہے رسول اللہ صلعم جامع جمیع کمالات جنکی نسبت میرا اعتقاد ہے
خاتم الرسل۔ خاتم الحکام۔ خاتم النبیین۔ خاتم الاولیاء۔ خاتم الانسان ہیں
اب ان کے بعد اگر کوئی ان کی نبوت کو نہیں مانتا تو فرمایا فمن کفر بعد ذالک
فاولئک ھم الفاسقون یعنی جو انکار کرے گا وہ اطاعت سے نکلے گا۔

بیت

غرض رسول پہلے آدم پر پھر شیث پر پھر جناب محمد رسول اللہ صلعم پر پھر ابوبکر پر پھر علی
پر پھر صدی پر کہ جب سارے علوم رسالت آپ سنا گئے تو مہدی کی کیا ضرورت
ہے۔ حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجماع کی اور یہ قائم رہ سکتا ہے ایک
امام کے ذریعے اور یہ اجتماع کسی ایک شخص وقت میں کافی نہیں مثلاً صبح کو امام
کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے؟ عصر کو کیا
پھر شام کو کیا پھر عشاء کو کیا پھر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے پھر عید کے دن کیا
ضرورت ہے پھر حج میں کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھائی تو
پھر دوسرے وقت کی ضرورت ہے جب ان باتوں میں تکرار ضروری ہے تو پھر اس
اجتماع میں بھی تکرار ضروری ہے۔ یہ میں اسلئے بیان کرتا ہوں کہ تم سمجھو کر جانے
امام چلے گئے تو پھر بھی اسی اتفاق اجتماع اسپر جوش رہنے کی کیا ضرورت ہے

امت محمدیہ گمراہی پر جمع نہیں ہوتی

اور یہ وہ انتخاب ہی ہو حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد پہلے
اجماع سے ہوا۔ اور باتفاق اہل سنت والجماعت۔ اجماع حجت
شرعی ہے اور اس اجماع سے حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح پر استدلال فرمایا۔ اور اگر
ایسے اجماع کو حجت نہ مانا جائے تو شریعت کے بہت سے احکام اور بہت سے خبروں
کے وجود سے انکار کرنا پڑے پھر وہ اجماع جو ہم پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ اجماع ہے جس پر

تھا کہ رسول کریم صلعم کی موت کی بابت سب سے پہلے قائم ہوئی اور جیسے جمہور اہل اسلام کے نزدیک نبی کے قریب العہد لوگوں کی رائے کو مقدم سمجھا گیا ہے کیونکہ وہ براہ راست نورِ نبوت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور اس وقت قرب نبی وغش سے پاک ہوتے ہیں پس اس وقت کے اجماع کو توڑنے والا پھر کوئی اجماع نہیں ہو سکتا۔

پس مسیح موعود کی وفات کے بعد امت محمدیہ نے جس بات پر اجماع کیا وہ یہ ہے کہ

(۱) حسب فرمان مسیح موعود منصب الوصیۃ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ چاہیئے۔

(۲) وہ خلیفہ نقطۂ مرکزیہ ہے نہ بادشاہ

(۳) اسکا فرمان جماعت سے ویسا ہی ہوگا جیسا مسیح موعود کا

(۴) احمدی غیر احمدی نشان دوسرے کی بیعت اسپر واجب ہے۔

اب یا تو اس اجماع کو ماننا چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ رواہ الترمذی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ میری امت کو یا امت محمدیہ کو ضلالت پر کبھی جمع نہیں کریگا۔ اب یا تو یہ مان لیجئے کہ جس بات پر مسیح موعود کی وفات کے بعد پہلا اجماع ہوا وہ ضلالت نہیں۔ یا یہ مان لیجئے کہ ہم امت محمدیہ میں سے نہیں کیونکہ ضلالت پر جمع ہونے کی صورت میں حسب حدیث یہ نتیجہ نکالنا ضروری ہے۔

نبی اور خلیفہ میں کیا فرق ہے؟

پھر اس امر پر غور ہو کہ فرق کے بارے میں عرض ہو کہ ماموریٰ رسول بھی البشر ہی ہوتا ہے۔ اسکے اقوال تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) وحی (۲) الفہم عن الوحی (۳) اجتہاد۔ نبی بھی سہو و نسیان سے محفوظ نہیں ہوتا۔ اس سے وحی کے فہم میں غلطی ممکن ہے پس اس حیثیت میں نبی اور خلیفہ برابر ہیں جیسے غلطی کا احتمال خلیفہ کو ہے ایسے ہی نبی سے بھی ہے (۲) اور اگر نبی کے پاس وحی ہوتی ہے تو وہ تمام وحی جو اول یوم سے آخر تک نبی پر اتری وہ بھی اس خلیفہ کے پاس ہوتی ہے بلکہ خلیفہ کے پاس تو علاوہ اس وحی

کے نبی کے اجتہادات۔ استنباطات بھی موجود ہوتے ہیں۔ پھر نبی کے تیار کردہ قوم میں۔ اعلیٰ آدمی بھی ہوتے ہیں جن سے مشورہ لے سکتا ہے اور نبی ہر معاملہ کو صاف کر کے گذرتا ہے۔ پس نبی کا آخری وقت جس میں ہر نقص دُور ہو جاتا ہے اور زیرِ تربیت انسان حسبِ استعداد کمال کو پہنچ چکے ہوتے ہیں خلیفہ کا ابتدائی وقت ہوتا ہے اس میں تو غلطی کا احتمال اور بھی کم ہوتا ہے اور ہونا چاہئے البتہ اس سے پہلے اگر کوئی خلافت کا مدعی ہو تو اس کی اطاعت سے انکار ہو سکتا ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ بادشاہ ہونا چاہئے۔ سو اس کا جواب تو اسکا پہلے ہو چکا یعنی حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ماننا اور اب تک انہیں خلیفۃ المسیح لکھنا۔

دوم۔ ہم تشحیذ الاذہان میں بتا چکے ہیں کہ اصل سیاست دینی ہے۔ اور دنیوی تو اسکے اتباع میں ہے۔

سوم۔ مسیح موعود کی بعثت جمالی ہے۔ رسول کریم صلعم کی بعثت اولیٰ جلالی تھی۔ صحابہ میں اس لئے ہی سلطنت آئی لیکن مسیح موعود یعنی رسول کریم کی بعثت ثانی جمالی ہے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام میں بھی ہے۔

محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ([illegible])

اور آنحضرت پر ہمیشہ کا ہو ایسا ہی بغیر سیف و سنان کے [illegible]"

پس آپ کے خلفاء بھی جمالی ہوئے

چہارم۔ بنی اسرائیل میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بادشاہ کوئی اور ہے اور نبی کوئی اور۔ اب اس نبی کا خلیفہ ہو گو وہ بھی بادشاہ ہو تا ضروری نہیں بلکہ نہیں ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ کا بھی بادشاہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی کا

خلیفہ غیر مامور بھی ہو سکتا ہے اور میں ثابت کر آیا ہوں کہ ایسے نبی بھی ہوئے ہیں۔
جو بادشاہ نہیں تھے پس غیر مامور غیر بادشاہ بھی خلیفہ ہو سکتا ہے۔

پنجم۔ یہ کہ جو حالات جیسے رسول الٰہی کے مطابق شریعت کے احکام کا اجرا ہوتا ہے
جس حد تک قانون سلطانی کے اندر جماعت کے نظم و نسق کا تعلق ہے ہمارے خلیفہ کو وہ
اختیارات حاصل ہیں جو سیاست دنیوی میں شامل ہیں

ششم۔ جن لوگوں کو یہ اعتراض ہے وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ انجمن جاری
مطلع ہو گئی یا انجمن بادشاہ ہے یا انجمن مامور ہے جب دونوں صورتیں نہیں تو پھر یہی
اعتراض عائد ہوتا ہے۔

ہفتم۔ اس قسم کی خلافت کا استناد شریعت اسلامیہ سے دکھانا چاہیئے۔

خلافت امر مشروع اور خلیفہ کی بیعت ضروری

ہم تو دیکھتے ہیں کہ خلافت ایک امر مشروع ہے اور نبی کریم صلعم نے
ہر امر میں اس کا لحاظ رکھا ہے اور ماموریت یا سلطنت کی کوئی
شرط نہیں لگائی۔

اوّل۔ یہ کہ جب آپ مدینہ سے باہر گئے تو اپنے پیچھے ایک خلیفہ چھوڑا۔

دوم۔ حضرت موسیٰ نے اپنی غیبت میں ہارون علیہ السلام سے کہا اخلفنی فی
قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین۔

سوم۔ سفر میں بھی ایک امیر بنا لینے کا حکم دیا۔ عن ابی سعید الخدری ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدہم
(رواہ ابو داؤد)

جب تین آدمی بھی سفر میں ہوں تو ایک کو امیر بنا لو پس ایک اتنی بڑی جماعت بے کسی
امیر کے کیونکر رہے۔

چہارم۔ نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین

المہدیین (تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر چلنا) یہ امت محمدیہ کو حکم ہے جس سے خلفاء کا وجود ثابت ہے۔

پنجم۔ نبی کریم نے اپنی امت کے تہتر فرقے ہو جانے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور سب کا جہنم میں جانا بتایا ہے سوائے ایک کے جب پوچھا گیا کہ وہ ایک کون ہے تو فرمایا جو جماعت ہے (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ. تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی × × × ثنتان وسبعون فی النار و واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ

اب دیکھنا یہ ہے کہ جماعت کونسی ہو سکتی ہے ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آجائیگی مسجد میں بہت سے لوگ نماز پڑھ رہے ہیں جب تک حالت انفرادی میں ہوں کبھی نہ کہا جائیگا کہ جماعت ہو رہی ہے لیکن جب ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے تو پھر جماعت کا اطلاق ہوگا پس جماعت وہی ہے جو ایک امام کے تابع ہو اور وہ امام ان میں سے موجود ہو

ششم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کے وقت ایسی جماعت کے ایک ہو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے جو ایک امام کے تابع ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (بخاری کتاب الفتن) کہ جب فتن کا دور ہو حق و باطل میں التباس اور جھگڑے اٹھ کھڑے ہوں اور گمراہی کی طرف مختلف بلانے والے ہو جائیں تو جماعت المسلمین اور ان کے امام کو لازم پکڑو۔ تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم۔

ہفتم۔ رسول خدا نے جماعت سے الگ ہو جانے کے بارے میں فرمایا۔ من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) اسی کتاب الامارۃ میں ہے وانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع ومن دعی بدعوی الجاھلیۃ فھو من جثاء جھنم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم (رواہ احمد والترمذی) جو جماعت

(یعنی جو ایک شخص خلیفہ وامام کے حلقہ اطاعت میں ہی سے ذرا بھی الگ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو اتار دیا الا یہ کہ پھر رجوع کرے اور جو جاہلیت کی رسوم ہو چلا گیا پیچھے ایک حدیث گزر چکی ہے جو بہ روایت مسلم ہے من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ۔ جو اپنی حال میں کہ وہ خلیفہ کی بیعت میں نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا تو وہ خواہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور خیال کرتا ہو کہ میں مسلم ہوں پھر بھی حبشیوں کی جماعت میں ہوگا)

ہشتم۔ حضرت علی نے ان لوگوں سے جو آپ کے حلقہ بیعت میں داخل نہ ہوئے تھے اُلٹا جنگ مقابلہ کیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ خلیفہ کی بیعت کس قدر ضروری ہے کیونکہ شوریٰ پر زور دینے والوں اور بیعت کو ناپسند کرنے والوں کو خارجی فرمایا۔

نہم۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء میں ارشاد ہوا ہے سیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا۔ قال فوا ببیعۃ الاول فالاول الخ (متفق علیہ) کہ بہت سے خلفاء امت محمدیہ میں ہوں گے عرض کیا ہمیں کیا ارشاد ہے۔ نبی کریمؐ نے ارشاد کیا پہلے کی بیعت پوری کرو پھر دوسرے کو۔ محشی مشکوٰۃ لکھتا ہے۔ ولم یرد بہ فی زمان واحد بل الحکم ھذا عند تجدد کل زمان وتجدد بیعۃ۔ کہ ایک زمانہ مراد نہیں بلکہ ہر نئے عہد کے متعلق یہ حکم ہے اور ہر نئی بیعت کے متعلق تجدد بیعۃ سے یہ بھی ثابت ہوگیا ہے جیسا بیعۃ کالاول فالاول سے بھی ثابت ہے کہ ایک ہی بیعت کافی نہیں بلکہ ہر خلیفہ کی بیعت ضروری ہے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ بیعت ضروری نہیں یا ایک ہی بیعت کافی ہے وہ اس پر غور فرمائیں۔

دہم۔ خلیفۃ المسیح نے خلافت کو حبل اللہ فرمایا۔ دیکھو بدر یکم فروری ۱۹۱۳ء۔ اپنی خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا"

اور قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ سب مل کر اس کا اعتصام کرو۔

یا نویں۔ خلیفۃ المسیح کی بیعت کے وقت جو اقرار کیا تھا کہ خلفاء مسیح موعود کی اطاعت کرونگا اس سے بھی ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ کی بیعت ضروری ہے اور اس کی اطاعت واجب ہے اور جو بعض نادان اپنا پنڈ چھڑانے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب تو مہدی تھے اسلئے ہم انکی اطاعت کرتے تھے وہ غلطی پر ہیں کیونکہ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو جو مہدی کہا جاتا ہے تو بحیثیت خلیفۃ المسیح یعنی علاوہ وہ مسیح موعود کے خلیفہ اول ہیں اور بعدہ مہدی۔ پس انکی اصل حیثیت خلیفہ کی ہے اور مہدی تو اس لحاظ سے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کو مہدی کہا ہے ورنہ امام مہدی اتنا قلیل ہوتا ہے کیونکہ کشتی نوح میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"جو شخص مجھے فی الواقعہ مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

پھر ازالہ اوہام میں ارشاد ہوتا ہے صفحہ ۲

"در اصل یہ خیال بالکل غلط اور بے اصل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک عیسیٰ شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ و خاصیت اسکی کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیئے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اسکے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو کیا وہ خود مہدی نہیں ہے۔"

پس جو لوگ مولانا کو مہدی کہتے ہیں۔ وہ یہ بھی خیال رکھیں کہ انکی صفت مہدویت بوجہ خلافت مسیح موعود ہے اور ایسے مہدی حضرت صاحبزادہ اولو العزم مرزا محمود احمد صاحب بھی ہیں کیونکہ آپ بھی خلیفہ ہیں۔ اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے۔ وظہور مہدی نزد شیخ ابن عربی قتل کردہ بست و شش سال باشد یعنی ایک خلیفہ ۲۶ سال عمر کا ہوگا۔ اور وہ مہدی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے اپنے خلیفہ کو کس حیثیت سے	اور پیغام صلح مستند ہے ۔ اقدس کی اس عبارت کو اپنا معمول بنا

اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلعم کی رسالت و نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا کریں تو ایک بڑی رقم جو ان کی تین لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی۔ احمدی **سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔**

اس سے آگے فرماتے ہیں:-

"اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں وہ اصل میں سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں جو ان کے لئے ایک **واجب الاطاعت ہے اس لئے میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔"**

اس سے دو باتیں ثابت ہیں ایک تو یہ کہ احمدی سلسلہ کا ایک **پیشرو** ہر زمانہ میں موجود رہیگا اور وہ قوم کا ایسا مسلّم علیہ ہوگا کہ تین لاکھ روپیہ لینے کا مجاز ہو اور بصورت خلاف ورزی معاہدہ تین لاکھ روپیہ لینے کا انتظام بھی کر سکتا ہو۔

دوم۔ یہ کہ سلسلہ احمدیہ اور دوسرے فرقوں کے اسلام میں یہ مابہ الامتیاز ہے کہ سلسلہ احمدیہ ہر وقت ایک ایسے امام یعنی پیشرو کے ماتحت ہوتا ہے جو

واجب الاطاعت ہو

پس میں نہیں گمان کر سکتا کہ اس حوالہ کے پڑھ لینے کے بعد بھی کوئی ایسا احمدی ہو جو ایک خلیفہ کا وجود نہ مانے اور اسے واجب الاطاعت جانے۔

ہر نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے

تعجب ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی علامت یہ بتلاتے ہیں کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۰ حصہ دوم

"مسیح موعود جو آنے والا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ما کانت النبوۃ قط الا تبعتہا خلافۃ (کوئی ایسی نبوت نہیں جس کے بعد خلافت نہ ہو) دیکھو خصائص کبریٰ امام سیوطی؟

جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ خلافت ہو پھر جانے بعض بھائی یہ عقیدہ رکھیں کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفاء نہیں ہوگا۔

اول۔ تو پیغام صلح کی اسند جیسا کہ عبارات اوپر شاہد ہے۔

دوم۔ حمامۃ البشریٰ کی عبارت

[illegible]

سوم۔ حمامۃ البشریٰ الحکم ۱۹۰۸ء کی ڈائری جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے۔

چہارم۔ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الیٰ ارض دمشق سے بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے بعد خلفاء ہوں گے اور ان میں سے ایک خلیفہ ارض دمشق کی طرف جائیگا۔

پنجم۔ جیسے خاتم النبیین کے معنے ہیں کہ آپ کے فیض سے نبی ہوں گے ایسے ہی خاتم الخلفاء

ششم۔ سبز اشتہار میں حضرت اقدس فرماتے ہیں صفحہ ۱۰۔ "خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کیلئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں ۔۔۔ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی

یعنی رسل مرسلین و مبشرین و منذرین اولیاء و خلفاء) اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ . . . اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ دوسرا طریق نزول رحمت کا حضرت اقدس پر یوں پیدا ہونا تھا کہ آپ کی اولاد میں سے بھی خلیفہ ہو اور وہ خلیفہ کون ہے اسکا نام بھی خود ہی بتا دیا۔ دوسرا بشیر جس کا نام محمود ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔

پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے:

"دوسرا لڑکا جسکی نسبت الہام نے بیان کیا ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا۱؎ جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد۲؎ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

۱؎ سبز اشتہار (حاشیہ) میں بھی اسی کو مصلح موعود قرار دیا ہے فرماتے ہیں مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا ہے نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے۔

۲؎ یہ میعاد ۹ سال کی ہے دیکھو اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء "ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوگا"

پس مصلح موعود کے لئے جو ۹ سال کے بعد کا وقت مقرر کرتے ہیں۔ وہ غور فرمائیں کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں (دیکھو اشتہار ۱۰ جنوری ۱۸۸۹ء) "اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے پاک وعدہ کو پورا نہ کرے۔"

اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰ میں اس پیشگوئی کو دہرایا ہے اور اسے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد پر چسپاں کیا ہے بایں الفاظ

"یہ جو عبارت اشتہار مذکورہ کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں
لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور
سترھویں سال میں ہے۔"

اے منصف مزاج بھائیو خدارا غور کرو کیا کوئی اشتباہ اس بات میں رہ جاتا ہے کہ وہ مصلح بشیر جس کا نام محمود ہے اور جو میعاد کے اندر پیدا ہوا خلیفہ نہیں کیونکہ نو سال انتظار کا وعدہ محمود کی ذات سے متعلق ہے کما مر

کیا انجمن مطاع ہو سکتی ہے؟ ان تمام ثبوتوں کی موجودگی میں وہم بھی نہیں کر سکتا کہ انجمن مسیح موعود کی جانشین یعنی خلیفہ ہے اور وہ مطاع قوم ہے کیونکہ ہم مفصل طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ خلافت اسی طریق پر ہونی چاہیئے جس پر پہلے انبیاء اور بالخصوص نبی کریم صلعم کی ہوئی اور وہ خلیفہ مومنوں کے انتخاب و اتفاق رائے سے ہو گا اور انجمن جانشین صرف اس معنوں میں ہے کہ وہ کار پرداز مصالح قبرستان ہے اور مالی معاملات کے چندہ وغیرہ کی وکالت کے لئے ہے اور خلیفہ کے ماتحت ہے کیونکہ مجلس شوریٰ اور سب کے انتخاب کے لئے تو الگ ذریعہ تجویز بھی بتاتا ہے کہ انجمن کا وجود سلسلہ خلافت کے ماتحت ہے چنانچہ دیکھو جب مسیح موعود و خلیفۃ المسیح کے دامن سے ہٹنے و درست وابستہ ہے انجمن بھی رہی جب خلافت سے الگ ہونے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے انجمن بھی ٹوٹ گئی جس سے ثابت ہوا کہ انجمن کی زندگی خلافت کے زیر سایہ ہے اور یہ حضرت اقدس کی پیشگوئی کرتے ہیں وہ بھی یہی ہے کہ اکثریت کا فیصلہ قطعی ہو گا۔ یہ کہ انجمن کا خلاف منشاء ہرگز منظور نہ ہو گی۔

پس اب ہم دیکھتے ہیں کہ انجمن کی اکثریت کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ ایک خلیفہ ہو وہ اول و خلیفہ حضرت محمود ادام اللہ ظلہ وہی ہیں اور بخوشی کرنا چاہیئے کہ انجمن سے کوئی ایسا

فیصلہ نہیں کیا جو خلاف منشاء حضرت اقدس ہو اگر ایسا ممکن ہوتا تو حضور نے جہاں اور قواعد لکھے تھے یہ بھی لکھ دیتے کہ اگر انجمن کوئی ایسا فیصلہ کرے جو میرے منشاء کے خلاف ہو تو وہ انجمن الہی اصولوں پر بنائی جائے۔ یہ حکم صریح ثبت کرتا ہے کہ انجمن کی کثرت رائے ہمیشہ حق پر ہوگی کیونکہ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین اور اسکی زیر نگرانی ہے۔ اور مقرر کردہ وہ ہے جسے ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ نے قائم کرے۔

وفات مسیح پر چند دلائل

نمبر ۳

(سوال) قرآن کریم میں یکلم الناس فی المھد وکھلاً آیا ہے یعنی عیسیٰ گود اور کہولت میں لوگوں سے باتیں کریگا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ضرور تشریف لاوینگے گو فوت نہ ہوئے ہوں کیونکہ جس طرح آئینگے یکلم صیغہ استقبال آئندہ کے لئے ہے نہ زمانہ ماضی کے لئے

(جواب) اول تو یہ بشارت حضرت مریم صدیقہ کی والدہ کے لئے ہی جیسا کہ آیت ماسبقیت سے ثابت ہے۔ شروع آیت اس طرح ہے دیکھو آیت اذ قالت الملٰئکۃ یامریم ان اللہ یبشرک الایۃ یعنی پیشتر از ولادت حضرت مریم صدیقہ کو یہ خبر دی گئی اسکے بعد ایسا ہوگا اب آیا مرقومہ آیت اصل میں جو وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھکو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے اسم اسکا مسیح عیسیٰ ابن مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے نزدیک کئے گئیوں کے اور باتیں کریگا لوگوں سے بیچ مہد کے اور کہولت کے اور نیکوکاروں سے ہوگا۔ اب ثابت ہوا کہ یہ بشارت محض آپ کی والدہ مکرمہ کو دیگئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بشارت کے بعد ہی پیدا ہوئے اور مہد و کہولت کا وقت بھی آنجناب پر اسکے بعد ہی آیا تو آپ کے سوال والا استقبال اسکو پس کرتا ہے آپ خود غور فرماویں۔

دوم ایک مثال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی اور آپ کے بعد ہی یہ واقعہ

وقوع میں آنے اور یہ صحیح نہیں ہے بلکہ جناب کو خدا تعالیٰ نے صرف وقوع کا قصہ بیان فرمایا ہے
قال۔ دوم ۔ اگر یہ پیشگوئی مریم صدیقہ کی زبان سے نہیں تھی بلکہ آنحضرت کی زبان مبارک
کو سکا وقوع ہونا ہے تو یہ کہ انہ کہولت میں کلام کرنے کی نسبت پیشگوئی ہے جو یہی
مہد مینی گود میں ہی۔ تو ماننا پڑیگا کہ جیسے "پھر وہ ما پیدا ہو گا تب گود میں باتیں کریگا جو ۳۳
سال کا جوان آدمی کب گود میں باتیں کرسکتا ہے اور کہولت میں کلام کریگا آپ پھر صادق نہیں
آسکتی اسلئے کہ عمر نعمر ہو منکسہ فی الخلق جس کا عمر طویل ہوتی ہے وہ آخر پیر صاحب ہوجاتا اسکی
بنیاد سست ہوجاتی ہیں۔ اب سوچو کہ جناب مسیح علیہ السلام کو پیدائش سے اسوقت تک قریباً
دو ہزار برس کا زمانہ گذر چکا ہے اور لغت اور تفاسیر سے کہولت کی مدت تیس سے چالیس تک
ہے تاج العروس میں ہے وقال ابن الاثیر الکہل من الرجال من زاد علی ثلثین
سنۃ الی الاربعین۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ کہل اسوقت کہلاتا ہے جب تیس سے گذر کر چالیس
تک نوبت پہنچے اور تفسیر تنویر المقیاس جلد اول صفحہ ۱۲۸ میں ہے کہلا بعد ثلاثین
سنۃ بالنبوۃ یعنی تیس سال کی عمر کے بعد جب وہ نبی ہوئے تھے تو اسوقت وہ کہل تھے ان
حوالجات سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف کہولت میں باتیں کرچکے ہیں۔ آئندہ
انتظار رکھنا جنون محض ہے۔ سوم ۔ مہد کے معنے فرش زمین کے بھی آئے ہیں جیسے فرمایا۔
الذی جعل لکم الارض مہداً وجعل لکم فیہا سبلاً جس نے سبز
کیا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور بنا دیں واسطے تمہارے بیچ اسکے راہیں۔ خلاصہ مطلب
یہ کہ آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے عالم الغیب والشہادۃ نے قبل از وقت حضرت مریم کو بشارت دیکر
ایک بیٹے بجائے شرک کا قلع قمع کردیا جو کسی وقت ہو کر تمہارے ہونے الاقطار اور مہینے ملکو
آسمان پر جسد عنصری کے جاتا ہی فرمایا یکلم الناس فی المہد الایۃ الفاظ مہد لفظی ہے
کہ عیسیٰ اسی زمین میں ہی باتیں کریگا آسمان پر گرفتہ نہیں جایگا جیسے لوگوں کا خیال ہے بلکہ مسیح ہیں ہی
یہی پیدا ہوا۔ اور زمین میں ہی آپ اپنا اجل پورا کرکے ابد تک بموجب وعدہ کل نفس ذائقۃ الموت ابدی

رمضان شریف میں کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ	[illegible]	[illegible]	مجموعہ [illegible]
ریویو [illegible]	[illegible]	[illegible]	مسیح موعود کی آمد ہیں
احسن القصص	[illegible]	[illegible]	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر [illegible]
درثمین فارسی	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں
درثمین اردو	[illegible]	[illegible]	" " اردو
مبادی الصرف	[illegible]	[illegible]	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
درس قرآن شریف کے نوٹ	[illegible]	[illegible]	حضرت خلیفۃ المسیح کے درس [illegible]
ابطال الوہیت مسیح	[illegible]	[illegible]	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] قوم کی تقریریں
حقیقت نماز	[illegible]	[illegible]	نماز کے متعلق ضروری احکام
النصح	[illegible]	[illegible]	تائید [illegible]
رد چکڑالوی	[illegible]	[illegible]	رد فرقہ چکڑالوی
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	۱ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب حال [illegible]
صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]	
البرق	[illegible]	۱ر	رد شیعہ
طبیب روحانی	۱ر	۱ر	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن و احادیث سے بیان کر کے بتایا گیا ہے
[illegible] احمدیہ [illegible] پیشگوئی	۱ر	[illegible]	[illegible]

نام کتاب	قیمت اعلیٰ	قیمت ادنیٰ	خلاصہ مضمون
القاء ربانی	عـہ	۸ر	مرزا احمد بیگ کی بابت پیشگوئی پر [illegible] کا جواب [illegible] صفحہ کی کتاب
تشحیذ [illegible]	۲ر	۲ر	صوم رمضان کے متعلق تمام مسائل [illegible]
البلاغ المبین	۱ر	۱ر	حضرت اقدس کی آخری تقریر جس میں تمام [illegible] دلائل موجود ہیں اور حضرت خلیفہ اول کی پہلی تقریر
خصوصیات مسیح موعود	۱ر	۱ر	وہ دس خصوصیات جو ہمارے امام کو دوسرے انبیاء سے ممتاز کرتی ہیں
ادعیۃ القرآن	۱ر	۱ر	قرآن کریم کی تمام دعائیں مع ترجمہ [illegible] چھاپی گئی ہے اخیر میں [illegible] حضرت مسیح موعود کا [illegible] مضمون ہے
تشحیذ فروری [illegible]	۲ر	۲ر	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
تشحیذ اپریل [illegible]	۲ر	۲ر	مسیح [illegible] پر زبردست دلائل
تشحیذ جون [illegible]	۲ر	۱ر	نصرت الحق جس میں [illegible] تمام [illegible] کا مکمل جواب ہے
تشحیذ ستمبر [illegible]	۲ر	[illegible]	تمام قرآن مجید کے [illegible]
لغۃ الکمل حصہ دوم	۲ر	۲ر	حضرت خاتم الخلفاء کی یاد میں عاشقانہ ترانے
نشان رحمت	۱ر	۱ر	حضرت [illegible] کے مصلح موعود ہونے کا ثبوت اور [illegible]
پسر موعود	۱ر	۱ر	
اربعین	۱ر	۱ر	حضرت اقدس کی تصنیف

قیمت		قیمت		قیمت	نام کتب
[illegible]	احسن القصص	[illegible]	[illegible] تفسیر [illegible]	[illegible]	مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود
[illegible]	[illegible] قرآن شریف کے نوٹ	[illegible]	مبادی الصرف	[illegible]	[illegible] فارسی اردو
[illegible]	صادقوں کی روشنی	[illegible]	ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	اعجاز المسیح
[illegible]	القاء ربانی	[illegible]	مرزا احمد بیگ [illegible]	[illegible]	طبیب روحانی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ادعیۃ القرآن	[illegible]	البلاغ المبین
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] محمود	[illegible]	نشان رحمت
[illegible]	مجموعہ [illegible]	[illegible]	المسیح	[illegible]	عصمت انبیاء
[illegible]	[illegible]	[illegible]	کلام محمود	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] الکلام	[illegible]	ضرورت [illegible]
[illegible]		[illegible]	مجربات [illegible]	[illegible]	مجربات [illegible]

ادویہ مجربہ از مطب حضرت خلیفۃ المسیح ساختہ حکیم قطب الدین صاحب

سرمہ [illegible] [illegible]

سرمہ [illegible] [illegible] حب اکسیر [illegible] [illegible]

[illegible] حب مقوی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] حب [illegible] حب [illegible] حب [illegible] [illegible]

[illegible]

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیوں پر اڈیٹروں کی رائے

پیسہ اخبار لاہور ۔ دوائیوں کو استعمال کرایا اور ہر موقعہ پر بے خطا [illegible]

نیر اعظم مراد آباد ۔ حقیقت میں ڈاکٹر صاحب [illegible]

[illegible] چاہیے۔

اخبار عام لاہور ۔ [illegible]

[illegible] ثابت ہوگا۔

پنجاب سماچار لاہور ۔ [illegible]

[illegible] ثابت ہوا۔

[illegible] آگرہ ۔ [illegible]

[illegible] گزٹ گوجرانوالہ ۔ [illegible]

[illegible]

رہنما لاہور ۔ [illegible]

[illegible] تاثیر ہیں۔

زمانہ کانپور ۔ ڈاکٹر صاحب کی [illegible]

[illegible] کی سفارش کرتے ہیں

تمدن دہلی ۔ [illegible]

مدینہ بجنور ۔ ڈاکٹر صاحب کی ادویات [illegible]

[illegible]

[illegible]

ادویات ہر جگہ ملتی ہیں [illegible] طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

نشانِ فضل صفحہ ۱-۶۴

پیر منظور محمد صاحب

قیمت سالانہ

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعائت

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	[illegible]	[illegible]	الف ربانی	[illegible]	[illegible]
پنج بیان نظم پنجابی	[illegible]	[illegible]	تشحیذ اگست سنہ ۱۳	[illegible]	[illegible]
احسن القصص	[illegible]	[illegible]	البلاغ المبین	[illegible]	[illegible]
درثمین فارسی	[illegible]	[illegible]	خصوصیات مسیح موعود	[illegible]	[illegible]
درثمین اردو	[illegible]	[illegible]	ادعیۃ القرآن	[illegible]	[illegible]
مبادی الصرف	[illegible]	[illegible]	تشحیذ فروری سنہ ۱۳	[illegible]	[illegible]
درس قرآن شریف کے نوٹ	[illegible]	[illegible]	تشحیذ مارچ سنہ ۱۳	[illegible]	[illegible]
ابطال الوہیت مسیح	[illegible]	[illegible]	تشحیذ جون سنہ ۱۳	[illegible]	[illegible]
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹ء	[illegible]	[illegible]	تشحیذ ستمبر سنہ ۱۳	[illegible]	[illegible]
حقیقت نماز	[illegible]	[illegible]	نشان اکمل حصہ دوم	[illegible]	[illegible]
الفلح	[illegible]	[illegible]	نشان رحمت	[illegible]	[illegible]
مذہب گولڑوی	[illegible]	[illegible]	پسر موعود	[illegible]	[illegible]
ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	[illegible]	اربعین	[illegible]	[illegible]
صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]	نماز مترجم	[illegible]	[illegible]
البرق	[illegible]	[illegible]	غلامی	[illegible]	[illegible]
طبیب	[illegible]	[illegible]	عصمت انبیا	[illegible]	[illegible]
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	[illegible]	[illegible]	ظہور المسیح	[illegible]	[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نشانِ فضل

یعنی مصلح موعود کا بشیر اول کے بعد دوسرا ہونے اور اسکے بعد بلا توقف پیدا ہونیکا

الہامی فیصلہ

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء
کے صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۱۶ میں فرماتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰
فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی
اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے
کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر
کی نسبت ہے۔ پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۲۰ حاشیہ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں۔ ۲۰
فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان
آتا ہے یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اسکی کم عمری اور جلد فوت
ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہکر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے

رخصت ہو جائے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں
ہو سکتا۔ اور **اشتہار مذکور** کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے یعنی گناہ سے بالکل پاک ہے یہ
بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیئے کہ جس
پیشگوئی کا ذکر خود ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور
پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں تھیں اور **مصلح موعود**
کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے **ساتھ**
فضل ہے کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس **مصلح موعود**
کا نام الہامی عبارت میں **فضل** رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا **محمود** اور تیسرا نام
اس کا **بشیر ثانی** بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام **فضل عمر** ظاہر کیا گیا ہے
اور ضرور تھا کہ اس کا آنا **معرض التوا** میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو
گیا ہے **پیدا ہو کر پھر واپس** اٹھایا جاتا کیونکہ **یہ سب امور حکمت** الٰہیہ نے
اس کے **قدموں کے نیچے** رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے
لئے بطور **ارہاص** تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔"

یہ وہ حوالے ہیں جن سے الہامی طور پر ثابت ہے کہ مصلح موعود بشیر اول کے
بعد دوسرا ہوگا اور اُسکے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔

آسانی سے **سمجھ** میں آجانے کے لئے یہاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی
بشیر اول کی عبارت اور کچھ مصلح موعود کی عبارت نقل کر کے تشریح کر دی جاتی ہے یاد
رہے کہ ذیل کی تمام عبارت **الہامی** ہے اور اسی طرح مسلسل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
کے اشتہار میں درج ہے۔ اس تمام عبارت پر خط کھینچ دیا گیا ہے اور جہاں سے مصلح
موعود کی عبارت شروع ہوتی ہے وہاں سے خط کو توڑ کر نشان بنا دیا گیا ہے۔ نیز
یاد رہے کہ یہ بات بھی الہام سے کھلی تھی کہ آسمان سے آئیگا۔ بشیر اول کے

کی عبارت ہے اور بعد کی عبارت مصلح موعود کے لئے ہے۔

"ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا" الخ

اب اول تو یہ معلوم کرو کہ جیسا کہ حضرت اقدس نے اوپر فرمایا ہے کہ "مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا" پس لفظ فضل جو مصلح موعود کی عبارت کے پہلے فقرہ میں ہے مصلح موعود کا نام ہے۔ اب اس کے بعد یہ دیکھو کہ یہ جو الہامی عبارت میں کہا گیا کہ "اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا" تو دیکھو کہ وہ کون ہے جس کے ساتھ فضل یعنی مصلح موعود ہے یعنی مصلح موعود کس کا ساتھی اور رفیق ہے۔ اور وہ کون ہے جس کے آتے ہی فضل یعنی مصلح موعود بھی بلا توقف آجائے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ بشیر اول ہے کیونکہ لفظ اُس کی ضمیر جو مصلح موعود کی عبارت کے پہلے فقرہ میں ہے بشیر اول کی طرف ہے پس اب عبارت یوں ہوئی کہ بشیر اول کے ساتھ مصلح موعود ہے جو بشیر اول کے آنے کے ساتھ آئے گا۔

اس فقرہ الہامی میں کہ "اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا" دو دفعہ ساتھ کا لفظ آیا ہے۔ پہلا ساتھ تو یہ بتلاتا ہے کہ فضل

یعنی مصلح موعود بشیر اول کے نہایت قریب ہے اور درمیان میں کوئی اور لڑکا بھی نہیں۔ اور دوسرا ساتھ مع اپنے پچھلے الفاظ کے یعنی یہ فقرہ کہ اس کے آنے کے ساتھ آئیگا یہ بتلاتا ہو کہ پہلا بشیر اول پیدا ہوئے تو پھر جھٹ بلا توقف **فضل** یعنی مصلح موعود پیدا ہو جائیگا اور اس دوسرے لفظ ساتھ سے بھی یہ ظاہر ہے کہ درمیان میں کوئی اور لڑکا نہیں۔ اور اسجگہ یہ وہم نہیں گذرنا چاہیئے کہ ساتھ آنے سے مراد ایک آن میں ساتھ آنا ہے کیونکہ اول تو یہی فقرہ کہ اس کے **آنے** کے ساتھ آئیگا پکار رہا ہے کہ بشیر اول کا آنا پہلے ہے اور مصلح موعود کا آنا بعد میں۔ دوسرے یہاں کسی اور چیز کا ساتھ آنا مراد نہیں بلکہ یہاں دو لڑکوں کی پیدائش کا ذکر ہے۔ لہذا یہاں ساتھ آنے سے مراد یہی طریق ہے جیسا لڑکوں کی پیدائش ہوا کرتی ہے یعنی آگے پیچھے۔ اگر دو بچے توام بھی پیدا ہونگے تب بھی ایک پہلے پیدا ہوگا اور دوسرا اسکے بعد۔ غرض یہاں ساتھ آنے سے مراد آن واحد میں ساتھ آنا مراد نہیں چنانچہ اس سے پہلے فقرہ میں بشیر اول کے لئے **آتا ہے** کا لفظ بولا گیا ہے اور مصلح موعود کے لئے **آئے گا** کا لفظ بولا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ پہلے بشیر اول آئے گا پھر اس کے بعد مصلح موعود آئے گا۔ آتا ہے اور آئے گا سے تقدیم و تاخیر ظاہر ہے۔ پس ساتھ آنے سے مراد اسجگہ صرف یہی ہے کہ مصلح موعود بشیر اول کے بعد بہت جلد آئے گا اور درمیان میں اور کوئی لڑکا نہ ہوگا۔

اب سمجھو کہ یہ فقرہ کہ "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" **الہامی** ہے۔ اور مصلح موعود کا نام فضل بھی **الہامی** ہے جیسا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا" اور یہ بات بھی **الہام** سے کھلی ہے کہ آسمان سے آتا ہے تک عبارت بشیر اول کے لئے اور بعد کی عبارت مصلح موعود کے لئے ہے۔ اور لفظ **اس** کی ضمیر بھی سوائے اسکے کہ بشیر اول کی طرف ہو اور طرف نہیں جا سکتی کیونکہ لفظ اس مصلح موعود کی عبارت کے شروع میں واقع ہوا ہے لو

اس کا مرجع ما قبل کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ **الہامی فیصلہ** ہے کہ فضل یعنی مصلح موعود وہ لڑکا ہے جو بشیر اول کے بعد دوسرا ہے اور جو بشیر اول کے بعد بلاتوقف پیدا ہوگا۔ اسی بات کی طرف ۸ اپریل ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے اس الہام میں اشارہ تھا کہ: "انہیں سے کہدے کہ **آنے والا ابھی ہے یا ہم دوسرے** کی راہ تکیں (یاد ہے کہ آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بشیر اول کی پیدائش کی پیشگوئی ہے)

نکات معرفت

پہلا نکتہ۔ بشیر اول اور مصلح موعود کی عبارتوں میں ہے اور گا کے الفاظ پر دھیان کرو۔ پھر دیکھو کہ بشیر اول کی عبارت میں تو لکھا ہے کہ **آتا ہے** اور مصلح موعود کی عبارت میں لکھا ہے کہ **آئے گا**۔ اس آتا ہے اور آئے گا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت دو لڑکوں کے متعلق ہے نیز بشیر اول کی عبارت میں ایسی کوئی صفت نہیں بیان کی گئی جو لوگوں کو ہدایت وغیرہ کرنے کے متعلق ہو اور مصلح موعود کی عبارت میں ایسے بہت الفاظ ہیں۔

دوسرا نکتہ۔ مصلح موعود والی عبارت کے پہلے فقرہ میں جو لفظ فضل ہے سوائے اس کے کہ یہ مصلح موعود کا نام ہو اور کوئی معنے اسکے یہاں نہیں بن سکتے کیونکہ **لفظ وہ** کی ضمیر جو مصلح موعود کی عبارت میں ہے صاف بتا رہی ہے کہ فضل مصلح موعود کا نام ہے اور چونکہ فضل نام تھا اسلئے وہ کہا گیا* اور وہ کی ضمیر بشیر اول کی طرف نہیں پھر سکتی کیونکہ الہام نے بتا دیا ہے کہ یہ عبارت مصلح موعود کے لئے ہے۔ اگر بشیر اول کی طرف پھیری جائے تو پھر یہ عبارت مصلح موعود کے لئے نہیں رہتی اور الہام کی مخالفت ہوتی ہے۔

تیسرا نکتہ۔ بشیر اول کی پیشگوئی اور مصلح موعود کی پیشگوئی کا ایک ہی مسلسل عبارت میں ہونا اور بشیر اول کی عبارت کو پہلے رکھنا اور مصلح موعود کی عبارت کو بعد میں رکھنا اور

* [illegible]

مصلح موعود کی عبارت کے شروع میں الفاظ ہیں۔ بلکہ بشیر اول کی عبارت سے متعلق کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات دانستہ کی گئی۔ ورنہ اول تو دونوں لڑکوں کی پیشگوئی الگ الگ اشتہاروں میں شائع ہوئی جس سے دونوں عبارتیں الگ الگ ہو جاتیں۔ چونکہ ایسا نہیں کیا گیا بلکہ دونوں کی پیشگوئی ایک ہی عبارت میں بیان فرما کر عبارت کو مسلسل کر دیا گیا تو اس کی یہ وجہ ہے کہ تا مصلح موعود کے پہچاننے کے لئے ایک خاص علامت بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونے اور دوسرا ہونے کی قائم کر دی جائے تا کہ مصلح موعود کے پہچاننے کے لئے کسی قسم کا خبط اور دقت باقی نہ رہے۔ بشیر اول دراصل مصلح موعود کی شناخت کے لئے ایک علامت تھا جیسا کہ حضرت اقدس مضمون ہذا کے ابتدا میں جو حوالہ سبز اشتہار کے صفحہ ۱۲ کا ہے اس کی پچھلی سطروں میں فرماتے ہیں۔ "بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" ارہاص کہتے ہیں سڑک پر میلوں کے نشان کو یعنی جس طرح چھٹے میل کے نشان کے بعد ضرور ساتویں میل کا نشان آتا ہے اور ساتویں کے بعد ضرور آٹھویں کا ہوتا ہے علیٰ ہٰذا القیاس کے بعد ضرور نواں اسی طرح بشیر اول کے بعد بشیر ثانی یعنی مصلح موعود ہی ہے۔ تیسرا لڑکا ختم ہوا۔

مضمون ہٰذا کے ابتدا میں جو حوالہ سبز اشتہار کے صفحہ ۱۲ کا ہے اس کی پچھلی سطروں میں جو یہ فرمایا کہ "ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔" اس الہام کی بنا پر فرمایا اور اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۱۰ میں درج ہے۔ اس جگہ وہ الہام مع ترجمہ و حاشیہ متعلقہ درج کیا جاتا ہے جس نزول کے ورود میں مصلح موعود کی خلافت کا بھی ذکر ہے۔

سبز اشتہار صفحہ ۱۵، ۱۶:- اب ہم فائدہ عام کے لئے یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتے

ہرگز بشیر احمد کی موت ناگہانی طور پر نہیں ہوئی بلکہ اللہ جل شانہٗ نے اس کی وفات سے پہلے اس
عاجز کو اپنے الہامات کے ذریعہ سے پوری پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا
ہے* اور اب فوت ہو جائیگا بلکہ جو الہامات اس پسر متوفی کی پیدائش کے دن میں ہوئے
تھے ان سے بھی اجمالی طور پر اس کی وفات کی نسبت بو آتی تھی اور مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ
کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہو گا جیسا کہ یہ الہام انا ارسلناہ شاہدًا و
مبشرًا و نذیرًا کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق
کل شیء تحت قدمیہ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر و نذیر ہونے کی
حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں
ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس
کے **قدم اٹھانے** کے بعد جو اس کی **موت** سے مراد ہے **ظہور** میں آ جائیں گی۔ سو
تاریکیوں سے مراد آزمائش اور ابتلاء کی وہ تاریکیاں تھیں جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش
آئیں اور ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے جو ظلمات کی طرح تھا اور آیت کریمہ واذا اظلم
علیہم قاموا کے مصداق ہو گئے اور الہامی عبارت میں جیسا کہ ظلمت کے بعد رعد اور
روشنی کا ذکر ہے یعنی جیسا کہ اس عبارت کی ترتیب بیانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر متوفی
کے قدم اٹھانے کے بعد **پہلے** ظلمت آئے گی اور **پھر** رعد اور برق اسی ترتیب کے رو
سے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنی پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلاء کی ظلمت
وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی **ظاہر ہونے والی ہے**۔ اور جس
طرح ظلمت ظہور میں آ گئی **اسی طرح یقیناً** جاننا چاہئے کہ کسی دن **وہ رعد اور روشنی**
بھی ظہور میں آ جائے گی **جس کا وعدہ دیا گیا ہے** جب وہ روشنی آئے گی
تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دے گی اور جو جو اعتراضات غافلوں
اور مردہ دلوں کے منہ سے نکلے ہیں ان کو نابود اور ناپدید کر دے گی۔ یہ الہام جو ابھی ہم نے

لکھا ہے ابتداء سے صدہا لوگوں کو تفصیل سنا دیا گیا تھا چنانچہ منجملہ سامعین کے مولوی
ابو سعید محمد حسین بٹالوی بھی ہیں اور کئی اور جلیل القدر آدمی بھی۔ اب اگر ہمارے موافقین
و مخالفین اسی الہام کے مضمون پر غور کریں اور وقت نظر سے دیکھیں تو یہی ظاہر کر رہا
ہے کہ اس **ظلمت** کے آنے کا پہلے سے جناب الٰہی میں ارادہ ہو چکا تھا جو بذریعہ الہام
بتلا دیا گیا اور **صاف** ظاہر کیا گیا کہ **ظلمت** اور **روشنی** دونوں اس لڑکے کے
قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس کے قدم **اٹھانے** کے بعد جو موت سے مراد ہے
اُن کا آنا ضرور ہے۔ **سو اے لوگو** جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں
مت پڑو بلکہ خوش ہو اور **خوشی سے اچھلو** کہ اس کے بعد **اب** روشنی آئے گی"

حاشیہ متعلقہ ۔ خدا تعالیٰ نے کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے
کے لئے بڑے عظیم الشان **دو طریقے** ہیں (۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل
کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود
فرمایا ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ
وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولئک
ھم المھتدون الجزو نمبر ۲ یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح
کی مصیبتیں ڈالا کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور
کامیابی کی راہیں **انہی** پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و **خلفاء**
ہے تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں
بنا کر نجات پا جائیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ **اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ
سے یہ دونوں شق** ظہور میں آ جائیں پس **اول** اس نے قسم اول کے انزال
رحمت کے لئے **بشیر کو بھیجا** تا بشر الصابرین کا سامان مومنوں کے لئے طیار کر کے

اپنی بشریت کا مفہوم پورا کر کے سو وہ ہزارہا مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں
محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر
گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا اور یہ بات کھلے کھلے الہام الٰہی نے
ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اس کی موت ان سب
لوگوں کی زندگی کا موجب ہوئی جنہوں نے محض للہ اس کی موت سے غم کیا اور اس
ابتلا کی برداشت کر گئے کہ جو اس کی موت سے ظہور میں آیا غرض بشیر ہزارہا ابرار
و صادقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اس پاک کرنے والے اور پاک
جانے والے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگی۔ اور دوسری
قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ
دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء
کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز
پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود
بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللّٰہ ما یشاء اور
خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی
پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت
تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو
روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے
بشیر کی نسبت ہے۔ منہ

مذکورہ بالا حوالہ اور حاشیہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ روشن نشان کا وعدہ ہے اور جو
بشیر اول کے قدم اٹھانے کے بعد ظہور میں آنے والی ہے وہ یہی دوسرا
بشیر ہے جس نے دوسری شق رحمت کو بذریعہ خلافت وغیرہ پورا کرنا ہے

اس حاشیہ کی پچھلی سطروں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رحمت کی نشان دوم کو پورا کرنے والا دوسرا لڑکا بشیر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا ہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہی ہے کہ بعد کی عبارت مصلح موعود کے لئے ہے۔ (دیکھو سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کا حاشیہ جس کی نقل اس مضمون کے شروع میں درج کی گئی)

اب واضح ہو کہ اس نشانِ فضل میں سبز اشتہار کے جن حوالوں کا ذکر ہے وہی دو مقامات ہیں جن کی بنا پر حضرت اقدس نے سراج منیر کے صفحہ ۳۴ کے حاشیہ میں فرمایا تھا کہ "سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں **بلا توقف** لڑکا پیدا ہونے کا **وعدہ** تھا سو محمود پیدا ہو گیا" ایسا فرمانے سے یہی مطلب تھا کہ مصلح موعود کی نسبت بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونے کا وعدہ یعنی الہامی فیصلہ تھا سو وہ یہی محمود ہے جو بلا توقف بشیر اول کے بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو چکا ہے۔ (دیکھو صفحہ [illegible] وعدہ [illegible] بلا توقف [illegible])

نوٹ۔ حاشیہ مندرجہ بالا کی پچھلی سطروں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء والا ایک لڑکا وہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا مصلح موعود ہے جیسا کہ عبارت سے عیاں ہے کہ پہلے تو ۱۰ جولائی والے ایک اور لڑکے کو دوسرا بشیر فرمایا پھر فرمایا کہ آسمان سے آتا ہے تک پہلے بشیر کے لئے عبارت ہے اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے اور یہ معلوم ہی ہے کہ بعد کی عبارت مصلح موعود کے لئے ہے۔ اور جب ۱۰ جولائی والے اشتہار کی عبارت کو دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ قطعی طور پر ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء والا ایک اور لڑکا مصلح موعود کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ جب کہ الہام نے بتا دیا کہ ۲۰ فروری والی پیشگوئی درحقیقت دو لڑکوں کے متعلق تھی تو کھل گیا کہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء والا ایک اور لڑکا اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا دوسرا لڑکا دراصل دونوں ایک ہی ہیں کیونکہ ۲۰ فروری والے اشتہار کی عبارت میں بھی پہلے بشیر اول کا ذکر ہے پھر دوسرے لڑکے کا اور ۱۰ جولائی والے اشتہار کی عبارت میں بھی پہلے بشیر اول

کا ذکر ہے پھر دوسرے لڑکے کا ۲۰ فروری والے دوسرے لڑکے کا نام بھی محمود ہے اور ۱۰ جولائی والے ایک اور لڑکے کا نام بھی محمود احمد ہے۔ ۲۰ فروری والا دوسرا لڑکا بھی بشیر اول کے بعد بہت جلد یا توقف پیدا ہونیوالا ہے اور ۱۰ جولائی والا ایک اور لڑکا بھی بشیر اول کے بعد قریب مدت میں ہونیوالا ہے۔ تو دراصل ایک لڑکے کا دو مقام پر ذکر تھا۔ پس چونکہ دراصل یہ دونوں لڑکے ایک ہی تھے لہذا سبز اشتہار کے صفحہ کے حاشیہ پر بھی ۲۰ فروری کے اشتہار کے ساتھ ہی ۱۰ جولائی والے حوالہ کو ۲۰ فروری کے حوالہ کے ساتھ اسی لئے رکھا ہے کہ یہ دونوں لڑکے ایک ہی ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۷ کے حاشیہ کی عبارت ذیل میں لکھکر تشریح کر کے بتلایا جاتا ہے۔ "الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۶ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔" مصنف اس عبارت کی تشریح یہ ہے۔

الہام نے (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہام نے) پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا (یعنی ایک بشیر اول جو پیدا ہوا تھا اور دوسرا بشیر دوم) یاد رہے کہ ۲۰ فروری والے الہام کا ذکر ہے۔ ۱۰ جولائی والا اشتہار ہرگز مراد نہیں کیونکہ جس وقت ۱۰ جولائی والا اشتہار شائع ہوا اس وقت بشیر اول پیدا ہو چکا تھا۔ اور یہاں لکھا ہے

کہ الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور پیش از وقوع کا لفظ صاف
ظاہر کر رہا ہے کہ یہ الہام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا الہام ہے۔ اگلی عبارت اور بھی اس کی تائید
کرتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں) اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے
(یعنی ۲۰ فروری کے الہام نے بیان کیا۔ اور یہ لفظ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اسی ۲۰
فروری کے الہام نے بیان کیا کہ بعض لڑکوں کا کم عمری میں فوت ہونا اسی ۲۰ فروری کے
کے الہام میں لکھا ہے۔ ۱۰ جولائی والے اشتہار میں یہ بات نہیں لکھی بلکہ یہ سلسلہ
ذکر ۲۰ فروری والے الہام کا ہے۔ اب یکجا یہ دو پیشگوئیاں ہوئیں۔ ایک پیشگوئی تو دو
لڑکوں کا پیدا ہونا ہے اور دوسری پیشگوئی بعض لڑکوں کا کم عمری میں فوت ہونا۔ اور یہ
دونوں پیشگوئیاں اشتہار ۲۰ فروری میں صریح ہیں (جیسا کہ فرماتے ہیں) مگر یہ اشتہار ۲۰
فروری ۱۸۸۶ء (جب اشتہار ۲۰ فروری کو دیکھا گیا تو ٹھیک سطر ۲ و سطر ۳ میں یہ
دونوں پیشگوئیاں صریح ہیں) و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء (اس اشتہار میں دو لڑکوں کا
پیدا ہونا اور بعض کا کم عمری میں فوت ہونا صریح نہیں لیکن چونکہ اس اشتہار کا ایک اور
لڑکا وہی ۲۰ فروری والا دوسرا لڑکا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے لہٰذا اس اشتہار کا حوالہ
بھی یہاں ساتھ ہی دے دیا) سو مطابق پہلی پیشگوئی کے (یعنی ۲۰ فروری کے اشتہار کی
دو پیشگوئیوں میں سے پہلی پیشگوئی کے مطابق جو دو لڑکوں کی پیدائش کے متعلق تھی)
ایک لڑکا پیدا ہو گیا (یعنی دو لڑکوں میں سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ مگر یاد رہے کہ ۲۰
فروری والا الہام ایک لڑکے کے متعلق نہیں کیونکہ الہام نے بتا دیا کہ یہ دو لڑکوں
کے متعلق ہے اور جب اس الہامی عبارت کو غور سے پڑھا جاتے تو صاف دو لڑکے
معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ پیچھے کھول کر بتایا گیا۔ غرض ان دو لڑکوں میں سے ایک لڑکا
پیدا ہوا) اور فوت بھی ہو گیا (یعنی اپنے فوت ہونے سے ۲۰ فروری کی دوسری پیشگوئی
کو پورا کر گیا۔ بھی کے لفظ پر غور کرو۔ بھی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بیس فروری کی

دوسری پیشگوئی کی طرف جو بعض بچوں کے کم عمری میں فوت ہونے کے متعلق ہے اشارہ ہے
غرض ان دو لڑکوں میں سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور سوا برس کی عمر میں فوت ہونے سے ۲۰
فروری کی دوسری پیشگوئی کو پورا کر گیا۔ لیکن ۲۰ فروری کی پہلی پیشگوئی کا ابھی آدھا حصہ باقی
تھا یعنی دوسرے لڑکے کا پیدا ہونا سو اس کے بارے میں (لکھتے ہیں) اور دوسرا لڑکا
جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا (اسی کا نام الہام نے دوسرے لڑکے
کو دوسرا بشیر کہا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ دوسرا بشیر مصلح موعود ہے جس کا دوسرا
نام محمود ہے (سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کے حاشیہ میں بھی لکھا ہے کہ مصلح موعود کا نام محمود
ہے اور بشیر ثانی بھی) وہ اگرچہ اب تک یکم دسمبر ۱۸۸۸ء تک پیدا نہیں ہوا یعنی دوسرا لڑکا
جو دوسرا بشیر اور مصلح موعود اور جس کا دوسرا نام محمود بھی ہے وہ اگرچہ اب تک یکم دسمبر
۱۸۸۸ء تک پیدا نہیں ہوا) مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور
پیدا ہو گا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اس کے
الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اُس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر
سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ صفحہ ۷

اب دیکھئے کہ صفحہ ۷ کے حاشیہ کی عبارت سے کیسا صاف ظاہر ہے کہ ۱۰ جولائی
والا ایک اور لڑکا اور ۲۰ فروری والا دوسرا لڑکا ہے اسی لئے دونوں اشتہاروں کا
ایک ہی جگہ حوالہ دیا گیا۔ اگر ۱۰ جولائی والا لڑکا ایک علیحدہ لڑکا ہوتا تو ۲۰ فروری والے اشتہار
کے ماتحت اس کا حوالہ نہ دیا جاتا۔

جون ۱۹۱۳ء میں ایک رسالہ بنام المصلح الموعود شائع ہوا ہے اس رسالہ میں ۱۰
جولائی والے لڑکے کو ۲۰ فروری والے دوسرے لڑکے سے ایک علیحدہ لڑکا بنانے کی کوشش
کی گئی ہے اور سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کے حاشیہ متعلقہ باب اور اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کا
مصداق حضرت میاں صاحب کو بنا کر میاں صاحب کو مصلح موعود سے ایک الگ لڑکا

بتایا جاتا ہے اور صفحہ ۱۰ میں اس صفحہ ۱۰ کے حاشیہ کی نقل کرتے ہوئے پچھلی آخری تین سطروں
کو چھوڑ دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ اس قدر تو ٹھیک ہے کہ ۸ اپریل والے لڑکے کا مصداق بھی
میاں صاحب ہیں اور صفحہ ۱۰ کا حاشیہ بھی انہی کے لئے ہے کیونکہ ۲۰ فروری والا دوسرا
لڑکا اور ۸ اپریل والا ایک اور لڑکا دونوں ایک ہی ہیں۔ ۲۰ فروری والا دوسرا لڑکا بھی
بشیر اول کے بعد دوسرا ہے اور ۸ اپریل والا ایک اور لڑکا بھی بشیر اول کے بعد دوسرا
ہے۔ ۲۰ فروری نے بشیر اول کے بہت بعد جاکر تو پیدا ہونا ہے اور اس نے بھی
بشیر اول کے ہی بعد قریب مدت میں پیدا ہونا ہے لیکن اس رسالہ کے مصنف نے یہ
نہیں بتایا کہ جبکہ ایک ہی لڑکے کا دو مقام پر ذکر ہے تو ۸ اپریل والا لڑکا ایک علیحدہ
ذکر کس طرح بن گیا۔ حضرت صاحب کے تو ایک ہی بیوی تھی۔ ہاں اگر دو بیویاں ہوتیں اور
ایک بیوی سے بشیر اول کے پیدا ہونے کے بعد بہت جلد دونوں بیویوں سے دو لڑکے
پیدا ہوتے تو شاید کچھ گڑبڑ پڑ جاتی۔ لیکن اب تو یہ صورت نہیں۔

ماسوا اسکے اگر ۸ اپریل کا لڑکا ایک الگ لڑکا تھا اور صفحہ ۱۰ کا حاشیہ بھی اُسی کے
لئے تھا تو پچھلی سطروں میں یہ کیوں لکھا گیا کہ نادان اُس کے الہامات پر ہنستا ہے اور
احمق اُس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیا کبھی کسی نے ۸ اپریل والی پیشگوئی کو
مصلح موعود کی پیشگوئی سے الگ پیشگوئی سمجھ کر اس پیشگوئی کی نسبت ٹھٹھا کیا تھا اور ہنسی
اڑائی تھی جو کیا اسکا ثبوت تم دے سکتے ہو ہرگز نہیں بلکہ جسقدر ہنسی اور ٹھٹھا ہوا وہ مصلح
موعود کی ہی پیشگوئی کی نسبت ہوا۔ اگر ۸ اپریل کا اشتہار ایک علیحدہ لڑکے کے لئے تھا
تو دشمنوں کو دوسرے لڑکوں سے کیا غرض۔ وہ تو بشیر اول کے فوت ہونے پر شور مچاتے
تھے اور کہتے تھے کہ مصلح موعود مر گیا۔ اگر ۸ اپریل والا لڑکا کوئی الگ لڑکا تھا تو اس ۸ اپریل
والے اشتہار میں ایسی کونسی بات تھی جس پر دشمنوں نے ہنسی ٹھٹھا کیا۔ اور ۸ اپریل
والے اشتہار میں اور یکم دسمبر یعنی سبز رنگ والے اشتہار میں تو کل پانچ مہینے کا فرق ہے

اس پانچ مہینے کے قلیل عرصہ میں ایسی کونسی بات ۱۰ جولائی والے اشتہار کے متعلق وقوع میں آئی جس پر مخالفوں نے اسقدر زور شور کے الفاظ لکھے پڑے ۔ صاف ظاہر ہے کہ خاص ۱۰ جولائی والے اشتہار کے متعلق کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا لہذا صفحہ ۸ کے حاشیہ میں جو مخالفوں کے ہنسی اور ٹھٹھے کا ذکر فرمایا تو اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اس جگہ مصلح موعود کا ہی ذکر ہے ۔ اور مصلح موعود کی نسبت ہی فرمایا کہ خدا تعالے کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں ۔

علاوہ اسکے کہ صفحہ ۸ کے حاشیہ کی پیشگوئی مصلح موعود کے سوا ایک الگ لڑکے کیلئے ہوتی تو اول تو ۲۰ جنوری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جو میاں صاحب کی پیدائش کا اشتہار ہے سبز اشتہار کے صرف صفحہ ۸ کے حاشیہ کا حوالہ دیا جاتا اور باقی اشتہار کو الگ کر لیا جاتا دوسرے یہ کہ جس زور شور سے اس صفحہ ۸ کے حاشیہ کی پچھلی سطروں میں دعوے کیا گیا ہے کہ اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں اسی زور شور سے لکھا جاتا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی اور قریب مدت میں ۱۰ جولائی والا لڑکا پیدا ہو گیا ۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بجائے اسکے کیم دسمبر کا الگ لکھکر پورے اشتہار کا حوالہ دیا گیا صفحہ ۸ کے حاشیہ کا نام بھی نہیں لیا گیا اور بجائے اسکے کہ ۱۰ جولائی والے لڑکے کو الگ سمجھکر زور شور سے پیشگوئی کے پورا ہونیکا اعلان کیا جاتا یہ لکھا کہ کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی اور ایسی عبارت لکھی جس سے صاف ثابت ہے کہ ۱۰ جولائی والا لڑکا مصلح موعود ہے ۔ ۲۰ جنوری کے اشتہار کی عبارت

٭ ہے خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و کیم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی **وفات** کے بعد ایک **دوسرا بشیر** دیا جائے گا جس کا نام **محمود بھی ہوگا** اور اس عاجز کو مخاطب کرکے

فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور **حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا** وہ قادر ہے
جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے **سو آج** ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی
الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو
گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر **بشیر** اور **محمود بھی** رکھا گیا ہے
اور **کامل** انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔

دیکھو اس حوالہ کی عبارت سے ظاہر من الشمس ہے کہ ۲۰ فروری والا لڑکا مصلح
موعود ہے۔ اور نیز دوسرا بشیر کا لفظ بھی موجود ہے جو یقیناً مصلح موعود ہے (دیکھو
سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کے حاشیہ کی آخری سطر) اور محمود کا لفظ بھی موجود ہے اور یہ
بھی مصلح موعود کا ہی نام ہے (دیکھو سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کے حاشیہ کی پہلی سطر) اس
لئے اگر ۲۰ فروری والا اشتہار مصلح موعود کے لئے نہ تھا تو بطور تفاؤل نام رکھنے کی کیا
ضرورت تھی کہ **کامل** انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ
۲۰ فروری والے اشتہار میں قریب وقت میں ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کی گئی تھی
سو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جیسا کہ بشیر اول کے متعلق ۸ اگست کا اشتہار کہ ۸ اپریل
والے لڑکا کا پیدا ہونے کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور جیسا کہ دوسرے بچوں کے متعلق پیشگوئی کے
مطابق پیدا ہونے کے اشتہار دئے گئے۔ اور یاد رہے کہ اس فقرہ سے کہ کامل انکشاف
کے بعد پھر اطلاع دیجائے گی کی غرض صرف یہ مراد ہے کہ انکشاف تو ہو گیا ہے صرف
کامل انکشاف نہیں ہوا **سو** کا لفظ بھی پیشگوئی کے پورا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور
اس سے اگلا فقرہ کہ ابھی تک مجھ پر نہیں کھلا اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ ابھی کامل انکشاف
نہیں ہوا کیونکہ کھلنا بمعنے کامل انکشاف ہونے کے ہے۔ کھلنا کے معنے یہ ہرگز نہیں
کہ بالکل معلوم نہیں۔ ماسوا اسکے ایسے الفاظ کہ کامل انکشاف کے بعد اطلاع دیجائیگی
یا یہ کہ ابھی تک مجھ پر نہیں کھلا۔ یہ سب الفاظ لڑکے کے متعلق ہیں۔ ان سے یہ نہیں

پایا جاتا کہ اشتہار ۱۰ جولائی یا سبز اشتہار کے مصلح موعود ہونے کے متعلق کچھ شک ہے ان اشتہاروں کی نسبت تو ۲۰ جنوری کے اشتہار کی عبارت صاف صاف بتلا رہی ہے کہ مصلح موعود ...... کے متعلق ہیں کیونکہ دوسرا بشیر مصلح موعود کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور دوسرا بشیر کا لفظ اشتہار ۱۰ جولائی میں ہے ہی نہیں تا کسی قسم کا شبہ ہو۔ پس ۱۰ جولائی والے لڑکے کو دوسرا بشیر کہنے سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۰ جولائی والا لڑکا مصلح موعود ہے۔ اس ۲۰ جنوری کے اشتہار میں اگر کامل انکشاف چاہا گیا تو صرف لڑکے کی نسبت چاہا گیا نہ کہ ان دونوں اشتہاروں کی نسبت۔

اور اگر اب بھی باوجود اس قدر کافی ثبوتوں کے تمہارے نزدیک ۱۰ جولائی والا لڑکا مصلح موعود کے علاوہ ایک علیحدہ لڑکا ہے۔ اور صرف اسلئے کہ ۱۰ جولائی کا حوالہ سبز اشتہار میں ہے سبز اشتہار بھی مصلح موعود کے لئے نہ رہا اور کسی اور لڑکے کے لئے بن گیا (نعوذ باللہ من ذالک) اور تمہارے نزدیک میاں صاحب ۱۰ جولائی اور سبز اشتہار کے مصداق ہیں جیسا کہ تم اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ سطر ۱۴ میں لکھتے ہو کہ "سبز اشتہار اصل میں صرف ۱۰ جولائی کی پیشگوئی کی بکر اشاعت کے لئے ہے" اور صفحہ ۳ سطر ۱ میں لکھتے ہو کہ "حضرت مسیح موعود کی متعدد تحریروں سے ظاہر ہے میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کو آپ نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار والی پیشگوئی اور سبز اشتہار کے مطابق قرار دیا ہے"۔ تو اگر میاں صاحب کو مصلح موعود نہیں مانتے تو کم از کم میاں صاحب کو اولوالعزم ہونے اور حسن و احسان میں حضرت صاحب کا نظیر ہونے کا تو رتبہ دو۔ کیونکہ یہ تعریفیں تو یقیناً تمہارے نزدیک بھی ۱۰ جولائی والے اور سبز اشتہار والے لڑکے کی ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا ۲۰ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار کے حاشیہ کی ابتدائی سطروں میں ان دونوں اشتہاروں کا حوالہ دیکر فرمایا کہ "خدائے عزوجل نے ..... اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

اگر تم اس بات کو جو تمہارے نزدیک ایک ہی سچ ہے مان لو تو سمجھو اس سے آگے بھی تمہاری سمجھ میں آ جائیگا لیکن اگر تم وہ تہذیب کچھ کر رہے ہو اور اپنے کسی مطلب کے پورا کرنے کے لیے نے حضرت صاحب کے اس زمانہ کے الہامات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو جبکہ بشیر اول ابھی زندہ تھا اور ۱۰ جولائی والے اشتہار کے الفاظ کو اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۳ کے آخری دو سطروں میں موٹے موٹے حرفوں میں اسی لئے پیش کیا ہے تو پھر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہیں ۱۰ جولائی کے اشتہار کے الفاظ میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے تم فائدہ اٹھا سکو۔ بشیر اول کو دین کا چراغ بھی کہا گیا کہ اسکا ایک نام الہامی چراغ دین تھا دیکھو سبز اشتہار صفحہ ۱۶ سطر ۱۷۔ اور محمود احمد اولوالعزم کو ایک اور اسلئے کہا گیا کہ واقعی وہ بشیر اول کے بعد ایک اور . . . . یعنے دوسرا تھا۔ ۱۰ جولائی والا اشتہار اس زمانہ کا ہے جبکہ بشیر اول ابھی زندہ تھا اور اسپر مصلح موعود ہونیکا گمان کیا گیا تھا۔ لہذا اس زمانہ میں تو ہو سکتا تھا کہ دس جولائی والے لڑکے کو مصلح موعود کے سوا ایک اور لڑکا سمجھا جاتا۔ لیکن بشیر اول کے فوت ہونیکے بعد یہ ممکن تھا کہ ۱۰ جولائی والے لڑکے کو مصلح موعود سمجھا جاتا کیونکہ الہام نے کھول دیا تھا کہ ۲۰ فروری والی پیشگوئی دو لڑکوں کے متعلق ہے پہلا لڑکا یعنے بشیر اول مصلح موعود نہ تھا بلکہ دوسرا لڑکا مصلح موعود ہے جو بہت جلد پیدا ہونیوالا ہے۔ پس چونکہ ۱۰ جولائی کے اشتہار میں بھی یہی وعدہ تھا کہ بشیر اول کے بعد بہت جلد ایک لڑکا پیدا ہونیوالا ہے تو ہم سبز اشتہار کے زمانہ میں اس صریح الہامی اطلاع کے ہوتے ہوئے دس جولائی والے لڑکے کو کس طرح مصلح موعود نہ سمجھا جاتا۔ ۲۰ فروری والا دوسرا لڑکا یعنی مصلح موعود بھی بشیر اول کے بعد ایک اور یعنے دوسرا تھا اور ۱۰ جولائی والا اولوالعزم محمود احمد بھی بشیر اول کے بعد ایک اور یعنے دوسرا تھا پس دراصل دونوں مقام پر ایک لڑکے کا ذکر تھا۔ لہذا سبز اشتہار میں اور ۱۲ جنوری کے اشتہار میں ۲۰ فروری

کہ لڑکے سے حضرت صاحب کی مراد مصلح موعود ہی ہے اسی لئے بار بار اسکو دوسرا بشیر فرماتے ہیں۔ وہ دوسرا بشیر ہے جو ان چار میں مصلح موعود ہے۔ اور ۱۰ جولائی کے اشتہار میں دوسرا بشیر کا لفظ بالکل نہیں۔ اور اس شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ دوسرا بشیر اور ہو اور وہ دوسرا بشیر اور ہے ورنہ اگر ۱۰ جولائی کے اشتہار میں دوسرا بشیر کا لفظ ہے بھی تب بھی کچھ حرج نہ تھا کیونکہ الہام نے کھول دیا تھا کہ بشیر اول کے بعد دوسرا لڑکا مصلح موعود ہوگا

رسالہ نشان فضل تمام ہوا۔

رسالہ نشان فضل نے اپنی اصلاح کی تعیین سے رسالہ المصلح الموعود کا کافی جواب دیدیا ہے بلکہ اسکے نوٹ میں بعض زائد جوابات بھی لکھے گئے ہیں ذیل میں ہم بھی چند اور زائد جواب دیئے جاتے ہیں۔

ضمیمہ نشان فضل

قولہ صفحہ ۲۲۔ اب اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس طرح پر حضرت صاحب کے لڑکوں میں سے مصلح موعود کوئی بھی نہ ہوا تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ... مصلح موعود کبھی آئندہ نسلوں میں پیدا ہوگا۔

اقول۔ تم تو یہ کہتے ہو لیکن ذیل کے حوالجات سے ثابت ہے کہ وہ حضرت صاحب کا بیٹا ہے آئندہ نسلوں میں سے نہیں۔ دیکھو حضرت صاحب کیا فرماتے ہیں؟

حوالہ اول۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۰۳ سطر ۵ "پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ میں (بعض لڑکے فوت بھی ہونگے اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا" الخ ان عبارات کا یہ مطلب ہے کہ فوت تو حضرت صاحب کے لڑکے ہونگے اور وہ کمال والا کسی آئندہ نسل میں سے ہوگا۔ خدا کا خوف کرو۔

حوالہ دوم۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۲ کالم ۱۔ الہام "سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا"

یہاں لفظ تخم سے نطفہ کی طرف اشارہ ہے یہ تمام عبارت الہامی ہے اب دیکھو الہام کیا کہتا ہے۔ وہ تم کیا کہتے ہو اگر اُس نے آئندہ نسل میں سے پیدا ہونا تھا اور عبارت کو مبہم رکھنا تھا تو صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ تیری نسل میں سے ہوگا۔ یہ بار بار تجھے اور بار بار ہی کہنے کی کیا ضرورت تھی اور تجھے ملیگا اور تجھے دیا جائیگا فرمانے کی کیا حاجت تھی؟

ذریت کا لفظ بیٹوں کے لئے بھی آیا ہے۔ اسی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک الہام ہے۔ "میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے" پھر میاں بشیر احمد صاحب بشیر اول کے فوت ہونے پر حضرت اقدس نے سبز اشتہار کے صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۱۰ میں تحریر فرمایا "ہمارے اشتہار ۲۰ فروری میں بعض ہمارے لڑکوں کی نسبت یہ پیشگوئی موجود تھی کہ وہ کم عمری میں فوت ہوں گے پس سوچنا چاہیئے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیشگوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی" کیسے بڑے فکر کی بات ہے کہ ذریت کے لفظ سے اس الہام میں جو نقصان کی بابت ہے بیٹے مراد لے جائیں اور اس الہام میں جو فائدہ کا الہام ہے ذریت کے لفظ سے آئندہ نسل مراد لی جائے۔

حوالہ سوم۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۰ سطر ۹ "خدا نے مجھے **وعدہ** دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے **تجھ سے ہی** اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکونگا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا" دیکھو یہاں کیا صریح طور پر فرمایا کہ تجھ سے ہی یعنی تیرا بیٹا۔ اور یہ وعدہ الہی ہے کہ تجھ سے ہی ہوگا۔

حوالہ چہارم۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۲۱ "**فرزند دلبند گرامی ارجمند** مظہر الحق والعلاء" یہ الہام کے الفاظ ہیں۔ الہام میں اس لڑکے کے لئے فرزند دلبند کے الفاظ استعمال کئے گئے۔

حوالہ پنجم۔ درثمین "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا۔ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا"
یہاں تو بیٹے کا ہی لفظ موجود ہے اور فرمایا کہ اک بیٹا ہے یعنے وہ پیدا ہو چکا ہے۔ یہ نہیں
ہے ہوگا نہیں فرمایا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہی میں سے ایک ہے جو بڑا ہو کر ظاہر ہو جائیگا۔
حوالہ ششم۔ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کا لقب پسر موعود ہے۔ پسر کے
معنے بیٹے کے ہیں ....

....

حوالہ ہفتم۔ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء دسویں کالم اول سطروں سے "چونکہ اس عاجز کے
اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح
ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص ساکن قادیان یعنے حافظ سلطانی کشمیری
و صابر علی نے روبرو مرزا نواب بیگ و میاں شمس الدین و مرزا غلام علی ساکنان قادیان یہ دروغ
بے فروغ برپا کیا ہے کہ وہ لڑکا اس عرصہ میں ڈیڑھ ماہ سے صاحب اشتہار کے گھر میں لڑکا
پیدا ہو گیا ہے حالانکہ یہ قول ان کا سراسر افترا دروغ و بمقتضائے کینہ و حسد و عناد جبلی
ہے جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے
قول دروغ کا رد و جواب بجز اس کے علم اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے
ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے
پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس
کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ
کے اندر پیدا ہو جائیگا اور یہ الزام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہو گیا ہے سراسر دروغ ہے
ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ آجکل ہمارے گھر کے لوگ
بتمام جہد ذی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنے اپنے والد میر ناصر نواب صاحب
نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں اور ان کے گھر کے متصل منشی

مولوی ... صاحب ملازم ڈاک ... اور بابو محمد صاحب کلرک دفتر نہر رہتے ہیں مصر ... جس شخص کو شبہ ہو اسپر واجب ہے کہ بٹالہ جا کر نیک نیتی سے وہاں چلا جاوے اور اردگرد سے خوب دریافت کرے اگر آیا مدو رفت موجود ہو تو ہم اسکو دینگے لیکن اگر اب بھی جا کر دریافت نہ کرے اور شور و غوغائی سے باز نہ آوے تو بجز اسکے کہ ہمارے اور تمام حق پسندوں کی نظر میں لعنت اللہ علی الکاذبین کا لقب پاوے اور نیز زیر عتاب حضرت احکم الحاکمین کے آوے اور کیا ثمرہ اس ایذا گوئی کا ہوگا خدا تعالےٰ ایسے شخص کو ہدایت دے کہ جو محض حسد میں اسکے اسلام کی پیروی نہیں کرتے اور اس حد غلو کے کمال کو کبھی نہیں سوچتے۔ اسجگہ اس وہم کا دور کرنا بھی قرین مصلحت ہے کہ چند تمام ہوشیار ایک آریہ صاحب نے اس پیشگوئی پر بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ لڑکا لڑکی کے پیدا ہونیکی شناخت دائیوں کو بھی ہوتی ہے یعنے دائیاں بھی معلوم کرسکتی ہیں کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی۔ واضح ہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض صاحب کی سراسر حیلہ سازی اور دق پوشی ہے کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعوےٰ نہیں کرسکتی بلکہ ایک حاذق طبیب بھی ایسا دعوی ہرگز نہیں کرسکتا کہ اس امر میں میری رائے قطعی اور یقینی ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں صرف ایک اٹکل ہوتی ہے کہ جو بسا اوقات خطا جاتی ہے۔ علاوہ اسکے یہ پیشگوئی تو آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں اور بعض مولویوں اور حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔

اب خدا کا خوف کرکے بتلاؤ کہ جو لڑکا آئندہ نسل میں سے ہونیوالا ہو اسکے نیا شتہار کی عبارت ایسی ہی ہو کہ کوئی ہے سماں کیا جاتا کہ ایسے اعتراض کیوں کرتے ہو اس کی نسبت تو فیصلہ نہیں ہوا کہ مبرمیٹا ہوگا یا آئندہ نسل میں سے ہوگا بخلاف اسکے دائیوں اور ... کے لوگوں کا ذکر کرتا ہے آمد و رفت کے کیڑے ... اور پھر الہامی میعاد نو برس کی تہا کرامات کو ... کر دیا اور پھر اس بات پر ضد پر نعرہ زنی کہ ... اس طرح

پیدا ہوگا اور بہرحال اس عرصے کے اندر پیدا ہو جائیگا غرض ان سب باتوں سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ حضرت اقدس کے بیٹوں میں سے ہے۔ اور کیا ۲۰ فروری والا اشتہار صاف کہہ رہا تھا کہ ایک بچہ سوا برس کا ہو کر مرجائے جبکہ الہام نے بتادیا کہ ۲۰ فروری والا اشتہار دو لڑکوں کے متعلق ہے تو پھر اگر بشیر اول حضرت صاحب کا لڑکا تھا تو مصلح موعود بھی حضرت صاحب کا لڑکا ہے ہاں اگر بشیر اول حضرت صاحب کا لڑکا نہیں تو پھر مصلح موعود بھی حضرت صاحب کا لڑکا نہیں لیکن یہ محال ہے پس کیا وجہ کہ ایسے رسالے شائع کرتے ہو جو صریح طور پر حضرت صاحب کے الہامات اور ارشادات کے مخالف ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۰۔ وہ استقرار حمل آنے والا زمانہ تھا صفحہ ۳۰۔ ابھی ہمارے بھائیوں کو ایک عرصہ تک مشکلات اور مصائب کے نیچے کام کرنا چاہئیے۔

اقول۔ تم تو یہ کہتے ہو لیکن حضرت اقدس سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کے حاشیہ میں یہی تقریر نشانی فضل میں بھی ہے فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ رحمت کی پہلی قسم جو تبشیر تھی بشیر اول کے ذریعہ سے پوری ہوئی اور رحمت کی دوسری قسم بشیر دوم یعنے مصلح موعود کے ذریعہ سے پوری ہوگی اور فرماتے ہیں کہ اے وے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اسکے بعد اب روشنی آئے گی۔

اب دیکھو کہ تم حضرت صاحب کے کس قدر مخالف چل رہے ہو اور محض تعصب کی بات پر کہ ایسا خیال ہو کہ اس کے آنے کے لئے تو حضرت صاحب کا بیٹا ہے لیکن رحمت کی دوسری قسم کے لئے حضرت صاحب کا کوئی بیٹا نہیں ہو

قولہ صفحہ ۱۰ یہ امر کہ مصلح موعود کے پیدا ہونے کے لئے نو سال کی میعاد ضروری تھی یا نہیں اسکا فیصلہ ذیل کی باتوں سے ہوتا ہے۔ الخ

اقول۔ تم نے تو فیصلہ کر دیا کہ مصلح موعود کیلئے نو سال کی میعاد ضروری نہ تھی اچھا

اگر نو سال کی میعاد ضروری نہ تھی تو پھر بتاؤ کہ نو برس کے سوا حضرت صاحب نے اور کونسی میعاد مصلح موعود کے لئے بتائی ہے۔ کیونکہ تم نے اسکے بعد اپنے رسالہ میں حضرت اقدس کی کتابوں اور اشتہارات سے بالکل ثابت نہیں کیا کہ مصلح موعود کے لئے حضرت اقدس نے کوئی اور میعاد رکھی ہے اور وہ جو تم نے اپنے رسالہ کے آخر میں تین سو یا چار سو برس لکھے ہیں سو یہ تمہاری اپنی بات ہے۔ حضرت اقدس نے ہرگز ہرگز نہیں لکھا کہ مصلح موعود تین سو یا چار سو برس کے بعد آئیگا۔ پس معلوم ہوا کہ تم ایک ایسا مصلح پیش کرتے ہو جس کے لئے حضرت اقدس نے کوئی میعاد نہیں بتلائی۔ یوں مصلح تو قیامت تک بیشمار ہونگے اور بیشک ہونگے لیکن تمہارا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک حضرت اقدس کی نسل میں سے نعوذ باللہ صرف ایک لڑکا مصلح ہوگا باقی تمام نسل میں سے اور کوئی بھی لوگوں کی اصلاح کے لائق نہ ہوگا۔ حالانکہ حضرت صاحب کا یہ مطلب ہے کہ میری اور اولاد بھی بڑے مرتبہ والی ہوگی اور قیامت تک میری نسل سرسبز رہے گی اور بڑے بڑے مرتبہ والے اور مصلح قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے (دیکھو بچوں کی نسبت الہامات اور درثمین کی دعائیں) لیکن ایک مصلح اور بڑے مرتبہ والا لڑکا ان لڑکوں میں سے بھی ہوگا جو ۲۰ مارچ ۱۸۸۶ء سے نو برس کے اندر اندر پیدا ہونگے اور وہ بشیر اول کے بعد دوسرا ہوگا اور بلا توقف بشیر اول کے بعد پیدا ہوگا اور وہ عمر پانے والا ہوگا اور بہت ذہین ہوگا اور جلد جلد بڑھیگا اور دل کا حلیم ہوگا اور وہ سیر الخلیفہ ہوگا اور علم اسکا محمود ہوگا سو یہ پیشگوئی حضرت صاحب کی جو اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں تھی حرف بحرف پوری ہوئی لیکن تم اس پر خاک ڈالنا چاہتے ہو۔ اور دیکھو کہ نو سال کی میعاد وعدہ ہی تھا جیسا کہ فرمایا: "ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا" اور تم کہتے ہو کہ نو سال کی میعاد ضروری نہ تھی۔

قولہ سطر ۱۔ نو سال کی میعاد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مقرر کی گئی اور اسکے بعد پھر اعتراض ہوا کہ میعاد لمبی ہے تو ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ لکھا "ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا یعنی ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے اس عاجز پر اسقدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔" یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دوبارہ اسی امر کے انکشاف کے لئے توجہ کی گئی جو پہلے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں تھا یعنی تعلق میعاد نو سال تو در حقیقت اسی نو سال کی میعاد کی مزید تشریح ان الفاظ میں تھی۔ گو بعد کے ایک اشتہار میں اس فقرہ کو کہ "ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" ذو الوجوہ قرار دیا ہے۔ اور اس کے دو معنی کئے ہیں مگر یہ ابہام پیشگوئی کے پورا ہونے کے وقت دور ہو گیا چنانچہ بشیر اول کے تولد پر آپ نے ذیل کا اشتہار شائع کیا "اے ناظرین میں آپکو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی۔ اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ موعود ✣ مسعود پیدا ہو گیا۔" پھر اسی لڑکے پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا پہلا حصہ سبز اشتہار میں لگایا ہے جہاں صفحہ ۷ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ "خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی در حقیقت دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔" پس اس صورت میں صاف ہے کہ آئی

✣ اصل اشتہار میں موعود کی بجائے مولود کا لفظ ہے۔

کہ نو برس کی میعاد صرف بشیر اول کی پیدائش کی نسبت تھی۔

اقول۔ نہ جانے تمہاری سمجھ ہی کو کچھ ہو گیا ہے یا دانستہ ایسی باتیں کرتے ہو تمہاری اس تقریر کی مثال تو بالکل یہی ہے کہ۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا۔ بھلا اس سے ثابت ہوا کہ نہیں گل ہے۔ بھلا بیس فروری کے اشتہار کے صفحہ کے حاشیہ والا جو تمہاری پچھلی سطر کے پہلے کے میعاد سے کیا تعلق اور پھر نو سال کی میعاد کا بشیر اول سے کیا تعلق اب غیر متعلق باتیں جمع کر کے یک غیر متعلق نتیجہ نکالا ہے مگر تمہاری اس تقریر کا جواب خود حضرت اقدس دے گئے ہیں جس طرح تم نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار کا اگلا فقرہ چھوڑ دیا ہے لیکھرام نے بھی یہی فقرہ چھوڑ دیا تھا۔ اگر تم نے دانستہ ایسا نہیں کیا تو جن سطروں کی تم نے نقل کی ہے اگر ان سے پہلی اور پچھلی سطروں پر ایک نظر بھی ڈال لیتے تو فوراً تمہیں معلوم ہو جاتا کہ نو برس کی میعاد بشیر اول کے لئے نہیں پھر تم کبھی یہ رسالہ شائع نہ کرتے۔ غیر محرم کی جواب حضرت اقدس کا جواب سنو حضرت اقدس کا جواب لکھنے سے پہلے اشتہار محک اخیار و اشرار مورخہ قریباً جولائی ۱۸۸۷ء میں سے یہ عبارت اس جگہ نقل کر دینا مناسب ہے کیونکہ حسب طلب بشیر اول کی وفات کے بعد لیکھرام نے ۸ اپریل والے اشتہار کی عبارت کی تھی بشیر اول کی پیدائش سے پہلے بھی لڑکی پیدا ہونے پر مخالفوں نے ۸ اپریل کے اشتہار کو محرف و مبدل کر کے لوگوں کے آگے پیش کیا تھا۔ وہ عبارت یہ ہے "بعض مخالف نا خدا ترس ہیں کے دلوں کو زنگ تعصب نے سیاہ کر رکھا ہے ہمارے اشتہار مطبوعہ **۸ اپریل ۱۸۸۶ء** کو یہودیوں کی طرح محرف و مبدل کر کے اور کچھ کے کچھ معنی بنا کر سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہارات شائع کرتے ہیں تا دھوکہ دیکر ان کے ذہن نشین کریں کہ جو لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی تھی **اس کا وقت گذر گیا** اور وہ غلط نکلی ہم اس کے جواب میں صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہیں

...... نہیں دیکھتے کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تو در فرزند موصوف کے لئے نو برس کی میعاد لکھی گئی ہے اور اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں کسی برس یا مہینے کا ذکر نہیں اور نہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جو نو برس کی میعاد رکھی گئی تھی اب وہ منسوخ ہو گئی ہے۔"

بشیر اول کی وفات کے بعد لیکھرام نے اپنے اشتہار میں ۸ اپریل کے اشتہار کا اگلا فقرہ چھوڑ دیا تھا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے کہ بشیر اول ہی کے لئے نو برس کی میعاد تھی اور یہی مصلح موعود تھا جو سوا برس کا ہو کر مر گیا اس کا جواب حضرت اقدس نے سبز اشتہار کے صفحہ اول اور اس کے حاشیہ میں یوں دیا ہے۔

حضرت اقدس کا جواب

بعض مخالفین نا سمجھ پسر متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات و اخبارات میں طرح طرح سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ۸ اپریل ۱۸۸۶ء و ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی بعضوں نے اپنی طرف سے افترا کر کے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اس لڑکے کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہوگا الخ

حاشیہ متعلقہ* یہ مفتری لیکھرام پشاوری ہے جس نے ایسے اشتہار مذکورہ میں اپنے اثبات دعویٰ کی غرض سے اپنے اشتہار میں سا پیش کئے ہیں اور سراسر خیانت سے کام لیا ہے مثلاً وہ اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کر کے اس کی یہ عبارت اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ اس طور پر استقرار حمل کے لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل تک تجاوز نہیں کر سکتا لیکن اس عبارت کا اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں

کیا گیا کہ جواب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ اس فقرہ کو اس نے عمداً نہیں لکھا کیونکہ اس کے مدعا کو مضر تھا اور اس کے خیال فاسد کو جڑ سے کاٹتا تھا۔"

یہ دعویٰ ہے کہ اگر ہمارے رسالہ کے جواب میں اور کچھ بھی نہ لکھا جاتا صرف یہی ایک حوالہ پیش کر دیا جاتا تو تمہارے سارے رسالہ کے قلع قمع کے لئے کافی تھا۔ اب خدا کا خوف کر کے بتلاؤ کہ جبکہ اشتہار ۸ اپریل کے بعد نو سال کی میعاد قائم ہے اور نو سال کی میعاد اشتہار اوّل کے لئے نہیں ہے بلکہ مصلح موعود کے لئے ہے تو پھر تم نے انکار سے کیوں لکھا کہ مصلح موعود کبھی آئندہ نسلوں میں کئی سو برس کے بعد پیدا ہوگا؟

اب اگلے آٹھ اپریل کے اشتہار کی نقل کر دینا مناسب ہے۔ اس کے بعد توجہ کے اس کی بابت تمہیں سمجھا دینگے۔

اشتہار ۸ ؍ اپریل ۱۸۸۶ء

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اوّل تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ بین مقصد خاصہ کیسا لڑکا کہ جس کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا بلکہ صریح دلی انصاف ایک انسان کو شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا

اسکے بعد اشاعت اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ **ایک لڑکا** بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً **ایک** لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں **لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا**۔ اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ **آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں**۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلّ شانہٗ کا ہے اسلئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جاوے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

یہ فقرہ جو ہم نے چھوڑ دیا ہے اور جس کا حوالہ حضرت صاحب نے دیا ہے اب وہ فقرہ اگر دیکھو تو صاف لکھا ہے کہ "لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا" یعنے نو برس کی میعاد اسی مصلح موعود کے لئے ہے اگر مصلح موعود وہ نہیں ہے جو اب پیدا ہوگا تو مصلح موعود کسی اور وقت میں اپنی نو برس کی میعاد میں پیدا ہو جائے گا۔ علاوہ اسکے ماسوا کے فقرہ سے پہلی سطروں سے بھی ثابت ہے کہ نو سال کی میعاد مصلح موعود کے لئے ہے اس ۸ اپریل والے لڑکے یعنے بشیر اول کے لئے نہیں کیونکہ یہ تمام اشتہار میعاد کے متعلق جناب الٰہی میں توجہ کرنے کے بعد ہی لکھا گیا ہے یہ تو نہیں کہ ماسوا کے فقرہ سے پہلے فقرہ تک آدھا اشتہار لکھکر چھوڑ دیا اور پھر توجہ کی اور پھر توجہ کے بعد باقی آدھا اشتہار لکھا۔ غرض اس اشتہار سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ نو سال کی میعاد بشیر اول کے لئے ہے بلکہ برخلاف اسکے اس اشتہار سے اظہر من الشمس

جیسا کہ نو سال کی میعاد مصلح موعود کے لئے ہے۔

توجہ کی بابت بتانے سے پہلے یہ بھی معلوم کرنا کہ اول تو اس اشتہار میں **ایک** کا لفظ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس الہام کی نسبت یہ یقین نہیں کر لینا چاہئے کہ مصلح موعود کی نسبت ہے۔ اگر اس الہام سے مراد مصلح موعود ہوتا تو لفظ ایک کی بجائے **وہ** کا لفظ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اگر مصلح موعود یہی لڑکا ہوتا تو اس الہام کے بعد پھر اس الہام کے ہونے کی کیا ضرورت تھی جو اسی اشتہار میں درج ہے کہ "انہوں نے کہا کہ **آنے والا یہی ہے** یا ہم **دوسرے** کی راہ تکیں"۔ تیسرے یہ کہ اس ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے لڑکے یعنے بشیر اول کی وفات کے واقعہ نے ثابت کر دیا کہ یہ مصلح موعود نہ تھا اور الہام نے کھول دیا کہ بشیر اول مصلح موعود کے سوا ایک الگ لڑکا تھا۔ پس جبکہ یہ ثابت ہوا کہ بشیر اول مصلح موعود کے سوا ایک الگ لڑکا تھا اور اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اس کی پیدائش کے لئے ...... الگ پیشگوئی تھی تو اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والی نو برس کی میعاد بشیر اول کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ ۲۲ مارچ والا اشتہار ۸ اپریل والے اشتہار سے پہلے کا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پیشگوئی لڑکا پیدا ہونے کی تو بعد میں کی جائے اور میعاد پہلے ہی بتلا دی جائے۔

اب معلوم ہو کہ میعاد کے متعلق جناب الٰہی میں توجہ کرنا صرف اسلئے تھا کہ بعض مخالف اعتراض کرتے تھے کہ نو برس کی میعاد بہت لمبی ہے اور اس میعاد میں بڑی گنجائش ہے کوئی نہ کوئی لڑکا اتنے لمبے عرصہ تک پیدا ہو سکتا ہے۔ سو ایسے معترضوں کے لئے (جنہوں نے اس پیشگوئی سے صرف یہی مطلب سمجھا تھا کہ نو برس میں ایک معمولی لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور انہوں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ وہ اصل میں ایک بڑے مرتبہ والے لڑکے کی پیشگوئی ہے جس کے لئے اگر نو برس کی دو چند میعاد بھی ہوتی تب بھی کچھ حرج نہ تھا) ایک الگ پیشگوئی کی گئی اور انہیں کہا گیا کہ تم جو

کہتے ہو کہ میعاد بہت لمبی ہے تو یہ لو ایک بہت کم میعاد والے لڑکے کی پیشگوئی کی جاتی ہے عنقریب اور بہت ہی قریب ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا یعنی اسی حمل میں یا بالضرورت اس کے قریب دوسرے حمل میں پیدا ہو جائے گا تم کو اس سے کیا غرض کہ وہ مصلح موعود ہے یا نہیں ہے تمہارا اعتراض تو صرف میعاد کے لمبا ہونے اور وقت کے مقرر نہ ہونے کا ہے سو تمہارا اعتراض توڑ دیا جاتا ہے ایک لڑکا بہت ہی قریب اسی حمل میں ورنہ دوسرے حمل میں تو ضرور ہی پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ بہت ہی قریب اور دوسرے حمل میں ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو صرف سوا سال کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور پیشگوئی پوری ہوئی اور مخالفوں پر حجت تمام ہوئی جیسا کہ حضرت اقدس ۷ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں۔

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ **وہ لڑکا** جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار **۸ اپریل** ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو **دوسرے حمل** میں جو اس کے قریب ہے **ضرور** پیدا ہو جائے گا آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب **وہ مولود مسعود** پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیشگوئی منظور کریں **جس کا وقت بتلایا جائے**۔ سو اب **یہ پیشگوئی** انہیں منظور کرنی پڑی کیونکہ **اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے** کہ حمل دوم **بالکل** خالی نہیں جائے گا **ضرور لڑکا پیدا ہوگا** اور وہ حمل ابھی کچھ دور نہیں بلکہ قریب ہے یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینے پہلے روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں نہ ہوا

تو دوسرے حمل میں ضرور ہو گا۔"

مندرجہ بالا اشتہار کی عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ نو سال کی میعاد کو اس لڑکے سے کچھ تعلق نہیں بلکہ یہ الگ پیشگوئی ہے اور اسکی میعاد بھی الگ ہے اگر نو برس کی میعاد بشیر اول کے لئے ہوتی تو اس اشتہار میں لکھدیا جاتا کہ لڑکا نو برس کے اندر پیدا ہو گیا اور بہت زور دیا جاتا کہ دیکھو ابھی نو برس کے پورا ہونے میں سات برس باقی تھے جو لڑکا پیدا ہو گیا۔ اس اشتہار میں نو برس کی میعاد کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف بہت قریب ہونے اور دوسرے حمل کا ذکر ہے۔

غرض آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی تو صرف میعاد کے لمبا ہونے پر جو اعتراض تھا اسکا رد تھا سو رد ہو گیا اور خوب رد ہوا۔ لیکن اب اس لڑکے کے پیدا ہونے کے بعد لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ یہی مصلح موعود ہے۔ مگر فروری ۱۸۸۸ء کو جب وہ سوا برس کا ہو کر فوت ہو گیا تو لوگوں نے شور مچایا۔ تب حضرت اقدس نے ان کے جواب میں سبز اشتہار شائع فرمایا۔ اس میں بار بار یہی لکھا ہے کہ ہماری طرف سے کوئی ایسا اشتہار نہیں نکلا جس میں ہم نے یہ دعوے کیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے اور لیکھرام کو وہ جواب دیا جو اوپر لکھا گیا۔ اور درۃ الاسلام کے مصنف نے بھی اعتراض کیا تھا اور ۲۰ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار کے مضمون کو پیش کیا تھا۔ اسکا جواب تحفۃ الہند میں یہ دیا کہ "بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائینگی مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا بھی الہام نہیں جس میں کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے اگر ہے تو محنت سے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش کرے۔ ہاں **دوسرے حمل** میں جیسا کہ پہلے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ **بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی** جو پوری ہو گئی جسکا ہمارے مخالفوں کو صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا

کہ صاحب نے **اسی کو موعود** لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا گیا؟ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی **مسعود** کہا ہے تو یہ تو ہر ایک مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ و نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے کیا تمہارا یہی طریقہ ہے ..... میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کونسا ہے کہ جس نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے حمل میں پیدا ہوگا وہ درحقیقت **وہی موعود** لڑکا ہوگا۔"

یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ بشیر اول کے تو دوسرے حمل کی میعاد تھی اور یہ پیشگوئی بجائے خود ایک **الگ مستقل** پیشگوئی تھی جس کی میعاد بھی الگ تھی مصلح موعود کی نو برس والی میعاد سے اسکو کچھ تعلق نہ تھا۔

(اسجگہ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اخبار پیغام صلح میں مولوی محمد یعقوب صاحب واقف نے اس حوالہ کی چند سطریں لکھکر تعیین پر اعتراض کیا ہے اُس کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ ان اشتہارات کے زمانہ میں ابھی حضرت میاں صاحب پیدا نہیں ہوئے تھے۔ فقط)

وہ اشتہار جسمیں ہم نے ایک فقرہ ذوالوجوہ کا لیا ہے یعنی اشتہار محک اخیار واشرار وہ قیاسات کچھ مفید نہیں کیونکہ بشیر اول کی پیدائش سے پہلے جو لڑکی پیدا ہونے پر جو اعتراض مخالفوں نے کئے تھے اُن کے جواب میں وہ اشتہار نکلا ہے اور اسوقت ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء والا ایک لڑکا آیا کوئی اور لڑکا ہے یا مصلح موعود ہے اور کسی وجہ سے حضرت اقدس کا گمان اس طرف ہو گیا تھا کہ شاید یہی لڑکا مصلح موعود ہو لیکن پھر بھی حضرت اقدس نے ۷ اگست ۱۸۸۷ء والے اشتہار میں یہ نہ لکھا کہ وہ **موعود** لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ صرف ۸ اپریل کے اشتہار کا حوالہ

دیا اور لکھا کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کی پیشگوئی آٹھ اپریل کے اشتہار میں کی گئی تھی اور صرف مولود مسعود کا اشتراک کیا اور نہ ، ۲۰ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں نو سال کی میعاد کا ذکر کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحب کے اُس زمانہ کے گمان سے اِس زمانہ میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہو لیکن کیا فائدہ جبکہ بعد میں حضرت صاحب نے سب کچھ بتلا دیا۔

بشیر اوّل کے بعد نو سال کی میعاد کا قائم ہونا ایک تو ہم نے تمہیں سبز اشتہار کے پہلے صفحہ کے حاشیہ سے بتایا۔ اب ایک اور حوالہ پیش ہو۔ یہ حوالہ بھی بشیر اوّل کی وفات کے بعد کا ہے۔

اشتہار ۲۲ جنوری ۱۸۸۹ء صفحہ ۲ حاشیہ سطر ۵ "مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا **مصلح موعود** اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے **وعدہ** کے موافق مجھ سے معاملہ کریگا اور اگر ابھی **اُس** موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر **مدت مقررہ** سے **ایک دن** بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل **اُس دن کو ختم نہیں کرے گا** جب تک اپنے پاک وعدہ کو پورا نہ کرے۔"

اس حوالہ سے یہ تو صاف ثابت ہے اور اظہر من الشمس ہے کہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۹ء سے پہلے **مصلح موعود** کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو چکی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ میعاد گول مول نہیں بلکہ گن کر دن بتلائے گئے ہیں۔ اب بتلاؤ کہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار سے پہلے وہ کونسا اشتہار یا کتاب اور مقام ہے جہاں مصلح موعود کے لئے میعاد بتلائی گئی ہے اور اس مدت کی مقدار کتنی ہے تاکہ اُس کے آخری دن تک انتظار کیا جائے۔ اس کو جواب سوچنے کے اور تمہارے پاس کچھ نہیں کہ وہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء

وہ اشتہار ہے اب یا تو اقرار کرو کیونکہ اور کوئی راہ فرار تمہارے لئے نہیں۔ یا خاموش ہو کر اپنے رسالہ کی اشاعت بند کرو۔ اور جبکہ ثابت ہو گیا کہ وہ مصلح موعود اسی نو سال کے اندر ہے تو حضرت صاحب کے اُن صاحبزادوں میں اُس کی تلاش کرو جو نو سال کے اندر اندر ہوئے اور ہم نے نشان فضل میں اسکا اسامی پتہ بتلایا ہے۔

پھر تم اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہو کہ سبز اشتہار کے صفحہ ۸ کے حاشیہ میں جو میعاد کا لفظ ہے اس کا مطلب قریب مدت ہے اور ۹۔ ۱۰ر جولائی والے لڑکے کے لئے تو ہم کہتے ہیں کہ خواہ ۱۰ر جولائی کہو خواہ ۲۰ فروری ایک ہی بات ہے جیسا کہ ہم نے پیچھے ثابت کر دیا ہے کہ ایک ہی لڑکے کا دو مقام پر ذکر ہے لیکن یہ جو تم کہتے ہو کہ میعاد سے مراد قریب مدت ہے یہ غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قریب مدت کے لفظ سے بھی پیشگوئی ہو سکتی ہے لیکن قریب مدت پر میعاد کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ میعاد کے لئے ضروری ہے کہ اعداد کے ساتھ گن کر بتلائی جائے۔ مثلاً یہاں میعاد کے لفظ سے مراد وہی نو برس ہیں جو ۲۲ مارچ کے اشتہار میں بتلائے گئے۔ بشیر اول کے لئے بھی دو قسم کے الفاظ بولے گئے ایک تو اصل جو مقررہ وقت تھا اور دوسرے بہت ہی قریب۔ (دیکھو اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء) مصلح موعود کے لئے بھی دو قسم کے الفاظ بولے گئے ایک تو نو برس جو مقررہ وقت ہے اور دوسرے قریب مدت۔ لیکن سبز اشتہار کے اس مقام سات کے حاشیہ میں میعاد کے لفظ سے نو سال والی میعاد مراد ہے کیونکہ جس پیشگوئی میں دن اور سال گن کر بتائے جاتے ہیں اُس کے اظہار کے لئے میعاد کا لفظ ہی مقرر ہے یا بصورت مقررہ کہا جاتا ہے۔ قریب مدت کے معنے ہیں عنقریب اور بہت جلد اور میعاد کے لفظ میں مہلت کا ہونا کچھ شرط نہیں بیشک قریب مدت اور عنقریب اور بہت جلد وغیرہ الفاظ سے پیشگوئی ہو سکتی ہے اور پھر بہت جلد اس بات کا ہو جانا بڑی بھاری پیشگوئی ہے لیکن میعاد اور قریب مدت کا مفہوم جدا جدا ہے۔ قریب مدت کے الفاظ میں لوگوں کو ہر وقت منتظر رہنا پڑتا ہے

طفیل اُدھر لگا رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا۔ صرف اس بات کا علم ہوتا
نیا یہ ہی رہتا ہے اور میعاد کے لفظ میں لوگ مطمئن ہوتے ہیں۔ اگر سبز اشتہار کے صفحہ ۷
کے حاشیہ کی تحریر کے وقت ۱۰ جولائی والا اشتہار پیش نظر ہوتا تو پھر عبارت یوں ہوتی
کہ "وہ لڑکا ابھی تک جو کہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء سے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق
اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔" بلکہ یوں عبارت ہوتی کہ ابھی تو ۱۰ جولائی والے اشتہار کو
پانچ ہی مہینے گذرے ہیں کیونکہ سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کا ہے گھبرانا نہیں چاہئے
وہ لڑکا تو بہت جلد پیدا ہونے والا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس حاشیہ صفحہ ۷ کی تحریر کے
وقت ہی ۲۲ مارچ والا اشتہار پیش نظر تھا اور چونکہ میعاد کا لفظ بھی قریب مدت پر نہیں بولا
جاتا لہٰذا یہاں میعاد سے مراد وہی نو سال ہیں۔

قولہ۔ صفحہ ۶۳۔ اگر سبز اشتہار کو غور سے پڑھا جائے تو اس میں دو پیشگوئیوں کا ذکر
ہے ایک اس پیشگوئی کا جو دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں ہے اور دوسرے اس پیشگوئی
کا جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی ہے۔

اقول۔ حق بر زبان جاری۔ تمہارے منہ سے نکل ہی گیا کہ سبز اشتہار میں ۲۰ فروری
کی پیشگوئی کا ذکر ہے۔ بس یہی حق ہے۔ اور یہ کہ ایک اور پیشگوئی کا بھی سبز اشتہار میں ذکر
ہے۔ یہ حق کے ساتھ باطل کی آمیزش ہے۔ ہم نے پیچھے ثابت کر دیا ہے کہ ۱۰ جولائی والی
پیشگوئی ۲۰ فروری والی پیشگوئی سے الگ نہیں۔ اچھا اب جبکہ تمہارے نزدیک بھی سبز
اشتہار میں ۲۰ فروری کی پیشگوئی کا ذکر ہے تو پھر تمہارے ہی اعتقاد کے بموجب تم پر
حجت تمام ہے کیونکہ انجام آتھم اور سراج منیر اور تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی اور
اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کی عبارتوں میں (جن میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ سبز
اشتہار والا محمود وہی [illegible] ۱۸۸۶ء کو پیچ معلق سبز اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ۱۰ جولائی
کے اشتہار کا بالکل ذکر نہیں۔ اب دیکھ لو ان تمام عبارتوں میں محمود کا لفظ ہے یا محمود احمد کا

اگر صرف محمود کا لفظ ہے تو سبز اشتہار کی ۲۰ فروری والی پیشگوئی مراد ہے کیونکہ سبز اشتہار
میں ۲۰ فروری والے لڑکے کا نام محمود بتلایا ہے محمود احمد نہیں بتلایا۔ اور اگر ان تمام
عبارتوں میں محمود احمد کا لفظ لکھا ہے تو پھر دس جولائی والا اشتہار مراد ہے کیونکہ ۱۰ جولائی
والے اشتہار میں محمود احمد کا لفظ ہے صرف محمود نہیں۔ لیکن چونکہ ان تمام عبارتوں میں
صرف محمود کا لفظ ہے محمود احمد کا لفظ نہیں لہذا تمہارے اعتقاد کے بموجب تمہارے
نزدیک یہ قرینہ ہے کہ تم ان تمام عبارتوں کو ۲۰ فروری والی پیشگوئی کی اشاعت
کے لئے سمجھو۔ ہاں تم خواہ مخواہ بغیر کسی وجہ کے اگر کسی اپنے مطلب کے لئے ان تمام عبارتوں
کو ۱۰ جولائی کے اشتہار کی اشاعت کے لئے کہو تو یہ تمہارا اختیار ہے۔ اگر ان عبارتوں کی
مراد ۱۰ جولائی کے اشتہار کی اشاعت ہوتی تو اول تو حضرت صاحب سبز اشتہار کا حوالہ نہ
دیتے صاف صاف ۱۰ جولائی کے اشتہار کا حوالہ دیتے سبز اشتہار کے حوالہ کی کیا ضرورت
تھی۔ اگر سبز اشتہار کے ذریعہ سے ہی ۱۰ جولائی کے اشتہار کی اشاعت کرنی ہوتی تو مطلق
سبز اشتہار کا حوالہ نہ دیتے بلکہ ساتھ ہی تنبیہ کر دیتے کہ ان عبارتوں کو سبز اشتہار کی ۱۰ جولائی
والی پیشگوئی کے متعلق سمجھنا۔ سبز اشتہار کی ۲۰ فروری والی پیشگوئی کے متعلق نہ سمجھنا
لیکن یہ سب تمہاری باتیں ہیں حضرت صاحب نے ہرگز ہرگز ۱۰ جولائی والے اشتہار
کو اور سبز اشتہار کو اور ۲۰ فروری والے اشتہار کی دوسری عبارات کو الگ الگ پیشگوئیاں
نہیں سمجھا۔ اُن کے نزدیک یہ سب ایک ہی ہیں کچھ فرق نہیں۔ آخر تمہارے منہ سے
بھی تو نکل ہی گیا کہ سبز اشتہار میں ۲۰ فروری کی پیشگوئی کا ذکر ہے۔

قولہ۔ صفحہ ۲۱ سطر ۴۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی تمام تحریرات میں ۲۰ فروری
۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کو ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی سے الگ رکھا ہے۔

اقول۔ بالکل غلط ہے اگر سبز اشتہار کے سطر ۲ کا حاشیہ اور صفحہ ۱۷ کا حاشیہ دیکھ لیتے
تو یہ بات نہ کہتے۔ حضرت صاحب نے صفحہ ۷ کے حاشیے میں پہلے ۱۰ جولائی والے

لڑکے کو دوسرا بشیر قرار دیکر پھر ساتھ ہی اگلی سطر میں لکھ دیا ہے کہ ۲۰ فروری کے اشتہار
کی عبارت آسمان سے آتا ہے تک پہلے بشیر کے لئے ہے اور اس کے **بعد کی**
عبارت دوسرے بشیر کے لئے ہے اور پھر صفحہ ۲ کے حاشیہ میں ان
دونوں اشتہاروں کا یکجا حوالہ دے کر ۱۰ جولائی والے حوالہ کو ۲۰ فروری کے حوالہ کے ماتحت
رکھا ہے۔ اور اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں حوالے ایک ہی لڑکے
کے لئے دئے گئے ہیں جیسا کہ پہلے نشانِ فضل کے آخر میں ثابت کیا گیا۔ اور پھر ۲۰ فروری
کے اشتہار میں ۱۰ جولائی اور سبز اشتہار کو اکٹھا کر دیا ہے اور مطلق یکم دسمبر کا لفظ رکھا
ہے۔ اور سبز اشتہار اظہر من الشمس ہے کہ ۲۰ فروری والے دوسرے لڑکے کے لئے
ہے۔ اور یہ نا ممکن بلکہ محال ہے کہ ۲۰ فروری والے دوسرے لڑکے کے سوا سبز اشتہار
میں کسی اور لڑکے کی پیشگوئی ہو۔

قولہ صفحہ ۱۰ سطر ۲ مصلح موعود کی اصل پیشگوئی صرف اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
میں ہے .... ان تمام اشتہارات اور تحریروں کو جن میں میاں
محمود صاحب کے پیدا ہونیکا ذکر ہے غور سے دیکھیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی
کو ایک دفعہ بھی میاں صاحب پر چسپاں کیا ہے؟ .... ایک جگہ بھی
۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میاں محمود صاحب پر نہیں لگائی گئی۔

اقول۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں دو لڑکوں کی پیشگوئی کی تھی۔ کچھ مدت
تک اس کا علم نہ تھا۔ پھر جب بذریعہ الہام اسکا علم ہوا تو ۲۰ فروری کی پیشگوئی میں
سے دوسرے لڑکے یعنے مصلح موعود کی پیشگوئی کو سبز اشتہار میں الگ کر دیا گیا
اور ۲۰ فروری والے الہام کی عبارتوں کی تفصیل کر دی گئی کہ یہاں سے یہاں تک بشیر
اول کے لئے ہے اور یہاں سے یہاں تک دوسرے لڑکے یعنی مصلح موعود کیلئے
ہے اور مصلح موعود کے دوسرے الہامی نام درج کر کے اور مصلح موعود کی خاص

ولادت یعنی بشیر اول کے بعد دوسرا ہونے والے لڑکے کے بعد بلا توقف پیدا ہونے کا ذکر کرکے اور جماعت کو خوشی کی بشارت دیکر اب روشنی آئے گی سبز اشتہار کو مصلح موعود کے لئے **خاص کر لیا گیا**۔ پھر جبکہ سبز اشتہار میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے لڑکے یعنی مصلح موعود کا ذکر ہے تو پھر سبز اشتہار کے مطابق میاں صاحب کی پیدائش کا بتانا اگر ۲۰ فروری والی پیشگوئی کا میاں صاحب پر چسپاں کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا سبز اشتہار والا مصلح موعود ۲۰ فروری والے مصلح موعود کے کوئی الگ مصلح موعود ہے؟ سبز اشتہار میں صاف صاف تینوں صفحوں پر (یعنے صفحہ ۷ صفحہ ۱۰ صفحہ ۱۲ میں) ۲۰ فروری کے اشتہار کا حوالہ موجود ہے۔

قولہ صفحہ ۱۱ سطر ۲۔ میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کو صرف دہم جولائی اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہاروں کے مطابق بیان کیا ہے اور اس میں بھی یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس بارے میں ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔

اقول۔ ایسا تحریر فرمانا تو ثبوت ہے اس بات کا کہ دونوں اشتہار مصلح موعود کے لئے نہیں۔ کیونکہ بشیر اول کی نسبت نہیں فرمایا کہ ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ صاحبزادہ بشیر احمد کی نسبت نہیں فرمایا کہ ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ صاحبزادہ شریف احمد کی نسبت نہیں فرمایا کہ ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ صاحبزادہ مبارک احمد کی نسبت نہیں فرمایا کہ ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ سب کی پیدائش کی نسبت پیشگوئی کے پورا ہونے کے اشتہار نکلے اور ہر ایک کی پیدائش پر بتلائے گئے کہ فلاں اشتہار یا کتاب میں اس لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی کی گئی تھی اور کسی کی نسبت نہیں لکھا کہ ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ پس اگر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء یعنے سبز اشتہار مصلح موعود کے لئے نہیں تھے اور ایک علیحدہ لڑکے کی نسبت تھے تو پھر یہاں بھی ویسا ہی کیا جاتا جیسا کہ اور لڑکوں کی نسبت کیا گیا۔ اس بات کے کہنے کی کیا

ضرورت تھی کہ ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا؟ اگر تھا تو کونسی **خصوصیت** تھی؟ پس ایسا فرمانا ہی ثابت کرتا ہے کہ دونوں اشتہار تو مصلح موعود کے لئے ہی ہیں لیکن لڑکے کی نسبت ابھی کچھ اور کشف کی ضرورت ہے۔ اور اس سے اگلے فقرہ سے کہ "ابھی تک مجھ پر نہیں کھلا کہ یہی لڑکا **مصلح موعود** اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے" اور شروع کی سطروں میں **"جیسا کہ"** اور **"سو"** کے الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ دونوں اشتہار مصلح موعود کے لئے ہی ہیں۔ (۱۰ر جنوری کے اشتہار کو خوب غور سے دوبارہ پڑھو) اور اس سے پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دونوں اشتہار مصلح موعود کے لئے ہی ہیں۔ یاد رہے کہ کامل انکشاف نہ ہوتا اور نہ کھلنا کے الفاظ کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ بالکل اور کچھ بھی علم نہیں بلکہ ان کے صرف اتنے معنے ہیں کہ ابھی کسی قدر اور کشف کی ضرورت ہے۔ علم الیقین تو ہے صرف حق الیقین کا انتظار ہے۔

قولہ صفحہ ۱۰ سطر ۲۰۔ وہ کامل انکشاف جس کا وعدہ اشتہار ۱۰ر جنوری ۱۸۸۹ء میں کیا تھا۔ کیا اس کی تصریح آپ کی بعد کی کسی تحریر میں پائی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں کہا جاتا ہے کہ سراج منیر میں کامل انکشاف کے بعد لکھا گیا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ سراج منیر میں کہیں نہیں لکھا کہ اب مجھے کامل انکشاف ہو گیا ہے۔

اقول۔ اگر تمہیں یقین ہوتا کہ اشتہار ۸ر اپریل و سبز اشتہار مصلح موعود کیلئے نہیں ہیں تو کبھی ایسا سوال نہ کرتے کیونکہ ۱۰ر جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں انہی دونوں اشتہاروں کا حوالہ ہے۔ تم تو ان اشتہاروں کو مصلح موعود کے لئے سمجھتے ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں خود یقین نہیں ورنہ تمہیں اس پوچھنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ اور **ہرگز نہیں** کہنے کی کیا حاجت تھی؟ جواب بلاجواب ہے۔

۱۰ر جنوری کے اشتہار میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سبز اشتہار میں وعدہ تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود

یہی ہوگا۔ سراج منیر یک لڑکا پیدا ہوگیا ہے کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دیجائیگی۔

پھر آٹھ سال بعد سراج منیر میں فرماتے ہیں جس کا منشا یہ ہے کہ سبز اشتہار میں جو
لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہوگیا۔ اب دیکھو کیا تمہیں ان دونوں بیانوں
میں فرق نظر نہیں آتا۔ ۱۰ جنوری کے اشتہار میں تو لکھا کہ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے کامل انکشاف
کے بعد پھر اطلاع دیجائے گی کہ یہ وہی ہے یا نہیں۔ پھر سال بعد لکھتے ہیں کہ حضرت کا وعدہ پورا
ہوگیا۔ اب دیکھو وعدہ پورا ہوا یا نہیں اور شرط کیا ہے
کامل انکشاف کے لکھا ہے اور ساتھ ہی ۱۸۸۹ء کا
کہ وہ جو سبز اشتہار والا لڑکا ہے یہ وہ ہے تو کیا اب آٹھ سال بعد سراج منیر کے
زمانہ میں اور تریاق القلوب کے زمانہ میں اور حقیقۃ الوحی کے زمانہ میں احتمال کن چھوڑ دیا
تھا اور کیا پہلا سال نعوذ باللہ پہلے حال سے خراب تھا۔ اور جبکہ ۱۰ جنوری کے اشتہار
میں فرمایا تھا کہ ہم کامل انکشاف کے بعد بتلائینگے تو کیا اب کامل انکشاف کے بغیر ہی کہدیا
کہ سبز اشتہار والا لڑکا یہی محمود ہے جو اب نو برس کا ہے؟ کیا حضرت صاحب پر یہ
بدگمانی ہوسکتی ہے کہ باوجود اس کے کہ وعدہ کیا کہ کامل انکشاف کے بعد اطلاع دی
جائے گی پھر وعدہ خلافی کی اور بغیر کامل انکشاف کے لکھدیا کہ سبز اشتہار والا محمود ہی
ہے۔ افسوس تم کہاں سے کہاں تک پہنچے اگر سراج منیر میں جو تھی بغیر کامل انکشاف
کے کہدیا تھا تو پھر اسی زمانہ میں پہلے ۱۰ جنوری ۱۸۸۹ء کے زمانہ میں کیوں کہہ
کر ہی وہ سبز اشتہار والا لڑکا ہے۔ اگر بغیر کامل انکشاف کے کہنا تھا تو پھر نبوت
کہدیتے۔ پس ثابت ہوا کہ سراج منیر میں کامل انکشاف کے بعد اطلاع دی گئی۔ اب
ان باتوں سے کیا فائدہ کہ الفاظ دیکھو اور الفاظ دکھاؤ اگر حق طلبی ہے تو یہ بیان کافی
ہے۔

قولہ صفحہ ۲۰ سطر ۸ کہ حضرت اقدس کی طرف سے موعود کے متعلق تعیین

دکھانا چاہتے ہو تو وہ الہام پیش کرو۔

اقول۔ یہ بحث بھی ہم نے نمبر ۱۶ رسالہ میں پوری کر دی ہے نشانِ فضل میں اصلی تعیین کرا دی ہے اب اگر اپنی بات کا کچھ پاس ہے تو آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

قولہ صفحہ ۱۲ سطر ۶۔ مجھ تو ڑے تو ہمیں کو چاہو بنا لو۔

اقول۔ بہتر دکھا دو تب جانیں۔ یوں ہی ایک بات منہ سے کہہ دینے سے کیا فائدہ۔

قولہ۔ صفحہ ۲ سطر ۱۳۔ موجودہ صاحبزادوں میں سے مصلح موعود بنانے کی کوشش ناک میں مچاتی ہے۔

اقول۔ ایسے الفاظ سوائے اس شخص کے جس کے دل میں حضرت میاں صاحب کی عداوت بلکہ سب صاحبزادوں کی طرف سے سخت بغض و حسد بھرا ہو کوئی نہیں لکھ سکتا۔

قولہ صفحہ ۳ سطر ۱۹۔ صفحہ ۴ کے شروع کے الفاظ یہ ہیں۔ ان سے موجودہ صاحبزادوں میں سے مصلح موعود بنانے کی کوشش ناک میں دم لاتی ہے۔ "وہ عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی۔ اس وقت ان چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں لکھا تھا کہ پسر چہارم کا نام مبارک احمد رکھا گیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد کہ خود وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔

اقول۔ جس طرح حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ دیکھو صفحہ ۳ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ اگر تم اشتہار ۲۰ فروری کا صفحہ ۳ کالم ۲ سطر **سات** کو دیکھ لیتے تو یہ رسالہ نہ لکھتے۔ سطر ۷ میں بیشک **مبارک** کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ لیکن یہ ساتویں سطر بشیر اول کی عبارت میں ہے۔ مصلح موعود والی عبارت میں نہیں۔ اور یہ بات الہام نے بتائی ہوئی ہے کہ آسمان سے آتا ہے کہ بشیر

[illegible] الہام کا لفظ جس سے صرف [illegible] کا لقب ہے

حال تک کے لئے عبارت ہے اور بعد کی عبارت مسیح موعود کے لئے ہے۔ اور بشیر اول ان
لڑکوں میں سے تھا جو کم عمری میں فوت ہونے والے تھے جیسا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
کے اشتہار میں یہ الہام ہے کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہو جائینگے [illegible]
کے صفحہ ۴ کی سطر ۲ میں پیشگوئی تھی کہ مبارک احمد ان لڑکوں میں سے ہے جو کم عمری میں
فوت ہو جائینگے [illegible] کم عمری میں فوت ہو [illegible] کے صفحہ [illegible]

اب صاحبزادہ مبارک احمد کا چوتھا ہونا اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت صاحب کو
جس طرح مصلح موعود کے لئے تین کو چار کرنے کا الہام ہوا تھا ایسا ہی مبارک احمد
کے لئے بھی ایک الگ الہام تین کو چار کرنے کا انجام آتھم میں ہوا تھا۔ اور یہ
الہام عبد الحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد ہوا تھا۔ اور حضرت صاحب نے اس الہام کے
پورے ہونے کو نتیجہ مباہلہ کے اثروں کے ایک اثر شمار کیا ہے۔ اور اسکا چوتھا ہونا [illegible] ہے
جیسا کہ حضرت اقدس انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ سطر ۱۵ میں فرماتے ہیں۔ [illegible] جاہل
اور وحشی فرقہ [illegible] کیوں شرم [illegible] کام نہیں لیتا عبد الحق کے مباہلہ کے
بعد ہی تو خدا تعالیٰ نے ہمیں ترقی دی ہماری قبولیت زمین پر پھیلا دی۔ ہماری
جماعت کو ہزارہا تک پہنچایا۔ ہماری عظمت کا لاکھوں کو قائل کر دیا۔ الہام کے
موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے
ہمارے ہو گئے **یعنے دوسری بیوی سے**۔ اور [illegible] بجائے **ایک**
چوتھے لڑکے کے [illegible] **الہام کیا**۔ اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ
وہ نہیں مرے گا جب تک **اس** الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اسکو چاہئے
کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے **اس** پیشگوئی کو ٹالدے۔ ....

....

اب اس بات کو ثابت کرنے کہ الہام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے الہام سے ایک

الگ الہام تھا ایک تو یہی ہے جو اوپر دیا گیا یعنے یہ الہام عبدالحق کے مباہلہ کے بعد ہوا
دوسرے یہ کہ اسی عبارت میں مبارک احمد کے لئے ایک چوتھا لکھا ہے وہ چوتھا
نہیں لکھا۔ ایک کے لفظ سے ظاہر ہے کہ یہ چوتھا اس ۲۰ فروری والے چوتھے لڑکے
سے الگ لڑکا ہے۔

تیسرے یہ کہ تریاق القلوب کے ذیل کے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک احمد
کے لئے انجام آتھم میں الگ پیشگوئی تھی۔

(۱) صفحہ ۴۰ سطر ۲۰۔ "ابھی تازہ نشان ظہور میں آیا ہے جس کا ذکر میں از روئے ضمیمہ رسالہ
انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں ہے۔"

(۲) صفحہ ۴۰ سطر ۲۲۔ "وہ الہام جسکو میں نے کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲ اور ۱۸۳
اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے جس میں چوتھا لڑکا پیدا ہونے کے بارہ میں پیشگوئی
ہے جو جنوری ۱۸۹۷ء میں بذریعہ کتاب مذکور یعنے انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم کے
ہزاروں انسانوں میں شائع کی گئی جس کو آج کی تاریخ تک جو ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء ہے
پورے تین برس سے کچھ زیادہ گذر گئے ہیں اس تھوڑی سی مدت کو ایک
زمانہ دراز خیال کر کے یہ تشویش شروع کر دی کہ وہ الہام کہاں گیا جو انجام آتھم کے
صفحہ ۱۸۲ اور ۱۸۳۔ اور اسکے ضمیمہ کے صفحہ ۵۸ میں درج کر کے شائع کیا گیا تھا اور
اب تک لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ اسلئے پھر میرے دل میں دعا کی خواہش پیدا ہوئی ...
...... الغرض یعنے بابا ان مخالف پیشینگوں کو سنکر کہ اب تک لڑکا پیدا ہونے
میں دیر ہو گئی جناب الٰہی میں تضرع کے ہاتھ اٹھائے اور مجھے قسم ہے اس ذات
کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳
اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا اصبر ملیا ساھبہ لک غلاما زکیا یعنے
کہ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کرونگا۔" اس الہام میں

نہ کیا کہنا قابل غور ہے۔ بشیر اول کی نسبت حضرت صاحب سبز اشتہار کے صفحہ ۲ حاشیہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں "معصوم پاک آنے والے اور پاک جانے والے" پھر صفحہ ۷ حاشیہ سطر اول میں فرماتے ہیں۔ "وہ اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ جس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اسکی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے" پس ذکریا میں مبارک احمد کی وفات کی طرف اشارہ تھا)

چوتھے یہ کہ اگر یہ الہام الگ نہ تھا اور بیس فروری والا الہام تھا جو مصلح موعود کے لئے ضروری ہے کہ عمر پاوے اور اس کا وجود ہو تا کہ خلق اسکی ہدایت و اصلاح کرے حضرت صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اور سبز اشتہار میں بار بار مصلح موعود کے لفظ کیساتھ عمر پانیوالا لکھا ہے غرض بے عمر کا مصلح محال ہے۔

پانچویں یہ کہ جبکہ خدا تعالیٰ کو علم تھا کہ مبارک احمد چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے گا تو حضرت صاحب کو ایسا کوئی الہام نہیں ہو سکتا تھا کہ مبارک احمد مصلح موعود ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی بات کو آپ جھوٹا کرے پہلے تو مبارک احمد کے مصلح موعود ہونیکا الہام کرے پھر اسکو مار دے۔ اس طرح تو جبکہ پیشگوئی جھوٹی ہوتی ہے اور الہام جھوٹا ہے تو نبیوں کا سچا ہونا پھر کس طرح ثابت ہوگا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کو تو یہ معلوم ہو کہ میں مبارک احمد کو مصلح موعود نہیں بناؤں گا اور وہ لوگوں کی اصلاح و ہدایت نہیں کریگا اور اسکو کم عمری میں وفات دیدونگا۔ پھر حضرت صاحب کو فرماوے کہ یہ لڑکا جو اب پیدا ہوگا وہ عمر پائیگا اور لوگوں کی اصلاح کریگا۔ پس چونکہ مبارک احمد کم عمری میں فوت ہو گیا لہذا خدا کے فضل نے ثابت کر دیا کہ مبارک احمد مصلح موعود نہ تھا اور بیس فروری والی پیشگوئی اس کے لئے نہ تھی۔ اور انجام آتھم والا الہام تین کو چار کرنے کا مبارک احمد کے لئے الگ الہام تھا۔

چھٹے یہ کہ جبکہ الہام نے بتایا کہ بیس فروری والی پیشگوئی دو لڑکوں کے متعلق ہے

یعنی بشیر اول اور مصلح موعود۔ اور مصلح موعود بشیر اول کے بعد دوسرا ہے تو پھر تین کو چار کرنے والا الہام ہوا اسی اشتہار میں درج ہے۔ اس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ جن تین لڑکوں کو مصلح موعود نے چار کرنا ہے وہ دوسری بیوی سے تین لڑکے مصلح موعود سے پہلے ہیں یعنی بشیر اول اور پہلی بیوی کے دو لڑکے۔ پس معلوم ہوا کہ ۲۰ فروری والے تین کو چار کرنے والے الہام کو مبارک احمد والے تین کو چار کرنے والے الہام سے کچھ تعلق نہیں۔

اب اگر یہ پوچھو کہ مصلح موعود کیسے چوتھا اور مبارک احمد کیسے چوتھا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ مصلح موعود کے لئے بشیر اول تین کو چار کرنے والا الہام [illegible] تمام لڑکوں میں سے چوتھا۔ اور مبارک احمد کے لئے شرط یہ تھی کہ وہ پہلی دوسری بیوی کے تین زندہ لڑکوں کو چار کرنے والا ہو۔ کیونکہ مبارک احمد کے لئے الہام اس وقت ہوا جبکہ دوسری بیوی کا پہلا لڑکا فوت ہو چکا تھا اور تین اور پیدا ہو چکے تھے ان تین کو چار کرنے والا مبارک احمد تھا۔ ورنہ اصل میں تو مبارک احمد دوسری بیوی کا پانچواں لڑکا تھا چوتھا ہرگز نہ تھا۔ اور اگر تمام لڑکوں کو گنا جائے تو میاں مبارک احمد ساتواں تھا اور اگر مصلح موعود نے دوسری بیوی کا پہلا لڑکا ہونا تھا تو بشیر اول سے لڑکی گنا دیا تھا اسکو کیوں نہ شمار کیا جائے۔ کیا وہ حضرت صاحب کا لڑکا نہیں تھا؟ غرض مصلح موعود بھی چوتھا ہے اور مبارک احمد بھی چوتھا تھا۔ حوالہ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ کی عبارت جو سطر ۱۴ و ۱۵ میں ہے کہ "پس اگر شما را طاقت است کہ برائے حرمت بر ایشیں چنیں [illegible] را از [illegible] بشارت [illegible]" صاف بتا رہی ہے کہ ان موجودہ تین لڑکوں کو چار کرنے والا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس الہام سے اصل غرض لڑکوں کی تعداد کی زیادتی مراد ہے۔

اب رہا یہ امر کہ حضرت صاحب نے میاں مبارک احمد کی نسبت مصلح موعود ہونے

گمان کیا تھا یا نہیں۔ تو ذیل کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسا گمان نہیں کیا تھا۔ (۱) اول تو حضرت صاحب نے مبارک احمد کی نسبت مصلح موعود ہونے کا فتویٰ کہیں نہیں لکھا۔ (۲) دوسرے یہ کہ گو اس الہام کا مطلب حضرت صاحب نے یہ کیا تھا کہ مسیح موعود دوسری بیوی کا چوتھا لڑکا ہوگا تو پھر شیر علی کو کبھی شمار نہیں کیا (۳) تیسرے یہ کہ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ سطر ۵ میں مبارک احمد کو ایک پوتی لڑکا کہکر اس کا مستثنیٰ ہونا لکھا ہے جو تریاق القلوب صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے۔ "مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ میں تجھے ایک اور لڑکا دونگا اور یہی چوتھا لڑکا ہے جو اب پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی خبر قریباً دو برس پہلے مجھے دی گئی اور پھر اس وقت دی گئی کہ جب اس کے پیدا ہونے میں قریباً دو مہینے باقی رہتے تھے۔ اور پھر جب یہ پیدا ہونے کو تھا یہ الہام ہوا۔ اِنِّیْ اَسْقُطُ مِنَ اللّٰہِ وَ اُصِیْبُہٗ یعنی میں خدا کے ہاتھ سے زمین پر گرتا ہوں اور خدا ہی کی طرف جاؤنگا۔ میں نے اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اس کی حرکت ہوگی اور یا یہ کہ بہت جلد فوت ہو جائے گا۔ اس بات کا علم خدا تعالیٰ کو ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات اس کے ارادہ کے موافق ہے۔ اور میں نے اس پیشگوئی کو اپنے رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۳ اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں چھاپ کر اس وقت ہزارہا انسانوں میں شائع کر دیا ہے۔"

اس حوالہ میں صاف لکھا ہے کہ مجھے علم نہیں کہ مبارک احمد زندہ رہے گا یا فوت ہو جائیگا۔ اور یہ حوالہ اسی کتاب کا ہے جس صفحہ کو مخالف نے پیش کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے اور یہ وہ تین صفحے حضرت اقدس نے کوئی گھنٹہ آدھ گھنٹہ میں لکھ لئے ہونگے (۴) چوتھے اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں۔ "میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تھا اور ابھی نو برس کی عمر کو نہیں پہنچا تھا کہ اب وہ فوت ہو گیا اور خدا نے

اسکی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اسکی نسبت خبر دی تھی کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہوگا جو فوت ہو جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور علاوہ اسکے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی اور صرف یہی نہیں تھا کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھیں جن کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اسکے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہنچے فوت ہو جائیگا اور باوجود اسکے کہ میرے کئی اور لڑکے تھے جو اسکے حقیقی بھائی تھے مگر میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانے والا مبارک احمد ہے اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائے گا"۔

اب جبکہ حضرت صاحب کو معلوم تھا کہ مبارک احمد فوت ہو جائے گا تو پھر کس طرح مبارک احمد پر مصلح موعود ہونیکا گمان کر سکتے تھے ۔ اور انی اسقط من اللّٰہ و اصیبہ والا الہام تو مبارک احمد کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے ۔ اب طالب حق کے لئے ہم نے کافی جوابات دیئے ہیں اور محکمات کھول کر سامنے رکھ دیئے ہیں ۔ لیکن پھر بھی یاد رہے کہ خدا و رسول کی کلام میں خبیث کو طیب سے جدا کرنیکے لئے متشابہات ضرور ہوتے ہیں پس مبارک وہ جو متشابہات کو محکمات کے ماتحت کرے اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جن کے لئے یہ آیت ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ۔ حضرت میاں صاحب کے مصلح موعود ہونے کے محکمات کافی سے زیادہ ہیں جو پہلے اس رسالہ میں بیان ہو گزرے ہیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسامی تعیین موجود ہے (دیکھو نشان فضل) اور مبارک احمد کے متعلق اگر کوئی متشابہ تھا بھی تو اسکی وفات نے فیصلہ کر دیا ۔ اسکے علاوہ

مبارک احمد کے پہلے موعود بیٹے کی اور بھی کئی روایات تھیں ۔ دو نو سال کے اندر ہونے والا بشیر اول کے بعد دوسرا تھا۔ اس کا نام موعود تھا بشیر ثانی تھا۔

قولہ صفحہ ۱۰ سطر ۹ ۔ مسیح موعود صرف ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کا موعود ہے ۔ اور اس کو اپنی ساری تحریروں میں حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ بھی سوائے مبارک احمد کے اور کسی لڑکے پر چسپاں نہیں کیا۔

اقول ۔ ہم نے تمہارے اوپر کے قول کے جواب میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کو مبارک احمد پر چسپاں نہیں کیا بلکہ پہلے حصہ کو اٹھایا ہے۔ دیکھو تریاق القلوب کے صفحہ ۴۳ کی تیسری سطر اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے صفحہ ۴ کالم دوم کی ساتویں سطر۔ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ سبز اشتہار ۲۰ فروری والے اشتہار کی ہی تشریح ہے اور کہیں نہیں لکھا کہ اس میں مسیح موعود کے لئے علیحدہ کر دیا ہے۔ اور اس میں ۲۰ فروری والے دوسرے لڑکے کی پیشگوئی کے علاوہ کسی اور لڑکے کی پیشگوئی نہیں۔ پس حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ ۲۰ فروری کی پیشگوئی سبز اشتہار والے لڑکا پیدا ہو گیا اس سے یہی مطلب ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا لڑکا پیدا ہو گیا۔

قولہ صفحہ ۲۲ سطر ۱۵ ۔ مسیح موعود کی دوبارہ صفت ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو صفحہ ۲۳ سطر ۱۰ ۔ تم اسکو ظاہر کرتے ہو ۔ یہ صفت جو مسیح موعود کی اصل شناخت ہے

اقول ۔ اگر تمہارے نزدیک مسیح موعود کی یہ لازمی صفت اور اصل شناخت ہے کہ وہ حضرت صاحب کا چوتھا بیٹا ہو اور اس سے پہلے حضرت صاحب کے تین لڑکے پیدا ہو چکے ہوں تو پھر اسے حضرت اقدس کے بیٹوں میں ہی تلاش کرنا چاہئے تھا۔ تم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ میں کہیں لکھا کہ وہ کبھی آئندہ نسلوں میں [illegible] کیا [illegible] حضرت صاحب کے چوتھا بیٹا ہوگا [illegible] کیا اس وقت حضرت صاحب [illegible]

میں تشریف فرما ہونگے اور نئی شادی کریں گے اور بال بچے پیدا ہونگے ؟ ؟ ؟ ؟ ؟ !!!!! خدا جانے
تم نے کس نیت اور کسی ارادہ سے یہ رسالہ لکھا ہے تم تو کہتے ہو کہ اصل شرائط مصلح موعود
کی حضرت صاحب کے بیٹوں میں سے کسی میں تھا ہی نہیں اور حضرت میاں صاحب خلیفۃ المسیح الثانی
کو باوجود چوتھا ہونے کے مانتے نہیں اور صفحہ ۲۲ سطر ۷ میں کہتے ہو کہ "وہ موعود ان تینوں
میں سے کوئی نہیں ہے" اور میاں مبارک احمد صاحب کی نسبت اُسی صفحہ ۷ میں
کہتے ہو کہ "اگر ہو سکتا تھا تو مبارک احمد ہو سکتا تھا۔" پہلے وقت تو پھر چاہئیے تمہارے نزدیک
حضرت صاحب کے بیٹوں میں سے کوئی بھی مصلح موعود نہ ہوا اور ایک طرف کہتے ہو کہ لازمی ہے
ہے کہ وہ حضرت صاحب کا چوتھا بیٹا ہو تو اب تمہارے نزدیک یا تو پیشگوئی جھوٹی نکلی یا پھر
حضرت میاں صاحب سے بغض و عناد ہے۔ ان دونوں صورتوں کے سوا اور کوئی صورت
نہیں ہو سکتی۔ شاید انہی دونوں اعتراضوں سے بچنے کے لئے کسی اور مطلب کے لئے
منزل المبارک والی بات ایجاد کرنا چاہتے ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ وہ تو ایجاد بندہ ہی ہے
اس کا ثبوت و وقت تمہارے پاس کچھ نہیں۔ دوسروں کو تم اس زور شور سے اپنے رسالہ
میں عقل اور قیاس پر بات کرنے سے منع کرتے ہو لیکن خود ایسی باتیں کرتے ہو جو
عقل اور قیاس سے بھی گئیں گذری۔ اور پھر ایک قیاس نہیں بلکہ قیاسات کا سلسلہ
ہی شروع ہو گیا ہے۔ منزل المبارک کو مصلح موعود بنانے کی جو تم نے رسالہ کے پچھلے
اوراق میں تقریر کی ہے وہ میری سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ اول تو مبارک احمد کو بہت
ہو سے مسیح موعود بنانا چاہتے ہو پھر یک لخت کہتے ہو کہ وہ مصلح موعود نہیں تھا۔ پھر
کہتے ہو کہ وہ یک رنگ میں پہلے کسی قدر تھا۔ پھر کہتے ہو کہ وہ کسی قدر بھی [illegible] بلکہ وہ
کسی قدر ہو جو منزل المبارک میں بدل گیا۔ پھر کہتے ہو کہ منزل المبارک کسی قدر مصلح موعود
نہیں بلکہ پورا مصلح موعود ہے۔ یہ تمہاری تقریر کا خلاصہ مطلب ہے۔ میں تو ایسے
سمجھا ہی نہیں شاید مولوی محمد قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق سمجھے ہوں۔

اب اس میں پانچ پوچھنے والی دو باتیں ہیں (۱) اول تو مبارک احمد کو باوجود وفات یافتہ
ہونے کے مسیح موعود بنانے کی کیوں کوشش کی (۲) اس قدر کوشش کے بعد پھر انہیں
مصلح موعود کیوں نہ مانا (۳) سوم اسکو مسیح موعود نہ ماننے کے باوجود پھر اسی میں ایک
رنگ سے بیٹے کس قدر مصلح ہوتا کہاں سے آگیا اور کس طرح آگیا (۴) چہارم مبارک کہ
معصوم بچے کونسا گناہ کیا تھا جس کی سزا میں اسکو مار دیا گیا اور اس کا کسی قدر
مصلح موعود ہونیکا منصب اس سے چھین کر منزل المبارک کو دیا گیا (۵) پنجم جب کہ
منزل المبارک ایک ۲ گھنٹہ تک مسیح موعود تھا تو پھر سات رنگ کے کس طرح چڑھ گئے
(۶) ششم کیا وہ حضرت اقدس کا پانچواں بیٹا ہوگا؟

قولہ صفحہ ۔ سطر اول ۔ جس طرح پر حضرت مسیح موعود نے یہ خیال کر لیا تھا کہ مبارک احمد
ہی وہ موعود لڑکا ہے اسی طرح آپ نے اس کی وفات پر [illegible] آپ کو تسلی دی کہ حقیقی موعود ۲۰
فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق اسی مبارک احمد کے بعد ہی ہوگا۔ [illegible] مسلم
[illegible] وہ مصداق جب پیدا ہونے والا تھا جس کا حضرت صاحب کا خیال تھا۔

اقول حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ ہم نے مبارک احمد کو مصلح موعود سمجھا تھا
صرف چوتھا لکھا ہے [illegible] ۔ ان بشیر اول کی نسبت بیشک اپنے اجتہاد کا اظہار کیا
ہے پس اگر یہاں خدا نے تسلی دی تو کیا بشیر اول کی وفات پر تسلی نہیں دی تھی؟ تسلی
یہ: وہاں تو صاف صاف بذریعہ الہام کھول دیا کہ ۲۰ فروری کی پیشگوئی در حقیقت
دو لڑکوں کے متعلق تھی پہلا لڑکا مصلح موعود نہ تھا بلکہ دوسرا آئے۔ اور تم جو کچھ بیان کرتے
ہو یہ صرف تمہاری اپنی بات ہے حضرت صاحب نے ہرگز ہرگز نہیں لکھا کہ منزل
المبارک مصلح موعود ہوگا۔ اور یہ جو تم نے [illegible] کہ علم الہی میں الخ تو علم الہی کی تمہیں کہاں سے
خبر لگی کیا تمہیں الہام ہوا تھا کہ حضرت صاحب کا یہ خیال کہ وہ میرے بیٹوں میں سے
ہے غلط تھا اور کیا اس بات کا بھی تمہیں الہام ہوا تھا کہ یہ حضرت صاحب کا خیال تھا

الہام بتاتا ہے یہ علم غیب کے علم کا دعویٰ تم نے کس بنا پر کیا ہے؟

اگر الہام کی بنا پر نہیں تو اول تو یہ الفاظ کیوں لکھے دوسرے یہ کہ اگر صرف تمہارا خیال ہی تو تمہارا خیال حضرت صاحب کے خیال سے (جو تمہارے خیال میں خیال ہے) کس طرح افضل ہو گیا۔ بس کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی ثابت ہوئی ہے یا حضرت صاحب کی کوئی اجتہادی غلطی ثابت نہیں تو پھر تم نے حضرت صاحب کے خیال کو (جو صرف تمہارے نزدیک خیال ہے) کیوں اجتہاد یا کیا تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہو کہ حضرت صاحب کا یہ صرف خیال تھا کہ وہ میرے بیٹوں میں سے ہوگا۔ . . . .

. . . .

. . . .

قولہ صفحہ ۵ سطر ۰۔ مصلح موعود کی وہ بڑی شناخت تھی اس کے کاموں سے ہو گئی

اقول۔ اس سے پہلے جو تم نے اصل شناخت بتائی تھی ہونے کی قائم کی تھی وہ تو روئی کی طرح پھینک دی۔ اب اس بڑی شناخت کو بھی تم کب قبول کرنے والے ہو ہاں اگر میاں صاحب کی طرف سے دل صاف ہو جائے تو سب کچھ نظر آنے لگے۔

قولہ صفحہ ۵ سطر ۱۱۔ تذکرۃ الشہادتین سے معلوم ہوتا ہے کہ تین صدیوں کے گزرنے کے بعد جب لوگ عام طور پر مسیح کی دوبارہ آمد سے مایوس ہو جائیں گے . . .
. . . تین صدیوں کے بعد لوگ مایوس ہو کر ادھر آئیں گے الخ

اقول۔ تذکرۃ الشہادتین کے جس مقام کا تم نے حوالہ دیا ہے وہاں تو عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل نہ ہونے کا ذکر ہے وہاں مصلح موعود کا تو کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ عبارت تو بتا رہی ہے کہ اگر اس زمانہ میں مصلح موعود نہ بھی ہو تب بھی لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے سے مایوس ہو کر خود بخود ادھر آئیں گے یعنی لوگوں کا اس سلسلہ احمدیہ میں کھینچنے والا مصلح موعود نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری آسمان سے نازل

نہ ہو اس بات کا باعث ہو گا کہ لوگ اعتراض کریں گے۔ یہ بے تعلق جائے کس سے دیکھے کہ مجبور

قولہ صفحہ ۔ سطر ۔ جو کچھ یہاں ایک ہی مذہب ہو گا۔ ایک ہی پیشوا کے الفاظ کا منشاء ہے وہی منشاء ان الفاظ کا ہے کہ وہ مصلح موعود دنیا کو ہدایت پر لائے گا۔

اقول۔ کیا ایک ہی پیشوا کے الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ قیامت تک حضرت صاحب کی نسل پر سے صرف ایک ہی جیسا چوتھی صدی میں ہو گا نہ اس سے پہلے کوئی ہو گا اور نہ اس کے بعد کیا عبارت کا یہی مطلب ہے جو تم لوگوں کو سناتے ہو۔ افسوس۔

قولہ صفحہ ۔ سطر ۔ جس طرح مسیح کا سلسلہ چوتھی صدی عیسوی میں غالب ہوا تھا اسی طرح پر یہ سلسلہ بھی چوتھی صدی میں غالب ہوگا۔

اقول۔ یہ تشبیہ تمہاری بالکل غلط ہے چوتھی صدی عیسوی میں کوئی بڑا مصلح مسیح کے سلسلہ میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور کسی خاص آدمی کی وجہ سے اس سلسلہ نے ترقی نہیں کی تھی۔ اور علاوہ اس کے اس مسیح نے تو ہدایت و صلاح کرنی ہے نہ کہ اس طرح مسیح کا سلسلہ چوتھی صدی میں ساصلیب پرست بنگیا اور تمہارا مصلح موعود لوگوں کو دین سے گمراہ کر کے دنیاوی ترقی دیگا۔ حضور نے کہاں لکھا ہے کہ اس مصلح موعود کے ذریعہ سے یہ سلسلہ دوسروں پر غالب آئیگا اور دنیاوی ترقی کریگا۔ ہرگز کہیں نہیں لکھا۔ تم صرف اپنی بنائی ہوئی کے مطابق تقریریں اور گفتگو کرتے ہو۔

قولہ صفحہ ۔ سطر ۔ جھوٹی امیدیں نہ دلاؤ .... اس طرح پرخدائی وعدہ الہام کے پورا ہونے میں اور بھی تاخیر پڑے گی۔

اقول۔ نہ ہم نے جھوٹی امید دلائی نہ دینگے۔ ہاں حضرت اقدس نے سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں یہ امید دلائی تھی کہ "خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی"۔ اور ذیل خاکسار ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت

ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔ یہ مصلح موعود کا (مذکور) لغوی بیٹے
کی انتہائی عمر بشیر اول کی موت ہے۔ اس کے بعد بہت جلد بیٹے بشیر اول کی موت پر
ابھی ستر دن نہیں گذرے تھے کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے پیدا ہونے
پر حضرت اقدس نے اشتہار دیا اور اس میں فرمایا کہ خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم
جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا
تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا ....
.... سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں ...... ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا
نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر
اطلاع دی جائے گی۔ تمہید ہوا کہ اس اشتہار میں اطلاع دینے کا وعدہ ہے کہ کامل انکشاف
کے بعد اطلاع دی جائے گی کیا یہی وہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء والے سبز اشتہار والا لڑکا ہے
یا نہیں۔ سات آٹھ برس کے بعد انجام آتھم، سراج منیر، اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء
تریاق القلوب، حقیقۃ الوحی میں لکھا جس کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ سبز اشتہار والا
لڑکا یہی لڑکا ..... ہے جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا۔ ان تمام کتابوں میں ان
تمام مقامات کو پڑھ کر دیکھ لو

اس کے بعد جب حضرت میاں صاحب خلیفہ ثانی نے اپنے رسالہ الموعود اور ۲۸
۱۹۴۴ء میں دعویٰ فرمایا کہ حضرت اقدس نے اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں کیا ہے تو ہم
نے بھی اس دعوے کی تصدیق میں اشتہار اور رسالے شائع کئے۔ اور ان سب
باتوں کو جو ...... حضرت اقدس نے فرمائی تھیں ان رسالوں اور اشتہاروں
میں شائع کر دیا۔ ہم نے کوئی جھوٹی امید دلائی نہ تھی۔ ہم نے صرف تصدیق کی ہے اور
حضرت اقدس کے ان تمام شہادات کو جو اس بارے میں تھے یکجا جمع کر کے دکھا دیا ہے کہ
واقعی طور پر حضرت اقدس نے اس پیشگوئی کا مصداق حضرت میاں صاحب کو ٹھہرایا ہے

پس تمہارا اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ سطر ۱۰ میں یہ کہنا کہ "پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند" بالکل غلط ہے

اور یہ جو تم نے کہا کہ "اس طرح پر خدائی وعدوں کے پورا ہونے میں اور بھی تاخیر پڑ جائیگی" تو تمہیں تاخیر کا خوف کیوں ہوا تم تو خود ہی کہتے ہو کہ وہ تین سو برس کے بعد آئیگا؟

قولہ صفحہ ۱۰ سطر ۲۰ مصلح موعود اگر ابھی جائے تو اسکا آنا عبث ٹھہرا۔

اقول۔ عبث کیوں ٹھہرا حضرت صاحب کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری تھا اور اسکا یہی وقت تھا۔ علاوہ اسکے اسوقت مصلح موعود کی سخت ضرورت ہے۔

قولہ صفحہ ۱۰ سطر ۱۵۔ اگر کوئی مصلح موعود پیدا ہو جانے والا پیدا ہو چکا ہو تو اسکے ذریعہ تو ابھی دنیا راہ راست پر آ جائے گی۔

اقول۔ کیا کبھی دنیا پر ایسا وقت آیا ہے یا آئے گا کہ ایک فرد واحد بھی کافر و گمراہ نہ رہے گا؟ کیا یہ قرآن شریف کی آیات اور احادیث کے موافق ہے؟ کیا حضرت صاحب کی تحریروں کا یہی مطلب ہے کہ مصلح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ایک شخص بھی کافر اور گمراہ نہ رہیگا تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی۔

قولہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۹ - - - - - - - - - - - - - - - - - - - مبارک احمد کے متعلق حضرت اجتہاد حضرت صاحب کا تھا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہے وہ بھی ایک رنگ میں صحیح تھا اسلئے اسکی وفات پر اللہ تعالےٰ نے یہ خوشخبری دی کہ اسکا قائم مقام پیدا ہوگا۔

اقول۔ حضرت صاحب نے اگر مبارک احمد کو چوتھا فرمایا تو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوا کہ حضرت صاحب نے اسے مصلح موعود سمجھا۔ مبارک احمد کے لئے ایک الہام چوتھا ہونیکا ہوا تھا اسلئے اسکو چوتھا فرمایا۔ اور اگر بقول تمہارے تھوڑی دیر

کے لئے فرض کرلیں کہ اجتہاد کیا تھا تو وہ اجتہاد ایک رنگ میں صحیح کس طرح تھا؟ کیا اسلئے کہ انکی وفات پر انکے قائم مقام کا الہام ہوا ہے جو کہ ایسا الہام ہوا کہ اسکا قائم مقام پیدا ہوگا تو اسلئے وہ اجتہاد ایک رنگ میں صحیح تھا۔ یہ کونسی منطق ہے اور کس زبان کی بولی ہے۔ الہام تو صرف قائم مقام پیدا ہونیکا اور اجتہاد صحیح ہوگیا انکے مصلح موعود ہونیکا مگر وہ نہیں بلکہ ایک رنگ میں۔ تعجب ہے کہ یہ بات تمہارے مغز میں کس طرح سمائی۔ اس قسم کا تو وہم بھی کسی کو نہیں آسکتا۔ پھر علاوہ اسکے اگر اجتہاد صحیح بھی ہو تو کہو تو کیا مبارک احمد کو مصلح موعود سمجھنے کا اگر اس اجتہاد کو صحیح بتاؤ گے تو ایمان ہی اڑ جائیگا پھر انبیاء کا اور الہامات کا کیا اعتبار رہے گا اور تعجب ہے کہ اسی صفحہ کے شروع میں سطر ۲ میں اور صفحہ ۳۰ کے سطر ۷ میں تم اپنا اعتقاد ظاہر کرچکے ہو کہ مبارک احمد مصلح موعود نہیں تھا۔ اور حضرت صاحب کی نسبت بھی اسی صفحہ کی سطر ۹ میں ظاہر کرچکے ہو کہ مبارک احمد کی نسبت مصلح موعود کا اجتہاد کرنے میں غلطی ہوئی اور صفحہ ۸ سطر اول میں لکھ چکے ہو کہ حضرت صاحب نے سنت الٰہیہ کے خلاف کسی شخص کو قائم نہیں کیا۔" اور اب مبارک احمد کو دوبارہ مصلح موعود بنانا چاہتے ہو۔ شاید منزل المبارک کو مصلح موعود بنانے کے لئے یہ تجویز اب بعد میں سوجھی ہے لیکن پچھلی بات یا تو یاد نہیں رہی یا کچھ پروا نہیں کی۔ اچھا اب اگر مبارک احمد کو مصلح موعود بنانے کے بارے میں پچھلی بات کو بھول جانیکی وجہ سے منزل المبارک کو مصلح موعود بنانے کے لئے مبارک احمد کو بلا دلیل اور بے وجہ تم نے ایک رنگ میں مصلح موعود بنا لیا تو اب تم سے ایک سوال ہے وہ یہ کہ مبارک احمد معصوم نے کونسا ایسا گناہ کیا تھا جسکی سزا میں اسکو اٹھا لیا گیا اور اس سے مصلح موعود ہونیکا منصب چھینکر دوسرے لڑکے کو دیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتاؤ کہ اگر مبارک احمد مصلح موعود تھا تو اس کے فوت ہونے سے نبی کا جھوٹا ہونا لازم آتا تھا یا نہیں اسکو دھکا دیکر نبی کے جھوٹا ہو جانے کی کیوں پروا نہیں کی گئی؟!!

مذکورہ بالا تین حوالوں کی عبارتیں یہ ہیں۔ (۱) صفحہ ۴۲ سطر ۹ سے سطر ۹ تک "حضرت صاحب نے پہلے مصلح موعود والے الہام کے پہلے حصہ کو بشیر اول پر اجتہاداً لگایا اور وہ فوت ہو گیا۔ پھر اجتہاداً دوسرے حصہ الہام کو مبارک احمد پر لگایا اور وہ بھی فوت ہو گیا۔ اب ایک تو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے اجتہاد میں غلطی کا ہو جانا بھی کوئی عجیب بات نہیں" یعنے مبارک احمد کے متعلق حضرت صاحب کا اجتہاد غلط تھا۔

(۲) صفحہ ۴۴ سطر ۴ "اب اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس طرح پر حضرت صاحب کے لڑکوں میں سے مصلح موعود کوئی بھی نہ رہا تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی ہرج نہیں" یعنے مبارک احمد بھی مصلح موعود نہ تھا۔

(۳) صفحہ ۴۳ سطر اول و دوم "یہ الہام قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ وہ موعود ان تینوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ اور اگر ہو سکتا تھا تو مبارک احمد ہو سکتا تھا" یعنے مبارک احمد بھی نہیں تھا۔

ان تینوں حوالوں میں تم نے اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ مبارک احمد مصلح موعود نہ تھا اور حضرت صاحب کی نسبت بھی تم صفحہ سطر اول میں لکھ چکے ہو کہ حضرت صاحب نے سنت انبیاء کے خلاف کسی شخص کو قائم نہیں کیا۔ پھر صفحہ سطر میں مبارک احمد کے متعلق کیا لکھا گیا۔ ذرا غور کرو کہ مصلح موعود کی تعیین حضرت اقدس نے کس کے حق میں کی ہے اور صفحہ سطر میں لکھتے ہو کہ "مصلح میر کے بعد کے الہام نے کہ تین کو چار کرنے والا اب آ گیا ہے یہ صفائی سے ثابت کر دیا ہے کہ پہلے تین لڑکوں میں مصلح موعود کوئی نہیں" یعنے مبارک احمد مصلح موعود ہے۔

پھر صفحہ (۲) میں تم نے پسر موعود سے مصلح موعود مراد لیا اور صفحہ میں لکھتے ہو کہ پسر موعود سے مراد صرف موعود ہے۔ اور پھر کئی جگہ اپنے رسالہ میں کہتے ہو کہ حضرت مسیح موعود نے سوا انعام اب کی تعیین نہیں کی۔ پھر صفحہ سطر میں لکھتے ہو کہ حضرت مسیح موعود کا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں۔ اور صفحہ سطر اول میں جو یہ فقرہ لکھا ہے کہ بیل

اشتہار کو بیشک اس پیشگوئی کو میاں صاحب پر لگایا ہے۔" اس سے آگے پیچھے کی عبارتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو تمہاری مراد ۲۰ فروری والی پیشگوئی ہے یا ۱۰ جولائی والے اشتہار کو مصلح موعود کے لئے سمجھتے ہو۔ پھر صفحہ ۱۹ سطر ۱۰ میں مبارک احمد کے متعلق کہتے ہو کہ "اب الہام صریح کے مقابل کوئی اشتہار خواہ وہ کسی کا ہو ایک ذرہ بھر وقعت نہیں رکھتا۔ پھر باوجود اسکے کہ تمہارے نزدیک الہام صریح تھا صفحہ ۲۰ سطر ۲ اور صفحہ ۲۰ سطر ۵ میں کہدیا کہ مبارک احمد مصلح موعود نہ تھا۔ تمہاری ان الٹ پلٹ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں تحقیق حق سے غرض نہیں کچھ اور ہی مطلب ہے۔

قولہ صفحہ ۲۰ سطر ۱۱۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس سے تو خود آپ پر اعتراض آتا ہے کہ باوجود ایسا سمجھنے کے مصلح موعود کے سامنے وہ خلیفہ کیوں بنے ہے ......
اس من ہی آپ نے فرمایا ہوا کہ یہ مصلح موعود ہیں یہ میرے بعد ہی خلیفہ ہو جائیں

اقول۔ حضرت مولوی صاحب خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کو معلوم تھا کہ مصلح موعود بننے والا یہی لڑکا ہے لیکن انکو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی اصلاح کا کام کب اور کس وقت سپرد ہوگا۔ وہ جانتے تھے کہ چونکہ میاں صاحب مصلح موعود ہیں لہذا وہ خلیفہ ضرور بنینگے لیکن چونکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ خلیفہ بنانا خدا تعالے کا کام ہے لہذا انکو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت میاں صاحب کا نمبر خلافت کونسا ہے۔ پہلا یا دوسرا یا تیسرا۔ پس چونکہ خلیفہ بنانا خدا تعالے کا کام ہے لہذا جس وقت خدا تعالے نے خلافت انکے سامنے پیش کی انہوں نے قبول کرلی اور میاں صاحب کی نسبت یہ خیال کیا کہ جس وقت انکا وقت اور نمبر آئیگا یہ بھی خلیفہ بنجائینگے۔ اور وصیت کے وقت بھی یہی خیال کیا۔ چنانچہ میاں صاحب چونکہ مصلح موعود تھے اور انہوں نے خلیفہ ضرور بننا تھا کیونکہ وہ یہ ہے کہ مصلح موعود خلیفہ ہو لہذا اپنے وقت پر وہ خلیفہ ہو گئے۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء سے اصلاح کا کام انکو سپرد ہوا۔

قولہ صفحہ ۲۰ سطر ۱۵۔ اگر بالفرض پہلے کبھی یہ خیال گزرا بھی ہو۔

اقول ۔ فرض کیوں کرتے ہو جبکہ حضرت مولوی صاحب خلیفۃ المسیح کی تحریر موجود ہے

قولہ صفحہ ۲۰ سطر ۱۰۔ پسر موعود سے تو مراد اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی جو حضرت صاحب نے خود لکھا کہ وہ ایک لڑکا جو اس بیوی سے میرے گھر میں ہوا وہ موعود ہی ہے۔

اقول ۲۰ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود ... سے مراد موعود ہے۔ اور پسر موعود کے متعلق ... ہی کا ہے مسیح موعود کے سوا اور کچھ کہا ہی نہیں۔ میاں تم نے ایک نئی بات بنانی چاہی ہے۔ اور تمہارے نزدیک تو حضرت مولوی صاحب خلیفہ اول مہدی ہیں ان پر کیوں بدگمانی کرتے ہو؟ کیا وہ ایسی کرتے تھے کہ سائل کا مطلب تو کچھ اور ہو اور جواب ایسا دیں جس کا اصل مطلب تو کچھ اور ہو اور سائل کچھ اور سمجھے۔ ✣

علاوہ اس کے اگر حضرت مولوی صاحب ممدوح کی مراد پسر موعود سے صرف موعود ہوتی تو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کہ ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے؟ اور حضرت میاں صاحب کے ساتھ بعض طرز سے ملنے کے ذکر کی کیا حاجت تھی۔ اور پھر کیا وہ سائل کے سوال کو اور تحریر کو بھی نہ سمجھ سکے۔ سائل کی تحریر میں تو صاف صاف یہی کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اور خود تمہارے نزدیک بھی پسر موعود کے لفظ سے اگر صرف موعود سے بڑھ کر اور کچھ مراد نہیں ہو سکتی تو عجب ہے رسالہ کے صفحہ ۱۷ میں تریاق القلوب کے صفحہ ۴۰ کی نسبت پسر موعود سے مصلح موعود کیوں مراد لیا ہے؟ اور نیز یہ بھی بتاؤ کیا تمہارا اعتقاد بھی تمہیں ایسا سوال کرنے کی اجازت دیتا تھا؟ کیونکہ تریاق القلوب کے اسی صفحہ ۴۰ میں مبارک احمد کا ذکر ہے!!!

قولہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۰۔ حضرت صاحب کا اجتہاد صرف مقدر ہے کہ صفحہ سبز اشتہار والی پیشگوئی کا مصداق میاں محمود صاحب ہیں اور اجتہاد حجت نہیں۔

اقول ۔ اسجگہ تم نے دو باتیں کہی ہیں۔ ایک تو سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کے متعلق دوسری

✣ **قولہ** صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ اور وہ کل تریاق القلوب کی تحریر جس کی بنا پر اگر شتہ سے بحث کی جاتی ہے۔ اقول

اشتہار کے متعلق ہیں، کے متعلق تو اس سے پہلے ہم پوری طرح پر ثابت کر چکے ہیں کہ وہ
سبز اشتہار سے الگ نہیں ۔ اور حضرت اقدس نے بھی کہیں نہیں فرمایا کہ سبز اشتہار
کے صفحہ ۱۰ میں کسی اور لڑکے کی پیشگوئی ہے اور باقی اشتہار میں کسی اور لڑکے کی
پیشگوئی ہے بلکہ حضرت صاحب کی تمام تحریروں سے اظہر من الشمس ہے کہ سبز اشتہار
میں صرف ایک ہی ... بطور نمونہ ایک تحریر ہے سراج منیر صفحہ ...
پیشگوئی درج ہے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی گئی ... پیدا ہوگا۔
اور اس کا نام محمود رکھا جائیگا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے
سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور
ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا
ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔" حاشیہ "سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف
لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہوگیا۔" اور بھی حضرت صاحب کی تحریروں سے
صاف ظاہر ہے کہ ۲۰ فروری والا لڑکا وہی ہے جس کا سبز اشتہار میں ذکر ہے۔ ۲۰ فروری
والے اشتہار کو حضرت صاحب نے سبز اشتہار سے ہرگز الگ نہیں کیا ہے۔ ان امور
مذکورہ بالا باتوں کے تم خود بھی قائل ہو یہاں تک پہلی بات بھول گئے ہو دیکھو اپنے رسالہ
کا صفحہ ۳ سطر ۱ لکھتے ہو کہ حضرت مسیح موعود کی متعدد تحریروں سے ظاہر ہے میاں
محمود احمد صاحب کی پیدائش کو آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار والی پیشگوئی
اور سبز اشتہار کے مطابق قرار دیا ہے۔" اسی قسم کے الفاظ تم نے
کئی جگہ اور بھی اپنے رسالہ میں لکھے ہیں۔ پس یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ حضرت میاں
صاحب صرف صفحہ ۱۰ کے مصداق ہیں۔ اور یہ بھی ہم نے کافی طور سے پیچھے ثابت
کر دیا ہے کہ ۲۰ فروری والا اشتہار اور سبز اشتہار مصلح موعود کے لئے ہیں۔
اور تمہاری دوسری بات کہ اجتہاد حجت نہیں اس سے ظاہر ہے کہ تم خود بھی

منسوبات کو اور سبز اشتہار کو مصلح موعود کے لئے سمجھتے ہو۔ کیونکہ اگر تمہیں یقین ہوتا کہ منسو بکسی اور شخص کے لئے ہے اور مصلح موعود کے لئے نہیں تو تمہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ اجتہاد حجت نہیں۔ ایسے ہی کلمات تمہارے منہ سے اور کئی جگہ بھی رسالہ میں نکل چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم دل میں محسوس کرتے ہو کہ حضرت صاحب تعیین کر چکے ہیں اور تم اسکو اجتہاد کہکر انکار کرنا چاہتے ہو اگرچہ اجتہاد بھی ہو تو کیا سوائے اسلم کے نبی کی کسی بات کو قابل اتباع نہ سمجھنا .... جائز ہے؟

دیکھو حضرت صاحب اپنی اطاعت وتابعداری کی نسبت کیا فرماتے ہیں تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰ "جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اسلئے آسمان پر اسکی عزت نہیں۔" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰ "وہ مکالمات الہیہ میں سے مجھے مشرف کیا گیا .... قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ .... انکو کہدے کہ اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔" ملخصاً۔ یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم **کامل طور پر** پیرو ہو جاؤ اور تم میں **ایک ذرہ مخالفت** باقی نہ رہے۔"

لیکن یاد رکھو کہ یہ عجیب امر ہے کہ بکرات و مرات حضرت صاحب نے اسکی تو تشریح فرمائی ہے اور حقیقۃ الوحی اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں حضرت اقدس نے اسکو پیشگوئی ٹھہرا کر اپنی صداقت کا نشان بتایا ہے اور خلق اللہ پر حجت قائم کی ہے مگر تم کہتے ہو

کہ یہ حجت نہیں۔ گویا تم نہایت دلیری سے ایک نشان کی جسکو حضرت مسیح موعود نے اپنی
صداقت کا گواہ بیان فرمایا ہے تکذیب کرتے ہو۔

اور علاوہ اسکے حضرت اقدس سراج منیر کے صفحہ ۳۴ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا **وعدہ** تھا سو محمود پیدا
ہو گیا۔" یعنے سبز اشتہار والے لڑکے کی نسبت **وعدہ الٰہی یعنے الہام** تھا
کہ وہ بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا اور بشیر اول کے بعد دوسرا ہوگا سو وہ یہی
محمود ہے جو ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو چکا ہے۔

یہاں سے ثابت ہے کہ حضرت صاحب نے میاں صاحب کی تعیین اجتہاد
سے نہیں کی بلکہ وعدہ الٰہی یعنے الہام کے مطابق کی ہے اور ہم نے نشانِ فضل
میں اچھی طرح کھول کر اس الہامی تعیین کو بیان کر دیا ہے۔

بالآخر ایک بات سنو۔ تمہارے نزدیک بھی حضرت میاں صاحب موعود لڑکوں
ہیں جیسا کہ تم اپنے رسالہ کے صفحہ ۴ سطر ۱۴ میں لکھتے ہو کہ "وہ اپنے دوسرے بھائیوں
اور بہنوں کی طرح . . . . موعود تو ہو سکتے ہیں کیونکہ انکی پیدائش کی نسبت
پیشگوئیاں ہیں۔" اور جب وہ موعود ہوئے تو اُن کی پیدائش سے پہلے انکی پیدائش متعلق
کی پیشگوئی کا الہام اور اشتہار ضرور ہونا چاہیئے۔ اور تم مانتے ہو کہ وہ ۱۰ر جولائی والا
اشتہار ہے جیسا کہ پھر تم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے یہاں صفحہ اور سطر بتانے کی
ضرورت نہیں۔ اب دیکھو ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء والے لڑکے کی نسبت یعنے حضرت
میاں صاحب کی نسبت جیسی تحریک قبل از پیدائش خدا تعالے نے کیا فرمایا ہے۔ دیکھو اشتہار
۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء صفحہ ۳ کا حاشیہ سطر اول لکھا ہے۔ "خدائے عزوجل نے جیسا
کہ اشتہار **دہم جولائی** ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے
لطف و کرم سے **وعدہ** دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا

جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ **وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا** وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے"۔

اب یا تو جیسا کہ ہم نے تمہارے رسالہ کا رد کر دیا ہے حضرت میاں صاحب کو مصلح موعود مان کر مخالفت چھوڑ دو اور واپس آؤ۔ یا پھر اپنے ہی مسلمات کی بنا پر حضرت میاں صاحب کو حضرت اقدس کا حسن و احسان میں نظیر اور اولوالعزم مان کر مخالفت چھوڑ دو اور واپس آؤ۔ یاد رکھو کہ حضرت میاں صاحب کا یہ دوسرا درجہ جسکو تمہیں اپنے ہی مسلمات کی بنا پر ماننا چاہیئے **مصلح موعود سے کچھ کم نہیں**۔ بلکہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء والے لڑکے کے مصلح موعود ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اسکی نسبت ایسے عظیم الشان الفاظ بولے گئے فقط قد فرغنا من ازالۃ الذب۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

(پیر) منظور محمد از قادیان دارالامان۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء
مطابق ۳۰ رمضان شریف ۱۳۳۲ھ

تشحیذ کا بقایا ادا کرو

جن احباب نے ابھی تک سال گذشتہ کی قیمت سالانہ ادا نہیں فرمائی - اور وی - پی بھی واپس کر دئے ہیں وہ مہربانی فرما کر توجہ فرمائیں اور چندہ سالانہ ادا کر کے حقوق العباد کی ادا سے فارغ ہوں - نیز ہمارے خوش معاملہ احباب تشحیذ کے خریدار بڑھا کر اجر جزیل حاصل کریں تشحیذ کا اصل حجم ۴۰ صفحے ہے ہم ۴۸ صفحے ماہوار کا رسالہ ٹھیک وقت پر پیش کرتے ہیں اور کسی مہینے بجائے ۴۸ صفحے کے ۵۶ صفحے کا رسالہ دیتے ہیں بلکہ یہ رسالہ ۶۴ صفحے پر ہے اور جو مضمون اس میں شائع ہوتا ہے وہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر علیحدہ کتابی صورت میں ہو تو ناظرین تشحیذ کو قیمتاً خریدنا پڑے ہم اپنی طرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ میٹریل پیشکش احباب کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ احباب بھی کسی قسم کا انقباض نہ فرمائیں

(مینیجر)

ختم نبوت کی حقیقت

مصنفہ منشی محمد دین صاحب شملوی - نبوت کے مسئلے کو خوب واضح کیا ہے تمام احادیث کا جواب دیا ہے جو حضرت مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کے متعلق پیش کی جاتی ہیں ۸/ قیمت ملنے کا پتہ الحق دہلی

سناء مکی

یہ رسالہ اپنے عجیب وغریب نام کی طرح عجیب وغریب مضامین پر مشتمل ہے اس میں بعض خطرناک قومی امراض مسلمانوں کا عملی علاج ہے ملنے کا پتہ مینیجر احمدیہ لیشن ایجنسی کوچہ گشتی دہلی

چمکار مهدی

تائید سلسلہ پنجابی نظم ۱/

چمکار محمدی

سوانح عمری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پنجابی منظوم ۸/ ۸/
حضرت فضل عمر اسکے متعلق سفارش فرماتے ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

مجرب

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیرہ برس کی آزمودہ دوائیوں کا اشتہار

فصلی بخار و ڈھال کی دوا

ایک دو دن ہی خوراک کے استعمال سے بخار اچھا ہو جاتا ہے

فصلی بخار و ڈھال کی دوا

یہ تلی کو فوراً گلا دیتی ہے

فصلی بخار و ڈھال کی دوا

یہ خون کو [illegible] کرتی ہے اور [illegible] خرابی کو دور کرتی ہے

فصلی بخار ڈھال کی دوا کی قیمت

شیشی کلاں ۱۲ [illegible] شیشی خورد [illegible]

محصول ڈاک ۹ [illegible] محصول ڈاک [illegible]

کف اور کھانسی کی دوا

پرانی کھانسی کو دور کرتی ہے

کف اور کھانسی کی دوا

دمہ میں خوراک پینے سے [illegible] کم ہو کر آرام دیتی ہے

کف اور کھانسی کی دوا

یہ ضعیف سر چھاتی کو [illegible] فائدہ پہنچاتی ہے

کف اور کھانسی کی دوا کی قیمت

شیشی کلاں [illegible] شیشی خورد [illegible]

محصول ڈاک [illegible] محصول ڈاک [illegible]

داد کا مرہم

ایک بار کے لگانے سے کھجلی کو مٹاتا ہے

داد کا مرہم

دو چار مرتبہ کے لگانے سے یکدم آرام کر دیتا ہے

داد کا مرہم

[illegible] آزمایا آپ [illegible] ہیں

داد کے مرہم کی ڈبیہ کی قیمت

فی ڈبیہ [illegible] محصول ڈاک ایک سے چھ تک [illegible]

پرانے تلی یا بخار کی گولیاں

ان گولیوں میں کونین نہیں ہے

پرانے تلی یا بخار کی گولیاں

جب [illegible] دوائیوں میں [illegible] آرام [illegible]

کوئی امید نہیں رہتی ہے تو ایسی حالت میں یہ

گولیاں [illegible] پہنچاتی ہیں

پرانے تلی و بخار

کے مستقل علاج کے لئے بڑی فہرست منگوا کر ملاحظہ فرمائیے

جملہ دوائیں [illegible] ملیں گی ورنہ [illegible] طلب کیجئے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

نام کتاب	قیمت
ترجمہ انگریزی حصہ اول	[illegible]
" " دوم	[illegible]
امۃ الحفیظ کی آمین	[illegible]
مجموعہ اعلانات حصہ اول (کشوف)	[illegible]
" " دوم	[illegible]
" " سوم	[illegible]
آثار مبارکہ	[illegible]
تفسیر القرآن مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب	[illegible]
دافع البلاء	[illegible]
صراط مستقیم	[illegible]
ہدیہ ثاقب	[illegible]
محسن سلیم	[illegible]
سر الشہادتین	[illegible]
بیانات دربارہ معاملات	[illegible]
کلام محمود	[illegible]
ضرورت زمانہ	[illegible]
محمد رسول اللہ	[illegible]
اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]
چولہ بابا نانک نمبر	[illegible]

نام کتاب	قیمت
معیار حق	[illegible]
عمدۃ الاحکام	[illegible]
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	[illegible]
الاسماء الحسنیٰ	[illegible]
الموعظۃ الحسنۃ	[illegible]
سلک مروارید حصہ اول	[illegible]
معجزات نورالدین حصہ اول	[illegible]
" " دوم	[illegible]
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۳	[illegible]
" " پ ۲۴	[illegible]
" " پ ۲۶	[illegible]
" " پ ۲۷	[illegible]
" " پ ۲۸	[illegible]
" " پ ۲۹	[illegible]
خطبات نور حصہ اول	[illegible]
" " دوم	[illegible]
کسر صلیب	[illegible]
مکتوبات احمدیہ حصہ اول	[illegible]
دوم	[illegible]
سوم	[illegible]

یہ سب کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں

رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

کچھ تشحیذ کی نسبت

معززناظرین کس طرح کوتاہی اور محنت کیساتھ عرصہ سے عمدہ ریڈنگ میٹریل ہم پہنچایا جاتا ہے میرا خیال ہے کہ جس قدر قیمتی رسالے تشحیذ میں مفت بیٹے گئے ہیں اگر علیحدہ شائع کئے جاتے تو مالی اعتبار سے کارخانہ تشحیذ فائدہ میں رہتا مگر خریداروں کی خاطرداری منظور ہے اسلئے اصل حجم سے بھی بیس بیس صفحے زائد کا رسالہ شائع کیا جاتا ہے آپ اس کے عوض میں اتنی مہربانی تو کریں کہ جس جس صاحب نے اس سال کی قیمت تا حال ادا نہیں کی اور وی پی بھی واپس کر چکے ہیں وہ اپنے ذمے کا بقایا ارسال فرما کر اس وقت تشحیذ کی امداد فرمائیں اور جو صاحب قیمت دے چکے ہیں۔ وہ ایک خریدار اور پیشگی دینے والا مہیا کردیں۔ تا کہ تشحیذ آگے سے زیادہ ترقی ہی کے ساتھ خدمت اسلام کر سکے میں امید کرتا ہوں۔ میری یہ درخواست رائیگاں نہ جائیگی اور اللہ تعالےٰ آپکے دلوں میں قبولیت ڈالدیگا۔

۲ – یہ تشحیذ ۱۰۴ صفحے کا ہے کیونکہ اس سے پہلا رسالہ ۴۰ صفحے یعنی ۱۶ صفحے زائد تھا اور موجودہ مالی حالت اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ زائد حجم پر رسالہ خود ہو سکے جو اوپر بتایا۔ باقی اور ایک خفیف ہے۔

المسلم لدھیانہ۔ مسلم الاسلام کے جو مشہور حمد جیل شاہی محمود اپنی مذہبی زندگی کی تحریک چھاپ رہے ہیں جو بہت مفید ہے احباب میں ایک سالانہ ہم یہ رسالہ جاری کرکے اطلاع کریں۔

اطلاع ضروری۔ اکتوبر کا رسالہ احباب کے نام وی پی ہوگا جنہوں نے تا حال چندہ سالانہ نہیں دیا۔ میجنا

احمد – یہ مضمون الگ بھی چھاپا گیا ہے۔ – رفیق رسالہ کے حساب سے احباب منگوا کر تقسیم کریں۔ – ملک محمد اسمٰعیل بنی کریم ۱۰/

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء

احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰٮۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَہُوَ یُدۡعٰۤی اِلَی الۡاِسۡلَامِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ؕ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۝ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ۝ (سورۃ الصف ع۱) ترجمہ: اور یاد کرو اس وقت کو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں اور

میں پورا کرنے والا ہوں اسکا جو مجھ سے پہلے تورات میں لکھا گیا تھا اور میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہوگا پس جب وہ ان کے پاس بینات لایا انہوں نے کہدیا کہ یہ تو فریب ہے کھلا کھلا۔ اور کون زیادہ ظالم ہو سکتا ہے اس سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے۔ حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ظالموں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو اس نور کو پورا کریگا گو کافر ناپسند ہی کریں وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اسے کل ادیان پر غالب کردے گو کہ مشرک ناپسند ہی کریں۔

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰے نے ایک رسول کی پیشگوئی کی ہے جو انکے بعد آئیگا اور جس کی لوگ مخالفت کرینگے اور باوجود لوگوں کی مخالفت کے آخرکار سب کفار پر غالب آئیگا اس رسول کا نام احمد ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ احمد کون ہے؟

ظاہر ہے کہ ہر شخص اس بات کو سن کر یہی جواب دیگا کہ وہ احمد ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو حضرت عیسٰی کے بعد ہوئے اور جنکی پیشگوئی انجیل میں موجود ہے اور آپکے سوا کون مستحق ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسٰی کی اس پیشگوئی کا مستحق ہو۔

رسول کریم سے زیادہ تعریف کا مستحق نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا آپ محمد تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج تیرہ سو سال گزر گئے ہیں کہ کروڑوں انسان بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ اربوں انسان ایسے گزرے ہیں۔ جو آپ پر اپنی جان قربان کر دینا ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ اور اسوقت بھی ایسے انسان موجود ہیں کہ جو آپکے عشق میں اپنی جان دینا ایک عظیم الشان برکت تصور کرتے ہیں اور آپکے دین کی اشاعت کے لئے اپنی ہر ایک پیاری سے پیاری شے کو قربان کر دینا باعث فخر جانتے ہیں۔ وبفضل اللہ تعالیٰ انا واحد منہم ان شاء اللہ آپکی

تعریف کرتے کرتے لوگوں کی زبانیں گھس گئیں۔ نظم و نثر کی کوئی صنف نہیں کہ جس میں آنحضور فداہ نفسی کی نعت و مدح نہ بیان کی گئی ہو۔ تقریر و تحریر کی کوئی طرز نہیں جس میں آپ کے محامد بیان کئے گئے ہوں مگر پھر بھی سیرابی عشق کے دل ابھی تشنہ لبی سے آزاد نہیں ہوئے اور جس قدر کوئی آپ کے محامد پر غور کرتا ہے آپکا عشق اسکے دل میں بڑھتا ہی جاتا ہے پس آپ محمد تھے۔ اور آپ سے بڑھکر کوئی محمد نہیں ہوا۔ بندوں نے بھی آپکی تعریفیں کیں اور خدا نے بھی آپکی حمد کی ہے

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ✦ گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

یہ ایک عاشق کے خیالات کا نقشہ ہے جو اس نے رسول کریم سے اپنی محبت کے اظہار کے لئے بیان کئے ہیں۔

جو محبت آپکو خدا سے تھی اور جسقدر آپ اسکی محبت کے نشہ میں چور تھے۔ اسکا اندازہ کرنا بھی کسی انسان کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ اس عشق کے درجہ کو کسی نے پایا ہو تو وہ اسکی کیفیت بیان کر سکے وہ بھی دور ہے کیونکہ اسکا احاطہ ہو سکتا ہے۔ جس جس رنگ میں خدا تعالے کی حمد کا اظہار آنحضرت نے فرمایا ہے اور جس جس طریق سے اسکے جلال کو دنیا میں قائم کیا ہے اسکی نظیر اور کسی انسان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی پھر آپ سے بڑھکر احمد کہلانے کا مستحق کون ہو سکتا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ محمد تھے۔ اور آپ سے بڑا محمد نہ کوئی پہلے گزرا ہے نہ اب موجود ہے نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپ احمد تھے اور آپ سے بڑا احمد نہ آپ سے پہلے کوئی ہوا اور نہ آپ کے بعد ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ آپ احمد بھی تھے محمد بھی تھے کیونکہ آپ میں جمال و جلال دونوں بدرجہ کمال موجود تھے اور آپ ان دونوں صفات کے جامع تھے۔

آپ کی اُمت میں کبھی جمال کے کبھی جلال کے مظہر پیدا ہونے تھے۔ اسلئے ضروری تھا کہ آپ احمد بھی ہوتے اور محمد بھی۔ کیونکہ آپکے خدام وہی مدارج حاصل کر سکتے ہیں جو آپکو حاصل ہو چکے ہوں کیونکہ آپ اُستاد تھے اور آپ کی سب اُمت آپکی شاگرد اور آپ کے باغ کی خوشہ چین ہے پس ضرور تھا کہ آپ ہر رنگ میں کامل ہوں تا کامل انسان آپکی تعلیم سے پیدا ہو سکیں آپکو پہلے سب انبیاء پر یہی فضیلت ہے۔ اور وہ دو قسم کے تھے مرتبہ احمدیت رکھنے والے اور مرتبہ محمدیت رکھنے والے پس ضرور تھا کہ رسول کریم ان دونوں مراتب کو طے کرتے اور تمام پہلے انبیاء سے اسمیں فضیلت لیجاتے۔

لیکن باوجود اسبات کے کہ آپ محمدیت اور احمدیت کے جامع تھے یہ سوال قائم رہتا ہے کہ کیا اس آیت میں جس احمد کا ذکر ہے وہ رسول کریم ہی تھے یا کوئی اور رسول ہے جس کو حضرت عیسٰی ابن مریم نے احمد کے نام سے یاد کیا ہے۔ کیونکہ باوجود اسکے کہ آپ جامع محمدیت و احمدیت تھے پھر بھی ممکن ہے کہ احمد سے مراد کوئی اور احمد ہو۔ اور گو رسول کریم بھی اس پیشگوئی کے مصداق ہوں مگر اپنے نام کے لحاظ سے کوئی اور انسان بھی اس پیشگوئی کا پورا کرنے والا ہو۔

پہلا سوال تو یہ ہے کہ آیا انجیل میں رسول کریم کی کوئی پیشگوئی ہے بھی یا نہیں اسکے جواب کے لئے ہمیں زیادہ تحقیقات کی کچھ ضرورت نہیں۔ انجیل میں حضرت عیسٰے صریح طور پر رسول کریم کی پیشگوئی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

"میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتاویگی اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن جو کچھ وہ سنیگی سو کہیگی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بزرگی کریگی اسلئے کہ وہ میری چیزوں سے پاویگی اور تمہیں دکھاویگی"

(یوحنا باب ۱۶)

لیکن اس سوال کے حل ہونے سے بھی ابھی یہ آیت حل نہیں ہوتی کیونکہ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک نبی آئیگا اور اسکی فلاں فلاں نشانیاں ہونگی اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ اسکا نام احمد ہوگا۔ اور اگر یہ ثابت بھی ہوجائے کہ اسکا نام احمد ہی ہوگا تو دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا رسول کریم کا نام واقعہ میں احمد تھا۔

ہم پہلے سوال کا جواب تو بعد میں دینگے پہلے دوسرے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ کیا رسول کریم کا نام واقعہ میں احمد تھا۔ ہم نے پہلے اقرار کیا ہے کہ صفات کے لحاظ سے تو رسول کریم احمد تھے بلکہ صرف احمد ہی نہ تھے بلکہ ایسے احمد تھے کہ آپ سے بڑا احمد نہ ہوا ہوگا۔ لیکن اسجگہ یہ سوال ہے کہ کیا آپ کا نام بھی احمد تھا یا نہیں۔ اگر آپ کا نام واقعہ میں احمد تھا تو پھر پہلے سوال کے حل ہونے کے بعد اس آیت پر غور کرنیکا موقعہ ہوگا۔ لیکن اگر آپکا نام ہی احمد ثابت نہ ہو تو پھر نئے سرے سے انجیل کی پیشگوئی اور آیت قرآنی کے معنی کرنے ہونگے۔

پس باوجود آپکو احمد ماننے کے آپکے نام کے دریافت کرنے کی یہ حاجت پیش آئی ہے کہ باوجود اسکے کہ ایک انسان کسی نیک صفت سے متصف ہو لیکن پھر بھی اگر اس صفت سے کوئی کسی کو پکارے تو اول یہ دیکھا جائیگا کہ آیا اس نام کا بھی کوئی شخص ہے یا نہیں۔ مثلاً عبدالرحمن کے معنے ہیں جو خدا کا بندہ ہو معنوں کے لحاظ سے تو نیک اور پاک لوگ جو مقام محبوبیت کو پہنچے ہوئے ہوں اس نام سے پکارے جانیکے مستحق ہیں لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہو اسکا چال چلن اچھا نہیں مگر اسکا نام عبدالرحمن ہے تو جب کوئی عبدالرحمن کہکر پکاریگا تو اس سے مراد وہ عبدالرحمن ہوگا جس کا نام عبدالرحمن ہے نہ وہ جو معنی کے عبدالرحمن ہے۔ یا اگر دو انسان ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہوں اور ایک کا نام شجاع ہو تو جب کوئی شجاع کہکر آواز دیگا تو گو دوسرا اس سے زیادہ ہی شجاع ہو مگر جواب وہی دیگا جسکا نام شجاع ہے گو وہ اصل میں بزدل ہی ہو۔ پس اس آیت پر غور کرنے سے پہلے اس سوال کو حل کرنا بھی

نہایت ضروری ہوگا کہ آیا رسول کریم کا نام احمد تھا بھی کہ نہیں۔

اس سوال کے حل کرنے کے لئے اول تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے والدین نے آپکا کیا نام رکھا تھا۔

کامل ابن اثیر کی جلد دوم میں لکھا ہے کہ اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد۔ رسول کریم کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور بخاری میں جہاں آپ کے نام محمد و احمد آئے ہیں۔ وہاں اسی کے ساتھ اسی حدیث میں ماحی اور حاشر بھی آپکے اسماء آئے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بطور صفات آپکے اسماء کا ذکر ہے نہ کہ اصل نام کے طور پر۔

اسی طرح جو تاریخ کھولکر دیکھو۔ اس میں آپکا نسب اسی طرح لکھا ہے کہ محمد بن عبداللہ پس معلوم ہوا کہ آپکی والدہ اور آپکے دادا نے تو آپکا نام محمد ہی رکھا تھا صلی اللہ علیہ وسلم پھر جب آپکا نام ہی احمد نہ تھا تو گو آپ صفت احمدیت کے لحاظ سے اس پیشگوئی کے مصداق ہوں مگر کوئی اور احمد بھی تلاش کرنا پڑیگا جس کا نام ہی احمد ہو۔

ایک اور طریق سے بھی اس بات کا فیصلہ ہو سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ قرآن شریف میں آپکو ہر جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہکر ہی پکارا گیا ہے۔

کلمہ شہادت میں بھی آپکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

صحابہ بھی آپ کو محمد کہکر پکارتے تھے اور دوسرے لوگ بھی آپکو اسی نام سے یاد کرتے تھے۔

درود میں بھی آپکو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

آپ خود ہی اپنے آپکو اسی نام سے پکارتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اقرار کرتے تھے۔ اور پھر اکثر دعاؤں میں بھی آپکو اسی نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

ان تمام شہادتوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آپکا نام محمد ہی تھا صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد صرف بوجہ احمدیت کے حصول کیوجہ سے کہے جاتے تھے۔ جیسے کہ اکثر آدمیوں کا نام ایک ہی ہوتا ہے لیکن وہ اپنی مختلف صفات کی وجہ سے کئی اچھے یا بُرے ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ رسول کریم تمام انسانی کمالات کے جامع تھے جن سے انسان ممتاز ہے اسلئے ہر ایک صفت نیک سے آپ موصوف تھے۔

اس بات کے ثابت کرنے کے بعد کہ آنحضرت کا نام محمد تھا میں اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انجیل میں کہیں احمد کے لفظ کے ساتھ کسی رسول کی پیشگوئی نہیں کی گئی بلکہ تو وہاں یا فارقلیط کہکر رسول کریم کی پیشگوئی کی گئی ہے یا اپنے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی مذکورہ بالا آیت میں تو صاف طور سے بتایا گیا ہے کہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔ پھر اس آیت کے کیا معنے ہونگے۔ اگر انجیل میں کسی احمد کی خبر ہی نہیں۔ تو یہ بات نعوذ باللہ غلط ہوجائے گی۔ اور خدا کا کلام تو غلطیوں سے پاک ہے۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ انجیل میں تو کسی احمد کا ذکر ہی نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں اسکا ذکر کردیا۔ عالم الغیب ہستی سے تو یہ غلطی ہو نہیں سکتی۔ پھر اسکے کیا معنے ہونگے؟

اسکے دو جواب ہیں۔

اول۔ تو یہ کہ ہم انجیل کو محرف و مبدل مانتے ہیں اور کبھی اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ وہ بکلی طور سے انسانی دستبرد سے پاک ہے اور لوگ نے اس میں

کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں۔ خود انجیل سے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ بہت کچھ اصلاح یافتہ ہیں۔ اول تو کوئی انجیل سوائے مسیح کی انجیل موجود کہلاتی ہی نہیں پھر جو انجیلیں موجود ہیں وہ خود ایک دوسری سے مختلف ہیں۔ تیسرے ہر ایک انجیل خود اپنے اندر بھی بہت سے اختلافات رکھتی ہے پس ہم ذمہ وار نہیں ہیں کہ ضرور ان اناجیل کے الفاظ کا تتبع کریں۔ بلکہ ہمارے لئے وہی بات یقینی اور سچی ہے جو قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اور اگر قرآن شریف بیان فرماتا ہے کہ کسی احمد کی پیشگوئی حضرت عیسٰے نے کی تھی تو یہ شہادت انجیل کے تمام بیانات کو رد کرنے کے لئے کافی ہے خصوصاً اگر کوئی احمد ایسا مل جائے جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو تو پھر تو کسی کو گنجائش انکار نہیں ہو سکتی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہمیں عربی زبان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ آیا جو پیشگوئی انجیل میں لکھی ہے اسکا اگر عربی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو کیا کسی صورت میں احمد کا لفظ نکل آتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ جب ہم عربی زبان کے محاورات کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے العود احمد دوبارہ آنا احمد کہلاتا ہے۔

حضرت مسیح نے دو پیشگوئیاں کی ہیں۔ ایک اپنی دوبارہ آمد کی اور ایک رسول کریم کی۔ رسول کریم کی نسبت جو پیشگوئی ہے اس میں ذکر ہے کہ میرا جانا آپ کے آنے کی ایک شرط ہے اور آپ کی بعثت کو آپ نے اپنی دوبارہ آمد نہیں قرار دیا ہے بلکہ بتایا ہے کہ رسول کریم کی بعثت کے بعد میں پھر دوبارہ آؤنگا۔ پس اس عربی کے محاورہ کے بموجب کہ العود احمد ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰے نے جو اپنی دوبارہ آمد کا ذکر کیا ہے اسی کا ذکر قرآن شریف نے احمد کے نام سے کیا ہے کیونکہ عود کو عربی زبان میں احمد کہتے ہیں۔ پس حضرت عیسٰے کی آمد ثانی کا نام احمد ہوگا۔ اور مذکورہ بالا آیت میں اسی پیشگوئی

کا ذکر ہے۔ جس میں حضرت عیسےٰ نے اپنی دعا و آمد کا ذکر کیا ہے۔

اب اس بات کے ثابت کر چکنے کے بعد کہ آنحضرت فداہ ابی و امی کا نام احمد تھا۔ گو آپکو احمدیت کا استعمالی درجہ حاصل تھا اور یہ بات ثابت کر چکنے کے بعد کہ عربی زبان میں محمد کو احمد کہتے ہیں۔ اس لئے انجیل سے بھی یہ پیشگوئی ثابت ہے گو ہم انجیل کی تصدیق کے محتاج نہیں۔ اب اس آیت پر کچھ تحریر کرنا چاہتا ہوں کہ اس آیت سے خود ثابت ہے کہ وہ احمد جس کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ رسول کریم نہیں۔ بلکہ آپکی امت کا کوئی خلیفہ و امام ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے رسول کے نام سے یاد کیا ہے۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کی پیشگوئی ہے۔ اور یہی انجیل سے پہلے ثابت کر آیا ہوں۔

پہلی بات جو اس آیت میں قابل غور ہے یہ ہے کہ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین سے کون مراد ہے؟ کیا اس کی یہ مراد ہو سکتی ہے کہ رسول کریم تو سچا نبی ہے اور مسیح کی پیشگوئی کے ماتحت آیا ہے۔ پھر تم اسے جھوٹا کیونکر کہہ سکتے ہو جھوٹے سے زیادہ تو ظالم کوئی نہیں ہوگا۔ پھر اگر باوجود اسلام کی طرف بلائے جانے کے یہ جھوٹ بولتا ہے (نعوذ باللہ) تو پھر یہ ترقی کیوں کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ تو ظالموں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں وہ علامتیں ایسی بیان کی گئی ہیں۔ جو رسول کریم میں نہیں پائی جاتیں۔

۱۔ ایک بات تو یہ بتائی گئی ہے کہ وہ مدعی نبوت ہے اور لوگوں کے خیال میں جھوٹا ہے۔

۲۔ یہ ہے کہ نہ صرف وہ جھوٹا ہے اور مدعی نبوت ہے بلکہ جس وقت اس نے دعویٰ کیا ہے۔ اس وقت کوئی سچا مذہب بجز اسلام کے نام سے پکارا جاتا ہے اور لوگ اس کی

نبوت کو کہتے ہیں کہ تو اسلام میں داخل ہو جا۔ لیکن وہ باوجود اسلام کی طرف بلایا جانے کے اپنے دعوے پر قائم ہے۔

پہلی بات تو رسول کریم میں پائی جاتی ہے۔ کہ آپ نبی تھے اسلئے آپ کے مخالفین کو کہا جا سکتا تھا کہ اگر نعوذ باللہ آپ مفتری ہیں۔ اور خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اپنی طرف سے کہتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو زندہ رکھا ہے اور ہلاک نہیں کرتا حالانکہ واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔

لیکن دوسری شرط آپ میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف وہ دعوے نبوت کرتا ہے بلکہ وہ یدعیٰ الی الاسلام۔ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم نے جس وقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اسوقت کوئی مذہب ایسا نہ تھا جو اسلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہو۔ اور جس کے پیرو آپکو کہتے ہوں کہ آپ اسلام میں شامل ہو جائیں بلکہ کوئی مذہب نصرانیت کوئی یہودیت کوئی شرک کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ایک مذہب بھی ایسا نہ تھا۔ جس کے پیرو اپنے آپ کو مسلم کہتے ہوں اور جس مذہب کا نام اسلام ہو۔ پس رسول کریم کی نسبت یا آپکے زمانہ میں کسی نبی کو نہیں کہا جا سکتا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے اور خصوصاً کوئی صورت میں جب وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے کیونکہ اسوقت کوئی مذہب اسلام موجود نہ تھا۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے یہ ماننا پڑیگا کہ وہ بات کسی ایسے رسول کے حق میں ہو سکتی ہے جو رسول کریم کے بعد آئے اسوقت کے مسلمان اسے کہیں کہ تو مسلمان ہو جا۔ یہ کیا کفر بکتا ہے کہ میں رسول ہوں تو ان لوگوں کو وہ یہ جواب دے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو پھر تو بڑا ظالم ہے۔ اور ظالم تو کامیاب نہیں ہوتے۔ اور یہ تو کامیاب ہو جاتا ہے۔

پس یہاں الاسلام کے ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ایک انسان تو ایسا ہوتا ہے

جس کو نبی کا علم ہی نہیں ہوا۔ وہ کسی قدر معذور ہو سکتا ہے۔ لیکن جس شخص کے سامنے نبی موجود ہو اور حق کی طرف اسے بلایا جائے اور پھر وہ جھوٹا دعوے کرے تو وہ نہایت سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اگر وہ مدعی نبوت جھوٹا دعوے کرتا ہے اور پھر ایسے حال میں کرتا ہے کہ حق اسکے سامنے موجود ہے اور لوگ اسے اسلام کی طرف پکارتے ہیں۔ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہو سکتا ہے لیکن ظالم تو ہدایت نہیں پا سکتے یہ تو ہدایت پا سکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کہا جائے کہ اسلام سے مراد کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام سے موسوم ہو بلکہ قرآن شریف نے پہلے مذاہب کا نام بھی اسلام ہی رکھا ہے پس ہو سکتا ہے کہ یدعی الی الاسلام سے یہ مراد ہو کہ پہلے مذاہب کے پیرو آپکو اپنے مذاہب کی طرف بلاتے ہیں لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ قرآن شریف نے اسلام کے سوا جسقدر مذاہب اس وقت موجود تھے۔ انکا نام اسلام نہیں رکھا گیا بلکہ حضرت ابراہیم موسیٰ مسیح وغیرہم جس قدر انبیاء گزرے ہیں۔ انکے سچے متبعین کو مسلم کہا گیا ہے نہ کہ ان خلفوں کو جو رسول کریم کے زمانہ میں پائے جاتے تھے۔ اگر ان مذاہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے تو پھر ماننا پڑیگا کہ وہ سچے مذاہب تھے۔ لیکن یہ غلط ہے وہ سب مذاہب بگڑ چکے تھے اسلئے انہیں اسلام نہیں کہا جا سکتا تھا۔ پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے رسول کریم مراد نہیں ہو سکتے بلکہ آپکے بعد آنیوالا کوئی شخص ہے جبکہ اسوقت کے حقیقت سے دور پڑے ہوئے مسلمان اسلام کی طرف بلائینگے اور کہینگے کہ یہ شخص کافر ہے۔ ہم اسلام میں داخل ہیں اللہ تعالے انکے دعوے کی تکذیب کرتا ہے۔

دوسری صورت اس آیت کی تفسیر کی یہ ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ یہ آیت کفار کی بابت ہے . . . . کہ تم سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے کہ تم رسالت کے منکر ہو اور ہمارا رسول تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ مگر اسے قبول نہیں کرتے۔

لیکن یہ صورت بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے۔ اور مفتری اسے کہتے ہیں کہ جو کوئی دعوے کرے۔ اور اسے قطعاً نہیں کہتے کہ جو کسی دعوے کا انکار کرے۔ اور اگر انکار کا نام دعویٰ رکھا جائے۔ تو پھر دنیا میں سب مدعی بن جائینگے منکر کوئی رہیگا نہیں۔ حالانکہ یہ عقل کے صریح خلاف ہے۔ ہر بات کا ایک مدعی ہوتا ہے۔ ایک منکر اور انکار کرنیوالا مدعی نہیں کہلا سکتا۔ پس کفار اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا اس آیت میں کوئی دعویٰ بیان نہیں کیا گیا۔ گو بعض مفسرین نے انکے بعض دعاوی بیان کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ کہتے تھے کہ خدا کے شریک ہیں۔ لیکن ان دعاوی کا اسجگہ کوئی ذکر نہیں۔ اسجگہ تو انکا انکار ہی بیان ہوا ہے کہ جب ہمارا نبی آیا۔ تو انہوں نے کہدیا کہ یہ تو ایک جھوٹا انسان ہے اور باتیں بناتا ہے پس انکو مدعی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ منکر کہلا سکتے ہیں۔ قرآن شریف میں یہ آیت بہت جگہ آتی ہے۔ اور ہر جگہ مدعیوں کے حق میں آئی ہے۔ منکر کے حق میں یہ الفاظ قرآن شریف نے استعمال نہیں کئے۔ اگر کفار کے حق میں بھی ہے تو کسی دعوے کی طرف ضرور اشارہ کیا گیا ہے۔ پس کفار کے حق میں بھی یہ آیت نہیں ہو سکتی۔ اور بہر حال ماننا پڑیگا۔ کہ کسی مدعی رسالت کی نسبت ہے جو رسول کریم کے بعد آئے گا۔ اور اسکا نام احمد ہوگا۔ اسے اس وقت کے لوگ کہینگے تو اگر مسلمانوں میں شامل ہو لیکن وہ مجرم ہونگے حقیقی اسلام اُسی کے پاس ہوگا۔

خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یعنی باوجود مخالفت کے ہم اسے بڑھائینگے۔ اور گو لوگ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے اس خدا کے نور کو بجھانا چاہینگے

لیکن اللہ تعالے اس موعود کے کفار کو اپنی مخالفت میں ناکام کردیگا۔ اور وہ کامیاب نہ ہو سکینگے۔ اس آیت سے بھی چار باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اول۔ تو یہ کہ اس موعود کی سخت مخالفت ہوگی۔ اور لوگ اسے مٹا دینا چاہینگے

دوم۔ یہ کہ وہ مخالفت تلوار یا بذریعہ جنگ نہ ہوگی۔ بلکہ لوگ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے اُسکے نور کو بجھانا چاہینگے۔

سوم۔ یہ کہ وہ مخالفت میں ناکام رہیں گے۔ اور اللہ تعالے اُنکو خائب و خاسر کریگا

چہارم۔ یہ کہ اس موعود کا وقت اتمام نور کا وقت ہوگا۔

ان نتائج سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم اس آیت سے مراد نہیں ہوسکتے کیونکہ گو رسول کریم کی مخالفت بھی ہوئی اور آخر میں کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن آنحضرت کے مخالف صرف فتووں سے کام نہ لیتے تھے بلکہ تلوار کے زور سے آپکے نور کو مٹانا چاہتے تھے۔ اور بعض میں ایسے بڑھ گئے تھے کہ گالیوں اور فتووں کے علاوہ تلوار اور تیر و تفنگ سے آپکو تکلیف دیتے تھے۔ اور یہ کوئی ایسا موعود ہے جس کی مخالفت تو ہوگی۔ لیکن لوگ کسی نہ کسی وجہ سے تلوار سے اسکا مقابلہ نہ کرینگے۔

دوم۔ رسول کریم کا وقت نور کی ابتدا کا وقت تھا۔ اور اللہ تعالے نے اسلام کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اس شجرہ نے بڑھتے بڑھتے بہت بڑی ترقی کرنی تھی۔ پس یہ کوئی ایسا شخص ہے جو آپکے بعد آئے اور آپکے آخری خلفاء میں سے ہو۔

آخری حصہ ان آیات کا یہ ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ اس میں خدا تعالے فرماتا ہے کہ اس موعود کے زمانہ میں دین حق کو دیگر تمام ادیان پر غلبہ دیا جائیگا۔ اور اسکی نسبت بھی کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آخری زمانہ اسلام میں ہوگا کیونکہ اسوقت کل ادیان کا اظہار ہو جائیگا۔

پس یہ تمام دلائل صاف کر دیتی ہیں کہ ان آیات سے رسول کریمؐ مراد نہیں ہیں بلکہ کوئی ایسا شخص مراد ہے کہ جو آپ کے بعد آپ کے خلفاء میں سے ہوگا کیونکہ آپ کے بعد کوئی شخص براہ راست نورِ رسالت چھوڑ کر نور ایمان بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

انجیل کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے صرف دو شخصوں کی نسبت پیشگوئی کی ہے ایک تو رسول کریمؐ کی نسبت اور ایک اپنی دوبارہ آمد کی نسبت۔ پس جب یہ آیت رسول کریمؐ کے بعد کسی اور انسان کی نسبت ہے تو صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود کی نسبت ہے اور جس قدر دلائل پہلے بیان کئے گئے ہیں وہ سب مسیح موعود پر چسپاں بھی ہو جاتے ہیں یعنی اسکی آمد مسیح کی دوبارہ آمد قرار دی گئی ہے۔

۱۔ اور چونکہ عود کو احمد کہتے ہیں اسلئے مسیح موعود احمد کے ماتحت احمد کہا گیا۔

۲۔ وہ اسلام میں آیا اور اسکے زمانہ میں ایک جماعت ایسی موجود ہے جس نے اسکے دعوے کے وقت کہا کہ تو کافر ہے اسلام کی طرف آ اور اس نے ان لوگوں کو یہی جواب دیا کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ اور تم اپنے خیال میں مجھے اسلام کی طرف بلاتے ہو تو مجھ سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے اور ظالم تو ہدایت نہیں پاتے پھر میں ترقی کیوں کر رہا ہوں۔

۳۔ اسکا مقابلہ تلواروں سے نہیں بلکہ زبان سے کیا گیا۔ اور اسکے مخالفین نے چاہا کہ اسے فتووں کے ذریعے تباہ کر دیں لیکن ناکام رہے۔

۴۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ وہ قوم کیونکر تباہ ہو سکتی ہے جس کے اوّل میں میں اور آخر میں مسیح موعود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام نور مسیح موعود کے وقت ہوگا یعنی اسکے زمانہ میں اسلام اپنی آخری حد کمال کو پہنچ جائیگا۔ ورنہ اس سے یہ مراد نہیں کہ رسول کریمؐ کے نور میں کچھ کسر تھی جسے مسیح آکر پورا کریگا۔ بلکہ مسیح تو رسول کریمؐ کے باغ کا ایک خوشہ چین ہے وہ رسول کریمؐ کے نور کو کیونکر پورا کر سکتا ہے۔ رسول کریمؐ کا نور تو پورا ہو چکا اور آپ سے بڑھ کر کیا آپ کا ہم پلہ بھی کوئی آدمی اب پیدا نہیں ہوگا پس یہی مطلب ہے

کہ اسلام کو اسکی انتہائی ترقی پر پہنچائیگا۔

۵۔ اس بات پر قریباً تمام مفسرین متفق ہیں کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا زمانہ مسیح کا زمانہ ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کی ہے۔

مفسرین کی تائید قرآن شریف بھی کرتا ہے کیونکہ یہ آیت قرآن شریف میں تین جگہ پر آئی ہے۔ سورہ توبہ آیت ۳۳ میں سورہ فتح آیت ۲۸ اور ایک اسی سورۃ میں اور تینوں جگہ مسیح کا ذکر ہے۔ سورہ توبہ اور صف میں تو صاف طور سے پہلے مسیح کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد از اں یہ آیت ہے اور سورہ فتح میں اس آیت کے ذکر کے بعد انجیل کی ایک پیشگوئی کا ذکر ہے گویا تینوں جگہ مسیح کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ تب ہی اسکے ساتھ مسیح کا ذکر کیا جاتا ہے سبحان الملک القدوس اس نے اپنے کلام میں کیسی کیسی حکمتیں مخفی رکھی ہیں جو اپنے وقت پر کھلتی ہیں۔

اب ان دلائل قطعیہ سے ثابت کرنیکے بعد کہ یہ مسیح موعود کی پیشگوئی ہے ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کا نام بھی احمد ہے۔

ا۔ آپ کے والدین نے آپکا نام احمد رکھا۔ غلام صرف خاندانی رواج میں سے ہے۔ اسکے ثبوت یہ ہیں۔

ا۔ آپکے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا آپکے چچا کا نام غلام محی الدین تھا پس غلام کا ہم ایک خاندانی علامت تھی ورنہ اصل نام احمد تھا۔ پھر قرآن مجید میں فبشرنٰہ بغلام حلیم۔ الذّبیحی آیات میں غلام کا لفظ ہے پس غلام احمد سے مراد ہے کہ محمدی گھرانے کا فرزند جو احمد کے نام سے آئیوالا تھا (۲) غلام کے معنے خادم کے لئے جائیں تو بھی جاننا چاہئیے کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ کی امت میں نبوت کے درجہ پر فائز ہوگا۔ وہ آپ کی غلامی سے ہوگا۔

۲۔ آپ کے والد صاحب نے آپکے نام پر ایک گاؤں بسایا تھا۔ اسکا نام احمد آباد رکھا

نہ کہ غلام احمد آپ کو معلوم تھا کہ انہوں نے آپکا نام احمد ہی رکھا تھا۔

۳۔ آپ نے اپنی اولاد کے ناموں میں اپنا نام داخل کیا اور وہ احمد ہی ہے۔ جیسے سلطان احمد۔ فضل احمد۔ بشیر احمد۔ محمود احمد۔ بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارک احمد ان سب ناموں میں اپنا نام احمد ساتھ ملایا ہے۔ (الفضل)

۴۔ دوسرا ثبوت یہ ہے کہ آپ بیعت کے وقت یہ اقرار لیتے تھے کہ میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ نہ کہتے کہ غلام احمد کے ہاتھ پر

۳۔ الہام میں بھی آپ کو احمد احمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جیسے یہ الہامات ہیں

یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک (۲) یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی

(۳) یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ

(۴) اپنی بیعت کرنے والوں کو احمدی کہلانے کا حکم دیا۔

ان دلائل سے صاف ثابت ہوجاتا ہے کہ آپکا نام احمد تھا۔ پس اسمہ احمد کی پیشگوئی بھی صاف ہوجاتی ہے۔

آخر میں یہ صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اس پیشگوئی کو اپنے پر چسپان کیا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳ پر تحریر فرماتے ہیں

"اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔"

برطبق پیشگوئی اور مجرد احمد قابل غور الفاظ ہیں۔

آپ کے بعد حضرت خلیفہ اول حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے بھی بارہا یہی بیان

چنانچہ اسکے لئے حلفیہ شہادتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

یہ شہادت اُنکے کثیر التعداد خاص شاگردوں کی ہے جو اکثر حضور میں بیٹھتے اور جنہوں نے بخاری و قرآن شریف کو سبقاً پڑھا۔

حلفیہ شہادتیں

(۱) واللہ باللہ ثم تاللہ میں نے بارہا حضرت خلیفۃ المسیح سے یہ سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو بشارت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی دی ہے۔ اور آپ کا اصل نام احمد ہے۔ محمد سرور شاہ

(۲) بیشک خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ۔ مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیتے تھے۔ قاضی امیر حسین

(۳) مجھے ایک دفعہ تمام سورہ صف بخصوصیت پڑھائی تھی۔ جس میں احمد والی پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کو قرار دیا تھا۔ تمام آیت کو جو اس پیشگوئی کے بعد میں اسی نماز پر چسپاں کیا تھا۔ اور میں بحیثیت آپکے شاگرد ہونے کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس آیت کا یہی مطلب بیان فرمایا کرتے تھے۔ حافظ روشن علی

(۴) میں نے مختلف موقعوں پر حضرت خلیفۃ المسیح اول سے سنا تھا کہ و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد والی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہے۔ اور کہ آپ کا اصل نام احمد ہے۔ غلام لفظ زائد ہے۔ میر محمد اسحٰق

(۵) میں نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الرحمۃ کو اس بات پر زور دیتے ہوئے اور قرآن کریم سے اس بات کو ثابت کرتے ہوئے اپنے کانوں سے سُنا ہے۔ محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ
مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

(۶) میں بھی اس بات پر گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول اس مذکورہ والا پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے متعلق بیان فرماتے تھے۔ مرزا برکت علی

(۷) واقعی یہ مضمون خلیفۃ المسیح اول نے بارہا سنایا کہ مسیح موعود کا نام احمد قرآن کریم کی پیشگوئی

کے مطابق ہے۔ مولوی غلام نبی و غلام محمد رضا و بشارت حسن

(۸) میرا بھی اسی پر اتفاق ہے جو مولوی غلام نبی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ عطاء الرحمن ہزاروی

(۹) اللہ تعالیٰ جو حاضر و ناظر ہے اسکو گواہ رکھکر یہ بات لکھتا ہوں کہ میرے ان دو کانوں نے بارہا حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول سے یاتی من بعدی اسمہ احمد کے متعلق سنا ہے کہ حضرت مسیح ناصری نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی کی ہے جو کہ مسیح موعود ہیں۔ اور حضرت موسیٰ نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی کی ہے جس کا اشارہ انا ارسلنا میں ہے اور حضرت خلیفہ اوّل سے بار بار میرے کانوں نے یہ بھی سنا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اصلی نام احمد ہے اور غلام کے معنے ایک جوان کے ہیں۔ اور اسکی دلیل یہ دیا کرتے تھے کہ آپ بیعت لیتے وقت صرف احمد کا لفظ کہتے تھے۔ سید محمود عالم

(۱۰) صوفی غلام محمد۔ بی اے میں تصدیق کرتا ہوں کہ خلیفہ اول کا یہی مذہب تھا۔

ان شہادات کے بعد رسالہ اسمہ احمد کے جواب کی کچھ ضرورت نہیں رہتی کیونکہ ہم نے آنحضرت صلعم کے احمد بلکہ سب سے بڑا احمد ہونے سے ہرگز انکار نہیں کیا اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور ان حوالوں کے خلاف لکھا گیا ہے جو اس رسالہ میں دئے گئے ہیں۔ باقی ہماری کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس کا رد کرنے میں وہ کامیاب ہوئے ہوں۔ اور نہ انکی کوئی ایسی دلیل ہے جو ہمارے بیان کو کمزور کرے۔

ہاں یہ جو کہا گیا ہے کہ چونکہ آپ رسول نہیں تھے اور آیت میں مستقل رسول کا ذکر ہے اسلئے آپ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی ایک کمزور بات ہے کیونکہ اس سوال کا جواب حضرت اقدس نے نزول المسیح صفحہ ۱۰۲ پر دیا ہے وہاں معترض نے لکھا ہے کہ آپ کو بروزی رسول ہونے کا دعویٰ ہے اور آیت ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق میں اصل رسول کا ذکر ہے تو آپنے لکھا ہے کہ میری وحی اور اگلے رسل کی وحی میں کچھ فرق نہیں۔ میری وحی بھی ویسی قطعی اور یقینی ہے۔ اور

شبہات سے پاک اور منزہ ہے (صفحہ) یعنے بلحاظ نفس نبوت مجھ میں اور اگلے رسل میں کچھ فرق نہیں۔ اور بعض اپنے کلام میں ہر ایک اختیار رکھتا ہے۔ اس نے رسول کا لفظ ان رسولوں کے لئے بھی استعمال کیا ہے جو آنحضرت صلعم سے بہت کمتر تھے اور آپ کے لئے بھی جو سب سے افضل ور سب کے لئے بطور ظل کے ہیں وہی رسول کا لفظ استعمال ہوا۔ الخ (صفحہ حاشیہ)

پھر آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۶ میں آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا کا ذکر اس میں صاف لفظ رسول ہے) اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سی آیات ہیں کہ ان میں لفظ رسول یا نبی ہے۔ اور آپ نے انکا مصداق اپنے آپکو ٹھہرایا ہے۔ مثلاً اشتہار منارۃ المسیح میں فرماتے ہیں۔ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ .... یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔

غرض آپکے نبی و رسول ہونے کے ثبوت ثبوتوں کے لئے انکا مضمون مطالعہ فرمائے اور ساتھ براہین احمدیہ حصہ پنجم کا صفحہ ۱۸۱ بھی پڑھ جانا چاہئے جس میں لکھا ہے کہ

"قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے۔ جو توسط فیض واتباع آنحضرت صلعم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے اسپر کیا دلیل ہے۔"

اور چشمہ معرفت کا صفحہ ۳۱ جس میں لکھا ہے۔

"خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے .... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔"

تب آپ نے انکی یہ تو پرانی بات ہے توشتے لکھے گئے ہوں کہ جو ہر نبی کی نبوت کیلئے ثابت ہو چکے مگر آپ نبی نہ ثابت ہو سکیں۔

یہ کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان سے مل سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت		نام کتاب	قیمت	
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	[illegible]	[illegible]	نشان رحمت	[illegible]	[illegible]
پیغام سیان نظم پنجابی	[illegible]	[illegible]	پسر موعود	[illegible]	[illegible]
احسن القصص	[illegible]	[illegible]	غلامی	[illegible]	[illegible]
درثمین فارسی اردو	[illegible]	[illegible]	عصمت انبیاء	[illegible]	[illegible]
مبادی الصرف	[illegible]	[illegible]	الہام المسیح	[illegible]	[illegible]
درس قرآن ایڈیشن کے نوٹ	[illegible]	[illegible]	مجموعہ الہامات حصہ اول کشوف حضرت اقدس	[illegible]	[illegible]
ابطال الوہیت مسیح	[illegible]	[illegible]	" " دوم	[illegible]	[illegible]
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۵ء	[illegible]	[illegible]	" " سوم	[illegible]	[illegible]
حقیقت نماز	[illegible]	[illegible]	آثار مبارکہ	[illegible]	[illegible]
رد چکڑالوی	[illegible]	[illegible]	ہدایات دربارہ صلوٰۃ	[illegible]	[illegible]
اربعین الاحادیث	[illegible]	[illegible]	کلام محمود	[illegible]	[illegible]
صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]	ضرورت زمانہ	[illegible]	[illegible]
طبیب روحانی	[illegible]	[illegible]	عمدۃ الاحکام	[illegible]	[illegible]
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	[illegible]	[illegible]	تجربات نور الدین حصہ اول	[illegible]	[illegible]
القادیانی	[illegible]	[illegible]	" " دوم	[illegible]	[illegible]
ابلاغ المبین	[illegible]	[illegible]	تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۳	[illegible]	[illegible]
ادعیۃ القرآن	[illegible]	[illegible]	" " پ ۲۴	[illegible]	[illegible]
تحفۃ الکل حصہ دوم	[illegible]	[illegible]	" " پ ۲۵	[illegible]	[illegible]

"دوستو! اک نظر خدا کیلئے"

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب حضرت مسیح موعودؑ کے سراسر خلاف ہے

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اخبار پیغام صلح جلد ۲ نمبر ۲۳ کے ضمیمہ میں "عقیدہ" کے عنوان سے اپنا مذہب شائع کیا ہے جس میں آپ نے بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں جو حضرت مسیح موعود کے مذہب کے بالکل مخالف ہیں اس لئے ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کا مذہب ایک طرف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب دوسری طرف درج کرتا ہوں تاکہ حق پسندوں کے لئے راہ ہدایت کا موجب ہو۔

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

عقیدہ نمبر اول - میں یہ مانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود غیر شرعی ..... اصطلاح میں بھی نبی نہ تھے۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب آپ کے اپنے الفاظ میں

(۱) خدا کی اصطلاح میں مسیح موعود کا نبی ہونا

نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صد ہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ × × × خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۰

(۲) نبیوں کی اصطلاح میں مسیح موعود کا نبی ہونا | جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں **نبوت** کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے . . . سو میں محض خدا کے فضل سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ...)

(۳) محدثین کی اصطلاح میں مسیح موعود کا نبی ہونا | نبی سے مراد صرف اتنی ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں . . . جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں۔ اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ...)

(۴) عربی اور عبرانی زبان میں مسیح موعودؑ کا نبی ہونا | سو میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔

(۵) قرآن شریف کی اصطلاح میں مسیح موعود کا نبی ہونا | (۱) هو الذی ارسل رسوله بالهدی سے ظاہر ہے کہ رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ اور مسیح موعود بھی مراد ہے (تحفہ گولڑویہ) آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی الخ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے (اشتہار منارۃ المسیح)

(۲) ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک

نبی کرنے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

(۲) فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اسکے جو اسکا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جسقدر خدا نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر کئے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی
پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی)

(۳) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ پس چونکہ میں اسکا رسول ہوں x x x
اسلئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ اسی آیت کا مفہوم سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی میرے حق میں سچا نکلے گا۔
(نزول المسیح)

(۴) اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ تو یہ نئی بات نہیں دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون (چشمہ معرفت)

(۵) یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں ہی جس کو پنجوقت مسلمان پڑھتے ہیں۔ میرے آنے کی نسبت پیشگوئی کر دی (تحفہ گولڑویہ) میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور میں وہ منعم علیہ ہوں کہ اسکی طرف سورۃ فاتحہ میں ان دو گروہ کے ظہور کے وقت اشارہ ہے (خطبہ الہامیہ)

(۶) **میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔**
اسلئے انکار .... کفر تک نوبت پہنچتی ہے لہذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اسکے عدم یعنی ایمان لانا فرض ہے۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی ... (۲) دوسرا بعث
احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جس کی نسبت بطور تنزیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے
ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد .... وانے
پہلے فرمایا) اور مہدی معہود اور مسیح موعود .... پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا بعث دوم موقوف ہے۔" (تحفہ گولڑویہ)

(۵) واذا الرسل اقتت۔ اور جب رسول وقت مقررہ پر لائے جاویں گے یہ اشارہ
درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے (شہادۃ القرآن)

(۶) یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعود
ہے اور یہی ... "پھر خدا کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔
وہ قرنا کیا ہے وہی اس کا نبی ہوگا۔ (چشمہ معرفت)

احادیث اور دوسری کتب سماویہ میں مسیح موعود کا نبی ہونا

اسی وجہ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے (تحفہ گولڑویہ)

اصطلاح اسلام میں مسیح موعود کا نبی ہونا

اور جس شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہوتا ہے کو اصطلاح اسلام میں نبی کہتے ہیں۔ اور خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں (لیکچر سیالکوٹ)

نوٹ ۔ قرآن شریف کی ان آیات مذکورہ بالا اور نصوص صریحہ حدیثیہ وغیرہ سے صاف صریح طور پر مسیح موعود کو نبی اور رسول کے لقب سے ملقب کر رہی ہیں اور جو آیات محولہ بالا میں نبی اور رسول کا لفظ شرعی اصطلاح میں بولا گیا ہے اور نہ

اگر حضرت مسیح موعود شرعی اصطلاح میں بھی نبی اور رسول ہیں۔ تو دلیل دعوے پر کیسے اور کیونکر منطبق ہو سکتی ہے۔ دعوے میں تو آپ لغوی معنوں میں نبی اور دلیل میں شرعی معنوں میں نبی جو کہ بالبداہت باطل ہے۔ فتدبروا

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

عقیدہ نمبر ۲ - آپ مجازی معنوں میں نبی اور رسول تھے۔ جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود کا مذہب

(۱) اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ . . . (حقیقۃ الوحی)

(۲) احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے **ایک شخص** پیدا ہوگا جو عیسٰے اور ابن مریم کہلائیگا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ (حقیقۃ الوحی)

(۳) غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے **میں ہی ایک** فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(۴) نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا × × تا ایسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے (حقیقۃ الوحی)

(۵) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں **ایک رسول** کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے

(۶) وآخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں **ایک نبی** کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔

(۶) بدر نمبر ۲۳ جلد ۲ مورخہ ۸ جون ۱۹۰۶ء - میں ایک سائل کے سوال پر کہ کیا اسلام میں اس قسم کا نبی ہو سکتا ہے تو آپ سے پہلے کوئی ہوا ہے" فرمایا یہ سوال مجھ پر نہیں - بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ انہوں نے صرف **ایک کا نام نبی** رکھا ہے۔

(۷) میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں - جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا

" " پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ

" " **اور کوئی شخص ایسا تلاش کرو جو میری مانند ہو** - اور ہرگز نہ پاؤ گے اگرچہ جستجو کرتے کرتے ہی فوت ہو جاؤ (خطبہ الہامیہ)

(۸) "ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی ہے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

(۹) یہ وحی اللہ کہ **دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو نہ مانا** (مکتوب مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

نوٹ - ان متعدد حوالجات کے ہوتے ہوئے بھی یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کے علاوہ اور بھی کوئی امت محمدیہ میں نبی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے یا کیا جا سکتا ہے حضرت مسیح موعود کی مخالفت اور تکذیب نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

عقیدہ نمبر ۳ - میں حقیقی نبوت کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم یقین کرتا ہوں آپ کے بعد کوئی پرانا نبی واپس آئیگا اور نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب

(حوالہ نمبر ۱) عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد رسول اللہ صلعم اسکا نبی ہے - اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھکر ہے **اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں - مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی** - (کشتی نوح)

(حوالہ نمبر ۵) یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ **ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی** وہی مسیح موعود کہلائے گا (حقیقۃ الوحی)

(حوالہ نمبر ۶) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

(حوالہ نمبر ۷) واخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ یہ بطور روایت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔

(حوالہ نمبر ۸) مواہب الرحمن صفحہ ۶۶ ہے ذکر نبذ من عقائدنا × × × ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ (ترجمہ) اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ سید محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں سوا اسکے جو آپکے فیض سے پرورش پاوے اور آپ کے وعدہ کے موافق ظاہر ہو۔

نوٹ۔ پس یہ بات قطعی الدلالت آیات قرآنیہ و نصوص صریحہ حدیثیہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ بخشے جس کو نبوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پس یہ بات لازمی طور سے مقدر تھی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نبی اللہ ہو جو بروزی طور سے محمدیت کی چادر کے نیچے ہو۔ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال فیضان دنیا پر ظاہر ہو۔ اور دوسری طرف پیشگوئی مندرجہ آیات قرآنیہ و حدیثیہ پوری ہو۔

اور نیز دونوں سلسلوں کی تقابل پیدا ہو پس حضرت مسیح موعود کی نبوت باعتبار اسکے کہ وہ نور نبوت محمدیہ سے مکتسب و مستفاض ہے ختم نبوت کے منافی نہیں۔ مگر باعتبار اسکے کہ انکی نبوت اپنی کیفیت و کمیت میں اس کثرت اور کمال کو پہنچ چکی ہے جس کثرت اور کمال کو پہنچنا ایک نبی کے لئے ممکن ہے۔ نبوت کاملہ ہے اسلئے انکی نبوت اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں [illegible] کوئی فرق نہیں۔ صرف ذریعہ اور طریق حصول نبوت کا فرق ہے اور وہ فرق بھی حضرت نبی کریم کی ختم نبوت کی وجہ سے ظہور میں آیا۔ فتدبروا

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

عقیدہ نمبر ۴ ۔ میں یہ ایمان رکھتا ہوں کہ پہلی امتوں میں بعض عظیم الشان نبیوں اور رسولوں کے علاوہ حقیقی نبی اور رسول ہوتے تھے لیکن اس امت کے مجددین میں سے کوئی بھی عظیم الشان خلیفہ کیوں ہو حقیقی نبی اور رسول نہیں ہو سکتا

حضرت مسیح موعود کا مذہب

اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل پر کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجاوے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے (حقیقة الوحی) پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کیلئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو (نزول المسیح) اور اگر تمام خلفاء امت محمدیہ کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے پکارا نہ جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں اسلئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جاوے اور انکا نام نبی نہ رکھا جاوے اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جاوے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو (تذکرة الشہادتین)

حضرت مسیح موعود کا مذہب	مولوی محمد علی صاحب کا مذہب
(نوٹ) مجددین کا کام صرف تجدید دین کرنا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے علاوہ	عقیدہ نمبر ۵ - یہ نہیں مجددوں میں سے ایک مجدد حضرت مسیح موعود بھی ہیں

تجدید دین کرنے کے تکمیل بھی کی ہے۔ اس لئے آپ صرف مجدد نہیں۔ بلکہ نبی بھی ہیں۔ تکمیل کے بارے حضرت مسیح موعود یوں فرماتے ہیں۔ ؎

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
(حوالہ اول) میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

(حوالہ دوم) اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ (کشتی نوح)

(حوالہ سوم) خداتعالیٰ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو منصب قائم کرتا ہے ایک کامل کتاب کو پیش کرنے والا .... دوسرے تمام دنیا میں اس کتاب کی اشاعت کرنے والا۔ لیکن تکمیل اشاعت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوگی (تحفہ گولڑویہ)

(حوالہ چہارم) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں انکے تمام احکام کی تکمیل ہوئی (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت مسیح موعود کا مذہب	مولوی محمد علی صاحب کا مذہب
نوٹ - حضرت مسیح موعود کو علاوہ بہت سی اور خصوصیات کے تمام امت محمدیہ کے	عقیدہ نمبر ۶ - مسیح موعود کا انکار [illegible] مجددین کے انکار جتنا سخت ہے۔

مجددین و خلفاء سے یہ ایک خاص امتیاز حاصل ہے [illegible] مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ اور دوسرے تمام لوگ ہرگز نبی نہیں۔ لہٰذا آپکا انکار انبیاء علیہم السلام کے انکار میں داخل ہے۔ اور عام مجددین کے انکار [illegible] سے مناسبت [illegible]

چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"جس شخص کو خدا تعالیٰ بصیرت عطا کریگا۔ وہ مجھے پہچان لیگا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں۔ جس کا نام سرور انبیاء نے **نبی اللہ** رکھا ہے۔ اور اس کو سلام کہا ہے۔ اور اس کو اپنا دوسرا بازو قرار دیا ہے۔ اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے اور مجھے اسی طرح سے افضل سمجھیگا۔ جس طرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے (نزول المسیح)

حضرت مسیح موعود کا مذہب	مولوی محمد علی صاحب کا مذہب
(حوالہ نمبر ۱) بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ	**عقیدہ نمبر ۔** میں کسی مسلمان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے خارج از اسلام نہیں جانتا

مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے (از اسلام عبدالحکیم پٹیالہ)

(حوالہ نمبر ۲) "خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ پس میں وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں سے مت ہو" (خطبہ الہامیہ)

(حوالہ نمبر ۳) اور اگر میاں شمس الدین کہیں کہ انکے مناسب حال کونسی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ ما دعاء الکافرین الا فی ضلال (دافع البلاء)

(حوالہ نمبر ۴) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا ۔ ۔ ۔ پس اسلئے ۔ ۔ ۔ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے **کافر ہے۔**

(حوالہ نمبر ۵) جو شخص مجھے ۔ ۔ ۔ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اسلئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ **کافر بنتا ہے۔**

(حوالہ نمبر ۶) جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(حوالہ نمبر ۵) قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں۔

(حوالہ نمبر ۶) فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور انس و جن میں سے ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔ (الہدیٰ)

(حوالہ نمبر ۷) یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی ہے (حقیقۃ الوحی)

(حوالہ نمبر ۸) میں اسم احمد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔ اگر اس سے انکار کیا جاوے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیر و زبر ہو جاتا ہے۔ بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جو نعوذ باللہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب	حضرت مسیح موعود کا مذہب
عقیدہ نمبر ۵ اگر ہم مسلمانوں کو آپ کی خبر نہیں پہنچی تو میرے نزدیک کسی مواخذہ کے نیچے نہیں۔	(حوالہ نمبر ۱) بیشک یہ سچ ہے مگر یہ مسیح موعود کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہی عقیدہ

ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ میں فرماتے ہیں۔

"جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور میرے دعوے پر اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا ... ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے"

(حوالہ نمبر ۲) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا .... پس جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری

قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن قابل مواخذہ ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جس کی بنا ظاہر پر ہے۔ اسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں۔ کہ اسکی نسبت نجات کا حکم دیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

عقیدہ نمبر ۹ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے میں صرف بیعت ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانا جاوے اور بس

حضرت مسیح موعود کا مذہب

(حوالہ نمبر ۱) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔

(حوالہ نمبر ۲) خدا تعالیٰ نے میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت کو مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ جس کے کان ہوں سنے اور جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔

(حوالہ نمبر ۳) جو شخص فی الواقعہ مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے (کشتی نوح)

(حوالہ نمبر ۴) جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے (اربعین ...)

(حوالہ نمبر ۸) خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ محمدی مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے (کشتی نوح) اُس مسیح کے مقابل پر خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب	حضرت مسیح موعود کا مذہب
عقیدہ نمبر ۱۰ - حضرت مسیح موعود بھی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہیں اسلئے آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ نہیں چلتا۔	(نوٹ) حضرت مسیح موعود صرف خلیفہ ہی نہیں بلکہ نبی بھی ہیں۔ جیسا کہ اوپر واضح طور سے ثابت ہے۔ پس یہ ایک خطرناک مغالطہ ہے جو محمد علی نے دیا ہے خدا کا مسیح فرماتا ہے

(حوالہ نمبر ۱) حضرت عیسے علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عنقریب نبوت ان سے منتقل ہوجاوے گی۔ مگر اس امت کا مسیح مذکر و مؤنث سے پیدا ہوا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالے اس گروہ میں بہت مرد پیدا کرے گا۔ جو صاحب صدق و صفا ہونگے (خطبہ الہامیہ)

(حوالہ نمبر ۲) الہامیہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا کریگا۔ جو اسکا جانشین ہوگا۔

(حوالہ نمبر ۳) میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ (الوصیت)

(حوالہ نمبر ۴) حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۰ میں یہ فرماتے ہیں۔ کہ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔

(حوالہ نمبر ۵) الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا میں زلزلہ آجاتا ہے۔ وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی

خلیفہ کے ذریعہ سے اسکو ملتا ہے۔

آخر میں چونکہ مولوی صاحب کے سب اعتقادات کی بنیاد انکار نبوت مسیح موعود ہے اسلئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس کا سب سے آخری مکتوب مندرجہ اخبار عام مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں سے اس کا اقتباس درج کردوں۔ جس کے بعد امید ہے۔ کہ مولوی صاحب اور دیگر منکران نبوت کو کوئی چون و چرا کرنے کی گنجائش نہیں رہیگی

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کروں۔ میں اسپر اس وقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

والسلام خاکسار سعدی از لاہور

مصلح موعود کے بارہ میں چند سوالات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد کو [illegible]

ارشادات الٰہی [illegible]

(الف) [illegible]

(ب) [illegible]

سوالات

[illegible]

[illegible]

ادویہ مجربہ از مطب حضرت خلیفۃ المسیح ساختہ حکیم قطب الدین صاحب

سرمہ دافع پھولا فی تولہ ...... [illegible]

سرمہ [illegible]

[illegible]

حب مقوی باہ ومسک فی ڈبیہ ... حب مقوی باہ فی ڈبیہ ۶ ......

[illegible] مقوی

[illegible]

[illegible] آنکھ نہیں کھول سکتا اور

[illegible]

[illegible] دفتر تشحیذ سے طلب کرو

نایاب آنکھوں کا انجن اور پکصد روپیہ انعام!!!

[illegible]

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

قیمت عہ	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت عہ

آزمائش کیلئے ۸/ آزمائش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب [illegible] گزشتہ ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہوتی رہتی ہیں اسلئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں ہے صرف نئے اصحاب کیلئے جو اشتہاری دواؤں سے متنفر ہو گئے ہوں یقین دلانے اور آزمائش کے لئے ہم مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کا نمونہ بکس بناتے ہیں جس میں اسقدر کافی ہر ایک دوا ہے کہ آزمائش پوری ہو سکتی ہے یہ چھ شیشوں میں [illegible] خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں ان کے ساتھ [illegible] کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے گھرداریوں کے لئے یہ انمول ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت کام دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے [illegible] تھوڑے سے خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے ہر ایک بڑی شیشی کے دام الگ الگ ہیں۔



دواؤں کا نام

عرق کافور - ہیضہ اور [illegible] کے دست کی ایک ہی دوا

درد کی دوا - ہر قسم کے درد میں جو فوراً دباتی ہے۔

کولا ٹانک - ہر ایک کے طاقت بڑھانے کی دوا

مقوی باہ کی گولیاں - جیسا نام ویسا ہی فائدہ

جلاب کی گولیاں - شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتی ہے

عرق پودینہ سبز - درد شکم و ریاحی درد کی دوا

پوری حالات فہرست بلا قیمت طلب کرکے دیکھئے - دوائیں ہر جگہ دواخانوں یا دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

[illegible] پرنٹر نے چھاپا اور [illegible] پبلشر نے شائع کیا

چند کتابیں جن میں غیر معمولی رعایت ہے

دفتر تشحیذ الاذہان سے طلب کرو

[illegible]	[illegible]	نام کتاب
[illegible]	[illegible]	تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۱۲، ۱۳
		پ ۲۵
		پ ۲۶
[illegible]	[illegible]	حقیقت نماز
[illegible]	[illegible]	تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء
[illegible]	[illegible]	رد چکڑالوی
[illegible]	[illegible]	النصح

ناظرین! یہ موقع جانے نہ دیں کیونکہ صرف چند روز کے لئے محض ضرورتاً یہ رعایت کر دی ہے جو صاحب [illegible] روپیہ کی کتابیں خریدیں گے انکو [illegible] میں [illegible] رعایت دی جائیگی۔

احمدؐ - یہ مضمون [illegible] [illegible] کا مصداق [illegible] احباب منگوا کر تقسیم کریں

چکار محمدی [illegible] پنجابی منظوم ۸/

چکار مہدی مرثیہ خلیفہ اول ۱/

احمدی عقائد [illegible]

[illegible] ۸/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ مع التسلیم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کی رسولوں کے ساتھ قدیم ایام سے [illegible] چلی آتی ہے کہ ان سے ٹھٹھا کیا جاتا اور ان کی تکذیب ہوتی ہے بہت سی آنکھیں ان کی سچائی معلوم کرنے سے محروم رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بیشمار نشان ان کی سچائی پر دلالت کرتے۔ لیکن متکبروں کے چہرے ان کے دیکھنے سے ہٹائے جاتے بلا سوچے جو لوگ انکار کر دیتے ہیں ان کے لئے قانون الٰہی ہو چکا ہے کہ ان کے لئے کسی قسم کا نشان وعدہ و وعید مفید نہیں ہو سکتا وہ خدا تعالیٰ کی ہستی جو کہ نہاں در نہاں اور وراء الوراء ہے وہ اپنے آپ کو اپنے رسل بندوں کے ذریعہ ظاہر کرنا چاہتا ہے لیکن تاریکی کے فرزند چونکہ اس نورانی چہرہ سے جلتے ہیں وہ اپنے اضطراب سے اور خبث سے ایسی غبار اٹھاتے ہیں کہ ایک سیاہ آندھی اس سورج کی روشنی کے آگے کھڑی کر دیتے ہیں۔ چونکہ تاریکی کے فرزندوں کی کثرت ہوتی ہے اور رسل کے وجود سے پہلے ان کو دنیا پر تسلط ہوتا ہے ان کے خیالات کی سیاہ رات دنیا کی تمام جہات میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے اسلئے اس ہدایت کی طرف نگاہوں کا اٹھنا بہت دقت ہوتا ہے +

خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے مطابق مسیح موعود دنیا میں تشریف لائے ان کا طلوع ایسے وقت میں ہوا کہ لوگوں کے احساس اس حد تک تغیر پا چکے تھے کہ نہایت تیز آگ کو برف خیال کرتے اور نہایت تاریک رات کو روز روشن

سمجھتے ہیں زمانہ جس کا نام مجسم نبی روشنی ہے گیا اس کا کوئی نقل اور اس کی کوئی چیز
ایسی نہیں جیسے ذرہ بھی تاریکی کا چہرہ دیکھا ہو ایسے بیمار کا تو علاج کرنا طبیب
کے لئے آسان جو اپنے آپ کو بیمار سمجھے لیکن ایسا بیمار جو اپنی بیماری کو اعلیٰ درجہ
کی صحت سمجھے اس کی تو گرد کو بھی طبیب نہیں پہنچ سکتا وہ تو ایسے ہلاکت بھی
کوسوں دور ہوگا جس میں طبیب کا نام ہو چنانچہ مسیح موعود کے سورج کے طلوع
کے وقت ان اندھیرے والوں نے وہ گرد اڑا دی کہ ملکی تمام اندھیریاں اس کے
سامنے باد نسیم معلوم ہونے لگیں چونکہ دنیا کی عمر اپنے انتہا تک پہنچ گئی عباد الرحمٰن
کا عباد الشیطان نے اپنے تمام آلات کو جمع کیا ہر طرح شمس ہدایت پر تاریکی کا پردہ
ڈالا۔ لیکن یہ دنیا کا سورج تو ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کو سیاہ ابر یا سیاہ اندھیری
لیکن شمس نبوت کی حرارت کے سامنے یہ تمام کی تمام بھسم ہو جاتی ہیں منجملہ ان تمام
پردوں کے جو مخالفین نے مسیح موعود کا چہرہ مخلوق الٰہی سے چھپانے کے لئے
پھیلائے ہیں وہ کتابیں بھی ہیں جن کو کر مختلف قسم کی ملمع سازی اور دھوکہ
دہی سے بھر کر لوگوں کے سامنے رکھا ہے ایک کتاب وہ بھی ہے جس کے ٹائٹل
پیج پر مرزا صاحب اور ثبوت پر قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان گڑھ کپتان سگر
پٹیالہ کا محاکمہ جو لکھا ہے اور عام طور پر محاکمہ کے نام سے موسوم ہے یہ کتاب
جواب خلیفۃ المسیح کے دربار سے مجھے ملی جس کے پڑھنے کے بعد اپنی سمجھ کے مطابق
کوشش کی ہے کہ اس کے جوابات ہدیہ ناظرین کئے جاویں اللہ تعالیٰ ہی فہم
بخشتا ہے اور توفیق دیتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں تمام ہدایت اور علم ہے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ جواب دینے سے پہلے اس امر پہ تنبیہ کر دینی لازم ہے کہ جس قدر
اعتراضات عموماً مخالفین نے کئے ہیں وہ سب کے سب انہی اعتراضات کے
جواب میں جو پہلے نبیوں پر ان کی امتوں نے کئے یا جو آج یہود و نصاریٰ مخالفین
اسلام اسلام پر کر رہے ہیں خصوصاً قاضی سلیمان صاحب کے اعتراضات تو بالکل
ہی اہل تثلیث کے اعتراضوں سے ملتے ہیں یہ بھی مسیح موعود کی سچائی کا نشان ہے
کہ آپ کے دشمنوں نے آپ سے وہی معاملہ کیا جو پہلے راستبازوں کے دشمنوں نے
ان راستبازوں سے کیا تھا سب سے تعجب انگیز تو یہ بات ہے کہ یہ لوگ جن جیسے

جو اہل کتاب کی طرف منسوب کرتے ہیں آپ بھی انہی کے مرتکب ہوئے ہیں ان لوگوں کے ایسے واقعات حضرت سید المرسلین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی سچائی کا بڑا بھاری نشان ہے کیونکہ آپ نے پہلے سے فرمایا تھا لتتبعن سنن من قبلکم کہ تم پہلوں کی چالوں پر چلو گے سو مسلمان ان کی چالوں پر چلے جو غضب الٰہی ان پہلوں پر ہوا۔ اس غضب کے آثار ان میں بھی نمودار ہیں۔ اللھم انا نعوذ بجلالک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک ونعوذ بک منک لا نحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک تعجب ہے کہ حکم عدل کا عہدہ دربار رسالت سے مسیح موعود کو ملا ہے قاضی صاحب کو کس نے حکم بنایا کہ یہ محاکمہ لکھیں مسیح موعود کا تو امت میں ہونا جائز قرار نہیں دیتے مگر اس کے صفات لیکن اس کے صفات اور اس کے القاب سب کے سب اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں جناب قاضی سلیمان صاحب کے سوالات کو لکھا جاتا ہے اور ہر سوال کے بعد اس کا جواب لکھا گیا ہے ق سے اشارہ سوال کی طرف ہے اور ج سے جواب شروع ہوتا ہے۔ ہم نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ سوال کو بالفاظ قاضی صاحب نقل کیا ہو کہیں تو بعینہٖ آپ کے الفاظ ہیں اور کہیں بخوف طوالت ان کا ماحصل لکھا گیا ہے۔

قاضی محمد سلیمان صاحب کے اعتراضات کا نشانہ حضرت مرزا صاحب کا ایک اشتہار ہے جو ایک غلطی کا ازالہ کی غرض سے شائع کیا گیا جس کے شائع ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم سابق ہیرا لال جب سلسلہ احمدی جماعت میں داخل ہوئے تو یہ بیچارے تو ابھی معمولی امور اسلام سے ناواقف تھے چہ جائیکہ احمدیت کے تمام امور سے آگاہی رکھتے شیخ صاحب موصوف امرتسر میں تشریف لے گئے۔ کسی نالائق نام کے مسلمان نے آپ سے احمدیت کا مباحثہ شروع کر دیا جس میں یہ ذکر تھا۔ کہ مرزا صاحب نبی ہیں انہوں نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں وہ مرزا صاحب کی کتابوں سے دکھلانے لگے اس بنا پر حضرت صاحب نے ایک غلطی کا ازالہ نام اشتہار دیا تاکہ نو مسلموں کو اور عوام کو دھوکہ نہ لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قول ۔ مرزا صاحب نے اس اشتہار میں دو باتیں بہت صحیح لکھی ہیں:۔
اوّل یہ کہ جماعت مرزائی میں ایسے لوگ ہیں جو مرزا صاحب کے دعوے اور دلائل سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں اور صحبت میں رہ کر بھی تکمیل نہیں کی ۔

اقوال ۔ مولوی صاحب نے یہ بات طعن سے لکھی ہے ۔ جیسا کہ ان کی بعض عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے مگر میں حیران ہوں ۔ کہ اس میں طعن کی کونسی بات ہے بلکہ اس ایک بات سے اگر آپ کا دل راستی پسند ہوتا تو مرزا صاحب کو قبول کر لیتا کیا کبھی کوئی مجھو ٹا انسان بھی جس کی غرض محض دنیا کمانا ہو اس طرح اپنے مریدوں کی مذمت کر سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو ہمیشہ مریدوں کو خوش کرنے کی کوشش میں لگا رہیگا ۔

کیا کسی کی غلطی اور کمزوری پر اُسے آگاہ کر دینا قابل طعن بات ہے یا قابل تعریف یاد رکھئے کہ پیروں اور مولویوں کی ہی راہ ہے کہ وہ قوم کی اصلاح سے ایسے غافل ہیں ۔ صاحب کبھی کوتاہی نہیں کرتے تاکہ اُن کی قوم اپنی اصلاح کرے ۔ و لم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون ۔ الآیۃ کا مصداق نہیں ۔

پھر تعجب یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے بعض مریدوں نے سلسلہ کی کامل واقفیت حاصل نہ کی تو اس سے حضرت مرزا صاحب کی ذات پر کونسا الزام آیا ۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین شریعت کی کامل واقفیت رکھنے والے تھے کیا سب کے سب ہی مفتی یا فقیہ تھے ۔

کیا جو واقفیت و معرفت حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو تھی وہی واقفیت ایک جنگل کے رہنے اعرابی صحابی کو تھی دیکھو قرآن

شریف بھی اس کے بارہ میں یہی فرماتا ہے کہ ایک گروہ قوم میں سے علماء کا ہونا چاہیئے
نہ کہ سب کے سب جیسا کہ فرماتا ہے۔ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من
کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا
الیہم لعلہم یحذرون پھر فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ ۔

افسوس ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض مریدوں کی کم واقفیت پر تو آپکو اعتراض ہے مگر اپنے افترا اور دھوکہ دہی کی مطلق پرواہ نہیں دیکھئے اسی ایک جملہ میں آپنے کس قدر افترا کیا ہے اور لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔

آپ کی عبارت کا خط کشیدہ فقرہ کیا مرزا صاحب کے اشتہار میں پایا جاتا ہے اور اگر ہے تو کیا اُس کا یہی مطلب ہے جو آپ نے تحریر فرمایا ہے میں اس فقرہ کو یہاں نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو آپ کی دھوکہ دہی کا علم ہو جاوے اور وہ یہ ہے۔ ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے۔ اس فقرہ کا مفہوم تو یہ ہے کہ وہ صحبت میں ہی نہیں رہے مگر آپ لکھتے ہیں کہ صحبت میں رہکر تکمیل نہیں کر سکے۔ جب آپ حضرت مرزا صاحب کی اس معمولی عبارت کا مطلب نہیں سمجھ سکے تو باریک مسائل کو سمجھنے میں آپ کی عقل کیا کام کر سکتی ہے

قولہ ۔ دوم یہ کہ نبی اور رسول بننے کا دعویٰ مرزا صاحب کو مدت مدید سے ہے اور اس کے لئے براہین کے حوالے بھی دیتے ہیں ۔

اقول ۔ خود بننے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنائے جانے کا کیا براہین کے حوالوں میں دعوے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے یا خدا تعالیٰ کے الہامات شائع فرمائے ہیں۔ غور سے پڑھو ۔

قولہ ۔ اگر ان حوالوں سے یہ مقصود ہو کہ مسلمانوں کی خاموشی سے نبوت ثابت کرنی چاہیں۔ تو یہ غلط ہے کیونکہ جب مرزا صاحب کو خود اقبال ہے کہ لوگ مرید نے بھی ان کی کتابوں کو نہیں پڑھا اور ان کے دعوے کو نہیں سمجھا تو عام مسلمانوں کا ان کی کسی کتاب کو نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا بالاولیٰ ثابت ہو گیا ۔

اقول۔ اول تو یہ شق جو آپ نے اختیار کی ہے حضرت مرزا صاحب کے اشتہار میں کہیں اس کا اشارہ تک بھی نہیں آپ خواہ مخواہ اس کا رد کرنے بیٹھ گئے بلکہ اس میں تو صاف پتہ لگتا ہے کہ براہین کے حوالوں سے تو صرف اتنا ثابت کرنا مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے لئے اپنے الہام میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے اسلئے مجھے نبی اور رسول کہلانے میں کوئی تردد نہیں۔ مگر خیر اس شق پر آپ نے دلیل دی ہے وہ آپ کی علمیت پر کافی روشنی ڈالتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کو خود اقبال ہے کہ ان کے مریدوں نے بھی ان کی کتابوں کو نہیں پڑھا امریدوں سے مراد اگر آپ کی سب مرید ہیں جیسا کہ آپ کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب نے اس کا قبول کیا ہے بلکہ وہاں تو صاف یہ لفظ موجود ہے "ہماری جماعت میں سے بعض" جیسا پھر آپ نے بعض کی قید کو کیوں حذف کر دیا کیا نقل اسی کا نام ہے) تو عام مسلمانوں کا ان کی کسی کتاب کو نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا بالاولیٰ ثابت ہو گیا۔

ناظرین! ذرا قاضی سلیمان صاحب کی اس منطقی دلیل پر تو غور فرماویں۔ کیا قاضی صاحب اسی منطق کے ناز پر آپ حضرت مرزا صاحب (جن کا سلطان القلم ہونا ایک دنیا کو مسلم ہے) کے مقابلے میں تصنیف کرنے بیٹھ گئے ہیں ٭

براہین احمدیہ جس کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے سلسلہ مریدین شروع کرنے سے پہلے کی شائع ہوئی ہوئی ہے اس پر یہ کہنا کہ جب مرزا صاحب کے مریدوں نے اس کو نہیں پڑھا تو عام مسلمانوں نے کیونکر پڑھ لیا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے جبکہ مسلمانوں کی یہ تقسیم موجود ہی نہ تھی جو آپ نے اپنی کتاب میں کی ہے بلکہ اس وقت تو تمام عام مسلمان ہی تھے ٭

دوم آپ خود لکھتے ہیں کہ فلاں فلاں قومی نے اس کو پڑھا اور اس کو عجائبات کے خیالات کہے۔ ایک ہی جملہ میں عام مسلمانوں کا نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا اور پھر پڑھنا اور اسکو سمجھ کر عجائبین کے خیالات کہنا کیا یہ تناقض نہیں تو اور کیا ہے ٭

اس کے بعد ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض مریدین

کہ آپ کی کتابوں کو نہ پڑھنے سے یہ کس طرح لازم آیا کہ دیگر تمام مسلمانوں نے بھی ان کتابوں کو نہیں پڑھا یہ لزوم کی کونسی قسم ہے واضح کر کے بیان کیجئے ✦

آپ اتنا ہی خیال کرتے کہ آخر مرزا صاحب کے مرید وہی لوگ ہیں جو عام مسلمانوں سے نکل کر آتے ہیں۔ اور بہت سے ان میں سے ایسے ہی ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کے مطالعہ سے ہی آپ کی صداقت کو مانا ہے۔ یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جب کسی شخص کو صادق اور راستباز اور خدا کا مامور یقین کرلے اور اس کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو جائے تو پھر اس کی دوسری کتب کے مطالعہ سے تساہل کرے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ مخالفین بالکل ہی نہ پڑھیں بلکہ وہ ضرور پڑھینگے بعض تو اسلئے تاکہ ان کو صداقت مل جاوے کیونکہ وہ صداقت کے بھوکے ہوتے ہیں اور بعض اپنی شقاوت قلبی سے تردید کرنے کے لئے پڑھینگے۔ الغرض ضرور پڑھینگے۔ خواہ کسی رنگ میں پڑھیں۔ اچھا اگر فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ کسی نے نہ کسی کتاب کو پڑھا اور نہ ہی سمجھا تو کیا آپ کے تمام اعتراضات جو آپ نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں۔ مرزا صاحب کی کتابوں کے پڑھنے کے بغیر ہی کئے ہیں؟

قولہ مولوی غلام علی صاحب۔ مولوی محمد اللہ صاحب امرتسری و دہلوی عبد العزیز صاحب سلطان العلماء کو بچپن کے خیالات بتا رہا ہے ✦

اقول۔ یہ تو قاعدہ ہی ہے اور سنت اللہ اسی طرح چلی آتی ہے کہ صادق کو مجنون کہا جاوے اگر اس وقت کے بیہودہ صفت لوگوں نے اپنے زمانہ کے رسول کو مجنون کہہ دیا تو کونسی بڑی بات ہے اور مرزا صاحب کی شان میں کونسا فرق آگیا۔ بلکہ ان کا بچپن کے خیالات کہنا تو بجائے آپ کی صداقت کے نشانات میں سے ایک بہت بڑا نشان اور منہاج نبوت پر ہونے کی قوی دلیل ہے۔ کذلک ما اتی الذین من قبلہم

آپ یہاں پر کہیں لفظی اعتراض نہ کریں کہ [illegible] تو عام کا لفظ نہیں لکھا بلکہ علم کا لفظ لکھا ہے۔ اور علم سے مراد ان پڑھ اور معمولی انسان [illegible] کرتے ہیں۔ سو واضح ہے کہ اس جگہ آپ نے مرزا صاحب کے مریدوں کے مقابل عام مسلمانوں کو رکھا ہے گویا کل مسلمان کہ آپ نے دو گروہ بنائے ہیں ایک خاص اور ایک عام خاص سے مراد تو آپ نے مرزا صاحب کے مرید لئے ہیں اور عام سے مراد تمام دیگر مسلمان جو مرزا صاحب کے مخالف ہیں ✦

من رسول الا قالوا ساحر او مجنون - اتواصوا به بل هم قوم طاغون ◆ ہے۔ جب آپ خود ہی مانتے ہیں کہ علماء مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کو بھی نہیں پڑھا اور نہ ہی سمجھا تو پھر ان لوگوں کا بغیر دیکھنے کے مجانین کی طرح خیالات کرنا محض مجنونانہ حرکت نہیں تو کیا ہے ◆

قولہ - قادیان میں آنے والے مریدین کی زندگی درویش طبعی بد تہذیبی بد اخلاقی بد کلامی دشنام دہی بکا استعمال کلمات فحش کا ذکر مرزا صاحب نے اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے آخری اشتہار میں کیا ہے ◆

اقول - جہاں تک میں نے غور کیا ہے اس بات کے لکھنے سے آپ کی سوا اس بات کے اور کوئی غرض نہیں کہ آپ جہلاء کو دھوکہ دیں کہ جب اس شخص کے مرید ایسے ہیں تو خود یہ شخص کس طرح سچا ہو سکتا ہے ◆

مگر آپ یاد رکھیں کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر واقع ہوا ہے اس لئے جو اعتراض اس پر آپ کریں گے وہی اعتراض دیگر انبیاء پر وارد ہوگا - کیا کسی نبی کی قوم کے بعض افراد میں اگر کچھ غلطیاں یا کمزوریاں ہوں تو یہ اس نبی کے کاذب ہونے پر دال ہوا کرتی ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ حالات وقتی ہیں - کہ بعض افراد سے کسی خاص وقت میں کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو اس کو دور کیا جاتا ہے - اس سے یہ منشاء کبھی نہیں ہوتا کہ ان کی یہ حالت مستمرہ ہے - ورنہ چاہیئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات پر بھی نظر ڈالو جن کی شان میں رضی اللہ عنہم اور کنتم اعداء فالف بین قلوبکم کی شہادتیں نازل ہو چکی تھیں - کیا ان میں اس قسم کی غلطیاں نہ تھیں کیا ان کی آپس میں لڑائیاں نہیں ہوا کرتی تھیں - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے جانے پر جو نبی کریم نے خطبہ پڑھا تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں معذور سمجھا جاوے جنہوں نے میرے اہل پر الزام لگایا ہے - تو کیا سعد بن معاذ نے یہ عرض نہیں کیا تھا - اگر وہ ہمارے قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیتے ہیں اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے ہے تو آپ حکم دیجئے ہم اس کی تعمیل کر دیں گے - تو کیا خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو غیرت نہیں آگئی تھی اور اس نے سعد بن معاذ کو یہ نہیں کہا تھا کہ تو جھوٹا ہے تو ہرگز ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل

نہیں کر سکتا اور دوسری طرف سے سعد کے چچا اسعد بن حضیر نے اٹھ کر سعد بن عبادہ کو یہ نہیں کہا تھا کہ تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے ہم ضرور اس کو قتل کرینگے پھر بیان کیا ہے دونوں قبیلے بڑھے کہ قریب تھا کہ ان میں تلوار چل جاتی مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کوشش کر کے ان کو خاموش نہ کراتے ۔

اب دیکھئے کہ یہ واقعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی موجودگی میں ہوا ہے حالانکہ ان واقعات پر شہادت القرآن میں اُن کو ڈانٹا گیا ہے۔ وہ حالت خطبہ اور مسجد اور عین دربار رسالت میں نہیں ہوئے کیا اس کا نام شائستہ اور پاک کلمات رکھیئے ۔ دیکھو بخاری تفسیر سورہ نور ۔

کیا غزوہ تبوک والا واقعہ آپ کو بھول گیا ہے جس میں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماری تھی اور اس نے یاللانصار اور دوسرے نے یاللمہاجرین کہکر پکارا تھا ۔

کیا طعمہ بن ابیرق کی زرہ چرانے کا واقعہ کوئی پوشیدہ امر ہے پھر سب سے بڑھ کر کیا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے اولوالعزم صحابہ آپس میں نہیں جھگڑ پڑے تھے جس پر آخر یہ آیت لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی ۔

کیا ان واقعات سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ میں کچھ فرق آجاتا ہے ۔ جو اصلاح آنحضور نے صحابہ کی فرمائی کیا دنیا اس کی نظیر پیش کر سکتی ہے باوجود اس کے پھر بھی کبھی نہ کبھی صحابہ میں بھی رنجش اور جھگڑا ہو ہی جاتا تھا ۔ اصل بات یہ ہے کہ جہاں مختلف طبائع اور مختلف قوموں اور مختلف حیثیتوں کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہونگے ۔ ضرور ان میں کبھی کبھی اختلافات اور لڑائی بھی ہو سکتی ہے ۔ مگر کمال یہ ہے کہ دلوں میں کینہ اور بغض کو جگہ نہ دی جاوے ۔

پس جبکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کے بعض افراد سے کسی نہ کسی وقت ایسے امور سرزد ہو جاتے تھے اور باوجود اس کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی حرف نہیں آتا ۔ تو مرزا صاحب

پر کیا وجہ ہے۔ پھر اگر آپ اس واقعہ کو گہری نگاہ سے دیکھتے تو اس سے بھی آپ کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت ہی نظر آتی کیونکہ مرزا صاحب کے جن مریدوں میں یہ عادتیں ہیں آخر وہ بھی لوگ ہی ہیں جو عام مسلمانوں سے نکل کر آئے ہیں پس یہ عیب جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ در اصل مسلمانوں میں پہلے ہی موجود تھے اور ان عیوب کا ہونا صاف بتلاتا ہے کہ مسلمانوں کی حالت بہت بگڑ چکی تھی اور ان کی حالت کا بگڑنا تو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کی ضرورت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ مرزا صاحب تو مصلح تھے اور مصلح کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس شخص کے عیوب کھول کر بیان کرے جس کی اصلاح مدنظر ہے تاکہ وہ ان کو چھوڑ سکے اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی غلطیوں کو علے الاعلان شائع کیا تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں +

قولہ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ۔ اس الہام سے اپنا دعوے رسالت نکالتے ہے حالانکہ براہین میں اسی کو مسیح کے لئے جسمانی اور سیاست ملکی کے لئے پیشگوئی مانا ہے۔ کیا براہین کے اس بیان پر آپ کو ایمان ہے کہ نہیں اگر آپ خود مسیح ہیں تو سیاست ملکی کی عنان کب ہاتھ میں لیں گے +

اقول۔ اگر آپ براہین میں اس کی اگلی عبارت کو بھی ساتھ ہی پڑھ لیتے تو آپ ایسے شبہ کرنے سے ضرور باز رہتے چنانچہ ہم یہاں ناظرین کے لئے اس عبارت کو نقل کر دیتے ہیں۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاویگا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا

موجود ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسےٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہے تو وہ احمد ہے اگر وہ محمود ہے تو وہ محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے ہی اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ مقدر ہے گو اس کی زندگی میں ہو یا بعد وفات [illegible]۔

اب اگر غور سے اس عبارت کو دیکھا جاوے۔ تو صاف پتہ لگتا ہے کہ دراصل تو الہام کے مصداق آپ ہی ہیں مگر بوجہ اس پرانے عقیدہ کے جو عام مسلمانوں میں رائج تھا۔ کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے اور جسمانی طور پر حکمرانی کرینگے۔

(۳) آپ نے بھی ایسا ہی لکھ دیا۔ چنانچہ اس تمام عبارت میں صرف دو ہی فقرے ایسے ہیں جن میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ذکر کیا ہے ورنہ باقی تمام عبارت میں آپنے صاف بتا دیا ہے کہ پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں اور غلبہ اسلام روحانی طور پر مجھ سے ہی ہوگا اور مسیح کے ساتھ مجھے مشابہت ہے۔ اس میں شک نہیں اور نہ ہم انکار کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جب خدا تعالےٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہوا تو حضرت مرزا صاحب کو کھول کر یہ نہیں بتایا گیا کہ دراصل آنے والے مسیح آپ ہی ہیں۔ بلکہ بعض ایسا ابہام کر دیا گیا اور چونکہ آپ بھی اسی پرانے عقیدہ پر تھے اس واسطے آپ نے

بھی ان کو اپنے چسپاں کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا اس کی تاویل کر کے حضرت مسیح کی آمد ثانی پر لگا دیا۔ جیسا کہ آپ کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے ورنہ اگر آپ مفسدہ پرداز ہوتے تو ضرور آپ اسی وقت دعوے کر دیتے۔

باقی آپ پوچھتے ہیں کہ اگر مسیح آپ ہی ہیں۔ تو پھر جسمانی طور پر عثمان لکھو کے ہاتھ میں بیٹھیگا یا نہیں تو اس کا جواب صاف ہے کہ جب اس کی بنیاد ہی پرانے باطل عقیدہ پر تھی جو مسیح کے آنے اور ظاہری سلطنت کرنے کے متعلق عام مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ تو جب اس عقیدہ کا بطلان ہی الہام سے پتہ لگ گیا تو اب آپ کا یہ سوال کرنا بیجا ہے۔ ہاں آپ جس حیثیت اور غرض کے لئے مسیح تھے اس کو آپ پہلے براہین میں بتا چکے ہیں یعنی روحانی طور پر جیسا کہ عبارت متذکرہ بالا سے ظاہر ہو رہا ہے۔

قولہ۔ اگر دونوں باتوں سے انکار ہے تو پھر براہین کا حوالہ کیوں ذکر فرمایا گیا ہے

اقول۔ براہین کا حوالہ تو صاف طور پر مفید ہے۔ کیونکہ اس سے تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ میری نسبت خدا تعالیٰ نے رسول کا لفظ بولا ہے۔ اور وہ اس الہام میں صاف ہے باقی رہا یہ کہ وہاں اس کو مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے تو وہ میں بتا آیا ہوں۔ کہ اپنی نسبت بھی لکھا ہے۔

قولہ۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء اشتہار میں اس الہام سے نبی ہونے کا استدلال کیا ہے اور براہین میں لکھا ہے کہ امت محمدیہ کے بعض افراد کو حلہ انبیاء عطا ہوتا ہے یہ لوگ نبی نہیں ہوتے۔

اقول۔ ان دو نو قولوں میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ خود متکلم اپنی کلام کی تشریح کرتا ہے وکل رجل بصیر علیم۔ دیکھئے اشتہار میں نبی ہونے اور اپنا نبی نہ ہونا دونوں کی تفسیر فرماتے ہیں۔

" اور جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر میں ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول ا مقتدا

سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اب اس سے صاف پتہ لگتا ہے" کہ وہ نبی نہیں ہوتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ صاحب شریعت نبی نہیں ہوتے اور جہاں لکھا ہے کہ وہ نبی ہوتے ہیں وہ غیر تشریعی نبی ہیں۔ اب تناقض کہاں رہا کیونکہ تناقض میں موضوع کا ایک ہونا بھی شرط ہے اور یہاں موضوع مختلف ہیں ایک کا موضوع تشریعی نبی اور ایک کا غیر تشریعی نبی +

قولہ - آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر غور کیجئے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۵ میں آیت کے تمسک سے اپنے آپ کو رسول اللہ کا صرف جزو اور اپنی نبوت کو غیر تامہ بتلایا تھا اور اشتہار میں اسی کی دلیل پر اپنا رسول اور محمد خاتم الانبیاء ہونا تحریر کیا ہے +

اقول - قاضی صاحب خشیۃ اللہ کیا اسی کا نام ہے۔ ان تین سطروں میں آپ نے دو جھوٹھ بولے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ ازالہ کے صفحہ ۵۷۵ میں آپ نے اپنی رسالت کو جزوی رسالت لکھا ہے مگر آپ کی مذکورہ آیت سے کہاں تمسک پکڑا ہے میں نے تو ازالہ کے صفحہ ۵۷۵ - اور اس سے پہلے اور پچھلے صفحوں کو غور سے پڑھا ہے وہاں تو کہیں بھی اس آیت سے تمسک نہیں پکڑا پس جب ازالہ میں اس آیت سے تمسک ہی نہیں تو آپ کا ثابت کردہ تناقض بھی ساتھ ہی ہَبَاءً مَّنثُورًا ہو گیا +

• دوسرا جھوٹھ آپ نے یہ بولا ہے۔ کہ اشتہار میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو محمد خاتم الانبیاء لکھا ہے۔ حالانکہ تمام اشتہار میں یہ عبارت آپ کہیں نہیں دکھلا سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں اشتہار میں یہ لکھا ہو کہ میں مستقل طور پر نبی اور رسول ہوں آگے یہ اشتہار تو تمام کا تمام ہی اس کے رد میں بھرا ہوا ہے اور اسی ایک بات کا اس میں زور دیا گیا ہے کہ میں کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوں بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کی ہی برکت ہے کہ مجھے نبی کا درجہ ملا ہے مگر آپ کی اس

• بلکہ وہاں صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں [illegible]

صریح کذب بیانی کو ظاہر کرنے کے لئے میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار کے چند ایک مقامات یہاں نقل کر دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو پتہ لگ جاوے کہ قاضی صاحب موصوف نے کس قدر تعصب سے کام لیا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں ''کہ اس قسم کا نبی (یعنی صاحب شریعت نبی) اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعاً نہیں آ سکتا۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا ہمارے نزدیک معصیت ہے و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے'' +

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں ہیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی +

''لا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسط النبی صلے اللہ علیہ وسلم''

''ہمارے نبی کے بعد قیامت تک ایسا کوئی نبی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو جس کو بغیر توسط آنجناب اور فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جاوے جو نبی نبوت کا لقب عنایت کیا جاوے۔ ومن ادعی فقد کفر +

''اگر بروزی معنی کی رو سے بھی کوئی شخص نبی یا رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس دعا کے کیا معنی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت و رسالت سے انکار نہیں اس لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا''

''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اسی کے واسطے

سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ مذا ب کرتا ہوں"۔

"یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے۔ اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے۔ کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلم"۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات ہیں جن سے صاف پتہ لگ رہا ہے کہ آپ نے کہیں بھی یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ میں وہی محمد ہوں یا وہی خاتم الانبیاء ہوں یا کوئی مستقل صاحب شریعت نبی ہوں مگر میں خوف طوالت سے انہی پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اب دیکھئے نہ تو ازالہ میں اس آیت سے تمسک کا ذکر ہے اور نہ ہی اشتہار میں اپنے آپ کو وہی خاتم الانبیاء کہا ہے پھر سوائے اسکے اور ہم کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔

قولہ - براہین کے الہام محمد رسول اللہ والذین معہ اشد اء علے الکفار رحماء بینھم سے ثابت کیا ہے کہ میرا نام محمد ہے حالانکہ براہین میں صراحتہً یا کنایتہً بھی اس کا ذکر نہیں اور نہ ہی اس اشتہار تک کسی اور کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اس خاموشی کے کیا معنی؟

اقول - اس بات نے تو پوری طرح سے آپ کی قلعی کھول دی ہے کہ آپ نے کہاں تک حضرت مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے بلکہ اس نے اس دعوے کی کہ دیگر مسلمانوں نے آپ کی کتب کو نہیں پڑھا کسی قدر تصدیق کر دی ہے کیونکہ کم از کم دیگر مسلمانوں میں سے آپ نے تو ضرور ہی حضرت مرزا صاحب کی کتب کو نہیں پڑھا اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔

ساری بنا تو آپ کے اعتراض کی اسی بات پر ہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اشتہار سے پہلے کسی کتاب میں اپنے آپ کو محمد کے نام سے نہیں پکارا اب میں آپ کی خدمت میں دو حوالے پیش کرتا ہوں ان پر آپ غور کریں۔

اور پھر اپنے اعتراض کو بھی دیکھیں۔ ازالہ وہم اسلام میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت محدث ہوگا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارے میں الہام ہوا تھا۔ فیک مادۃ فاروقیہ۔ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت کے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے۔ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ جن سطروں پر میں نے خط کھینچ دیا ہے ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ دیگر ان تمام بزرگوں سے بھی مشابہت ہے جن کا براہین میں ذکر ہے اور براہین میں یہ الہام بھی درج ہے۔ اس جگہ تو حضرت نے مجمل ذکر کیا ہے اب میں آپ کو ایک ایسا حوالہ بتاتا ہوں جس میں کھلے طور پر اپنا نام محمد لکھا ہے اور وہ یہ ہے:

"منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبے باشد"

کیا قاضی صاحب اب بھی آپ کی تسلی ہوئی یا نہیں۔ پس جبکہ آپ کی بنیاد کو ہی اکھیڑ دیا تو پھر باقی عمارت تو خود بخود ہی گر گئی کسی کے گرانے کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم آپ کی اس بات کو مان کر بھی کہ آپ نے کہیں نہیں لکھا پھر بھی بتاتے ہیں۔ کہ اس میں بھی کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ قاضی صاحب کیا کسی بات کا ذکر نہ ہونا اس امر پر دال ہی کرتا ہے کہ وہ امر واقع میں ہے ہی نہیں۔ کیا ایک آدمی اگر چند برس تک الف ق اس بات کا ذکر نہ کرے کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ تو کیا اس مدت کے بعد اس کے اظہار کرنے پر یہ کہا جاویگا کہ تو فلاں کا بیٹا ہرگز نہیں کیونکہ تو نے اس مدت میں اس سے خاموشی اختیار کی رکھی اور کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ یاد رکھیں کہ بغیر ضرورت کے کسی امر کا ظاہر کرنا لغو ہوتا ہے۔ ہر ایک امر کا اظہار اپنے محل اور موقعہ پر ہی اچھا لگتا ہے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت تو آپ کا کوئی دعوے ہی نہ تھا۔ اسلئے اس وقت تو

جس قدر الہامات آپ کو ہوئے آپ نے درج فرما دیئے اور نہ ہی پیچھے کوئی ضرورت
پیش آئی کہ اس کو کھولتے (بقول آپ کے) ✦

لیکن اب جب ضرورت پیش آئی تو مجھ کو کھول کر بتا دیا۔ کہ میں واقعی رسول
ہوں اور مجھے خداوند تعالیٰ نے رسول کر کر پکارا ہے اور بطور شہادت کے ان الہامات
کا بھی ذکر کر دیا اس میں اب کونسا تناقض ہوا۔ ہاں تناقض تب ہوتا کہ ایک ہی
وقت میں حضرت اقدس اس الہام کا مصداق بنتے اور اسی وقت انکار بھی کرتے اس
صورت میں کوئی دانشمند گرفتار رہ سکتا لیکن اب تو آپ کا اعتراض واقعی بے دال ہے ✦

اچھا میں اس بات کو مان لیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب فداہ ابی و امی کو اس
الہام کے وقت یہ علم نہیں تھا۔ کہ یہ الہام میری نسبت ہے تو بھی بتلائیے کہ اس میں
کونسا نقص لازم آتا ہے کیا اگر کسی ملہم کو ایک الہام ہو اور اس کی تفہیم ایک
مدت کے بعد بتائی جاوے تو کوئی عقلمند یہ کہ سکتا ہے کہ اب یہ تفہیم غلط ہے اور
جھوٹی ہے۔ کیونکہ اتنی دیر تک کیوں اس کا اظہار نہیں کیا گیا۔ کیا نبی کریم
اپنی خواب کی بناء پر حج کے لئے نہیں گئے تھے اور اگر آپ کو اسی وقت تفہیم
ہو جاتی تو کیوں آپ مدینہ سے باہر نکلتے۔ پس جب کہ یہ علم سنت اللہ ہے کہ
تفہیم بعض اوقات بعد میں بھی ہوا کرتی ہے تو حضرت مرزا صاحب پر کونسا اعتراض
وارد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ نے براہین میں صرف الہام کو درج فرما دیا اور اس کے
مصداق سے بوجہ تفہیم نہ ہونے کے سکوت اختیار کر لیا اور بعد تفہیم کے اس کا
اظہار لوگوں پر کر دیا کہ میں اس کا مصداق ہوں تو کونسا حرج لازم آ گیا آپ
غور فرمائیں ✦

قولہ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی جو کفار کے لئے سخت
تھے انہوں نے ہرقل اور پرویز کی سلطنتوں کو فتح کیا اور باہمی رحم ایسا تھا کہ
جنگ میں بھی خود پانی نہ پیتے اور ایک دوسرے کو پلاتے تھے۔ مرزا صاحب اپنے مریدوں
کے باہمی برتاؤ کی شہادت تو شہادۃ القرآن میں دے چکے ہیں اب پبلک کو دیکھنا
باقی ہے۔ کہ وہ شدت پر کفار کا کیا نمونہ دکھلاتے ہیں ✦

اقول۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما اگر باوجود آپس میں جنگ

کرنے کے اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کروانے کے بھی رحماء بینہم کے مصداق ہو سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا ہی والی کے چند مرید آپس میں معمولی بول چال کی وجہ سے اس آیت کے مصداق نہ ہو سکیں۔ باقی شدت بر کفار کا آپ پوچھتے ہیں۔ سنئے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں نے کس قدر اپنے آپ کو کفار پر شدید ثابت کیا ہے آپ اور آپ جیسے کئی اور مولویوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت تتر بتر ہو جاوے کفر کے فتوے دیئے واجب القتل ٹھیرایا بیویوں کی طلاق کے فتوے دے دیئے بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ان سے تعلق رکھنے والوں کو کیا بلکہ اُن کے لکچروں کے سننے والوں کی بیویوں کو بھی طلاق ہو جائیگی مگر کیا کسی مرید کا قدم پھسلا کیا کسی کے دل میں آپ کی تقریروں یا تحریروں یا فتوے کا کچھ بھی اثر ہوا کیا اس سے بڑھ کر شدت بر کفار بھی کوئی ہو سکتی ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ہرقل اور پرویز کی سلطنتوں کو فتح کیا تھا تو حضرت مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں کو خدا کے فضل و کرم سے آپ لوگوں پر ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے جس کی نظیر سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کسی نبی کی جماعت میں نہیں مل سکتی۔ کیا حضرت مرزا صاحب اکیلے نہیں تھے اور پھر کیا صرف چند آدمی ہی آپ کے ساتھ نہیں ہوئے مگر دیکھا کہ باوجود دشمن کے کثیر اور طاقتور ہونے کے بھی ان چند ہی آدمیوں نے کس قدر ترقی کی کہ اب جس شہر [illegible] معقول تعداد پائی جاتی ہے اور کس قدر ان پر خدائے تعالے کا فضل ہے کہ آپ کے بھائی بند بھی جہاں کہیں مذہبی جلسے کرتے ہیں احمدی علماء سے ہی اس کو بارونق بناتے ہیں دل سے تعصب اور عناد کو دور کر کے ذرا آپ حضرت مرزا صاحب کی کامیابی اور اپنی ناکامی پر غور کریں تو آپ خود ہی سمجھ جائینگے۔

قوله ۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو تصویر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور ظلی اور بروزی طور پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم بنتے ہیں سوال یہ ہے۔ کہ ان الفاظ کے معنی ایک ہیں یا جدا جدا اگر جدا جدا ہیں تو پھر کس لفظ کے اعتبار سے محمد صلے

علیہ وسلم ہیں۔ تصویر کو اصل سے کیا نسبت شکل انعکاسی کو اصل وجود کے کمالات کس طرح مل سکتے ہیں نبی کریم نے بیت اللہ سے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویروں کو نکلوا دیا اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔ تصویر خواہ کسی نبی یا رسول کی ہی کیوں نہ ہو قابل محو ہے +

اقول۔ قاضی صاحب سنبھل کر چلیں۔ ہر ایک مصور کو لعنت کا مصداق نہ بنائیں۔ اللہ تعالےٰ بھی مصور ہے۔ ھو اللہ الخالق الباری المصور انسان کی تصویر بنائی ہوئی تو قابل عزت نہ ہو۔ لیکن خدا کی بنائی ہوئی تصویر اپنے اندر کمالات رکھیگی اور اس کو محو کرنے والا انسان مقتول یا ملعون ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنی تصویر خود نہیں بنائی نہ کسی انسان نے اس کے بنانے میں دخل دیا ہے یہ صنع اللہ ہے۔ ما ترٰی فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ھل ترٰی من فطور۔ ان تمام الفاظ کے معنی حضرت مرزا صاحب کی تحریر میں تو ایک ہی لئے گئے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے:

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کر بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے اور اسی کا نام"

اب اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ظل اور تصویر سے ایک ہی مفہوم مراد لیا گیا ہے +

پھر ایک جگہ فرمایا کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا" اب اس میں بھی ظل اور انعکاس کا ایک ہی مفہوم ہے پھر ایک جگہ فرماتے ہیں جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ

وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوے کیا"۔ اب اس میں بھی بروز ظل اور انعکاس کا ایک ہی مفہوم بتایا ہے۔ پس جب ان کے معنی صاف طور پر ایک ہی ہیں تو پھر آپ کا یہ لکھنا کہ ان کے معنی ایک ہی ہیں یا جدا جدا اور اگر جدا جدا ہیں۔ کس بات پر دلالت کرتا ہے اب خود ہی سمجھ لیں ⁂

پھر آپ نے خود ہی الگ الگ معنی کر کے ہر ایک پر کچھ کچھ اعتراض کئے ہیں جن کو بمع جواب ذیل میں درج کرتا ہوں ⁂

سوالات تصویر کو اصل سے کیا مناسبت۔ انعکاس کو وجود یا وجود کے کمالات کس طرح مل سکتے ہیں کسی وجود کے ساتھ پس ہم میں وہ کمالات کس طرح موجود ہو سکتے ہیں ⁂

قاضی صاحب نے اس میں تصویر کے وہی معنی کئے ہیں جو عام لوگ کیا کرتے ہیں یعنی وہ نقش جو لوگ کسی دیوار پر یا کسی کاغذ پر کسی نقاش یا کسی فوٹو گرافر سے کھچواتے ہیں مگر ہر ایک سلیم العقل انسان غور کر سکتا ہے کہ آیا حضرت مرزا صاحب کی مراد اس جگہ وہی ہے جو قاضی صاحب نے سمجھی ہے یا دیدہ و دانستہ تم تکتمون الحق و انتم تعلمون کے مصداق بنے ہیں ⁂

یہ ایک ...... کھلی بات ہے کہ اگر کوئی مصنف اپنی تصنیف کے ایک لفظ کے کچھ معنی کرے تو وہ خواہ لغت یا عرف کے خلاف ہی ہوں مگر کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ کم از کم اس کی تصنیف میں سوائے ان معنوں کے کوئی اور معنی کر سکے۔ بکل ان یصطلح اب حضرت مرزا صاحب کے تمام اشتہار کو پڑھ جاؤ ان لفظوں کا صرف یہی مفہوم پاؤ گے۔ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں محو ہو کر فنا فی الرسول کی حالت تک پہنچ کر اور آیت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے ماتحت اور دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی قبولیت پر جو شخص درجہ نبوت کا پاتا ہے اور وہ خلق میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم رنگ ہو

اس کو تصویر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور اسی کا نام ظلی اور بروزی نبی ہے۔

پھر اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ کاغذوں پر یا دیواروں پر تصویر کھینچنے والے انسان ہوتے ہیں جن میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اصل وجود کے کمالات بھی اس میں رکھ دیں مگر اس جگہ تصویر کھینچنے والا اور عکس صورت بنانے والا خداوند تعالےٰ ہے۔ جس میں یہ سب قدرتیں ہیں کہ وہ اصل جس کی تصویر بنائی ہے۔ اس کے تمام کمالات تصویر میں بھر دے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اب دیکھو کیا انسان میں اللہ تعالےٰ کی صفات کا نمونہ موجود نہیں پھر تصویر کے معنی لغت میں تمثیل کے لکھے ہیں۔ تو کیا کسی شخص کی تمثیل بغیر اس کی صفات کے پائے جانے کے ہو سکتی ہے۔

اب جبکہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان کے مقولہ کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے خود ان الفاظ کو حل کر دیا تھا۔ تو قاضی صاحب کو ان کے خلاف ظاہر کر کے عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کو اس جگہ اپنی قرآن دانی حدیث دانی اور لغت دانی جتلانا مقصود ہے مگر افسوس ہے کہ قاضی صاحب نے بجائے اس کے ان اعتراضوں سے اپنے علم کی پردہ دری کر دی ہے ناظرین ذرا غور سے ان معنوں کو سنیں جو قاضی صاحب نے کئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں تصویر بنانے والے پر نبی کریم صلے اللہ علیہ۔ لعنت فرمائی ہے قاضی جی اگر آپ تصویر کو صرف ایک ہی معنی میں حصر کر دینگے جیسا کہ آپ نے کیا ہے اور پھر اس جملہ کو بھی مطلق چھوڑ دیجئے تو آپ کو بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا۔ جس کا حل پھر آپ سے ممکن نہیں کیا قرآن شریف میں خدا نے اپنا نام مصور نہیں رکھا ہے آیت۔ ھو الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنےٰ پر غور کرو۔ اب اس جگہ خدائے تعالےٰ نے مصور نام کو اسماء حسنےٰ میں سے قرار دیا۔۔۔۔ ہے کیا اس جگہ بھی آپ کا اطلاق جاری ہو سکیگا کچھ تو غور فرما لیا ہوتا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ تصویر قابل ہے ... اتارا کے ہیں اس کو بھی آپ نے
مطلق دکھا ہے صور تا کم پر غور کریں کہ اب جتنے انسان ہیں کیا وہ سب قابل
محو اور اتارا کے ہیں اگر ہیں تو ابد الآباد زندگی کے کیا معنی اور غیر مجذوذ اور
غیر ممنون جیسے الفاظ قرآن شریف میں کس غرض کے لئے بولے گئے ہیں؟

قولہ اب رہا ظلی طور پر محمد ہونا تو کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے
کہ کسی وجود کے سایہ میں بھی وہی کمالات موجود ہوتے جو شخص میں ہوتے ہیں

اقول قاضی صاحب نے اس جگہ ظل کے معنوں کو صرف سایہ میں ہی
منحصر کر دیا ہے حالانکہ اس کے لغت میں کئی معنی آتے ہیں جن کو میں ناظرین
کی خاطر تفصیل درج کرتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ ہر ایک معنی کے لحاظ
سے حضرت مرزا صاحب کا ظل نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہونا صاف الور پر ثابت ہے

(۱) من کل شئی شخصہ ... لا یفارق ظلی ظلک ... اے
سوادی سواد کہ یعنی میں تجھ سے جدا نہیں ہونگا - اس جگہ ظل کے معنی
سایہ کے نہیں بلکہ خود اسی شخص کو ظل کہتے ہیں جس کے لئے یہ لفظ بولا
جاوے جیسا اوپر کی مثال میں واضح ہے بلکہ تصدیق ... شاعر کا ایک
شعر بھی ہے - لما نزلنا رفعنا ظل اخبیتہ - یعنی جب ہم اترے تو ہم نے
اپنے خیموں کو گاڑا - اب تو کیا کبھی کسی نے سایہ کو بھی گاڑا ہے؟

اب جب ظل کے معنی ذات شخص کے ہو گئے تو اب اعتراض بالکل
صاف ہو گیا کیونکہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام کا ظل محمد صلے اللہ
علیہ وسلم ہونے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ خود نبی کریم کی شخصیت ہی اپنے اندر
رکھتے تھے - چنانچہ آپ نے لکھا ہے "پس جو شخص میرے پر شرارت سے
یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک
خیال ہے مجھے بروزی صورت سے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا
تعالیٰ نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے مگر بروزی صورت
میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے
اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے

پاس نہیں لیتی محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابی کوئی یہ کہے کہ وہ عین محمدؐ نہیں تو یہ ٹھیک ہے کہ کمالات محمدیہ کے لحاظ سے عین محمدؐ ہی ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے خود فرمایا ہے کہ ایک بروز محمدی مع جمیع کمالات محمدیہ کے آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا بلحاظ حیثیت کے غیر ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہم ایک شخص کو کسی نسبت سے اس کا عین بھی کہہ سکتے ہیں اور غیر بھی جیسا کہ بہادر آدمی کو شیر اب وہ بلحاظ صفت شجاعت کی مناسبت کے شیر بھی ہے اور بلحاظ جنسیت کے اس کا غیر بھی ہے ؎

(۲) دوسرے معنی ظل الشئے کنہ یعنی شئے کی حقیقت اب صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی کریم کی حقیقت ہیں کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ردّی حالت کی وجہ سے آپ کے کمالات کا چہرہ بالکل چھپ گیا ہوا تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی آکر آپ کی حقیقت کو دنیا پر ظاہر کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

(۳) تیسرے معنی پھر ظل کبھی موضع پر بولا جاتا ہے۔ جیسے عرب لوگ کہتے ہیں اترکہ ترک الظبی ظلہ یعنی موضع ظلہ مطلب اس کا یہ ہے کہ میں اس کو اس طرح چھوڑ دوں گا جس طرح ہرن اپنے سایہ کی جگہ کو چھوڑ دیتا ہے اس معنی کو دیکھو تو اس کے لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحب سچے طور پر ظل محمدؐ ہیں یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ کی جگہ ہیں آپ پر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ آکر پڑتا ہے اور یہ بھی ٹھیک بات ہے کیونکہ جس قدر فیض اور روشنی حضرت مرزا صاحب نے دنیا کو پہنچائی ہے وہ چاند کی طرح حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی لیکر پہنچائی ہے چنانچہ آپ اس اشتہار میں ہی خود فرماتے ہیں۔ لا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسط یعنی نبی کریم کے توسط کے بغیر اللہ تعالیٰ کے فیضوں کے حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ

پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں۔ کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر .... اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں پھر فرمایا کہ کل برکت من محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔

(۴) چوتھے معنی عام طور پر عرب لوگ بولتے ہیں فلانٌ یعیش فی ظلہ ای فی کنفہ و ناحیتہ ای منعہ و عزہ ۔ یعنی اس کی حفاظت اور عزت میں رہتا ہے ۔ اب اس معنی سے جو حضرت مرزا صاحب کا ظل محمدؐ ہونا صاف ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے آپ کی ہی زیر حفاظت پرورش پائی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں ۔

دگر استاد را نامے ندانم

(۵) پھر ظلّ فلانٌ نہایت قرب کے موقعہ پر بھی بولتے ہیں اس لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحب بغیر کسی تاویل کے ظل محمد کہلاسکتے ہیں کہیں آپ خوش فہمی سے قرب کے یہ معنی نہ سمجھ لینا جیسا کہ عوام لوگوں میں مستعمل ہیں ۔ یعنی ایک جسم کا دوسرے جسم کے نزدیک آجانا بلکہ کسی خاص گہرے تعلق کے لحاظ سے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں ۔ فلاں مقرب الٰہی ہے فلان فلاں کا رشتہ میں قریب ہے ۔ اب ان معنوں کے بتانے کے بعد میں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ اگر آپ وائے معنی ہی رکھے چاہویں یعنی سایہ کے جیسا کہ وہ بھی لغت میں آئے ہیں تو پھر بھی کوئی حرج لازم نہیں آتا ۔ آپ ہی بتلائیے کہ کیا سایہ روزمرہ زبان میں صرف انہی معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے جن معنوں میں کہ آپ نے سمجھا ہے یعنی سورج یا چاند یا لیمپ کے ذریعہ سے کسی چیز کا دیوار وغیرہ پر پڑنا کیا نہیں کہا کرتے کہ فلاں آدمی سے اس کے باپ کا سایہ اُٹھ گیا ۔ یا فلاں آدمی پر تو جن کا سایہ ہے ۔

دیکھیا اس کے یہی معنی ہوا کرتے ہیں کہ جس نے فرمایا آپ نے اس شخص پر دیوار کی طرح سایہ کیا ہوا تھا اب ان کے ہٹنے سے وہ سایہ بھی ہٹ گیا۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو آخر مرنا ہے خدا کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے کیوں جاہل اور سیدھے سادھے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں یاد رکھیں ان سب کا گناہ آپ کی گردن پر ہوگا۔

قولہ۔ ظل زوال پذیر چیز ہے لاشے وجود کو ظل زائل سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اقول۔ اس فقرے سے آپ نے اپنی قابلیت ذاتی اور علمیت کا کافی ثبوت دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چھوٹی موٹی عربی کی کتاب میں ظل زائل کا لفظ پڑھ لیا ہے اور اسی پر آپ نے اعتراض کی بنا رکھ دی ہے مگر اس پر ذرا بھی غور نہیں کیا کہ ظل کو زائل کیوں کہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے ظل یعنی سایہ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں بلکہ ذی ظل کے ماتحت ہوتا ہے اگر وہ ذی ظل ایسی شے ہے جو زوال پذیر ہے تو اس کا ظل بھی زوال پذیر ہوگا۔ اور اگر وہ زوال پذیر نہیں بلکہ دائمی ہے تو اس کا ظل بھی دائمی ہوگا یہ بات ہم نے اپنے پاس سے ہی نہیں کہی بلکہ لغت اس کی مصدق ہے چنانچہ اقرب الموارد میں لکھا ہے بقیت عندہ ظل الیوم اے الوقت الذی الظل یبقی ببقائہ ویزول بزوالہ یعنی اس کے یہ ہیں کہ میں اس کے پاس ظل الیوم رہا یعنی تمام دن وجہ اس کی یہ ہے کیونکہ ظل اصل چیز کی بقا سے باقی رہتا ہے اور اصل چیز کے زوال سے زائل ہو جاتا ہے اب کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک قیامت تک زندہ ہیں اور آپ کا روحانی فیض قیامت تک جاری رہیگا۔ اسلئے آپ کا ظل بھی قیامت تک رہیگا۔ اور ہمیشہ وہ کسی نہ کسی پر پڑ کر اس کو ظلی نبی بناتا ہی رہیگا یعنی وہ نبی جو آپ کے ظل کے پڑنے کی وجہ سے بنایا جاتا ہے

اس کے بعد اگر ہم قرآن شریف میں غور کریں تو وہاں بھی آپ کا یہ کلیہ کہ ظل ہمیشہ زوال پذیر ہوتا ہے نہیں چل سکتا۔ سورۃ واقعہ میں خدا تعالے نے فرمایا ہے و اصحب الیمین ما اصحب الیمین فی سدر مخضود و ظل ممدود۔ کیا اب یہاں جن چیزوں کے سایہ کا ذکر ہے وہ بھی دور ہو جائیگی

جو ان کے ساتھیوں کو ظل زائل کہا جاوے یا کیا ان کو لاشی محض کہا جاوے ✦
اس طرح سورۃ نساء میں فرمایا ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت سندخلھم
جنٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا لھم فیھا ازواج
مطھرۃ وندخلھم ظلاً ظلیلاً ✦
سورۃ یٰس میں ہے ھم وازواجھم فی ظلال علی الارائک متکئون
سورۃ مرسلٰت ان المتقین فی ظلٰل وعیون وفواکہ مما یشتھون ✦
سورۃ رعد مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتھا الانھار اکلھا
دائم وظلھا تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکٰفرین النار ✦
ایمان تمام آیات پر غور کرو کیا ان میں جس قدر ظل کا ذکر ہے وہ سب
مٹنے اور زوال پذیر ہے کیا آپ کا اعتقاد جنت کی نعماء کے متعلق عطاء غیر
مجذوذ پر نہیں رہا جو آپ نے ظل کو مطلق زوال پذیر کر دیا اور لاشی سے تعبیر کیا
یہ ہے آپ کی قرآنی واقفیت کا نمونہ اب حدیث شریف کی واقفیت کا حال بھی
سن لیجئے بخاری شریف جو بعد کتاب اللہ مسلمانوں میں اصح الکتب مانی گئی
ہے اس میں یہ حدیث مندرج ہے۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ۔ ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ سات
آدمی ہیں جن کو خدائے تعالے اپنے سایہ میں لیگا جس دن سوائے اس کے سایہ
کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا ۔ اب تبلائیے کیا آپ کا یہی ایمان ہے کہ کوئی وقت
ایسا بھی آئیگا کہ ان سات آدمیوں سے خدا اپنا سایہ ہٹا لیگا ✦
قولہ ۔ نبی کریم کے وجود کا سایہ نہیں اور یہ اسی واسطے تھا کہ جب حقیقت
ہی ایک چیز نہ ہو تو مجازی طور پر کسی کو اس لفظ کے استعمال کا کیا حق ہو تا ہے اور
حدیث کی کتب سے اس کا حوالہ یا سند تو دی ہوتی ✦
قول ۔ اول میں اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا سایہ تھا یا نہیں ۔ جہاں تک میں نے اس بات
کو سوچا ہے مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور کے سایہ کا انکار بھی انہی باتوں

میں سے یہ جن کو زبان سے جغرافیہ اور تاریخ سے ناواقف لوگوں نے مشہور کر کے اسلام پر لوگوں کو تمسخر کرنے کا موقع دیا ہے چنانچہ عام طور پر مشہور ہے کہ گوہ جو ایک جانور ہے نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک قصیدہ پڑھا تھا۔ حالانکہ وہاں لفظ ضب ہے اور ضب کے معنی بیشک گوہ کے ہیں۔ مگر دراصل ضب ایک آدمی کا نام ہے جس نے وہ قصیدہ پڑھا تھا۔

اسی طرح بعض مولوی یہ بھی بیان کرتے تھے کہ دریائے نیل چاند میں سے نکلتا ہے اور یہ انہوں نے قمر لفظ سے لیا حالانکہ جبل القمر ایک پہاڑ کا نام ہے جو بسبب برف کے ہمیشہ سفید نظر آتا ہے اور اسی طرح بعض طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قوۃ باہ کا نسخہ لائے تھے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جبرئیل ایک طبیب کا نام تھا اور اس نے ایک بادشاہ مسمی محمد کے لئے ایک نسخہ تیار کیا تھا اب کسی خوش فہم مولوی نے جو ان دونو ناموں کو روکھا سوکھا دیکھا ساتھ لفظ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی بڑھا دیا پھر یہ لفظ ساتھ دیکھ جبرئیل سے وہ فرشتہ سمجھ لیا گیا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ وسلم پر وحی لایا کرتا تھا۔ اور محمد سے مراد خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی سمجھ لئے گئے۔ سو اسی طرح یہاں بھی اگر کسی جگہ لفظ ظل کا آپ کے لئے نفی کے رنگ میں آیا ہے تو اس کو سایہ کے معنی میں ہی سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اس کے ایک اور معنی بھی ہیں۔ جو آپ کی شان کے ساتھ چسپاں بھی ہو جاتے ہیں جن کو میں آگے چلکر بیان کرونگا۔ یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آیا قرآن شریف سے بھی کوئی اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ قرآن شریف تو صاف بتاتا ہے کہ ہر ایک مخلوق چیز کا سایہ ہوتا ہے چنانچہ فرمایا۔ واللہ جعل لکم مما خلق ظلالا پھر فرمایا اولم یروا الی ما خلق اللہ من شیء یتفیؤا ظللہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ وھم داخرون۔ ان دونو آیتوں سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہر مخلوق شے کا سایہ ہوتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق تھے۔ آپ کا ضرور سایہ ہوگا۔ پھر سورہ کہف میں آپ کو حکم ہوتا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ بھی [illegible]

کی طرح ایک انسان تھے۔ پس جب آپ باقی تمام بشری لوازمات میں مثلاً کھانے پینے
سونے وغیرہ میں ہماری طرح ہی تھے تو کیا وجہ ہے کہ سایہ جو انسانی جسم کے لوازمات
میں سے ہے آپ میں نہ پایا جائے بجز اس کے کہ کوئی ایک زبردست ثبوت ہو جس
نے صاف طور پر آپ کا سایہ رد کر دیا ہے۔

چنانچہ فرمایا وللّٰہ یسجد من فی السمٰوات والارض طوعًا وکرھًا وظلالھم
بالغدو والآصال۔ اب کیا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں داخل
نہیں ہیں جو طوعاً خدا کے حضور سجدہ کرتے ہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ پس جب داخل
ہیں تو پھر آپ کا سایہ بھی ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی نسبت صراحت
فرماتا ہے کہ ان کے سائے بھی ایسا کرتے رہتے ہیں۔ پھر ہم قرآن کے بعد حدیث
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ضرور آپ کا سایہ ہوگا کیونکہ
اللہ تعالیٰ جو لطیف تو کہاں بلکہ بالکل ہی ہیئت سے پاک ہے اس کے لئے جب
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود ظل کا لفظ استعمال فرماتے ہیں جیسا کہ
میں بخاری کی حدیث اوپر درج کر آیا ہوں جس میں لکھا ہے کہ سات آدمیوں کو
خدا قیامت کے دن اپنے سائے میں لے گا تو پھر نبی کریم کا کیوں ظل نہیں ہوگا۔

اب جب ہم نے حقیقی طور پر آپ کا ظل ثابت کر دیا تو پھر مجازی طور پر
ہونا بالکل صحیح اور درست ہوگیا۔ لیکن میں اس کو مان کر بھی کہ آپ کا حقیقی سایہ
نہ تھا آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پھر بھی مجازی طور پر اس کے لئے ظل کے لفظ
کا بولنا کوئی خلاف عقل وخلاف قیاس بات نہیں۔ اول تو آپ نے یہ دھوکہ دیا ہے
کہ جب حقیقی طور پر آپ کا سایہ نہیں تو مجازی طور پر کوئی ظل محمد نہیں بن سکتا
کیونکہ مجاز کے لئے (اگرچہ مجاز اور حقیقت ہی میں بحث ہے کہ آیا مجاز بھی
کوئی شے بھی ہے کہ نہیں مگر میں اس بحث کو غیر ضروری سمجھ کر یہاں چھوڑتا
ہوں) یہ بات ضروری ہے کہ جو لفظ ہم نے مجازاً بولا ہے اس کے حقیقی بھی
کچھ معنی ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ حقیقی کسی خاص شخص میں بھی پائے
جاویں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حقیقتہً تو کوئی سایہ نہیں مگر دیکھئے پھر بھی مجازی طور
پر اس کے لئے ظل کا استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں۔ اور

ایک اور حدیث میں بھی آیا ہے السلطان ظل اللہ فی الارض یعنی بادشاہ زمین میں خدا کا ظل ہوتا ہے اب دیکھو یہاں بھی مجازی طور پر خداوند تعالےٰ کے لئے ظل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ ضروری ہے کہ جس کو مجازی طور پر ظل کہا جاوے اس کا حقیقی ظل بھی ہو تو پھر خداوند تعالےٰ کا حقیقی ظل ثابت کریں مگر یاد رکھیں کہ انہی معنوں سے ثابت کرنا ہوگا جو آپ نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں اور اگر آپ کہیں

...... کہ ان حدیثوں میں ہم اور معنی کر سکتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی شان کے شایاں ہو تو اول تو آپ کر نہیں سکتے کیونکہ آپ نے اپنی کتاب میں سایہ کے معنی میں ہی محدود کر دیا ہے۔ اور اگر آپ کریں بھی تو ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کے بھی ...... نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق معنی کریں چنانچہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ تمام وہ معنی جو میں ظل کے اوپر لکھ آیا ہوں آپ کی شان پر چسپاں نہیں ہو سکتے تو لغت میں ایک وہ معنی بھی ہیں جو میرے خیال میں چسپاں ہو جاتے ہیں وہ یہ ہیں اقرب الموارد اور دیگر لغت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ هذا ثوب ماله ظل ای درز یعنی اس کپڑے میں کوئی شگاف نہیں ہے اب یہاں ظل کے معنی درز یعنی عیب اور نقص کے ہوئے اور یہ معنی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر خوب چسپاں ہو جاتے ہیں ماله ظل یعنی آپ میں کوئی عیب اور نقص نہیں تھا +

قولہ - بروز کا لفظ قرآن مجید میں انہی معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ جو جسم چھپ جاوے وہی آشکار ہو جاوے اسلئے بروز محمدی کے معنی تو صرف یہ ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے مرقد منور اور راحت گاہ پاک سے اٹھ بیٹھیں +

اقول : ان معنوں نے بھی آپ کی قرآن دانی کی قلعی کھول دی چنانچہ میں آپ کو آگے چل کر بتاؤں گا۔ کہ قرآن شریف میں ان معنوں کے علاوہ اور معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی بتاتا ہوں کہ لغت میں اس کے دو معنی لکھے ہیں پوشیدگی کے بعد جب کوئی آدمی باہر

نقل آوے تو اس وقت بروز الرجل بولتے ہیں باقی عین بعین وہی شخص ہو یہ آپ کی اپنی اختراع کردہ تعریف ہے وہاں تو مطلق رکھا گیا ہے خواہ وہی نکلے یا کوئی اس کی مثل کیونکہ جس شخص میں کسی کی صفات پائی جاویں تو اس کو بھی اسی لقب اور اسی نام سے پکارا جاتا ہے جیسے بہادر کو شیر یا سخی کو عام طور پر حاتم طائی یا کسی زبردست پہلوان کو رستم کہتے ہیں۔ چنانچہ انہی معنوں میں حضرت مرزا صاحب نے اس لفظ کو استعمال فرمایا جیسا کہ میں آپ کی عبارتوں کو نقل کرکے بتا آیا ہوں اور پھر حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ مہدی خلق اور خلق میں میرے ہمرنگ ہوگا۔ اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ اب دیکھو کہ قرآن شریف میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ چنانچہ سورہ کہف میں فرمایا ہے۔ یوم نسیر الجبال وترے الارض بارزۃ وحشرناھم فلم نغادر منھم احدا۔ اب بتلایئے کہ قیامت کے روز بھی زمین بارزہ ہوگی جس پر ہم آباد ہیں یا کوئی اور آپ کے معنی کے رو سے تو بھی زمین ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہمارے مرنے کے بعد تو بھی زمین ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگی۔ لیکن خداوند تعالیٰ ایک اور آیت سے شہادت دیتا ہے کہ اس دن اور زمین ہوگی جیسا کہ فرمایا یوم تبدل الارض غیر الارض یعنی اس دن زمین بدل جائیگی اور اس کی بجائے کوئی اور زمین ہوگی پھر دوسرے معنی اس لفظ کے نکلنے کے بھی ہیں۔ چنانچہ اقرب الموارد میں لکھا ہے۔ برز اے خرج یہاں لجہ الخفاء کی قید بھی لگا دی گئی ہے اور یہ معنی بھی قرآن شریف میں مستعمل ہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ویقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک بیّت طائفۃ منھم غیر الذی تقول۔ اب اس جگہ سوائے مطلق نکلنے کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ کیا منافق لوگ آپ سے پوشیدہ تھے۔ جو پھر ظاہر ہو گئے۔ بلکہ یہاں تو صاف لکھا ہے کہ وہ آپ کے پاس ہی تھے۔ اب آپ ہی بتلایئے کہ آپ کا یہ دعوے کہ قرآن شریف میں لفظ بروز کا سوائے ان معنوں کے اور کسی معنی کے لئے استعمال ہی نہیں ہوا کہاں تک درست اور راستی اور انصاف پر مبنی ہے ؂

قولہ۔ مرزا صاحب نے نبی بننے کے لئے سیرۃ صدیقی کی کھڑکی کو کھلا مانا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی نہیں تھے تو جب مشبہ بہ میں ایک صفت نہ ہو تو مشبہ میں کس طرح ہو سکتی ہے ✦

اقول۔ افسوس حضرت مرزا صاحب نے کہاں یہ لکھا ہے کہ میں ابوبکر ہوں یا کالی بکر ہوں جو آپکو مشبہ بہ اور مشبہ بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ بلکہ انہوں نے خود سیرۃ صدیقی کے معنی وہی کر دیئے ہیں یعنی فنا فی الرسول اور بار بار فنا فی الرسول ہی پر زور دیا ہے اور اس حالت پر پہنچ کر ہی اپنے تمام درجوں کے حاصل کرنے کا ذکر کیا ہے۔ پس اب آپ کا تمام اعتراض خود بخود ہی اڑ گیا مگر میں اتنا اور بھی آپ کو بتا دیتا ہوں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ فرق ہے ✦

اول۔ یہ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت یہ کہیں پیشگوئی نہیں کی کہ آپ نبی ہونگے مگر مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ فرمایا ہے ✦

دوسرے یہ نہیں فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ خلق اور خلق میں میرے ہمرنگ ہونگے لیکن مہدی کی نسبت یہ فرمایا ہے تیسرے یہ کہ حضرت ابوبکرؓ کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا لیکن مہدی کی نسبت یہ الفاظ موجود ہیں ✦

قولہ۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بروزی رنگ میں حضرت نبی کریم ہزار دفعہ دنیا میں آجاویں اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں معلوم ہوا کہ مرزا صاحب لفظ بروز تناسخ کا ہم معنی استعمال کرتے ہیں ✦

اقول۔ تعجب ہے کہ آپ خود ہی لفظ بروز کے ایسے معنی کرتے ہیں کہ عین بعین وہی شخص ظاہر ہو جاوے جس سے تناسخ لازم آوے اور ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے نہ ہی اپنے اشتہار میں یہ معنی کئے ہیں احد نہ اپنی کسی اور

کتاب میں ۔ باقی رہا آپ کے بعض سوال کا رد میں پہلے کافی طور پر کر آیا ہوں اور
ان کا غلط ہونا واضح طور پر بیان کر دیا ہے ۔ اس کے بعد میں آپ سے یہ بھی
پوچھتا ہوں کہ کیا ان ہر دو آیات هل ینظرون الا ان یاتیهم الله فی
ظلل من الغمام اور فاتی الله بنیانهم من القواعد میں بھی معنی
ہیں کہ اللہ تعالے جو غیر محدود ہے ان محدود چیزوں میں آ کر سما گیا ۔
مناسب ہے کہ آپ محاورات کے سمجھنے کا بھی ملکہ پیدا کریں ۔

قوله ۔ مرزا صاحب سے پہلے بھی کیا کوئی ایسا شخص گذرا ہے اگر
نہیں تو یہ امکان مرزا صاحب نے کہاں سے پیدا کر لیا ۔

اقول ۔ یہ امکان تو حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اسی اشتہار میں بتا دیا تھا کہ کہاں سے لیا ہے مگر افسوس کہ آپ اپنی آنکھوں سے
تعصب کی پٹی اتار کر دیکھتے تو آپ کو نظر آتا ۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے
ہیں یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پاوے گی
جو پہلے نبی اور رسول پا چکے ہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ۔ من یطع الله
والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين
والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ۔

پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں بھی ہیں جن کی
رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز
نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ
آیت فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے پس
مصفا غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیهم
گواہی دیتی ہے ۔ کہ اس مصفا غیب سے منطوق آیت نبوت اور رسالت کو
چاہتا ہے ۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت
کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے ۔ حضرت
مرزا صاحب پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں فلا یظهر علی غیبه احدا الا من
ارتضی من رسول ۔ اب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے

نبوت ہی سے انکار کیا جاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ امت
مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ
منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم
نبی کا صادق آئیگا اسی طرح جو خدائے تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اسی کو ہم رسول
کہینگے"۔ اب بتلایئے کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے اسی اشتہار میں امکان نبوت
کا ثبوت نہیں دیا؟ اچھا جو آپ نے خواہ مخواہ اس سوال کو درج کر کے ایک صفحہ کا
صفحہ اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ میں اور بھی ثبوت امکان نبوت
میں آپ کے پیش کرتا ہوں چنانچہ سورت اعراف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا
بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی۔ ترجمہ اے بنی آدم
میرے رسول ہمیشہ تمہارے پاس آتے رہینگے جو میری آیات تم پر پڑھتے رہینگے
اس آیت میں صاف طور پر رسولوں کے آنے کا ذکر ہے +

پھر حدیث شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم
کی وفات پر فرمایا لو عاش لکان نبیا اگر نبوت کا امکان ہی نہ تھا تو پھر اس
جملہ کے فرمانے کا کیا مطلب تھا۔ اب خوف طوالت سے اتنے پر ہی اکتفا
کرتا ہوں لیکن کیونکہ عام طور پر لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کیا متقدمین میں سے
بھی کسی نے ایسا کہا ہے یا ایسے اعتقاد کا معتقد ہوا ہے +

اسلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض گذشتہ علماء کے اقوال اس
مسئلہ کے متعلق درج کر دئے جاویں تاکہ ناظرین کو پتہ لگ جاوے کہ یہ
کوئی نئی بات نہیں جو احمدیوں نے ہی نکال لی ہے جیسا کہ اکثر مولوی
عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں +

(قالت عائشة اول ما بدئ به رسول الله صلے الله علیه وسلم
من الوحی الرؤیا فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح وهی
التی ابقی الله علی المسلمین من اجزاء النبوة وان ارتفعت النبوة
بالکلیة بعد ما قلنا ارتفعت نبوة التشریع فهذا معنی لا نبی بعده) یعنی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اول

اول وحی شروع ہوئی تو رویا سے شروع ہوئی اور وہ رویا صبح صادق کی طرح پوری ہو جاتی تھی۔ اور اس نعمت کو خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے باقی رکھا ہے اور یہ رویا کا ہونا نبوۃ کا اجزا وحصہ ہے پس ثابت ہوا کہ نبوت امت محمدیہ سے بالکل نہیں اٹھ گئی اور اسی واسطے ہم نے کہا ہے کہ نبوۃ تشریعی اٹھ گئی ہے اور یہی معنی ہیں اس حدیث لا نبی بعدی کے یعنی میرے بعد کوئی ... یعنی نبی نہیں ہوگا۔

پھر لکھتے ہیں کہ لا نبی بعدہ کے معنی ہیں لا مشرع خاصۃ لا انہ لا یکون بعدہ نبی یعنی کوئی تشریعی نبی نہیں ہوگا نہ یہ کہ مطلق کوئی نبی نہیں ہوگا آگے لکھتے ہیں ھذا مثل قولہ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ و اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ و لم یکن کسریٰ و قیصر الا ملک الفرس والروم و ما زال الملک من الروم۔ یعنی یہ آپ کے اس قول کی مانند ہے کہ جب کسریٰ اور قیصر ہلاک ہو جاوینگے۔ تو پھر کوئی کسریٰ اور قیصر اس کے بعد نہیں ہوگا۔ حالانکہ قیصر اور کسریٰ تو روم اور فارس کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور وہ تو بدستور جاری ہیں مگر وہ نام اٹھ گیا اسی طرح نبی کا نام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اٹھ گیا اب کوئی شارع نہیں ہو سکتا۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ آخری زمانہ میں نازل ہونگے وارث ہونگے خاتم ہونگے نبوۃ مطلقہ ان کو حاصل ہوگی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ ہیں ان کے بعد تشریعی نبوت نہیں ہو سکتی اگرچہ آپکے بعد عیسےٰ جیسے اولوالعزم اور خاص نبیوں میں سے آجاویں۔

پھر آپ پوچھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اگر نئی نبیوں کے آنے کے قائل ہیں تو پھر اپنا نام خاتم الانبیاء کیوں رکھ لیا۔

اول تو آپ نے اپنے آپ کو بروزی رنگ میں کہا ہے مگر پھر بھی سُن لیجئے کہ اگر کہا ہے تو کیا حضرت مرزا صاحب اس کے کہنے کے مستحق نہ تھے کیونکہ جب خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں اور اخیر میں مسیح ہو۔

اب بتلاؤ کہ جب خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسیح کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں

اور اس کی وہی شان قرار دیتے ہیں جو اپنے لئے بیان کی ہے اور حضرت مرزا صاحب
کا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا ہی ہے تو آپ کا یا کسی اور دوسرے کا کیا حق ہو
سکتا ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرے اسکے علاوہ میں آپ کو آپکے ایک مسلم
عالم کا قول دکھاتا ہوں جس میں انہوں نے کھلے طور پر کئی خاتم الانبیاء کا وجود
میں ہونا مانا ہے۔ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی جو ایک مشہور عالم گذرے ہیں
دافع الوسواس میں فرماتے ہیں کہ خاتم اضافی طور پر بہت ہو سکتے اس کے تعدد
ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ آمد خاتم اس طرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بھی جائز ہے پھر صفحہ ۱۰ پر ملا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ و
علیٰ انہ لو کان من اتباعہ عیسیٰ وخضر والیاس فلا ینافی قولہ تعالیٰ
خاتم النبیین اذا المعنیٰ انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ۔ یعنی اگر
زندہ ہوتے تو حضرت عیسیٰ خضر الیاس جیسے نبی بھی اس کے اتباع میں سے ہوتے
اور یہ خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہوگا۔ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد
کوئی ایسا نبی نہیں آئیگا جو آپ کے مذہب کا ناسخ ہو +

اس وقت طوالت کے خوف سے انہی حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر قاضی
سلیمان صاحب کو اس سے بھی تسلی نہ ہو تو پھر عند الطلب پیش کرتے جائینگے
باقی آپ پوچھتے ہیں کہ امت میں کوئی ایسا آدمی گذرا ہے کہ نہیں اس میں تو
کوئی شک نہیں کہ بہت سے بزرگ ایسے گذرے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے
عظیم الشان دعوے کئے ہیں۔ مگر ہمیں یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہم نے
قرآن شریف۔ حدیث اقوال ائمہ سے امکان نبوت کو ثابت کر دیا ہے فرض
کرو کہ ایک شخص بھی ایسا نہ گذرا ہو پھر بھی حضرت مرزا صاحب کے دعوے
کو کونسا ضعف پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و سلم
نے خود مسیح کو نبی کے لفظ سے پکارا ہے مرزا صاحب کا جبکہ دعوےٰ مسیح ہونے
کا ہے تو پھر کیوں وہ اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال نہ کریں کیا آپ کے عقائد
کے مطابق حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائینگے
تو لباس نبوت اور لقب رسالت کو آسمان پر ہی چھوڑ آئینگے +

قوله ۔ مرزا صاحب کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح دوسرے اجسام میں حلول کر گئی تھیں اس عقیدہ کو رکن ایمانیہ میں سے سمجھتے تھے دیکھو آئینہ کمالات صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۶ تک ۔

اقول ۔ اس کا جواب سوائے اس کے ہم اور کیا دیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین ۔ میں نے ان تمام صفحوں کو پڑھا ہے اور خوب غور سے پڑھا ہے مگر کسی جگہ بھی یہ الفاظ لکھے ہوئے نہیں دیکھے ان صفحوں کو چھوڑ آپ حضرت مرزا صاحب کی تصنیف میں سے کسی کتاب میں بھی یہ الفاظ نہیں دکھا سکتے ۔ کیا صاحب اس کذب بیانی سے آپ حضرت مرزا صاحب پر غالب آنا چاہتے تھے مگر کیا پہلے کبھی کسی رسول کے مقابلہ میں کسی نے جھوٹ بول کر کامیابی حاصل کی جو آپکو امید تھی اب تو آپ نے بھی کافی طور پر اپنی ناکامی کو دیکھ لیا ہے ۔ فتبب الی اللہ ۔

قوله ۔ مرزا صاحب نے اپنی بیوی کو ام المومنین کا خطاب دیا ہے اب خدیجۃ الکبریٰ کے رنگ میں بروز فرمانے میں کچھ دیر نہ ہوگی ۔

اقول ۔ دیکھا قاضی صاحب آپ کا قیاس کس طرح غلط نکلا جس طرح آپنے اس بات پر بدظنی سے کام لیا ہے اسی طرح آپ نے حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی بدظنی سے ہی کام لیا ہے اگر آپ میں اب بھی کوئی مادہ رشد ہے تو اسی ایک بات سے آپ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو مان سکتے ہیں اگر مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے تو وہ ایسا ہی کر دیتے جیسا کہ آپ نے قیاس کیا ہے مگر چونکہ حضرت مرزا صاحب راستباز تھے وہ کہتے تھے ۔ جو اللہ تعالیٰ آپ کو فرماتا تھا اسلئے آپ نے کبھی بھی ایسا نہ کیا ۔

قوله ۔ توضیح المرام میں آپ نے آپ کو محدث لکھا ہے اور محدث کا بھی ایک معنی سے نبی ہونا لکھا ہے اور اشتہار میں لکھا ہے کہ میرا نام نبی ہے محدث نہیں ہو سکتا کیونکہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ۔

اقول ۔ میں اس امر کو پہلے بھی کھول کر بیان کر چکا ہوں کہ حضرت اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عام مسلمانوں کی طرح پہلے بھی اعتقاد تھا کہ اس اُمت میں نبی نہیں ہو سکتے اسی لئے آپ نے تمام ان الہامات کی جن میں آپ کو نبی کے لفظ سے پکارا گیا تھا۔ کچھ نہ کچھ تاویل کر کے اپنے آپ کو نبی کہلانے سے اجتناب کیا اور اس لفظ نبی کی ہمیشہ ایسی ہی تشریح کرتے رہے جس سے لوگوں کو ابتلاء نہ آئے اب یہ امر تو بدیہی ہے کہ براہین احمدیہ میں آپ کے لئے لفظ نبی کا موجود ہے جس کا ہمارے مخالف کو بھی انکار نہیں مگر اس کے معنی آپ نے توضیح مرام میں محدث کے کر دئے تاکہ لوگوں کو ابتلاء نہ ہووے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کو علم بھی ہو اور اپنے دیدہ و دانستہ اس کا اظہار نہ کیا ہو تو اس میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آتا کیونکہ بہت سی باتیں ہوتی ہیں جن کو انبیاء مصلحت وقت سے لوگوں کے ابتلاء سے ڈر کر ان کا اظہار نہیں کرتے چنانچہ دیکھو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وتخفی فی نفسک ما اللّٰہ مبدیہ وتخشی الناس واللّٰہ احق ان تخشٰہ یعنی تو اپنے نفس میں چھپا رہا ہے جس کو اللہ ظاہر کر دیگا اور تو لوگوں کے ابتلاء سے ڈرتا ہے لیکن ڈر صرف خدا کا ہی رکھنا چاہئے بلکہ شریف صریح یہ حدیث موجود ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ قال لھا الم تری ان قومک لما بنوا الکعبۃ نقصوا من قواعد ابراھیم فقلت یا رسول اللّٰہ الا تردھا علیٰ قواعد ابراھیم قال لولا حدثان قومک بالکفر لفعلت یعنی اے عائشہ کیا تو نہیں دیکھتی کہ تیری قوم نے کعبہ کو بناتے وقت حضرت ابراہیم کی قواعد سے کم کر دیا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ پھر ایسا ہی بنا دینگے تو فرمایا کہ اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں ایسا ہی کرتا۔ اب دیکھو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا انسان بھی بعض باتوں کو لوگوں کے ابتلاء کے ڈر سے چھپا لیتا تھا اور بعض امور کو محض لوگوں کے ابتلاء سے ڈر کر چھوڑ دیتا تھا تو اگر حضرت مرزا صاحب نے اس خیال سے کہ کہیں نبی کا لفظ صریح لکھنے سے لوگوں کو

جو ابھی ایسے لفظوں کی برداشت نہیں رکھتے ہیں ابتلاء نہ آجاوے اس لفظ کو چھوڑ کر اس کی جگہ محدث کا لفظ استعمال کر دیا تو کونسا غضب آ گیا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے جس کی شان یھدی یہ ہے اُس کا اظہار کروا دیا تو کیوں آپ ان دونوں میں باوجود زمانہ کے اختلاف موجود ہونے کے تناقض سمجھ بیٹھے ✦

پھر ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں جگہوں میں تناقض تب ہو سکتا تھا۔ جبکہ ان دونوں جگہ میں ایک ہی اعتبار سے محدث ہونے کا اقرار کیا جاتا اور اسی اعتبار سے پھر انکار کیا جاتا۔ مگر یہاں تو دونوں جگہوں میں اعتبار مختلف ہیں۔ اسلئے لا الاعتبارات لبطل الحکمۃ کے ماتحت آپکا قائم کردہ تناقض بھی اُڑ گیا اشتہار میں آپ نے اس اعتبار سے انکار کیا ہے کہ لغت میں تحدیث کے معنی اظہار غیب نہیں ہیں اور توضیح میں انکار اصطلاحی معنی کے لحاظ سے کیا ہے حالانکہ وہاں انہوں نے اس بات کو کھول بھی دیا ہے کہ محدث ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے ✦

پھر جب ہم اشتہار کو غور سے دیکھتے ہیں تو وہاں آپ نے ایسا کلیہ باندھا ہے جس سے آپ کے تمام ثابت کردہ تناقض اڑ جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"۔ اب اس عبارت کو توضیح کی اس عبارت سے ملاؤ کہ محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ تو مطلب صاف کھل جاتا ہے کہ اشتہار میں بھی آپ نے اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی کہا ہے اور یہاں بھی محدث سے مراد وہی غیر تشریعی نبی ہے پس تناقض دونوں

میں کوئی نہیں ہاں چونکہ محدث صرف اصطلاح میں نبی کے معنی دیتا تھا
اور لغت میں اس کے معنی میں اظہار غیب نہیں پایا جاتا۔ مگر نبی لفظ اصطلاح
لغت اور دونو طرح سے اظہار غیب پر دلالت کرتا ہے اسلئے حضرت مرزا صاحب
نے اب لفظ محدث کو چھوڑ کر لفظ نبی کا اختیار کر لیا اس میں حرج کونسا لازم
آگیا اچھا اگر ہم بالفرض مان بھی لیں کہ پہلے آپ محدث ہی تھے اور محدثیت
کامل نبوت پر دلالت بھی نہیں کرتا اور پیچھے آپ پھر کامل نبی ہو گئے تو اس
میں بھی کونسا استبعاد عقلی لازم آتا ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں آیا ہے
من استوی یوماہ فھو مغبون یعنی جس کے دو دن برابر رہے اور اس نے
کوئی ایمانی اور علمی ترقی نہ کی وہ بہت ہی گھاٹے میں رہا اب جبکہ ہر روز مومن
ایمان میں ترقی کرتا رہتا ہے تو اگر حضرت مرزا صاحب محدثیت کے درجہ سے ترقی
کر کے نبوت کے درجہ تک پہنچ گئے تو آپ کو کیوں تعجب ہوتا ہے قرآن شریف
پر آپ غور کریں کہ کس طرح مومنوں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درجات
کی ترقی کا ذکر ہے اور کس طرح آپ کو ترقی حاصل ہونے کا ذکر ہوتا ہے مندرجہ ذیل
آیات کو غور سے دیکھو ایک جگہ فرمایا ہے یا ایھا النبی حرض المومنین علے
القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن
منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون۔
اب دیکھئے اس آیت میں تو یہ فرمایا ۲۰ مومن ۲۰۰ کفار پر اور ایک سو
مومن ایک ہزار کفار پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کی اگلی ہی آیت میں
دیکھو فرمایا الئٰن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم
مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن
اللہ واللہ مع الصابرین۔ اب دیکھو اس آیت میں صاف فرما دیا لیکن ابھی
تم میں کمزوری ہے اس وقت تمہاری موجودہ حالت کے لحاظ سے یکصد مومن
صرف دو صد کفار پر اور ایک ہزار مومن دو ہزار پر صرف غالب آ سکتا ہے۔ اب
ان دونو آیتوں کے ملانے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جب مومنوں کی ایمانی اور
روحانی حالت ترقی کر جائیگی تو پھر وہ یکصد ہی ہزار کے لئے کافی ہونگے پچھ

کی ضرورت نہیں +

اسی طرح نبی کریم کی ترقی کا علم مندرجہ ذیل آیات سے ہوتا ہے چنانچہ مکہ میں تو آپ کے مخالفوں کو یہ چیلنج دیا جاتا ہے ام یقولون افترٰہ قل فاتو بعشر سور مثلہ مفتریات یعنی اس جیسی تم دس سورتیں ہی بنا لاؤ مگر جب آپ کی روحانی حالت بہت ترقی کر گئی تو مدینہ میں جا کر یہ الہام ہوتا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین یعنی ایک ہی سورۃ اس جیسی بنا لاؤ اب دیکھئے کہ کہاں دس اور کہاں ایک +

پھر ایک جگہ صریح اللہ تعالٰی کی طرف سے حکم ہوتا ہے قل رب زدنی علما۔ کہ اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کیجئے کیا اب اسی آیت سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی درجات کا پتہ نہیں لگتا۔ پھر دیکھو جب سے پہلے جو آپ کو وحی ہوتی ہے وہ رویاء صادقہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور جوں جوں آپ ترقی کرتے رہے وحی بھی صاف اور روشن ہوتی گئی اور جب وہ سلسلہ شروع ہوا تو آپ کو صرف منذر کا خطاب دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالٰی نے سورۃ مدثر میں فرمایا ہے یایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاہجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر۔ اب دیکھو کہ چالیس سال کے بعد وحی ہوتی ہے اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ رجز سے بچے رہنا اور دل کو پاکیزہ رکھنا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ جوں جوں صفائی قلب میں ترقی ہوگی درجات بھی بڑھتے جائیں گے +

پھر سب سے بڑھ کر قابل غور یہ امر ہے کہ خاتم النبیین کا الہام آپ کو کب ہوا صاف ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ آ کر ہوا۔ کیونکہ سورۃ احزاب جس میں یہ لفظ موجود ہے وہ مدنی ہے مکی نہیں اور سورت مدثر اور سورۃ علق دونو ہی مکی ہیں +

اب اتنی مدت تک جب آپ نے آپ کو نبی ہی لکھتے رہے تو کیا کوئی تمہاری طرح کا مخالف یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ پہلے تو صرف نبی کہتے رہے اور پھر ترقی کر

خاتم النبیین بن بیٹھے۔ ہاں اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نذیر کا لفظ مدنی سورتوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب تو محدث کا لفظ اپنے لئے استعمال کرنے سے انکار کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ نذیر کا لفظ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لغوی معنی (ڈرانے والا) کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا اور لغوی معنی کی رو سے حضرت مرزا صاحب نے بھی محدث ہونے سے انکار نہیں کیا۔ لغت میں تو محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس سے کلام کیا جاوے۔ ان معنوں کے لحاظ سے تو آپ وفات تک محدث تھے اور نہ ہی آپ نے اس سے کبھی انکار کیا ہے۔ اور اگر آپ کہیں کہ منذر۔ نذیر اور نبی ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ محدث اور نبی بھی ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے توضیح مرام میں کھول کر بیان کر دیا کہ محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ پس جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی لفظ منذر کا اور کبھی نبی کا بولا گیا ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے لئے لفظ محدث کا بولا لیا اور کبھی نبی کا؞

قولہ۔ سیکون فی امتی ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ۔ مرزا صاحب بتائیں کہ نبی کس شان کے ہونگے ظلی ہونگے یا بروزی کس قسم کا دعوٰے ہوگا؞

اقول۔ میں حیران ہوں کہ حضرت مرزا صاحب سے اس سوال کے پوچھنے کے کیا معنی جو خبیث ایسے ہو گئے یا ہو چکے ہیں ان سے جا کر دریافت کیجئے کہ آیا تم کس قسم کا دعوٰے کرتے ہو یا ان کے حالات کو پڑھ لیں کہ انہوں نے کس قسم کا دعوٰے کیا اور اگر آپ کا مقصد اس تحریر سے یہ ہے کہ مرزا صاحب پر طعن کریگے یا نعوذ باللہ آپ بھی انہیں میں سے ہیں تو پھر آپ سچے نبی کی پرکھ کے لئے کوئی معیار پیش کریں کیونکہ جس قدر کامیابی حضرت مرزا صاحب کو ہوئی کیا آپ کسی جھوٹے نبی کے لئے ایسی کامیابی کی نظیر پیش کر سکتے ہیں جو جھوٹا

تو کیا آپ ان انبیاء میں سے بھی جن کو قرآن شریف نے صادق مانا ہے بعض نبیوں کی ایسی عظیم الشان کامیابی نہ دکھا سکیں گے جو حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی۔ کیا قرآن شریف میں آپ نے ما آمن معہ الاقلیل وما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین نوح اور لوط علیہما السلام کے متعلق نہیں پڑھا کیا حدیث شریف میں نہیں پڑھا کہ قیامت کے روز بعض نبی ایسے ہونگے جن کے ساتھ صرف ایک ہی آدمی ہوگا۔ اب ان کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو بھی دیکھیں باوجود اس قدر مخالفت کے پھر بھی تقریباً چار لاکھ جماعت بنا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پھر جس مسئلہ کے منوانے کے لئے آپ نے زور دیا تھا اب تقریباً تمام لوگ خواہ وہ مرید ہوں یا نہ ہوں اس کو ماننے لگ پڑے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تو اللہ تعالے یہ فرماتے کہ (لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - یعنی اگر یہ رسول ہم پر ایک بات بھی ایسی کہتا جو ہم نے نہ کہی ہو تو ہم اس کو اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑ لیتے اور فوراً اس کی شاہ رگ کاٹ لیتے اس آیت سے یہ صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص خدا تعالے پر افترا کرتا ہے تو اس کی ترقی روک لی جاتی ہے پھر اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور دوسرے یہ قاعدہ بھی ساتھ ہی نظر آتا ہے کہ جو شخص ۲۳ برس تک مدعی نبوت رہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دعوئے نبوت کے بعد تئیس برس تک ہی زندہ رہے تھے لیکن حضرت مرزا صاحب باوجود دعوئے نبوت ہونے کے تئیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہیں ان کے مخالف علما جو آپ کے نزدیک راستباز اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے ان کے مقابلہ میں آکر ہلاک ہوتے رہیں کیا جھوٹوں کے ساتھ بھی معاملہ ہوا کرتا ہے اگر نہیں تو پھر تمہارے پاس انکار کی کونسی وجہ ہے اور کس بناء پر آپ حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ دجالوں میں داخل کرتے ہیں۔ خدارا کچھ تو غور کرو اور خدا سے ڈرو قیامت کے روز خدا کے حضور کیا

جواب دوگے +

قولہ۔ مسیلمہ کذاب بھی نبی کریم کی رسالت کو تسلیم کر چکا تھا صرف اتنی بات تھی کہ اپنے آپ کو رسول کہتا تھا تو پھر اس کو کذاب لکھنے کی کیا وجہ ہے آپ کے اور اس کے دعوے میں کیا مغائرت ہے +

اقول۔ اوّل تو مسیلمہ کذاب نے آپ کی رسالت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس نے تو یہ کہا تھا کہ اگر آپ اپنے بعد خلافت مجھے دے جاویں تو میں آپ کو نبی مان لیتا ہوں جس پر آپ نے صاف جواب دیا کہ میں تو کھجور کی یہ شاخ جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں تھی وہ بھی تجھ کو نہیں دے سکتا جس پر وہ واپس چلا گیا اور اپنی نبوت کا مستقل طور پر دعوے کر دیا +

اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر غور کریں تو مسیلمہ کذاب کا واقعہ ہی آپ کے لئے موجب صداقت ہو سکتا ہے کیونکہ اسی سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو کذاب ہوتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور دنیا میں کس طرح ذلیل اور خوار ہو کر نامرادی کی موت مر جاتا ہے اور ادھر حضرت مرزا صاحب کا رفع کس عزت اور شان اور کامیابی کے ساتھ ہوا ہے +

حضرت مرزا صاحب اور مسیلمہ کذاب کے دعاوی میں افسوس ہے آپ فرق نہیں کر سکے

اوّل فرق تو یہی ہے کہ وہ کذاب تھا اور آپ صادق اور راستباز ہیں جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں +

دوم۔ اس کا دعوے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہو کر نہیں تھا اور نہ ہی وہ یہ کہتا تھا۔ کہ میں نے آں حضور سے کوئی فیض حاصل کیا ہے بلکہ وہ مستقل نبوت کا مدعی تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا دعوے اس کے خلاف آں حضور کے فیض کے ماتحت اور آپ کے ماتحت نبوت حاصل کرنے کا تھا +

سوم۔ مسیلمہ کذاب دنیا سے ناکام اور نامراد مرا اور کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکا۔ مگر حضرت مرزا صاحب جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کامیابی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے +

چہارم مسیلمہ نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کیا۔ اور اپنی شریعت ایجاد کرنے لگا۔
پنجم۔ اس کی شہرت اور قبولیت بہت جلد ہوئی۔ اور جلدی فنا ہوا۔ دیگر انبیاء کی طرح اس پر استہزاء کیا گیا اور نہ ہی اس کو اللہ تعالےٰ کے رستے میں کچھ پہنچا
پھر آپ بتائیں کیا یہی سوال حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف آپ پر نہیں کر سکتے کہ جیسا کہ آپ نبی ہونے کا دعوےٰ کرتے تھے اسی طرح مسیلمہ کذاب بھی کرتا تھا۔ فرق کیا ہوا سو جو فرق آپ کر کے دکھلائینگے اسی فرق سے ہم آپ کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت بھی ثابت کر دینگے۔

قولہ۔ مرزائی صاحب بتائیں کہ جب آپ کا دعوےٰ مدت سے ہے تو کیوں آپکے مریدوں کو علم نہیں ہوا۔ کیا جناب کی تفہیم کی کوتاہی ہے یا فہم مریدین کی کمی

اقول۔ حضرت مرزا صاحب نے تفہیم کی کوتاہی اور نہ مریدوں کی کم فہمی بلکہ آپ کی اپنی ہی سمجھ کا قصور ہے بتلایئے تو سہی کہ حضرت مرزا صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ میرے تمام مریدوں کو میرے دعوے اور دلائل سے واقفیت نہیں وہاں تو بعض صاحب کا لفظ ہے اور وہ ایک پر بھی بولا جاتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اگر ایک شخص حضرت مرزا صاحب کا یا مرید ہوا ہو اس نے صحبت سے فیض حاصل نہ کیا ہو تو کیا اس کی ناواقفیت سے تمام مریدوں پر ایسا ہی حکم صادق آئیگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا نعوذ باللہ دعوےٰ ہی باطل ہے۔ کیا کچھ مسلمانوں کا قرآن سے ناواقف ہونا اسی امر پر دال ہوا کرتا ہے کہ دنیا میں کسی مسلمان کو قرآن نہیں آتا یا قرآن شریف ہی نعوذ باللہ جھوٹا ہے کیونکہ بعض کو سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر میں پیچھے بھی لکھ آیا ہوں کہ اگر کسی الہام کی تفہیم نفس الہام کے کچھ مدت بعد ہو تو اس میں کوئی استبعاد دخل اندازم آجاتا ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو بمطابق مسیح ایک طرف لکھتے ہیں اور بعد محمدی ایک طرف محمد اول ہیں تو ثانی نہیں اور اس صورت میں ناصری کی آمد ثانی پر جو اعتراضات کئے ہیں وہ خود بدولت پر عائد ہوتے ہیں۔

اقول۔ ایسے اعتراضات ایسے شخص سے جو اپنے آپ کو عالم و فاضل سمجھ نہایت حیرت میں ڈالتے ہیں اول تو اسلئے کہ مرزا صاحب کی عبارت میں اور اُن کی تحریر

بوضاحت لکھے ہیں جس سے قاضی صاحب کی نظر عمداً یا سہواً چوک گئی ہے۔ دوم اسلئے کہ اگر وہ خلاف بھی کر دیتے تو تشبیہ بلیغ اور تمثیل ابلغ کے مطابق یہ کلام ہوتی۔ سوم اسلئے تعجب ہے کہ اتنی جلدی ان کے دماغ پر کیوں ایسی بھول اور نسیان کی آندھیاں کیوں چل گئیں جبکہ لوازمات مشبہ بہ کا ذکر کرنا تشبیہ کی تاکید کے لئے ہوا کرتا ہے نہ اسلئے کہ تشبیہ کو بین سے اٹھا دیا جاوے کیا زہیر بن ابی سلمہ کا وہ شعر جو کہ معلقہ ثالثہ میں مندرج ہے وہ آپ کے لئے اچھا نہیں۔ شعر یہ ہے

لدی اسد شاکی السلاح مقذف له لبد اظفاره لم تقلم

کیا شاعر کا منشا یہ ہے کہ حصین بن ضمضم کو نوع حیوان ناطق سے نکال کر نوع حیوان مفترس میں داخل کرے یا یہ کہ شجاعت اسد کو بتاکید حصین بن ضمضم میں ثابت کرے مراد مرزا صاحب کی مسیح یا بروز محمدی ہونے سے صرف یہی ہے کہ آپ قوم نصاریٰ کے لئے ہادی اور مسلمانوں کے لئے حکم۔ قوم نصاریٰ کے کاسر صلیب اور مسلمانوں کے لئے امام مختلف حیثیات سے متعدد احکام کا ایک موضوع کے لئے ثابت کرنا یہی حکمت ہے ۔

آپ کا یہ کہنا یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مرزا صاحب احمد بنے۔ رسول اللہ کے احمد ہونے کو بوجہ اس نام کے جمالی ہونے کے جائز نہ رکھا اسلئے کہ آپ جامع جلال و جمال ہیں پھر محمد رسول اللہ کے الہام کے مرزا صاحب کیونکر مصداق بنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جہاں مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ احمد مذکور فی الآیت سے مسیح مراد ہوں وہاں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلئے باہر رکھا کہ فقط احمد محمدیت کی پوری حقیقت کا آئینہ نہیں اور جہاں آپ محمد رسول اللہ کے الہام کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں۔ وہاں مراد نیابت ہے اور خلافت ہے ۔

قولہ۔ دعاوی مرزا صاحب نے تدریجاً کئے وقتاً فوقتاً ظاہر کئے ہیں۔ اور حدیث وضعی لا مہدی الا عیسیٰ سے استدلال کیا ہے تاکہ مہدی اور مسیح دو شخص نہ ہوں بلکہ خود ہی سب کچھ بن جاویں ۔

اقول۔ دعاوی اور ان امور کا اظہار جو خدائے تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں علم پر موقوف ہیں جب تک ذات باری تعالےٰ کی طرف سے علم اور اس کی تفہیم نہ ہو جیسا مامورین کا پاک گروہ کبھی جرأت نہیں کرتا تعجب ہے کہ موجودہ منی الفیجؒ مخالفین رسول اللہ کے مخالفین رسول اللہ کے کیسے مشابہ ہو گئے۔ جیسا انہوں نے کہا تھا وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القران جملۃ واحدۃ پارہ ۱۹ رکوع اول کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سارے امور یکدم کیوں نازل نہ ہو گئے کیوں ایسا ہوا کہ پہلے شراب جائز رکھا گیا پھر حرام کیا گیا پہلے پردہ کا کوئی حکم نہ تھا پیچھے حکم ہوا پہلے دعوٰے رسالت تھا۔ تیرہ برس نبوت ہونے کے بعد خاتم النبیین ہونے کا دعوٰے ہوا۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ پر کئے اسی رنگ کا ٹھیک اسی طرح کا وہ شبہ ہے جو منی صاحب نے جناب مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے حدیث لا المھدی الا عیسٰے کو وضعی کہنا ایسا ہی ہے جیسے شیعہ سنیوں کی حدیثوں اور اہل سنت شیعوں کی حدیثوں کو وضعی قرار دیتے ہیں اور سنی ان دونو کے پیش کردہ امور کو لغو سمجھتے ہیں بلا دلیل وضع کسی حدیث کو وضعی کہنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اور صالحین کی اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے علامہ سندہی نے ان روایات پر کوئی جرح نہیں کی اور جرح کرنے والوں کی تردید کی ہے اور ان تمام کو ثقہ ثابت کیا ہے معلوم نہیں کہ کس سنگدلی نے ان لوگوں میں یہ جرأت پیدا کر دی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کو جب اپنے کسی خیال فاسد کے خلاف پاتے ہیں تو بے دلیل اور بے دھڑک اسے وضعی قرار دیتے ہیں کیوں نہ ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں سچی نکلیں تو ان کو موت ہے کسوف خسوف کی پیشگوئی جس کی شہرت تمام اسلامی دنیا میں تھی کہ مہدی کا نشان ہے جب وہ پوری ہوئی اور ایسے وقت میں پوری ہوئی جس وقت کہ ایک مدعی بھی تھا۔ اور اس کی ضرورت بھی تھی۔ یہ

یہ بجائے اس کے کہ اس کو قبول کرتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا سورج جو دنیا پر ظاہر ہوتا یا انکار پر کمربستہ ہو گئے اور اس سورج کے آگے سیاہ آندھی کی طرح حائل ہو گئے۔ یہ ہر ایک نشان جو دنیا کی ہدایت کے لئے ظاہر ہوتا ہے اس سے دنیا کو ہٹاتے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ ابھی تک یہود نبیوں کی انتظار میں بیٹھے ہیں اور نصارے دو کی کیا وہ اپنے انتظار میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ یہ کامیاب ہونگے

قولہ۔ مرزا صاحب باوجودیکہ اپنے آپ کو شارع نہیں بتلاتے شریعت محمدیہ میں پھر بھی بہت سی ترمیم کی ہے چنانچہ عقاید میں جن کا خود ان کو ہے ایسی زیادتیاں کی ہیں کہ نصوص قرانیہ ان کو صریح رد کرتے ہیں جیسا خدا تعالے کی نسبت یوں لکھا کہ خدا تعالے نے مجھے الہام کیا ہے انت منی وانا منک۔ انت منی بمنزلۃ ولدی اور اپنے بیٹے کی نسبت کان اللہ نزل من السماء خدا تعالے کو جسم قرار دیا ہے اس کے لئے ولد کا اثبات کیا ہے +

اقول۔ مجھے یہ شبہات سن کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ لو ذات سوار لطمتنی۔ جو باتیں قران کریم میں احادیث نبویہ میں اللہ تعالے کی طرف سے بندگان مقرب بارگاہ کے حق میں بغرض اظہار قرب و موانست ارشاد فرمائی گئی ہیں ان سے علماء کو کیوں بے خبری ہے یا اس معصر پر ایمان نہیں یا اس کے کچھ معنی ہوتے بہرحال ہم بے خبری پر ان اعتراضات کو محمول کرتے ہیں منی و منک سے اتحاد و عینیت مراد نہیں ہوتی کیا سپارہ دو کے آخری رکوع میں فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی کیا جو نہر سے پانی پی لیگا وہ طالوت کا عین نہیں رہیگا اور جو نہ پئیگا وہ عین ہو جاویگا بلکہ مراد مطلق تعلق ہے اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جلیب کے حق میں فرمایا ہے۔ ھذا منی وانا منہ تو کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ غرض

ہے کہ میں جلبیب کا بیٹا ہوں اور جلبیب میرا بیٹا ہے اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرون ثلاثہ کے بعد آنے والے لوگوں کے حق میں فرمایا ہے کہ لیسوا منی ولست منھم کیا قاضی صاحب اس کے یہ معنی کریں گے کہ وہ میرے بیٹے نہیں اور میں ان کا بیٹا نہیں مقصد نفی تعلق ہے پھر جہاں بیٹے کے حق میں مرزا صاحب نے یہ الہام بیان کیا ہے کان اللہ نزل من السماء جہاں کہ لفظ کان بھی موجود ہے کیا بڑھ کر ہے اور قاضی صاحب کے نزدیک زیادہ برا ہے بہ نسبت اس کلام کے جو اللہ پاک نے اپنی کلام پاک میں اپنے حبیب کے حق میں فرمائی ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کہ تحقیق جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں حق نہ اور کسی کی۔ اب مقام غور ہے کان اللہ نزل من السماء میں کان کا لفظ جو کہ تشبیہ کو واضح کرتا ہے وہ موجود ہے اور یہاں آیۂ کریمہ میں لفظ تشبیہ بالکل کوئی نہیں بلکہ نفی غیرت کے لئے لفظ انما لا کر کڑے کھڑا ہے اور انّ تاکید مزید کر رہا ہے کیا صاف ہے یقیناً جو لوگ تجھ سے بیعت ہوتے ہیں وہ تو سوائے اللہ کے اور کسی کی بیعت نہیں کرتے قاضی صاحب غور کریں آشنا و بھول کیوں ہے حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ جس بندے سے میں پیار کرتا ہوں میں اُس کے کان بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ سنتا اس کی آنکھ بن جاتا جس سے وہ دیکھتا ہیں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا میں اس کے پاؤں بن جاتا جس سے وہ چلتا کیا مرزا صاحب کے کان اللہ نزل من السماء نشانے پر فوراً اعتراض ہو گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو آپ جسم مانتے ہیں اور وہ حدیث قدسی جو کہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے بیان کرتے ہیں جس میں اعضاء جسمانیہ کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ اپنے محبوب انسان کے جسمانی اعضاء خدا تعالےٰ بن جاتا ہے مراد ان الفاظ سے اظہار تعلق ہے نہ جسمانیت مگر یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح متشابہات کی طرف جھک جاتے اور محکمات سے احتراز کرتے ہیں۔

قولہ۔ مرزا صاحب ملائکہ کو کواکب کی ارواح مانتے ہیں اور ان کے نزول کے قائل نہیں۔ حالانکہ نزول ملائکہ خصوصاً جبرائیل کا قرآن و حدیث میں بار ہا مذکور ہے +

اقول۔ جناب مرزا صاحب کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کو خود نہ سمجھنا اپنی نافہمی کا الزام دوسروں پر لگانا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کو نہ سمجھا اور اُلٹے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ شریعت میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ جسم نورانی ہیں اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جسم کی طرح دو مکانوں میں ایک وقت میں نہیں ہوتے اور نزول ان کا اس طرح ہوتا ہے جیسا کہ اوپر سے اینٹ یا پتھر گرے کیا آپ لوگ اللہ کے نزول سے یہی سمجھا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آخری ثلث لیل میں سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں تو کیا اُس وقت عرش خدا تعالےٰ سے خالی ہو جاتا ہے جسم کثیف پر ان کو قیاس مت کرو ملائکہ کے متعلق جو ارشاد قرآن کریم میں لکھا ہے اس پر مرزا صاحب کا ایمان وما منا الا لہ مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون فرشتوں کی طرف سے اللہ تعالےٰ نقل فرماتے ہیں کہ ہر ایک کا ملائکہ میں سے مقام معین ہے اور تمام صف بستہ تسبیح کرتے ہیں۔ ان کا نزول بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے مقام معلوم کو چھوڑتے بھی نہیں +

قولہ۔ ہمیں تمام کتب الٰہیہ قرآن انجیل توریت وغیرہ سب پر ایمان لانے کا حکم ہے مرزا صاحب ایلیا کا بجسدہ العنصری آسمان پر جانے کا انکار کرتے ہیں باوجودیکہ توریت میں لکھا ہے مسیح علیہ السلام کے صلیب پر فوت ہو جانے کی قرآن تردید کرتا ہے اور مرزا صاحب بزور شور ثابت کرتے ہیں +

اقول۔ مرزا صاحب پر صراصر بہتان ہے کہ وہ بات جو کتاب میں قول فیصل پر لکھی ہوئی ہوں وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ توریت موسےٰ کی کتاب پر بیہودہ افترا ہے کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ ایلیا آسمان پر بجسدہ العنصری

بتلا گیا تورات میں تو ایلیا کا نام تک نہیں اگر ہو تو کیا قرآن نے اس کی تصدیق کی ہے اور ہر بات جس کی تکذیب یا تصدیق سے قرآن کریم ساکت ہو ہمیں اہل کتاب کی تصدیق کرنی چاہئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم۔ مرزا صاحب نے تو یہ کہیں نہیں کہا کہ قرآن کریم کی وہ آیات جو اپنے مطلب کی ہوں لے لیں اور باقی کو چھوڑ دیا۔ ہاں قاضی صاحب آپ کی یہ عادت ہے جیسا کہ انجیل سے آپ نے الیاس کا جسمانی طور پر نزول بقول یہود تسلیم کر لیا۔ اور حضرت مسیح نے جو اس کے معنی کئے ہیں اس کا انکار کیا اور ما انجیلوں کو محرف بتلایا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض قرآن کریم میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ مسیح کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھایا نہیں قرآن کریم میں تو یہ ہے کہ انھوں نے صلیب پر مسیح کو مارا نہیں دیکھئے لسان العرب الصلب القتلۃ المعروفۃ صلب کے معنی ہیں صلیب سے مار ڈالنا وما قتلوہ۔ کے یہ معنی نہیں کہ انھوں نے صلیب پر لٹکایا نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے صلیب پر مارا نہیں یہ آپ کو دھوکہ لگتا ہے۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ مسیح ناصری نے نیا آنا انجیل میں بوضاحت بیان کیا ہے اس سے مرزا صاحب کو روگردانی ہے یہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ مسیح نے کسی کے دوبارہ کے آنے کے معنی خود الیاس کے دوبارہ نازل ہونے کے متعلق انجیل میں خود بیان کر دیئے ہیں ان آپ کو یہودیوں کی طرح الیاس کا آسمان پر بجسدہ العنصری ہونا مسلم ہے مسیح دنیا میں آ نہیں سکتے جب تک الیاس آسمان سے بجسدہ العنصری نزول نہ فرمائیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آ نہیں سکتے جب تک مسیح نہ آوے کیونکہ وہ آپ کا مبشر ہے اس لئے یہود اگر ان دونوں نبیوں مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں تو آپکے نزدیک حق پر ہیں اور آپ کو بھی ان کا ساتھ دینا منظور ہے تو خیر۔.........

۱۲

.....

......سچ تو یہ ہے کہ راستبازوں کا انکار ایمان کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتا ہے

قولہ مرزا صاحب نے ازالہ کے متعدد مقامات میں یہ بیان کیا ہے کہ نبیوں کو شیطانی القا ہوتا ہے۔ اور مسیح کے معجزات مسمریزم ہیں۔ میں ان کو مکروہ سمجھتا ہوں +

اقول۔ یہ مثال شاید آپ ہی کے لئے مشہور ہے کہ قرآن میں ہے لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ لیں آگا پیچھا دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر آگے پیچھے کا سیاق جیسا کہ آپ کا دأب ہے نہ رکھا جاوے تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم میں بت پرستی کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ سورہ نوح میں ہے لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث و یعوق ونسرا۔ گو اس کے ابتدا میں دیکھنے سے قالوا کا لفظ بتلا دیگا کہ یہ حکایت مشرکین سے ہے قاضی صاحب نے ازالہ میں یہ کس سے خطاب ہے۔ اسے بھی نظر انداز کیا۔ اور جو حوالہ مرزا صاحب نے پیش کردہ پر قائم کی ہیں ان سے بھی آپ کی نظر چوک گئی دیکھئے وہاں وہ اہل حدیث وہابی ایک مولوی عبد الحق غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب لکھوکی مخاطب ہیں جن کی تفاسیر مسلمہ میں اس آیت کے نیچے وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ روایتوں کی بھرمار کی ہے کہ مرزا نبیوں کو شیطان القا کر دیتا ہے اور نبیوں کی وحی میں وہ الفاظ ملا دیتا ہے اور مشرکوں کو اور شیطان کے دوستوں کو اس سے چند روزہ خوشی مل جاتی ہے آخر کار خدا القائے کو وہ القا منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ خدا کی آیتیں محکم ہوں مسیح نے سچ کہا ہے کہ دوسرے کی آنکھ میں تو تنکا دیکھ سکتے ہو۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا +

باقی مرزا صاحب کا مسیح کے پرندہ بنانے کو مکروہ بتلانا اس لئے ہے کہ شریعت اسلام میں تصویر بنانے کو مکروہ سمجھا گیا ہے اگر کسی پہلی کتاب میں کسی نبی کے متعلق یہ لکھا ہے کو اس نے ثمر آنے کا معجزہ دکھایا تو......

شراب اور اس کے بنانے کو مکروہ کیا بلکہ حرام سمجھیگا۔ گو اس نبی کے ماننے والے اس کو بطور اعجاز ہی کیوں نہ پیش کریں اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو تمام جہان کی اصلاح کے لیئے بھیجا گیا ایک طرف نصرانی مسیح کو الوہیت کی کرسی پر بٹھلاتے ہیں دوسری طرف مسلمانوں کے علماء اس کی تصدیق کرتے ہیں یعنی صفات الوہیت کو مسیح میں تسلیم کرتے ہیں جس سے نصاریٰ کو ظاہری دنیوی غلبہ کے ساتھ مذہبی باطنی غلبہ بھی ملتا جاتا ہے سو مرزا صاحب نے فریقین کو لجہ مسیحیت وعبودیت سمجھایا ہے کہ مسیح الہ نہیں اور نہ اس میں صفات خداوندی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ مٹی سے پرندے بنانے کا یہ مقصد ہے کہ محض امی بے خبروں کو وہ علم بخشا کہ ان کا پستی ضلالت سے ہدایت کے بلند درخت کی کونپلوں پر پہنچا دیا اور مسیحیوں کو یہ سمجھایا کہ مٹی سے ایسی ایسی شکلیں بنانی کچھ اچنبا نہیں کیونکہ ایسے بہت اور بھی گذرے ہیں جنہوں نے مسیح سے بڑھ کر عجائبات دکھلائے اور نصاریٰ نے ان کی الوہیت کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان کی الوہیت کا دعوے کرتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں اس مضمون کو شروع سے لیکر اخیر تک پڑھنے والے پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی کہ وہاں دونو قوموں کو تنبیہ کی ہے ⁂

قولہ۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کا قصہ کہ پرندوں کا گوشت ان کو پہاڑ پر رکھنے کا حکم ہوا پھر گوشت سے وہ پرندے بن کر آ گئے۔ مرزا صاحب اس کو گوبرا ور دہی سے بچھوؤں کا پیدا ہو جانا بتلاتے ہیں اور ایک اور بزرگوار جو سو برس مرا پھر اس کو زندہ کیا گیا اور اس کا اس کے سامنے گدھے کی حالت سے گدھے کی حالت میں لایا گیا اور اس کو کھانا نہ بگڑا مرزا صاحب کو ان دونو قصوں کی حقیقت سے انکار ہے گویا قیامت سے انکار ہے ⁂

اقول۔ دعوے اور دلیل کا فرق کرنا اور تقریب کا تمام کرنا قاضی جی کا

پر بھی موقوف ہے معلوم نہیں کہ کس طرح کی عدالت کرتے ہونگے ان دونو قصوں کا قیامت سے کیا تعلق ہے کہ ان دونو کی حقیقت جو آپ نے سمجھی ہے اگر اس کا کوئی انکار کرے تو اس سے انکار قیامت لازم آتا ہے۔

یہ باتیں جو آپ نے لکھی ہیں الحمد للہ کہ قرآن کے الفاظ میں نہیں ہیں قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ گوشت پہاڑوں پر رکھا گیا یا گردے کئے گئے بنا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن کریم میں بھی یہ جرأت کیا یہ یہود والی تحریف نہیں ہے جب علماء نے یہودی بننے کا فرض ادا کر دیا تو کیا امت میں کوئی مسیح بننے کا فرض ادا نہ کرتا اس دنیا میں مردہ کا زندہ ہونے مرزا صاحب نے انکار نہیں کیا اگر انکار کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا ہے جیسا کہ آپ کی کلام سے ظاہر ہے دیکھئے آیات قرآنیہ

ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون پیدا ہونے کے بعد تم مروگے پھر تم قیامت میں اٹھائے جاؤگے واذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون سورۃ مومنون رکوع اول و آخر جب لوگوں میں کسی کو موت آتی ہے تو کوئی کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے دنیا میں واپس بھیج میں وہ نیک عمل کروں جو مجھ سے رہ گئے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ اس کے منہ کی بات ہے روز بعث تک ان کے آگے روک ہے اور ایک آیت میں یہ فرماتا ہے فیمسک التی قضی علیھا الموت سپارہ ۲۴ رکوع ۲ اللہ تعالیٰ اس جان کو وہیں روک کے رکھتا ہے جس پر موت کا حکم لگ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح کی روایت ہے کہ جابر کے باپ کے حق میں فرمایا کہ شہید ہو جانے کے بعد جابر کا باپ مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوا اور اسے اجازت دی گئی کہ جو چاہے مانگ لے اس اجازت پر اس نے یہی مانگا کہ مجھے دنیا میں دوبارہ پھر بھیجا جاوے تا کہ میں تیرے راستہ میں پھر

قتل کیا جاؤں اللہ تعالےٰ کی طرف سے باوجود اجازت دینے کے یہی جواب ملا - کہ یہ ہم مقرر کر چکے ہیں - کہ اس جہان میں آئے ہوئے پھر لوٹ کر نہیں جاتے +

قرآن و حدیث سے خود اعتراض ہے اور نصوص بینہ سے انکار ہے - پھر دیکھئے کہ ابھی تک مرزا صاحب مصلح قوم کی تکذیب پر اصرار ہے +

قولہ - مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد آدمی کی روح جنت یا نار میں چلی جاتی ہے یہ عقاید محمدیہ کے بالکل خلاف ہے +

اقول - عقائد محمدیہ کے خلاف تو بالکل نہیں ہاں ان عقاید کے ضرور خلاف ہے جو زمانہ فیج اعوج میں تراشے گئے ہیں قرآن کریم رسول اللہ [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم تو دس دفعہ پکار پکار کر کہ رہے ہیں کہ مرنے کے بعد جنت اور دوزخ شروع ہو جاتا ہے دیکھئے قوم نوح کے متعلق باری تعالےٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں مما خطیئتہم اغرقوا فادخلوا نارا - اور فرعون اور اس کے لشکروں کے متعلق کیا ارشاد ہوتا ہے وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ - ادخلوا آل فرعون اشد العذاب - نوح کی قوم کو غرق کرنے کے بعد آگ میں داخل کیا گیا اور فرعون کے لوگوں کو صبح و شام آگ پر جلایا جاتا ہے قیامت کے روز اس سے بھی سخت عذاب میں پڑیں گے جنت کے متعلق دیکھئے اللہ تعالےٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں - جو تین رسولوں پر ایمان لایا سورت یٰسین میں قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین - اس کو کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ - اس نے کہا کاش میری قوم کو پتہ لگ جاوے کہ میرے رب نے میری کیسی مغفرت اور عزت کی ہے شہدا کے متعلق لکھا ہے بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین - احادیث کی طرف توجہ فرمایئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران - قبر بھی جنت کے باغوں میں ایک باغیچہ ہے یا جہنم

کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے اپنے بیٹے ابراہیم کے حق میں ان کی وفات پر فرمایا ان له لمرضعا فی الجنة کہ اس کے لئے جنت میں ایک دایہ ہے یہ جنیات ہیں مگر صادق کی تکذیب جیسا کہ ایمان قلب سے سلب کر دیتی ہے ویسے ہی دماغ سے علم بھی مٹا دیتی ہے ✦

ہم تو آریوں اور عیسائیوں سے نالاں تھے کہ اُنہوں نے سید المرسلین الطیب الطیبین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کس قدر گندے اعتراضات اور ناپاک شبہات ان کے ازواج کے متعلق ان کی اپنی زندگی کے متعلق ان کے تعلقات کے متعلق کئے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علماء سے ہی اُنہوں نے یہ طریق سیکھا ہے کیونکہ ان کا اور ان علماء کا طریق ایک ہے جاہل ہمیشہ مقتدی ہوتے ہیں علماء کی شان مقتدا ہوتا ہے انہی حضرات نے آریہ اور نصاریٰ کو اپنی ان عادات سے جرأت دلا دی ہے ✦

قولہ - مرزا صاحب کی غیب دانی اور نبوت پیشگوئیوں پر مبنی ہے جن کی تعداد وہ دوسو کے قریب بتلاتے ہیں ساری دنیا کی نگاہ ایک نکاح والی پیشگوئی پر ہے انا زوجنا کہا ماضی کا صیغہ ہے پھر بکر یا ثیب کا لفظ شک کے لئے آتا ہے مرزا صاحب کے الہام کنندہ کو اصل واقعہ کا علم نہیں جبھی تو شکی الفاظ بولے جاتے ہیں ✦

اقول - مرزا صاحب کی ایک ہی پیشگوئی نہیں جس کا آپ کی ذات سے تعلق ہے بلکہ بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو صرف آپ ہی سے وابستہ ہیں اور ان کی سچائی روز روشن کی طرح مخلوقات پر ظاہر ہو چکی ہے مثال کے طور پر چند پیشگوئیاں کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا براہین میں جبکہ ایسا وقت تھا کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا اور کوئی آپ کا مخلوقات میں سے معین و مددگار نہ تھا ایسے وقت میں خدا تعالےٰ کا یہ الہام یاتیک من کل فج عمیق وحان ان تعان وتعرف بین الناس دخع مکانک

یعنی تیرے پاس دور دور سے تحائف آئینگے لوگ اس کثرت سے آئینگے
کہ راستے چل چل کر گہرے ہو جائینگے تیرے پاس وہ مرد آئینگے جن کو آسمان
سے ہم حکم دے کر بھیجینگے ۔ وہ وقت آگیا کہ تیری مدد کی جاوے اور تو
لوگوں میں شناخت کیا جاوے اپنے مکان کو وسیع کریں تجھے اسلام کی
ایک بڑی جماعت دونگا اور یہ پیشگوئیاں جن کو مرزا صاحب نے یا مختلف
اشتہارات اور رسائل میں شائع کیا ہے ۔ انی معین من اراد اعانتک
واللہ یعصمک من الناس انی احافظ کل من فی الدار الخ یعنی میں مدد
کرونگا ۔ اس شخص کو جو تیری ذلت چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے
لوگوں سے محفوظ رکھیگا ۔ عین طاعون کی شدت کے دنوں میں کون
ایسا دعوے کر سکتا ہے ۔ میں ان لوگوں کی حفاظت کرونگا جو تیرے گھر
کی چار دیواری میں رہتے ہیں ۔ دیکھو یہ پیشگوئیاں مرزا صاحب کی
ذات کے متعلق ہیں جو روز روشن کی طرح پوری ہوئیں اور دنیا نے اپنی
آنکھوں سے ان کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا مگر باوجود اس کے کہ
دنیا نے ناخنوں تک زور لگایا کہ مرزا صاحب کے پاس کوئی نہ جاوے
اور نہ ان کو کوئی شناخت کرے مگر لاکھوں کی تعداد میں وہ ہیں جنہوں نے
آپ کو شناخت کیا اور آپ کے دروازے پر پہنچے اس بات سے ظاہر ہے
قاضی صاحب کا آپ کی ذات کے متعلق صرف ایک پیشگوئی کو جتلانا
اور باقی سے انکار کرنا اور ان کی تفصیل کو باوجود کثیر التعداد رسائل
اور اشتہارات میں شائع ہوتے ہوئے کو محض نا معلوم بتانا کس قدر
تعصب اور عناد کی دلیل ہے باقی رہا نکاح والی پیشگوئی کے متعلق
سو واضح ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے نکاح والی پیشگوئی اسلئے
نہیں شائع کی تھی کہ آپ کو کسی نکاح کی ضرورت تھی بلکہ اپنے رشتہ
داروں میں ایک نشان کا قائم کرنا مقصود تھا تا ان کو بھی وہ معرفت
حاصل ہو اور اس چشمہ سے وہ بھی سیراب ہوں جس کو حضرت مرزا صاحب
دنیا میں لائے ہیں وہ پیشگوئی بطور تہدید اور وعید کے ان کے لئے

کی گئی تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض مرے جو کہ عناد میں حد سے بڑھے
ہوئے تھے اور بعض نے آپ کو شناخت کیا اور بعضوں نے وہ جیسا کہ
حالت جو ان کی پہلے تھی اسی سے رجوع کر لیا اور گستاخی اور بے ادبی
کے طریق کو چھوڑ کر سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے یا ارادت کا اظہار کیا
چنانچہ ان کے خطوط موجود رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع کئے گئے ہیں
مخالفین کے ایسے ہی اعتراض ہوتے ہیں جو کہ قرآن کریم کے اصولوں
کے بالکل خلاف ہوتے ہیں اگر یہ لوگ قرآن کریم کے خلاف نہ چلتے
تو مسیح موعود کی ضرورت نہ تھی چنانچہ قرآن شریف نے جو پیشگوئیوں
کے متعلق جو اصول باندھے وہ حسب ذیل پیش کئے جاتے ہیں جن
کے دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ لوگ قرآن شریف کا بالکل کچھ
ہی نہیں یا اُن کے گلے سے نیچے نہیں اترتا انہوں نے وہ نگاہ جو مسیح موعود
کی تکذیب کے لئے طلبی کی جو قرآن کریم میں کبھی کوئی اس کا صحیح
نہیں کیا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ یا تو محض ناواقف ہیں یا ان کو
قرآن پر ایمان نہیں اپنی من گھڑت باتوں کو معیار بناتے اور یہ نہیں سوچتے
کہ جس شاخ پر ہم بیٹھے ہیں کہیں وہی نہ کاٹ رہے ہوں جو وار ہم دوسروں
پر کر رہے ہیں الٹ کر ہم پر ہی نہ پڑے وہ اصول یہ ہیں +

وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم پارہ ۲۴ سورۃ
حم مومن رکوع ۴ کہ اگر راستباز ہے تو پہنچ جائینگے تم کو بعض اس کے وعدے
یمحو اللہ ما یشاء و یثبت جس کو اللہ چاہے مٹاوے اور جس کو چاہے ثابت
رہنے دے اور یہ آیت بالخصوص نشانات کے لئے وارد ہوئی ہے اس کا پہلا
یوں ہے وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ لکل اجل
کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب سپارہ
۱۳ سورت رعد رکوع اخیر +

واذا بدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما
انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون جب ہم بدلتے ہیں بعضے میں

ایک نشان کے بجائے دوسرے نشان کے اللہ ہی اپنے نازل کردہ کو جلنے کہہ دیتے
ہیں کہ محض تو مفتری ہے اکثر لوگ نہیں جانتے یاد رہے کہ جس قدر پیشگوئیاں
ہوتی ہیں وہ نشان ہوتے ہیں ایک نشان کے بدلے اور نشان کا رکھ دینا خدا
تعالیٰ کی سنت میں قرار پا چکا ہے ایسی حالت کو دیکھ کر مفتری کہہ دینا
قول کفار ہے مفتری اس صورت میں ہو سکتا ہے۔

کہ بغیر نشان کے بدلے وعدہ وہ چیز ہے جو خدا تعالیٰ آئندہ زمانہ میں کسی عمل کا
نتیجہ شر یا خیر کے وقوع کی نسبت خبر دیتا ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے جیسا کہ
کفر کی راہ بھی کھلی ہے جو ایمان لائے عمل صالح کرے اس کے لئے جنت
کا وعدہ ہے اور جو شخص نیک عمل کرتا کرتا آخری دم میں ارتداد اختیار
کرے اس سے وہ وعدہ ٹلیگا اور وعید جہنم اس کے لئے نمودار ہوگا۔
کوئی وعدہ یا وعید اس سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا کہ خدا تعالیٰ
کے ہاں وہ کتاب میں لکھا ہے وہ ذات جو کہ غنی مطلق غالب علی امرہ
جس کی شان یمحو اللہ ما یشاء و یثبت جس کی صفات اس کی باتوں
پر کس طرح پر اعتراض ہو سکتا ہے ماہرین شریعت مجلی بلکات النبوۃ
دیکھئے کیا فرماتے ہیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دعا
میں فرماتے ہیں۔ اے اللہ اگر تو نے میرا نام اشقیاء میں لکھ دیا ہے۔
وہاں سے مٹا کر میرا نام سعداء میں لکھ دیجئے وہ تضرعات اور ابتہال
جو سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ
شانہ و تعالیٰ کو مد نظر رکھ کر جنگ بدر میں کیا ہے وہ کسی اہل علم پر مخفی
نہیں تبدیل حالت سے ضرور وعدہ میں تاخیر یا محو یا نسخ یا تبدیل واقع
ہو سکتا ہے یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم
ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم فتنقلبوا خاسرین موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے اپنی قوم کو یہ فرمایا اے قوم ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ
اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہوئی ہے یہ صیغہ ماضی ہے جو کہ فعل
کی تحقیق کو گذشتہ زمانہ میں ثابت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

آخر بنی اسرائیل جب جانے سے منحرف ہوگئے اور یہ کہا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون تو قال فانہا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ۔ ۴۰ سال تک وہ ان پر حرام کی گئی اور ان کی حالت نے وعدہ کو تاخیر میں ڈال دیا دیکھئے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولایت کا شرق غرب اسلامی دنیا کا گواہ ہے وہ وعدہ کے متعلق کیا رقمطراز ہیں +

اذا کنت ضعیف الایمان والیقین ووعدت بوعد وفی بوعدک ولا تخلف لئلا یزول ایمانک و یذھب یقینک فعنذ توعد بوعد فاذا اطمانت الیہ ووجدت فیک امارۃ ارادۃ ما نقلت من ذالک الموعد الی ما ھو اعلی منہ وصرفت الی ما ھو اشرف منہ ایفاز ابدل الشی واعدم وعرفت ان لم تعطہ فی الدنیا وعوضت منہ فی الاخری انتھے ملخصاً یعنی ضعیف الایمان سے اگر کوئی وعدہ کیا جاوے وہ ضرور پورا کیا جاتا ہے تاکہ اس کا یقین اور ایمان زائل نہ ہو ہاں عارف کامل سے عدم کا ایفاء علی الخصوص جب عارف خود بھی چاہتا ہو اس دنیا میں ضرری نہیں اس سے اعلیٰ کی طرف لے جانا یا آخرت میں اس کا بہتر بدلا دینا یہ بھی جائز ہے۔ مقالہ ۱۹ +

اور پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں انما لم یستجب للعارف کل ما یسئل ربہ عز وجل ولم یوف لہ بکل وعد مثلا یغلب علیہ الرجاء عارف کی تمام دعائیں اور رب کے سب وعدے اسلئے بھی پورے کئے جاتے کہ کہیں اس پر امید غالب نہ آجاوے۔ مقالہ ۴۴ +

یہ اس کامل عارف کی کلام ہے جو کہ قرآن اور حدیث کو خوب سمجھے مشکلات کے حل کے لئے ایسوں ہی کی کلام کنجی ہے۔ دیکھئے دوسرے عارف شاہ ولی اللہ صاحب جو کہ شان... میں بہت بھی رکھتے ہیں

ہیں اپنی مصنفہ کتاب فیوض الحرمین میں کیا فرماتے ہیں ایک عبارت جس کی سرخی یہ قائم کرتے ہیں۔ قد یعد اللہ لواحد من اھل اللہ موعدًا اللہ لا ینلجص الامر علے ما وعد مع کون الالہام صحیحا ۔ بیشک اللہ تعالے اپنے خاص بندوں کو کوئی وعدہ دیتا ہے پھر اس طرح پر ظاہر نہیں کرتا جس طرح پر وعدہ کیا تھا۔ حالانکہ الہام بھی صحیح ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے معیاروں سے اور عارفین کی کلام سے یہ امر ثابت ہوتا ہے ہر ایک وعدے کا پورا کرنا خدا تعالے کے ذمہ فرض نہیں ہے یہ نہ کہا جاوے کہ قرآن شریف میں ان اللہ لا یخلف المیعاد لا یخلف اللہ وعدہ صریح آیتیں لکھی ہیں۔ جس کا خلاف کسی طرح قبول نہیں ہوسکتا اسلئے کہ المیعاد اور وعدہ سے وہی وعدہ خاص مراد ہوتا ہے جس کے بیان کے بعد یہ الفاظ لائے جاتے ہیں مثلًا ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد جسمیں وعدہ کا ذکر ہے کہ قیامت کے روز مخلوقات کو خدا تعالے ضرور اکٹھا کریگا اس کے بعد فرمایا کہ ضرور اللہ تعالے اس وعدہ کا خلاف نہیں کریگا نکاح والی پیشگوئی کیا چیز ہے جبکہ اللہ تعالے نے جن اغراض کے لئے وہ وعدہ مسیح موعود کو دیا تھا اس سے کئی گنا بڑھ کر اغراض کو پورا کیا اور اس سے بڑھ کر جلالی اور جمالی الشانات کو ظاہر کیا کیا سارے نشانوں سے جن کو خدا تعالے نے محکم کیا ہے ان سے اعراض کروگے اور جن کو متشابہات میں چھوڑا ہے ان کے پیچھے لگو گے جن کے دلوں میں کجی ہے فتنہ اور فساد کی خواہش پر وہ ضرور متشابہات کی طرف راغب ہونگے کیا خدا تعالے کے مرسل پر جس قدر امور اللہ تعالے نے نازل فرمائے ہیں سارے کے سارے کا تم احاطہ کرسکتے ہو تو پھر ہمارے علماء نے اپنے اصول کی کتابوں میں یہ کیوں لکھ دیا ہے کہ متشابہات کا حل کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس سے امید ہی قطع کردینی چاہئے ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء۔

بعض باتوں کے جواب دینے میں میری طبیعت رکتی ہے کہ یہ معترض علما چونکہ قرآن سے تو ناواقف ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ایسی باتوں کو قرآن میں دیکھ کر یہ اسلام سے برگشتہ ہوں چنانچہ مجھے ایک دفعہ کا واقعہ یاد ہے کہ ایک مولوی صاحب نے بعض سوالات حضرت مرزا صاحب پر کئے تھے جب ان کا نمونہ قرآن کریم سے پیش کیا تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ میں تو قرآن کو بھی سلام کرنے کو تیار ہوں +

سوال یہ کیا ہے کہ الہام کے یہ لفظ ہیں کہ کنواری یا بیوہ ہو کر تیرے پاس وہ عورت آئیگی تو کیا الہام کنندہ کو اصل واقعہ کا علم نہیں کیونکہ او شک کے لئے آتا ہے اور شکی باتیں وہی کرتا ہے جس کو علم نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عالم الغیب کی کلام نہیں۔ اس کا جواب سیدھا اور صحیح تو یہ ہے مولا کریم تو بیشک عالم الغیب ہے اس کے علم میں تو کوئی نقص نہیں لیکن جس قدر وہ کسی کو علم بخشنا چاہے اس سے زائد کے لئے کوئی اُسے مجبور نہیں کر سکتا جیسا کہ اپنی کتاب مطہر میں اپنی شان کا ذکر فرماتا ہے لا یحیطون بشئ من علمه الا بماشاء کہ اس کے علم کا اسی قدر حصہ کوئی لے سکتا ہے جتنا وہ چاہے یعنی اس بارگاہ سے علم انسان کی خواہش کے مطابق نہیں آتا۔ بلکہ باری تعالےٰ اپنی مرضی کے مطابق جتنا چاہتے ہیں فیضان علمی فرماتے ہیں اگر لفظ او کے استعمال کرنے سے کلام الٰہی نہیں بن سکتی تو یہ لفظ ان آیات مبارکات میں کیوں استعمال کیا گیا ہے +

لیقطع طرفاً من الذین کفروا او یکبتهم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شئ او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک ان تمام آیات میں لفظ او موجود ہے اور ایسا قرآن کریم میں بیشمار جگہوں میں پایا جاتا ہے خوف طوالت ہے اور علماء

کے خوف ارتداد سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے علماء مخالفین کی طبیعتیں چونکہ حقیقت دین سے کہیں دور جا پڑی ہیں اور اپنے من گھڑت اصول کو انھوں نے دین سمجھا ہوا ہے اسلئے خوف آتا ہے کہ حقیقی اصول اگر ان کے سامنے پیش کئے جاویں تو ضرور ان کے من گھڑت اصولوں کے خلاف ہونگے تو ان کو دین چھوڑنا پڑیگا۔ اگر یہ حقیقی اصولوں پر قائم ہوتے ان کا رسول ایک ان کی کتاب ایک۔ ان میں اتنا اختلاف فتوے کفر جیتا یہ تو اندھیری رات میں جونکہ خود اندھے ہو رہے ہیں۔ اسلئے نہ اپنا قبح نظر آتا ہے اور نہ دوسرے کے حسن کو یہ دیکھ سکتے ہیں۔ اندھا دھند فتوے کفر کی بوچھاڑ ان کے جلدوں میں سے برس رہی ہے ان کو شرم نہیں آتی ......

....

....

علاوہ بریں نکاح والی پیشگوئی کے متعلق میرے مکرم دوست اکمل صاحب نے تشحیذ الاذہان کے پرچہ میں بہت مفصل مضمون لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی نہیں بلکہ کئی ایک پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے جس شخص کو زیادہ تحقیق مد نظر ہو وہ وہاں سے پڑھ لے۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہم مباحثہ کے جواب سے فارغ ہوئے جو باتیں اس میں صحیح لکھی گئی ہیں وہ جو غلطیاں ہیں وہ ہماری نادانی کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری اس محنت کو اپنی رضا کی موجب بنائے اور اپنی مخلوق کی ہدایت کا باعث ہو۔ آمین ۞

تمّت

راقم خاکسار حافظ روشن علی سکرٹری انصار اللہ قادیان

ضلع گورداسپور

عرض حال

ابتداء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بعض کتب قاضی سلیمان صاحب کی جو انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھی ہیں بعض دوستوں کو تقسیم کیں۔ چنانچہ خاکسار کے سپرد ایک نہایت چھوٹا رسالہ کیا جسکا نام محاکمہ ہے جس کا جواب حضرت نے انہی دنوں میں نہایت سرعت کے ساتھ شیخ عبدالرحمٰن صاحب حال مصری کے قلم سے لکھوایا جب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے اول سے اخیر تک اسے پڑھا اور اسکو بہت پسند کیا اور اسکی تعریف کی بعض دوستوں کو بھی اس مسودہ کو پڑھ لینے کے لئے حکم فرمایا جن میں سے مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کا نام یاد ہے اسکے بعد خاکسار کو کوئی سفر پیش آگیا وہ مسودہ حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس ہی رہا لیکن آپ نے فرمایا فکر نہ کریں اسکو خود چھپوا دونگا جب دو مہینے کے بعد میں سفر سے واپس آیا تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے اس مسودہ کے متعلق دریافت کیا آپ نے اسکو اپنے کاغذات میں تلاش کیا تو نہ ملا فرمایا میں نے کسی کو دے دیا۔ قادیان میں میں نے کئی دوستوں سے دریافت کیا مگر مسودہ کا پتہ نہ چلا جب ملتان کے جلسہ پر ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں جانا ہوا تو رستہ میں لاہور ٹھہرے وہاں حکیم محمد حسین المعروف مرہم عیسیٰ نے کچھ کاپیاں پیش کیں جو کہ طبع کے لئے لکھوائی گئی تھیں مگر وہ تصحیح نہ کی گئی تھیں جب دیکھا تو یہ وہی مضمون تھا میں نے دریافت کیا کہ آپ نے کہاں سے لیا۔ حکیم حضرت خلیفۃ المسیح نے مجھے چھپوانے کیلئے دیا ہے اسکا ایک ہزار نسخہ چھپوا دونگا اور اسی نسخہ کو دو آنے پر فروخت کرونگا وہاں تو صحیح کرنیکا موقع دیتا اسلئے حکیم صاحب جلسے پر سے تصحیح کے بعد کاپیاں انکو واپس دی گئیں پھر اسکو حکیم صاحب نے نہیں چھپوایا۔ یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات ہوئی بعدہ دریافت کیا تو حکیم صاحب نے کاپیاں قادیان میں بھیجدیں اور مسودہ کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ وہ گم ہو گیا ہے افسوس ہے کہ جس مسودہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کے دست مبارک سے کئی جگہ لکھا ہوا تھا اسکو حکیم صاحب نے گم کر دیا تاہم یہ امر قابل ہے کہ یہی مضمون ہے جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور اصلاح کی بعد میں اس میں کوئی کمی و بیشی یا اصلاح نہیں کی گئی والسلام خاکسار [illegible]

مرہم عیسیٰ

کیا ہے جو ایک نادر نسخہ جسے ہر زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا۔ اسکی
عمدہ تاثیرات کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ تم بھی ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک
بزرگ نبی مسیح کی یادگار ہے۔ یہ ہر قسم کے زخموں جراحتوں چوٹوں جلدی
بیماریوں اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے پھنسیوں ناسور اور
اور خنازیر سرطان طاعون گھاؤ گنج خارش بواسیر جانوروں کے کاٹ لینے
جل جانے وغیرہ وغیرہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ شفا اور لاثانی علاج
ہے قیمت فی ڈبیہ خورد ۸ر کلاں ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک
مینیجر الفضل سے طلب کرو

روغن کافور

مندرجہ ذیل امراض کے لئے نہایت مفید سریع الاثر اکسیر الفائدہ مجرب
المجرب اور حکمی علاج ہے ہیضہ و دستوں ہر قسم کے۔ متلی جوش۔ تکسیر
معمولی بخار۔ خسرہ۔ چیچک بہار کی۔ جھانکی۔ خناق نزلہ و زکام گلا بیٹھ جانا
بچانا سوڑوں سے خون بہنا کی پھولنا ڈاڑھ درد۔ پیٹ درد۔ جوڑوں کا درد
خارش یا چھری سے کٹ جانا بھڑ مکھی زنبور وغیرہ جانوروں کا کاٹ لینا
حرقت بول سوزش مثانہ بواسیر خونی درد بادی یا عصبی جلنا یا چھالے پڑنا
وغیرہ وغیرہ جو صاحب آزماویں گے انشاء اللہ تصدیق فرماویں گے قیمت فی شیشی
۸ر علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجر تشحیذ سے طلب کرو۔ قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

فصلی بخار و طحال کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ دوا تیس برس سے [illegible]
[illegible] مشہور ہے [illegible]

یہ ملیریا کے جراثیم کو ہلاک کرتی ہے

اسکی چار پانچ ہی خوراک سے بخار کا آنا بند ہوجاتا ہے

یہ طحال کو فوراً گھٹا دیتی ہے اور خون کو [illegible] کرتی ہے

قیمت فی شیشی کلاں [illegible] شیشی خورد [illegible]
محصول [illegible]

داد کا مرہم

اسکے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی [illegible]
[illegible] مرہم کے استعمال سے [illegible]
[illegible] اگر کسی دوا سے فائدہ نہ ہوا ہو تو [illegible]
آزمائش کیجئے

[illegible] ریاست [illegible]
[illegible]
[illegible] مشکور ہوں

قیمت فی ڈبیہ [illegible] محصول [illegible]

کف کھانسی کی دوا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کھانسی شروع ہوتے ہی [illegible] علاج کرنا چاہیئے
[illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible]
[illegible]
[illegible]

قیمت فی شیشی کلاں [illegible] شیشی خورد [illegible]

جملہ ادویات ہر ایک [illegible] دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں [illegible] طلب فرمائیے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۳/۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

بیرون ہند

ظہور المہدی

یعنی

گنج احمدیہ

۵۰۳ صفحہ کی کتاب جس میں یقیناً بوجہ گنجان تحریر ہونے کے ۵۰۰ صفحہ کا مضمون آیا ہے بجائے دو روپے کے ۱۵- دسمبر سے ۱۵ / جنوری تک صرف **سوا روپے** میں ملے گی۔ اس کتاب میں سلسلہ احمدیہ کے تمام لٹریچر کا خلاصہ ہے اور احمدی مذہب کو امنت باللہ سے یوم الاخر تک مدلل بہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ پیش کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر مبسوط بحث ہے ایک ایک دعوے کے لئے بیس بیس دلائل بعض مقامات پر دئے ہیں حضرت امام کی تمام اصلاحوں کا ذکر ہے۔ غرض خاکسار الحکل کی تمام مذہبی تحقیقات اس کتاب میں بند ہے اور یہ کتاب ۱۹۰۵ء کی لکھی ہوئی ہے۔ اور اس میں تبدیلی نہیں کی گئی اور سب مضمون میری اپنی ذمہ واری پر ہے ✦

ملنے کا پتہ

دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ
تشحیذ الاذہان
بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء

پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق مسیح موعود ہے

اس رسالہ میں ایک مستقل سوال مضمون نمبر کے آخیر میں شائع ہو چکا ہے جو کوئی شخص انکے استدلالات کو رد کر سکے تو قادیانیوں ہو سکتا۔ اس پر ہمارے بعض احمدی بھائیوں نے سنی دریافت کیا ہے کہ کیا مسیح موعود کا بھی یہی مذہب تھا۔ سو اس کی تسلی کے لئے میاں محمد حسین صاحب سعدی لاہوری کا یہ مضمون انشاء اللہ کافی ہوگا۔ (ایڈیٹر)

پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق کون ہے۔ اس کا جواب گذشتہ رسالہ تشحیذ میں بڑے بسط و تفصیل سے لکھا جا چکا ہے اور چند ایک شکوک متعلق شہادتیں بھی پیش کیجا چکی ہیں کہ اس پیشگوئی کا مصداق بلحاظ کمال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہیں لیکن اس دفعہ ہم یہ بیان کرتے ہیں جب ہم حضرت مسیح موعود کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہاں اس عقیدہ کی تائید صاف اور کھلے الفاظ میں پاتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان باتوں کو بھی بیان کریں جو کہ مسیح موعود نے لکھیں۔ تاکہ حق و حقیقت دنیا پر ظاہر ہو۔

سب سے ضروری - لازمی اور بنیادی بات جو سمجھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنصوص قرآنیہ وحدیثیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثت مقرر فرمائی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"ہر ایک نبی کا ایک بعثت ہو مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعثت ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعثت کا ماننا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اسکا ماننا فرض وایمانیات میں سے ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعثت ہیں" (تحفہ گولڑویہ) بعثت دوم کے منکر کو حق کا اور نص قرآن کا منکر ٹھہرایا جیسا کہ فرمایا۔

"اور جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق نہیں رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اسنے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰)

دوسری بعثت کی کیوں ضرورت پڑی اسکا جواب مسیح موعود کی زبانی سنیے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا کہ وہ بحیثیت ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں ایسا ہی آپ پر بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گو تکمیل ہدایت ہو گئی لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی ۔ ۔ ۔ ۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعثت کی ضرورت ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱)

پس یہ بات بنصوص صریحہ قرآنیہ وحدیثیہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے دو بعث ہیں۔ اور یہی ایک بات نہایت دقیق ہے جس کے سمجھنے پر تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ بعث دوم آیا خود آنحضرت صلعم کے وجود مبارک پر ہی موقوف ہے یا کسی اور پر سو یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث یقیناً اور قطعاً پانچویں ہزار میں تھا۔ لیکن چونکہ بعث دوم چھٹے ہزار کے آخر میں مقدر ہے لہذا وہ بعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے پورا نہیں ہو سکا بلکہ وہ بعث مسیح موعود پر موقوف ہے جیسا کہ فرمایا۔

"چونکہ یہ امر ثابت قرآن شریف سے ثابت ہو کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا۔ ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا۔" (تحفہ گولڑویہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بعثتوں کے زمانہ مختلف ہیں چنانچہ فرمایا

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے ...."
(تحفہ گولڑویہ)

الغرض جب یہ ثابت ہو چکا کہ (اول) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔
(دوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا بعث مسیح موعود و مہدی معہود پر موقوف ہے (تحفہ گولڑویہ)
(سوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا بعث آخر ہزار ششم سے تعلق رکھتا ہے
(چہارم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا بعث اسم احمد کی تجلی کا مظہر ہوگا جیسا کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے ظاہر ہے۔

پس ان باتوں کے بیان ہونے کے بعد کہ جو نصوص صریحہ قرآنیہ و حدیثیہ سے ثابت ہیں۔ اس امر کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ کن معنوں سے اسمہ احمد کا مصداق حضرت مسیح موعود کو جانتے ہیں اور کن معنوں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مصداق مانتے ہیں۔ سو اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے وجود کو اپنا ہی وجود قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

"جہاں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے"

(خطبہ الہامیہ)

پس جب انسان اس قدر کو پا لیتا ہے اور اس پر اسکو پورا یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ ایک بعث وہ جو خود آپ کے ہی وجود مبارک سے ہوا اور دوسرا بعث وہ جو آپ نے اپنے بروز کامل مسیح موعود کے ذریعہ سے پورا کیا۔ تو پھر اس بات کا سمجھنا کوئی مشکل امر نہیں کہ کیوں مسیح موعود ہی اسمہ احمد کا مصداق ہیں۔

اس بات کو جاننے کے لئے کہ کیوں مسیح موعود ہی اسمہ احمد کا مصداق ہیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو اس طور سے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ باعتبار ظہور صفات جمالیہ کے دوسرا بعث گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بعث بنایا گیا ہے۔ لیکن وجودی حقیقت میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پیدا نہیں ہوا بلکہ مسیح موعود کے وجود سے پیدا ہوا۔ پس یہ بات صحیح اور حق ہے۔ کہ روحانی حقیقت کے لحاظ سے تو محمد رسول اللہ صلعم اور مسیح موعود دونوں ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں بلکہ دونوں ملکر ایک ہی ہیں اسلئے جب ہم یہ کہیں کہ مسیح موعود ہی اسمہ احمد کے مصداق ہیں تو اس سے کوئی نادان یہ نتیجہ نہ نکال لے۔ کہ گویا ہم آنحضرت صلعم کے احمد ہونے سے انکاری ہیں یا آپکو اسمہ احمد کا مصداق نہیں مانتے۔ یا نعوذ باللہ ہم مانتے ہیں کہ گویا آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام سے جس کی نسبت مسیح موعود نے فرمایا کہ ؎

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ۞ سب سے بڑھکر مقام احمدؐ ہے

ہٹا لے جانیں ہرگز نہیں ہم تو مسیح موعود علیہ السلام کو اس پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق ٹھہرا کر حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہراتے ہیں کیونکہ مسیح موعود بوجہ بروز کامل ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دوئی نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ عین مسیح موعود بروزی لباس میں خود نبی کریم صلعم ہی ہیں۔ جو کہ حسب منطوق آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے اپنی دوسری بعثت کو پورا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ پس چونکہ پیشگوئی اپنے صحیح اور اصلی معنوں کے رو سے خدا کے فضل سے مسیح موعود کے لئے مخصوص کر دی ہے تو ہم مسیح موعود کو اس پیشگوئی کا مصداق مان کر درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ فتدبروا

یہ بات کوئی ہماری بیان نہیں کہ آیت کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد آنحضرت صلعم کی دوسری بعثت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جیسا کہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

اور دوسری اس سے یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم مسیح موعود کے وجود پر موقوف ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود اپنے وجود ہی جیسا

کر دیا۔

"مہدی مسعود اور مسیح موعود . . . در حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم ہوں گے"
(تحفہ گولڑویہ)

پس معلوم ہوا کہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہی وہ شخص ہے جو وصف ذاتی میں یعنی اپنے اسم احمدؐ کے مصداق ہیں۔ اگر نہیں تو مندرجہ بالا حوالوں کو ذرا غور سے مطالعہ کرو اور پھر دیکھو کہ کن صاف اور صریح الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ اس پیشگوئی کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا وجود ہیں جو دو شانوں سے متصف ہیں۔ ایک شان محمدی اور ایک شان احمدی۔ مگر وہ دونوں شانیں اپنے الگ الگ وقت پر ظہور پذیر ہوئیں۔ یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے وقت شان محمدی کا کامل و اتم ظہور ہوا۔ گو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ شان احمدی سے بھی آپ کامل طور سے متصف ہیں۔ لیکن ظہور اتم اس شان کا یعنی شان احمدی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت یعنی مسیح موعود کے وقت میں ہوا جیسے کہ مسیح موعود نے فرمایا ہے۔

"پیارا یک اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے . . .
اسلئے اگرچہ یہ بات حق ہے کہ اس بعثت دوم میں بھی اسم محمد کی تجلی ہے۔ جو جلالی تجلی ہے اور جمالی تجلی کے ساتھ شامل ہے مگر وہ جلالی تجلی بھی روحانی طور پر ہو کر جمالی رنگ سے مشابہ ہو گئی ہے۔ کیونکہ . . . . ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ)

فقط کا لفظ قابل غور ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسم احمد کی کامل تجلی نہیں ہوئی۔ جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو

مسیح موعود اور اسکے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا۔ ۔ ۔ (ملاحظہ ہو تحفہ گولڑویہ صفحہ) اور دوسری جگہ یہ بھی فرمایا۔

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تھا بلکہ اسکے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ)

پس دلائل بینہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسماء احمد سے دوسری بعثت کی طرف اشارہ ہے اور دوسری بعثت مسیح موعود کے ذریعہ ظہور میں آئی۔ لہٰذا برطبق پیشگوئی محمد و احمد مسیح موعود ہی ہیں جیسا کہ مسیح موعود نے فرمایا۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی محمد و احمد جو اپنے اندر صفت عیسویت رکھتا تھا بھیجا گیا۔" (انجام آتھم صفحہ ۲۰۲)

برطبق پیشگوئی محمد و احمد قابل غور الفاظ ہیں ایسا ہی ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲ میں فرمایا۔

"آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اسکا ایک ہاتھ ہوگا۔ جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا۔"

ہمارے پاس ان الفاظ سے بڑھکر اور کوئی الفاظ نہیں کیونکہ ان سے صاف عیاں ہے کہ احمد اپنے نام کی تجلی تام کے لحاظ سے مسیح موعود ہی ہیں۔ کون ہے جو اس بات کو نہیں جانتا کہ بموجب آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم" ظاہر ہے کہ آخری زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہونگے جیسا کہ پہلے موجود تھے چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اور کس طرح منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوتا جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے ..... (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰)

لیکن دوسری طرف یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ کا آخرین میں اپنے وجود کے ساتھ ہونا ایک ممتنع اور محال امر ہے۔ لہٰذا آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کا حقیقی طور سے وہی مصداق ہو سکتا ہے جس نے بروز محمد صلعم ہو کر ہم میں اقامت کیا۔ اور ہم اس کے طفیل صحابہ رضی اللہ عنہم کے گروہ میں شمار کئے گئے۔ جیسا کہ فرمایا

"وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا ..... (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

پس یہ بات پایۂ ثبوت بلکہ پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود بروز کامل ہونے کے باعث درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے بھی آپ کو آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار فرمایا ہے چنانچہ خدا کا مسیح فرماتا ہے

خدا نے "میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پس جبکہ حضرت مسیح موعود کا وجود خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہے تو پھر مسیح موعود کو احمد قرار دینا اپنے معنوں کے لحاظ سے اور خدا تعالیٰ کے قول اور فعل کی تصدیق سے بالکل صحیح اور حق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا سمجھنا ایک خطرناک غلطی ہے بلکہ مرتکب کھلے طور سے اپنے آپ کو [illegible] کے گروہ میں داخل کرتا ہے جیسا کہ مسیح موعود نے فرمایا

"اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور سب سے بڑھ کر سب [illegible] کی سب ہے (کشتی نوح صفحہ)

کتابوں کی کرتے ہیں اور فتنہ کے وقت بروز کی حقیقت پر لکھے جاویں تو پھر بھی تھوڑے ہیں اور بروزی ایک ایسا باریک نقطہ ہے کہ جس کے ہاتھ وہ آجائے۔ وہ بیشک اپنے آپکو ایک عظیم الشان معرفت کے خزانے کا مالک سمجھے۔ پس مختصر الفاظ میں مسیح موعود محمد رسول اللہ ہی ہے۔ جو کہ بروزی صورت اختیار کرکے آج ہم میں مبعوث ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے آپ کے نام کا وارث۔ آپکے علم کا وارث۔ آپ کے خلق کا وارث۔ آپکی روحانیت کا وارث۔ آپ کے انعام نبوت کا وارث ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے متصف ہے لیکن اگر وجودی حقیقت پر غور کیا جائے تو دو ہستیاں کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم (صاحب بروز) اور مسیح موعود (مورد بروز) وجودی لحاظ سے دو الگ الگ وجود اپنے ضرور رکھتے ہیں۔ سو جب ایک عقلمند انسان بروزی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے تو پھر وہ انکے وجودی حقیقت کے اعتبار سے وہ ضرور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے اور بغیر کسی روک ٹوک کے کہہ سکتا ہے کہ پیشگوئی اسمہ احمد کا اصل مصداق مسیح موعود ہی ہے کیونکہ وہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت دوم کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو بعثت کہ مسیح موعود کے وجود سے پورا ہونا۔

ہم بارہا کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دوروں میں اور آپ جامع کمالات محمدیہ احمدیہ تھے۔ لیکن تھوڑی سی سمجھ کا انسان بھی اس امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ چونکہ ناموں کے لحاظ سے دو الگ الگ بعثت ہیں۔ ایک بعثت محمدی دوسرا بعثت احمدی لہذا مسیح موعود کا ہی احمد ہونا متحقق ہے کیونکہ آپ اسم احمد کی تجلی اتم کے مورد ہیں۔ یہ حق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات محمدیہ و احمدیہ ہیں اور مسیح موعود بھی بروز کامل ہونے کی وجہ سے جامع کمالات محمدیہ و احمدیہ ہے۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت میں اتم اور اکمل طور سے اسم محمد کی تجلی تھی۔ اور اسم محمد کی تجلی اسم احمد کی تجلی پر غالب ہے

اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی بعثت میں اسم محمد کی تجلی تام رکھنے کے باعث محمد کہلائے۔ لیکن اسم احمد کی تجلی تام نہ تھی بلکہ پیچھے ہزار کے آخر میں مقدر تھی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا وقت مقدر ہوا کہ اب بنا مسیح موعود ہوچکا۔ وہ بعثت دوم ہوکے احمد کہلانے کا مستحق ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں ۔۔۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنیکا وقت ہے۔" (اربعین ص)

پس اسم احمد کا مظہر اتم حضرت مسیح موعود ہی ہے جیسے کہ فرمایا

"وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں ہوں۔" (اربعین ص)

پھر آگے چلکر فرمایا

"خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کرکے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا سو اسلئے قیام وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا۔ جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہوکر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔" (اربعین ص)

پس معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود ہی احمد ہیں۔ اور آپ اسمہ احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں چنانچہ فرمایا۔

"میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔" (تحفہ گولڑویہ ص)

ان باتوں کو بچشم دل کے سامنے تحریر کریں۔ تا ایمان اور معرفت سے پُر کئے جاؤ۔ والسلام

خاکسار محمد سعید احمدی

فتاویٰ نوریہ

یعنی

ان فتووں کا مجموعہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی چھ سالہ خلافت کے دوران میں مسائل متنازعہ فیہا کے متعلق دیئے۔ (ایڈیٹر)

(کلام امیر صفحہ ۱۱ کالم اول)

اپنی مسجدیں بناؤ فرمایا۔ لوگ اپنی مساجد بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ کیوں خیال ہوتا ہے کہ مسجد پر بڑا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ بڑا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں کوئی چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا لیں۔ اس پر نماز پڑھا کریں۔ پھر کبھی توفیق ہو اس کو چھت لیں خواہ کچی دیواریں۔ جہاں مسجد بنائی جاوے وہاں دین کا استحکام ہوتا ہے۔ (یعنی اے احمدیو تم اپنی مسجدیں الگ بناؤ غیر احمدیوں سے کیا تعلق (؟)

کلام امیر صفحہ ۱۱ کالم دوم

غیر احمدی کو لڑکی کا ناطہ نہ دو ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اسکے پیچھے نماز کیسی۔

کلام امیر صفحہ ۱۴ کالم دوم

حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ گجرات پنجاب کے ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو کہا کہ آپ یہ حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں تو اس میں آپ شرک فی النبوۃ کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دوسرا نبی بناتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب دیا کہ وہ شرک ہے جس کے واسطے علی

جیسے نبی نے دعا کی کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ شریک کیا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کیا اور موسیٰ کے ساتھ ہارون کو بھی نبی بنا دیا۔

کلام امیر صفحہ ۱۵ وصیت نور دین

اور عیسیٰ ابن مریم جو نازل ہونے والا تھا وہ نازل ہو گیا .... یہ نبی مرسل ہے

کلام امیر صفحہ ۱۸

منکرین خلافت پر فتوے

جواب عریضہ نمبر ۱ خلافت امر دینی ہے سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں خلیفے مقرر کرتا ہوں جو انہیں نہ مانے وہ فاسق ہے ......

جواب عریضہ نمبر ۲ خلافت کا نشان ولیمکنن ...... میں دیا گیا ہے۔ جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے اسکی مخالفت میں کون کھڑا ہو سکتا ہے۔ خدا نے آدم کو خلیفہ بنایا داؤد کو خلیفہ بنایا۔ ابوبکر عمر کو خلیفہ بنایا۔ نورالدین کو خلیفہ بنایا۔ کوئی مخالفت کرکے دیکھے کیا نتیجہ ہوتا ہے ...... جواب عریضہ نمبر ۳ ...... انکی نشانی ہو کہ وہ کامیاب ہوتے ہیں۔

بدر نمبر ۳۳ جلد ۷ ۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ کالم اول

یہ نبوت کا زمانہ ہے

رسالہ المیان کے ایڈیٹر نے ...... لکھا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب۔ آپکو اس لیے ٹھوکر لگی ہے کہ آپکا زمانہ نبوت کا نہیں۔

بدر نمبر ۳۳ جلد ۸ صفحہ ۱۱ کالم ۳

مسیح موعود کے رسول خدا ہونیکا قول

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حضرت مرزا صاحب تو رسول خدا تھے کیا آپکے جنازہ میں مغفرت والی دعائیں پڑھی جائیں یا نہ۔ کیونکہ استغفار کے معنے ہیں گذشتہ غلطیوں کے بد نتائج سے حفاظت اور آئندہ ان کے وقوع وارتکاب سے حفاظت اور یہاں دونوں متصور۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا کہ جنازہ میں میت کی دعائیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ کسی کا استغفار بہت سے پہلوؤں سے ہوتا ہے کچھ اسکی ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور کچھا بل وعیال اور متعلقین اور متبعین کے متعلق ہوتا ہے علاوہ اسکے ہر حصہ میں کامل ہونا تو عبودیت کی شان کے برخلاف ہے کامل طور پر سبوح و قدوس تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے باقی سب کو استغفار کی ضرورت ہے

بدر نمبر ۱۸ جلد ۹ صفحہ ۷ - ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء کالم ۲

ایک امام زندہ موجود ہونے کے سوا جماعت نہیں بنتی

فرمایا۔ اسوقت روئے زمین پر کوئی اہل سنت والجماعت نہیں مگر احمدی۔ جماعت تو وہی ہوگی جس کا امام ہو۔ کیا ہمارے مخالف مسلمان اگر ایک صف میں کھڑے کئے جائیں تو انکا کوئی امام ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں احمدی جماعت کا خصوصیت سے امام ہے پس اسوقت احمدیوں کے سوائے کوئی اہل سنت والجماعت میں سے نہیں۔

بدر نمبر ۲۰ جلد ۹ صفحہ ۳ کالم ۲

شہادت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول در عدالت شان سیشن مقدمہ قتل بنام محمد تراب خان

مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفاء

میں حضرت مرزا صاحب کا خلیفہ اول ہوں۔ جماعت احمدیہ کا لیڈر ہوں قریباً ۵۰ سال سے حکمت کرتا ہوں۔ ریاست کشمیر میں شاہی طبیب شاہی قریباً پندرہ سال رہا۔

بدر نمبر ۲۵-۲۶ جلد ۹ صفحہ ۲ کالم ۳

قل اللّٰہ ثم ذرھم کے معنے

فرمایا۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم کے یہ معنے نہیں کہ اللہ اللہ کرتے رہو کیونکہ محض اللہ اللہ ذکر جاری شریعت اسلامی میں ثابت نہیں بلکہ یہ تو جواب ہے من انزل اللّٰہ کا۔ کہ کتاب کس نے اتاری تو کہہ اللہ نے

بدر جلد ۔۔ پرچہ ۔۔ مورخہ ۔۔ ۔۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے والے یا غیر احمدی کو نائب دینی والیکو اصلوٰۃ نہ بلاؤ

(۱) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ صرف اللہ پر بھروسہ کو دنیا روز ہے چند عاقبت کار باخدا وند۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا پاڈنا ہو کر ایک کے جانے سے قوم بخشتا ہے۔ فرماتا ہے۔ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ۔ یہ اس کا فضل ہے ..... امام مہدی ہیں۔ اور یہ لوگ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ وہ مجھے فرماتے تو میں انشاء اللہ بہت تدبیر کر دیتا۔ مگر آپ بات جانے دو۔ وہ آپ کے پیچھے چاہیں تو نماز پڑھ لیں۔ ہم امام کے خلاف نہیں کر سکتے۔ تو تربیت باطل ہوتی ہے اور اس راز کو یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اس لئے آپ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگے والد اور انکا کنبہ سخت دشمن ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ نور الدین

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ حکم حضرت امام کے خلاف کرنے والا ہمارا کیا لگتا ہے اور ہمارا اس سے کیا تعلق ہے۔ آپ اسکو ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اسکے بدلے کوئی بہتر ہمیشہ نماز پیدا کر دیگا۔ نور الدین۔ ۲۳ فروری ۱۹۰۹ء

بدر نمبر ۹ جلد ۱۰۔ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۱۱ء

غیر مکفر غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جموں کے بعض مولوی صاحبان وہاں کی جماعت احمدیہ کو کہتے ہیں کہ ہم آپ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے واسطے طیار ہیں۔ آپ ہمارے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں۔ ہم آپ کے امام کے پیچھے پڑھ لیا کرینگے۔ ان صاحبان کو کیا جواب دیا جاوے فرمایا۔ انکو کہدو کہ قد بدت البغضاء من افواھکم وما تخفی صدورکم اکبر۔ جب تم ہمارے امام کو مفتری جانتے ہو اور مفتری ڈاکو۔ کیفر۔ دہریہ سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبًا۔ تو پھر ہم تمہارے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا کیا اتنی ترقی جو جماعت کو ایک ہوئی ہے وہ ان لوگوں کے میل ملاپ سے ہوئی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسے میل ملاپ سے کوئی فائدہ نہیں

جس میں مناسبت پائی جائے۔

بدر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ ۔ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء

کلمہ گو وہی ہیں جو سب ماموروں پر ایمان لائے

سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے تو اسے کیا جواب دیا جائے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی مطلب ہے کہ اس کے سارے حکموں کو مانا جاویگا۔ اب سارے ماموروں کا ماننا لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ حضرت آدم۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت مسیح ان سب کا ماننا اسی لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہے۔ حالانکہ ان کا ذکر اس کلمہ میں نہیں۔ قرآن مجید کا ماننا۔ سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ یہ لوگ بڑے بھولے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افترى على الله الكذب او كذب بالحق لما جاءه۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں۔ ایک جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے۔ پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔

بدر نمبر ۲۳ جلد ۱۰ ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء

حضرت مرزا صاحب کو صرف مسلمان کہنے سے غیر مکفر نہیں کہلا سکتے

ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ بعض غیر احمدی یہ کہہ بیٹھے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ پھر وہ مرزا صاحب کے دعوے وحی و الہام کے متعلق کیا کہیں گے۔ مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بالحق لما جاءه اليس في جهنم مثوى للكافرين۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے اسے

خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھ پر ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس حق کی تکذیب کرے۔ دیا تو مرزا صاحب اپنے دعووں میں سچے تھے۔ انکو ماننا چاہئے۔ یا جھوٹے تھے۔ انکا انکار کرنا چاہئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر انکا دعویٰ جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی؟

بدر نمبر ۲۸ جلد ۱۰ - ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء

مومن متشدد ہوتا ہے

ایک شخص نے ذکر کیا کہ حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کے حق میں بعض مقامات پر سخت تحریریں لکھی ہیں۔ جنکو ان کی نسبت بولنے سے دل ڈرتا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تمام سعید لوگ خدا کی اس آواز کو سُن کر قبول کرینگے۔ سوائے انکے جو جہنم کے بھرنے کے واسطے ہیں فرمایا۔ ہمارے مخالف ان عیسائیوں کو جو یورپ و امریکہ میں بستے ہیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں اگر خدا رحیم ہوتا تو چھوٹے بچے کیوں مرتے اور اس قدر مصیبتوں ہر قسم کی بیماریوں میں چھوٹی عمریں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے ترس کے مسئلوں کا نتیجہ دہریت ہے یا جزا کا انکار کر دیا جائے۔ تناسخ کا مسئلہ بھی ایسے ہی خیالات سے پیدا ہوا ہے۔ فیثا غورث کو انہی مشکلات نے تناسخ کا قائل کر دیا تھا۔

بدر نمبر ۲۹ جلد ۱۰ - ۲۰ اپریل ۱۹۱۱ء

ہم مسیح موعود کو نبی کہینگے خواہ لوگ ہمیں کافر کہیں

ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتوے واپس لے لینگے فرمایا۔ ہمیں ان فتووں کی کیا پروا ہے۔ اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتوے دیا وہ دیکھ کر اسکے بعد آجتک اسکی عزت کہاں تک پہنچی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کسقدر ترقی کی ہے۔

بدر نمبر ۳۰ جلد ۱۰ - ۱۸ مئی ۱۹۱۱ء

حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی کو ماننا لازمی ہے

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب

کہ تمام رسولوں کو دل سے راستباز یقین کرتا ہوں۔ اور انکے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔ نور الدین (دستخط حضرت خلیفۃ المسیح)

بدر نمبر ۳۹ جلد ۱۰ - ۲۰ جولائی ۱۹۱۱ء

ہم ہر قسم کے غیر احمدی کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا خط ایک شخص کے جواب میں۔ اس شخص کا سوال یہ ہے کہ غیر احمدی خواہ کوئی کیوں نہ ہو ہم اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو کس حکم قرآنی یا حدیث نبوی کے مطابق وہ حکم دیا گیا ہے۔

جواب

.... آپ مجھ سے وہ آیت و حدیث دریافت فرماتے ہیں جن کی بنا پر ہم لوگ انکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مجھے اس دریافت پر خوشی ہوئی۔ وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا بآياتنا يوقنون۔ امام بننے کیلئے اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ وہ ائمہ ہیں جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت فرماتے ہیں۔ جبکہ وہ صبر کرتے ہیں۔ اور ہماری بات پر یقین کرتے ہیں۔ آپ غور فرماویں کہ ایک آیت کے اندر تین شرطیں ہیں۔ کیا آپ فرماسکتے ہیں کہ یہ فتوی گر قاتل کلاہ کفر کے فتوے دینے والے عورتیں چھیننے والے ان شرائط کے جامع ہیں۔ یہ انصاف آپ پر ہے۔ اور حدیث شریف میں تو یہ صاف آیا ہے قال لاخيه المسلم يا كافر فقد باء بها احدهما۔ ہم خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل۔ کتب اللہ پر ایمان ہے۔ نماز پڑھتے زکوتیں دیتے۔ حج کرتے۔ روزہ رکھتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان ہے۔ پھر جو ہمیں کافر کہتا ہے اور کافروں سے بدتر ہم سے معاملہ کرتا ہے وہ اس حدیث کے مطابق اپنے آپکو کیا قرار دیتا ہے۔ ہم فتوے نہیں دیتے۔ قرآن کریم نے دو شخصوں کو بڑا ظالم ٹھہرایا ہے۔ ایک

وہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھے۔ دوسرا وہ جو راستباز کو اور اس کی حق تعلیم کا انکار کرے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبًا او کذب بالحق لما جاءہ ۔ اب ظالم تر یا مرزا ہے یا یہ مکفرین۔ مرزا کو تو ہم مفتری نہیں مان سکتے اب ان کو کیا کہیں۔ یہ مضمون کسی قدر مفصل لکھنے کے قابل ہے اور بیماری اجازت نہیں دیتی۔ اگر مفید ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ مکرر عرض کروں گا۔

(تحقیقین — ۱۸؍ جولائی ۱۹۱۱ء)

بدر نمبر ۲۲ و ۲۳ جلد ۱۰ — ۵؍ اکتوبر ۱۹۱۱ء

حضرت مرزا صاحب کو بزرگ سمجھنے سے مسلمان نہیں بنتا

ایک غیر احمدی کا خط پیش ہوا کہ مجھے آپ کے سلسلہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ میں اپنے خیال کے مطابق کسی مسیح کی آمد کا منتظر نہیں ہوں۔ اور نہ کسی کی ضرورت ہے۔ اور نہ خلیفۃ المسیح کی ضرورت ہے۔ البتہ نیکو کار رضا پرست رہبروں کی ہر زمانے میں ضرورت ہے۔ اور مرزا صاحب مرحوم اور جناب کی مثال جیسے بزرگ دنیا میں پیدا ہوں کم ہیں۔

فرمایا۔ یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فقرات بولنے والے لوگ کیا مطلب اپنے الفاظ کا رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میں مسیح ہوں۔ مہدی ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ وہ برابر اپنے الہام سناتے تھے۔ اب یا تو ایسا شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے مسیح مان لیا جائے اور یا وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مفتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ راہیں تو دو ہی ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ تیسری راہ کہاں سے لوگوں نے فرض کر لی ہے۔

بدر نمبر ۲۴ و ۲۵ جلد ۱۰ — مورخہ ۵ ۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت بنانے کا ارادہ کرتا ہے اور کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے تو انہی لوگوں میں سے جنکی وہ اصلاح کرنا چاہتا ہے ایک مفسد گروہ پیدا ہوجاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے شاندار نبی کے زمانہ میں بھی ایسے مفسد کھڑے ہوئے۔

بدر جلد ۱۱ نمبر ۳۲،۳۳ - ۹ نومبر ۱۹۱۱ء

خلافت خدا کے اختیار میں ہے

فرمایا۔ خدا جسے چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ خدا کی مرضی سے خلافت ہوتی ہے خدا خود بناتا ہے۔ سورہ نور میں لکھا ہے کہ خدا خود خلیفہ بناتا ہے۔

بدر نمبر ۵،۲۰ جلد ۱۱ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۱۱ء

غیر احمدی کے جنازہ کی ممانعت

ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا ہم غیر احمدی کے رشتہ دار کی خواہش پر اپنے امام کے پیچھے اس غیر احمدی کا جنازہ پڑھ لیا کریں۔ فرمایا - یہ خطرناک بات ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس کے لئے کیا دعا کریں گے کہ اے خدا اس شخص نے تیرے مامور کو نہیں مانا اس واسطے اس کو جنت نصیب کر۔

بدر نمبر ۹ جلد ۱۲ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۲ء

خلافت کی پوزیشن

میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے ...... خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنادی ہے ...... اس نے آپ۔ نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ ...... معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں ایک وہ خلیفہ ہو گیا ہے جو لیستخلفنھم فی الارض میں موعود ہے ...... تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں تم سے کسی کا بھی شکر گزار نہیں ہوں۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے ...... میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کرے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری کہتا ہے۔ ...... مجھے وہ لفظ خوب یاد ہیں کہ ایران میں پارلیمنٹ ہوگی اور دستوری کا زمانہ ہے۔ انہوں نے اس قسم کے الفاظ بول کر جھوٹ بولا بے ادبی کی ...... میں پھر کہتا ہوں وہ اب بھی توبہ کر لیں ...... اور حضرت مسیح موعود اور مہدی بھی آ چکے ہیں کا خدا نے اپنے فضل سے مجھ کو خلیفہ بنایا۔

۱۹۰۸ء

بدر نمبر ۹ جلد ۷ مورخہ ۲۷ فروری

تمہارا مال جو میرے پاس قرضہ کے رنگ میں آیا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں نے مولوی محمد علی کو دیا گیا تھا۔ مگر کسی کو غلطی میں ڈالا جو اس نے کہا کہ یہ چار سو روپیہ ادا ہم اسکے ممنون ہیں۔ تب ہیئے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا چندہ کر دیا کریں۔ ایسے لوگوں کی ہیں۔ ایسا کہنے والے نے غلطی کی نہیں بے ادبی کی۔ اسے چاہئے کہ وہ توبہ کرے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ توبہ کرے۔ آپ بھی توبہ کریں۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں گے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا ایک وقت کسی سے تم سے جھگڑا کیا۔ اس وقت کے بعد سے میں ایسے سوال کا خواہش مند ہوں جو بخصوص مجھے ہی نشانہ بنائے ہیں

کلام امیر صفحہ اول کالم ۲

مسیح موعود کی بشارت رسول یانی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق	سائل تو صرف احمد کے متعلق کھول کر بیان چاہتا ہے یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی قرآن شریف

میں اشارہ کر دیا ہے آگے دین کا لفظ بھی ہے۔ اور اس نور کو نہ ماننے کے متعلق بھی کہا ہے ولو کرہ الکفرون۔

بدر یکم فروری ۱۹۱۰ء

خلیفہ کی بیعت واجب ہے	تم اس حبل اللہ (خلافت) کو مضبوط پکڑو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا (ثابت ہوا کہ بیعت خلیفہ

واجب ہے بحکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً)

۱۹۱۲ء

بدر نمبر ۲۳ و ۲۴ صفحہ ۵ اپریل جلد ۱۲

کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں	ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک غیر احمدی ایک اہلحدیث ہے جو کہ نماز گزار حضرت مرزا صاحب کا مداح ہے۔ انکے دعوے پر غور کر رہا

ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے احمدی نماز پڑھ لے۔

فرمایا یہ سب تکلیفیں ہیں جو لوگ بتاتے ہیں۔ تمہاری ترکیب کو پتہ نہیں کہ

پرچہ نمبر ۱ جلد ۱ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۹ کالم

مسیح موعود خدا کا مرسل

ایک مرزا (علیہ السلام) آیا۔ اس نے لوگوں کو نصائح کیں اور اشتہار شائع کر کے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آیا ہے۔ اس تجویز نے اسکو قبول کیا۔

پرچہ نمبر ۱ صفحہ ۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح بمقام لاہور احمدیہ بلڈنگ پر حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح و تصحیح سے شائع ہوئی۔

خلیفہ کا تقرر اور مسئلہ تکفیر پر فیصلہ کن تقریر

...... خدا تعالیٰ نے ہی مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن رکھو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھکو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اسکے بنانے کی قدر کرتا اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا **محمود** ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔ پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہیں۔ پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں اور انہوں نے اپنا دعوے ان کے سامنے پیش نہیں کیا۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا ..... میاں محمود بالغ ہے ..... میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں ایک بھی نہیں ..... میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تم

امام و خلیفہ بنایا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے انکو بھی میرے سامنے جھکایا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو پھر خدا پر اعتراض کرو مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ ...... جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے سنا دیں کیا اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی یا شیعوں کا عقیدہ ہو، اس سے توبہ کرو۔ اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اسکی مخالفت کرتا ہے وہ ابلیس اور فاسق ہے۔ فرشتے بنکر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔

دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ الحاد کا مسئلہ ہے۔ اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیئے؟ اس مسئلے کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اسکو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو۔ ...... رذیلہ کی مذمت اور ایمان کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے۔ غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکایت لکھی ہے کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے۔ .. .... مگر پہلوں کو مشکل ہوتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں پچھلوں کو سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ وہ پہلوں کی تعلیم پیش کر دیتا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ باوجودیکہ پہلے نبی پچھلوں کے لئے راہ صاف کر جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی پیچھے آنے والوں پر ان کی قوم اعتراض کرتی اور ان کا انکار کر دیتی ہے۔ پس یہ کیسی صاف راہ ہے۔ ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر و ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں۔ جب کوئی نبی آیا اسکے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت باقی رہ جاتی ہے؟ اچھا یہ بھی کوئی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالے نے کفر ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے۔ ان کے وقت میں دو ہی قومیں بنیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ جب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں .... غرض کفر و ایمان

کے اصول تم کو بتائے گئے ہیں حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں۔ ایک شخص اسلام کو مانتا ہے۔ اسی حصہ میں اسکو اپنے قریب سمجھو۔ جس طرح یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریب سمجھتے ہو اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کرکے ہمارے قریب ہو سکتے ہیں۔ اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں۔ .... خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اسکو آپ کھڑا کر دیگا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دینگے۔ ....

.... کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھکر بددعا کا جوش آتا ہے مگر پھر رحم سے کام لیتا ہوں توبہ کر لو۔ ہماری زندگی میں چھوڑ دو۔ تھوڑے دن صبر کرو پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالےٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کریگا۔

سنو تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ اول ان امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔ جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔ جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔

بدر نمبر ۲ جلد ۱۲ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲ کالم اول

حضرت مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں؟ فرمایا۔ اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

بدر نمبر ۳ جلد ۱۲ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۱۲ء

حضرت مسیح موعود ہی مہدی ہیں

سوال۔ کیا مرزا صاحب مہدی تھے؟ جواب از طرف حضرت خلیفۃ المسیح۔ ہاں مہدی تھے۔ سوال۔ کیا مسیح اور مہدی ایک ہیں؟ جواب از طرف حضرت خلیفۃ المسیح۔ ابن ماجہ صفحہ ۲۹۲ میں حدیث ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ۔ اور مسند امام حنبل میں بھی یہ حدیث ہے جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مہدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا۔ اور جا بجا تذکرہ کئی مہدی ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان وحید درکار۔ عبداللہ بن زبیر، محمد عبداللہ بن حسن مثنّیٰ۔ مہدی بالمعنی کہ وہ الف لام "عطفیہ"۔ مگر جو مسیح کے نام سے مہدی ہوگا وہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہے۔

بدر نمبر ۵ جلد ۱۳ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۳ء

مسلمان کون ہے

ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ غیر احمدی کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا میرے خیال میں مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانے۔ ایک شخص اگر مسیح اور مہدی ہونے کا دعوے کرتا ہے تو مدعی دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ جھوٹا ہے تب تو اس سے بڑھ کر کوئی شریر نہیں اور اگر وہ سچا ہے تو اس کو نہ ماننے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے۔

کلام الامام مندرجہ الحکم نمبر ۲۰ جلد ۱۳ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۹ء

مسیح موعود کا منکر کون ہے؟

ایک غیر احمدی مولوی نے ہماری دعوت کی۔ یہ غلام محمد امرتسری بھی ان کے ساتھ تھے وہ میزبان خود تو شکر کے بہانے کھڑا ہو گیا اور دوسرے مولوی کو کہہ گیا کہ ہم سے بحث کرے۔ وہ آکر ہمارے پاس بیٹھ گیا تھا۔ بہت سی باتیں نرمی اور محبت کی کرکے کہا کہ ہم تو عیسیٰ کو مرا ہوا مانتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بڑا راستباز جانتے ہیں۔ اور بھی سب باتوں کو مانتے ہی ہیں گویا آپ کے مرید ہی ہیں۔ مولوی صاحب! ذرا یہ چھوٹا سا مسئلہ بتائیے کہ جو شخص مرزا صاحب کو نہ مانے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ایک طرف موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ دوسری طرف آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر ایک طرف موسوی مسیح ہیں دوسری طرف محمدی مسیح۔ موسیٰ علیہ السلام کے منکر کو کیا کہنا چاہیئے آپ جانتے ہی ہیں۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کو کیا کہنا چاہیئے یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ اسی طرح موسوی مسیح کے منکر کو بھی جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں محمدی مسیح کے منکر کو کیا کہیں۔ اب آپ خود ہی تجویز فرما سکتے ہیں۔ یہ سنکر اپنے لڑکے سے کہنے لگا کہ جلدی سے [illegible] بحث کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ۱۵ مئی ۱۹۰۹ء در مسجد مبارک

کلام الامام الحکم نمبر ۲۵ جلد ۱۳ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۹ء

ختم نبوت کے یہ معنے نہیں کہ اب آنحضرت کے فیض سے بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

جب حضرت صاحب نے فتح اسلام لکھی تو ایک مولوی عطاء اللہ آئے اور مجھ سے بیان کیا۔ وہ اس کتاب کو کہ ابھی شائع بھی نہیں ہوئی تھی اچھی طرح پڑھ کر دیکھا گیا۔ میں ابھی وہاں تھا اور مجھ کو فتح اسلام کا مطلق حال معلوم نہ تھا۔ عطاء اللہ نے وہاں جا کر خان بہادر وغیرہ کئی آدمیوں سے کہا کہ میں نور الدین کو ابھی خفیف کئے دیتا ہوں۔ میرے پاس آیا اور کہا ختم نبوت کے کیا معنے ہیں؟ میں نے مختصر طور پر جو اس زمانہ میں سمجھتا تھا۔ اس نے کہا کہ اچھا اب اگر

اس زمانہ میں کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو اسکو آپ کیا سمجھینگے۔ میں نے کہا کہ اگر وہ راستباز انسان ہو اور بعد میں اسکو راستباز انسان لیا ہے پھر تو ہمکو کوئی دقت ہی نہیں۔ کیونکہ ختم نبوت کے جو معنے وہ بتاتے ہوں گے وہی ٹھیک ہوں گے۔ یہ سنکر عطاء اللہ میرے پاس سے اٹھکر چلا گیا اور قاضی بہاؤ الدین سے جاکر کہا کہ مولوی تو لاعلاج پر پہنچا ہوا ہے۔ ۱۹ رمئی ۱۹۳۰ء

الحکم جلد ۳۵ نمبر ۱ مورخہ ۷ رجنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۷ کالم اول

امام کی اطاعت تم سکرٹری لوگ ہو پریسیڈنٹ بھی ہو تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتے ہونگے اور پھر اسی سے عناد بڑھ جاتا ہے اور تم اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدہ دار نہ بنایا۔ میرا اپنا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی اولاد کی خلیفۃ المسیح کو امام بنا لیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کرتا اور اسکی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا ...... میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر خلیفۃ المسیح الثانی کو امام بنا لیتے تو اسکی بھی مرزا صاحب جیسی ہی فرمانبرداری کرتا۔ بڑی غلطی یا خوشی یہ ہے اولی البعض آدمیوں سے ہوئی۔ اب ہم نے درگذر کر دیا ہے مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے۔

الحکم نمبر ۵ جلد ۱۵ مورخہ ۱۴، ۲۱ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۷ کالم ۳

احمدیوں غیر احمدیوں میں اصولی اختلاف ہے ۲۰ فروری ۱۹۱۱ء کو قبل از ظہر آپ کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کوئی فروعی اختلاف ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ اسکا جواب دیا میں اسکے مفہوم کو اپنے حافظہ سے اپنے الفاظ میں لکھتا ہوں۔ فرمایا یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے کیونکہ جس طرح پر وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ اور حج اور روزوں کے متعلق ہمارے اور انکے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ میری سمجھ میں ہمارے اور انکے درمیان اصولی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو اسکے ملائکہ پر کتب سماویہ پر اور رسل پر خیر و شر کے اندازہ پر

اور بحث بعد فوت پر۔ اب قابل طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی باتیں ہیں جو ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ خواہ وہ پہلے گذر چکے ہوں یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ یہی بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا۔ ہم اس پر پورے ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ ہم اسکے کیا معنے کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیین کی بحث کو لا نفرق بین احد من رسلہ سے تعلق نہیں۔ وہ ایک الگ امر ہے۔ اس لئے **میں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں۔"**

(الحکم نمبر جلد ۱۵ مورخہ مارچ ۱۹۱۱ء)

ہماری ترقی الگ رہنے میں ہے

فرمایا۔ اشتراک کا ہم نے فیصلہ کر دیا ہے۔ مشترک امور میں مل کر کام کرنا ضروری ہے۔ لیکن امتیاز قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسکے لئے چار وجوہ ہیں (۱) امتیاز ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ امتیاز نہ ہو تو قوم گھل مل کر تباہ ہو جاتی ہے (۲) اگر کسی کے ماں باپ یا دین کا مقتدا کسی کے ساتھ ہو تو لوگوں کا دستور ہے کہ اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ پس جب ہمارے مامور من اللہ کو یہ لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہماری غیرت کس طرح برداشت کر سکتی ہے کہ انکو اپنا امام صلوٰۃ بنالیں (۳) جب تک تمیز نہ ہو امر بالمعروف ہی رہتا ہے نہ نہی عن المنکر۔ ہمارے لیکچروں کی عزت بھی احمدی نام سے ہی ہوتی ہے۔ (۴) خود نام رکھنا ہی ترقی کا موجب ہوتا ہے (۵) جب کوئی قوم ممتاز ہو تو

تو دوسرے کی مخالفت کرتا ہے۔ پھر جہاں جہاں مخالفت ہوتی ہے اس مقام پر بننے والے کو کسی امداد کا کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ خوب سمجھ لو کہ جب تک مشکلات پیش نہ آویں دعا اور کوشش کا موقع نہ ملے ترقی نہیں ہو سکتی۔ سعی کوشش جہاد دعا کے لئے ضروری ہیں۔ صلح کل میں نہیں ہو سکتا۔

(الحکم نمبر ۳۳ جلد ۱۵ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء کالم ۲ صفحہ ۱۰)

خلیفہ کا فیصلہ بہر حال ماننا پڑیگا

نیز فرمایا ...... میری عمر پچپن شروع ہو چکی ہے اور میں ظاہر کر چکا ہوں کہ اصول غلط نہ کئے۔ ہاں میں اگر حضرت صاحب کی کسی تحریر کا صریح اختلاف کروں تو حق پہنچتا ہے کہ اسے رد کیا جاوے البتہ جو کچھ ہے ماننا چاہئے۔ خلیفہ ماننے کے یہ معنی نہیں کہ جو بات اسکی اپنی سمجھ اور عقل میں آجائے وہ مان لی جاوے اور دوسری بات سے انکار ہو۔ اس طرح پر تو ایک بے عقل اور معمولی انسان کو بھی خلیفہ کہا جا سکتا ہے

(الحکم نمبر ۳۳ جلد ۱۵ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء)

خلیفہ اول کے نزدیک یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق کون ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ میں جیسا کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق مانتا ہوں اور کوئی حرف نہیں۔

(الحکم نمبر ۲۵ جلد ۱۶ مورخہ ۱۴ و ۲۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

کفر نہ ماننے کا نام ہے

اگر مرزا صاحب کو خدا کا مامور و مرسل ماننے سے تم مجھ کو کافر بناتے ہو تو تم خود مسیح کو کہ ایک مامور و مرسل کے انکار سے متقی بن سکتے ہو۔ کفر تو نہ ماننے کا نام ہے ماننے والے تو مومن ہی کہلاتے ہیں۔

(الحکم نمبر ۲۶ جلد ۱۶ مورخہ ۲۱ و ۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء)

ختم نبوت کا راز

ہمارے بادشاہ مرزا صاحب کو جو کچھ ملا ہے یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع اور کامل محبت

سے ملا ہے اور یہی ختم نبوت کا راز ہے کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں گم ہو کر
ہونے کے بغیر کوئی نبوت نہیں مل سکتی۔

از رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان

صفحہ ۴۱ سے صفحہ ۴۴ تک

حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۸ء بعد از ظہر

مسیح موعود کے بعد خلفاء ہیں اور ان کی بیعت واجب ہے

اب ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تم ملہم نہیں۔ تمہاری کیا ضرورت ہے۔ کیا حضرت صاحب ہمارے لئے کم ہدایت چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی اسی کے قریب کتابیں موجود ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں یہ سوال بدبخت لوگوں کا ہے جو خدا تعالیٰ کی سنت کا علم نہیں رکھتے۔ اس قسم کے سوال سے تمام انبیاء کا سلسلہ باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہہ سکتے ہیں کہ علم ادم الاسماء کلھا جب خدا نے سب کچھ آدم کو بتا دیا تو اب نوح اور ابراہیم کی آنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہنا تو ا کے حق میں آ چکا ہے۔ پھر آدم کے لئے سب ملائکہ نے سجدہ کیا پس بعد کے انبیاء کی کیا ضرورت ہے۔ پھر وہ مقدس و مطہر وجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے خاتم الرسل خاتم الحکام خاتم النبیین خاتم الاولیاء خاتم الانسان ہیں۔ اب ان کے بعد اگر کوئی ابو بکر کو نہیں مانتا تو فرمایا فمن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔ یعنی جو انکار کرے گا وہ اطاعت سے باہر نکلنے والا ہے

....

غرض یہ سوال پہلے آدم پر پڑتا ہے۔ پھر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ابو بکر پر۔ پھر علی پر۔ پھر مہدی پر کہ جب سلسلے علوم رسالت آپ سنا گئے تو مہدی کی کیا ضرورت ہے؟ حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی۔ اور شیرازہ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعہ۔ اور پھر وہ اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں

شام صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا ایک سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے۔ عصر کو کیا پھر شام کو کیا پھر عشاء کو کیا۔ پھر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر عید کے دن کیا ضرورت ہے۔ پھر حج میں کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھائی تو پھر دوسرے وقت کی ضرورت ہے۔ جب ان باتوں میں تکرار ضروری ہے تو اس اجتماع میں بھی تکرار ضروری ہے۔ یہ مسئلے بیان کرتا ہوں تاکہ تم سمجھ کر جب عام چلے گئے تو پھر بھی ہم میں اسی صورت اتفاق و اجتماع اور پر جوش تبلیغ کی ضرورت ہے۔

تصوف

(آداب صحبت و اخوت)

(ماخوذ از عوارف المعارف)

۱۔ مشائخ کا فرض ہے کہ حتیٰ عزت و حرمت اور بھائیوں کے ساتھ حسن معاشرت کریں بڑوں کا ادب کریں اور چھوٹوں کو نصیحت اور ان لوگوں کی صحبت کو ترک کر دیں۔ جو ان کے طبقے میں سے نہ ہوں۔ بذل و ایثار اپنا طرز عمل قرار دیں۔ اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور دین و دنیا کے کام میں مدد دیں۔ انکا بھائی اگر کوئی لغزش کرے تو اس کو عفو اختیار کریں اور جس میں نصیحت واجب ہو نصیحت کر دیں۔

۲۔ آداب صوفیہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بھائی کی خدمت میں کرتے ہے اگر اس سے کوئی اذیت پہنچے تو سہ جائے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا وہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر میں اس رستے کی طرف جو صفا و مروہ کے درمیان ہے اکھاڑ دیا جائے۔ حضرت عباس نے کہا کیوں حضرت؟ آپ وہ پرنالہ اکھاڑتے ہیں جو رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا آپ نے فرمایا کہ اب میری عمر کے کاندھے کے سوا نہ ہوگی آپ اس پر چڑھ کر اسکو اسی جگہ لگا دیں۔

۳۔ صوفی اپنے نفس کے لئے کوئی ملک نہیں سمجھتے۔ جس کیساتھ انکی خصوصیت ہو۔ ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ نہیں بیٹھتے جو یہ کہے کہ مثلاً میری جوتی۔ احمد بن قلانسی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ میں فقراء کے آگے ایک گروہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ ایک روز ان میں سے کسی کو میں نے پوچھا میرا پاجامہ کہاں ہے بس اتنی سی بات پر میں ان لوگوں کی نظر سے گر گیا۔ ابس اس صنف کے اخلاق میں سے تھا۔ کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال میں سے کسی چیز کی احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اسکے استعمال میں لاتا۔

۴۔ صوفیہ کا دستور ہے کہ جب انپر کوئی بار خاطر ہو۔ تو وہ بہرحال اپنے تئیں متہم اور قصوروار ٹھہراتے تھے اور حتی الوسع اپنی اصلاح میں مشغول ہو جاتے۔ ابوبکر کتانی بیان کرتے ہیں ایک شخص میرے ساتھ تھا اور میرے دل پر اسکی ہمراہی گراں گذری پس میں نے اسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اسکا ثقل میرے قلب سے دور ہو مگر وہ نہ ہوا تب میں ایکدن اسے خلوت میں لے گیا اور اس سے کہا کہ آپ اپنے پاؤں میرے رخسار پر رکھ دیجئے اس نے انکار کیا مگر میں نے عرض کیا ضرور ایسا کرنا ہوگا۔ جب اس نے ایسا کیا تو معاً میرے دل سے وہ بات جاتی رہی جو روحانیت کے لئے تکلیف دہ تھی۔

۵۔ صوفیہ اس شخص سے ترک صحبت کر لیتے ہیں جس کے ارادے میں کوئی شے دنیا کے فضولیات سے ہو۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا (اس شخص سے اعراض کر جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیر لیا اور دنیا کی زندگی کے سوا کچھ ارادہ نہیں کیا)۔

۶۔ آداب صوفیہ سے ہے اپنے بھائیوں کا انصاف دینا اور اپنے متعلق انصاف کے مطالبہ کو چھوڑ دینا۔ ابو عثمان حیری کا قول ہے کہ حق صحبت تو یہ ہے کہ تو اپنے مال سے اپنے بھائی کو صاحب وسعت و مقدور کر دے اور اسکے مال میں طمع نہ کرے۔

اسکا انصاف کرے مگر اس سے اپنا انصاف طلب نہ کرے آپ تو اسکا پیرو ہو مگر یہ آرزو نہ کرے کہ وہ میرا پیرو ہو۔ جو نیک سلوک وہ مجھ سے کرے تو اسکو بہت بڑا جانے مگر جو اس سے نیکی کرے اسے ناچیز سمجھے۔

۷۔ صحبت میں متانت و ملائمت اختیار کرے اور اپنے نفس کی صولت کو دبائے رکھے حملہ اس شخص پر جو تجربہ سے اونچا ہے شوخی اور بے حیائی ہے اور اپنے برابر والے پر بے ادبی اور اپنے سے نیچے پر نامردی ہے۔

۸۔ صوفیہ کبھی اس طرح کا کلام نہیں کرتے۔ کہ اگر ایسا ہو تو ایسا نہ ہوگا۔ اور کاش کہ ایسا ہوتا۔ اور قریب ہے کہ ایسا ہو۔

۹۔ آداب صوفیہ سے یہ بھی ہے کہ انکے تعلقات میں دوام کی پابندی رہتی ہے اور مخالفت سے حتی الوسع پرہیز کرتے ہیں۔

۱۰۔ صوفیا میں ایثار حسن خلق کا مادہ بہت ہوتا ہے نقل ہے کہ ابراہیم بن ادہم کھیت کاٹنے کا کام کرتے تھے انکے چند احباب جو روزہ دار تھے انکے مکان پر رہتے مگر ابراہیم کو اکثر آنے میں دیر ہوجاتی۔ ایک رات احباب نے مشورہ کیا کہ آؤ ہم جلدی کھانا کھا کر سو جائیں تو بعد میں کھا لینگے۔ آپ آئے دیکھا کہ وہ تھوڑا سا پڑا ہے خیال کیا وہ بھوکے ہی سو گئے ہیں آپ نے آٹا گوندھا اور اسے پکانا شروع کیا دوستوں کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتے ہیں کہ آپ آگ پھونک رہے ہیں اور ریش مبارک پر ہلکی لگ رہی ہے۔ آپ نے ان کو معذرت کی کہ آج آپکے کھانے کے متعلق میری غلطی سے تخلف ہوئی ہوگی دوست نادم ہوئے کہ وہ تو کھانا کھا چکے تھے (ابراہیم کا انتظار گوارا نہ کیا تھا) انہی حضرات میں سے بعض کا قول ہے کہ جو کوئی اپنے دوست سے کہے چلو ساتھ چلو اور وہ کہے کہاں تک تو اسکے ساتھ دوستی جائز نہیں اسی طرح کوئی اپنے بھائی سے کہے اپنے مال کو مجھ پر خرچ کرو اور دوسرا پوچھے کس قدر چاہتا ہے تو وہ حق اخوت پورا نہیں کرتا لا یستطیعون اخاهم حین یستلم ۔ ان اثبات علی ما قال بره نا

(باقی آئندہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پیشگوئیاں پوری ہوئیں

(قرب قیامت اور خلافت محمود کی حقانیت)

جو لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود و مہدی معہود نہیں مانتے یا آپ کے خلافت کے منکر ہیں وہ اغراض نفس کے ساتھ یہ حدیث نہایت غور سے پڑھیں۔ اور پھر ان موجودہ واقعات کو انصاف کی نظر سے دیکھیں کہ جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو برس ہوئے جن باتوں کی خبر دی وہ کس طرح آج ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔

پہلی پیشگوئی وہ حدیث یہ ہے (احمد و ابوداؤد و حاکم) از ابن حوالہ مرفوعاً اذا یا ابن حوالۃ اذا رأیت الخلافۃ نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام والساعۃ یومئذ اقرب الی الناس من یدی ہذہ من راسک وکان وضع یدہ علی راسہ (زجاجۃ المصابیح) یعنی جب ارض مقدس میں خلافت کا تعلق ہوگا تو اس وقت دنیا میں بڑے بڑے امور ظاہر ہونگے اور قیامت بہت نزدیک ہوگی۔ اب اس مقدس جگہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کو ایک شخص کے سر پر رکھ دیا کہ بعض لوگ اس کو شناخت نہ کریں گے [illegible] جناب مسیح کے اب بڑے بڑے امور دنیا میں ظاہر ہونے لگے بلکہ لوگ اس امر مقدسہ کی طرف رجوع کریں اور اسلام سے ایک تو جنگ عظیم اور قرآن شریف میں اسکا مفصل بیان موجود ہے ترکی اور عرب [illegible] اور اسلام کم ہوتے جائیں گے وہ آپس میں لڑیں۔ ہوائی تیر [illegible] سے ترجمہ کیا ہے [illegible] پہلا اسلام یہاں تک پہنچے گا کہ دنیا کی لہروں کی طرح ایک دوسرے پر ایک گند ہو جائیگا۔

دوسری پیشگوئی یہی کہا ہے کہ جنگ کے شروع کرنیوالے [illegible] لالظالم [illegible] قال الذی [illegible] افتتح [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ اس حدیث کے پیچھے [illegible]

میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ... کہ ... اہل صناعات و اہل دولت و سلطنت ...
کہ اس امت میں فوق ... ہوں گے ... قدرت
و ہیئت ...
... سلطنت ... فی الجلیس
کا نقشہ ... سامنے ہے۔

تیسری پیشگوئی تیسری بات امور عظام سے لوگوں کا مشرق و مغرب کی طرف اکٹھا ہونا ہے ... بخاری کتاب الفتن میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول اشراط الساعۃ نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب۔ دیکھو جنگ کی آگ ... مشرق و مغرب کو گھیر رہی ہے۔

چوتھی پیشگوئی ایک حدیث میں ہے لن تقوم الساعۃ حتی تروا قبلہا عشر آیات وقال فی العاشرۃ وریح تلقی الناس فی البحر ریح سے مراد ... کے سبب ... اس کو ریح فرمایا ہے آجکل سمندر ... مخلوق کو سمندر میں ڈال رہی ہے۔

پانچویں پیشگوئی ایک اور بات امور عظام سے ہوائی جہاز کا بم پھینکنا ہے ... میں ابن عباس رضی اللہ عنہ ... ساعت ... آگ ... اقوام ... آسمان ... یہ حالت کیا کسی نے پہلے دیکھی ... امر عظیم کی ہوگا۔

چھٹی پیشگوئی امور عظام سے پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹنا ... طبرانی ... کردو ... حق ... بنی اسرائیل کی زمین میں ایک بڑا زلزلہ ہوگا یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندے اور زمین کے جانور ... اور سارے انسان جو روئے زمین پر ہیں میرے سامنے تھرتھرا جائیں گے اور پہاڑ ڈھائے جائیں گے چنانچہ بعض پہاڑوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اور بعض ...

شعر میں جیسے ترکی کی حکومت کے حق میں ایک پیشگوئی خوب کہ معلوم ہوا ... بادشاہ روم ...
فرقہ از نصاریٰ بجنگ پیش آید و بافرقہ دیگر صلح ... تصرف شود ...
الغرض ان واقعات کی شہادت سے ثابت کر دیا کہ ... موعود آچکا اور ارض مقدسہ میں جس روحانی
خلافت کا نزول ہوا وہ برحق ہے یہ ممکن نہیں کہ کسی وجہ سے ... کے بعد اسکی جگہ لوگ اپنی
طرف سے ایک خلیفہ بنا لیں اور انکے ساتھ وہ سب نشانات بھی ظاہر ہو جائیں جنکا آپنا پیشگوئی نے
ذکر فرمایا جو لوگ موجودہ جنگ کو دیکھکر خونی مہدی کے منتظر ہیں وہ ... کہیں کہ اب وہ وقت
قریب ہے کہ اس غلط اعتقاد کو چھوڑ کر اس مہدی کو تلاش کریں جو دنیا میں امن اور صلح کا پیغام
لیکر آیا۔

آخر میں اسکا لکھ دینا ضروری ہے کہ اس نازک وقت میں تمام احمدی جماعت عام ... اور
پوشیدہ طور پر اپنی گورنمنٹ کی وفادار ہے جیسا کہ حضرت مہدی کا حکم ہے ذکرہ ... دلیل

گذارش بقایاداران کی خدمت میں

جن اصحاب نے آجتک چندہ سنہ ۱۹۱۳ء و سنہ ۱۹۱۴ء
تاحال ادا نہیں فرمایا وہ مہربانی کرکے اپنے اپنے بقایا
دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء تک صاف کر دیں۔ اسطرح بقایا رہنے کے باعث
کارخانہ کو سخت ضعف پہنچ رہا ہے توجہ فرما کر بذریعہ منی آرڈر یا جلسہ پر
اپنی اپنی بقایا ادا فرماکر مشکور فرماویں۔ — مینجر

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

آخیر دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء تک

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	۱۰ر	۵ر	حصہ دوم سے حصہ ہفتم تک
سچ بیان نظم پنجابی	عہ	۲ر	مسیح موعود کی تائید میں
احسن القصص	عہ	۱ر	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مصنفہ اکمل
درثمین فارسی	۹ر	۴ر	حضرت احمد کی فارسی نظمیں
درثمین اردو	عہ	۲ر	" " اردو "
مبادی الصرف	عہ	۱ر	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
درس قرآن شریف کے نوٹ	ر	ـلعہ	حضرت خلیفۃ المسیح اول کے درس
ابطال الوہیت مسیح	ـلہ	ـہ	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
تفسیر ترجمۃ القرآن ۲۴	عہ		کوئی تفسیر جانا کہ ایسی تفسیر کی ضرورت نہیں
" " ۲۵	عہ		ہے قرآت کا جو مجبجھایا گیا ہو اور اس کو کچھ کر
" " ۲۶	عہ		رکھا گیا ہو جو قرآن مجید ہدایت ہے اپنے دعوی کے
" " ۲۷	عہ		ساتھ پیش کیا ہو اور دوسری الہامی کتابوں سے
" " ۲۸	عہ		مجموعہ اقتباسی نشانات کرکے ہے ۔
" " ۲۹	عہ		
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۱۳ء	عہ	۳ر	حضرت خلیفۃ المسیح دوم کی تقریر
حقیقت نماز	عہ	۳ر	نماز کے متعلق ضروری احکام
النصح	۳ر	۱ر	تائید سلسلہ
رد چکڑالوی	عہ	۳ر	رد فرقہ چکڑالوی

نام کتاب	قیمت جلد	قیمت بلاجلد	خلاصہ مضمون
ادعیۃ الاحادیث	ا ر	[illegible]	احادیث کی دعائیں [illegible]
صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]	
البرق	۲ ر	ا ر	رد [illegible]
طبیبِ روحانی	ا ر	ا ر	[illegible]
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	ا ر	۱۰ ر	[illegible]
القادر ربانی	[illegible]	[illegible]	مرزا احمد بیگ [illegible]
تشحیذ اگست ۱۳ء	۲ ر	[illegible]	[illegible]
البلاغ المبین	ا ر	[illegible]	حضرت اقدس [illegible]
خصوصیات مسیح موعود	ا ر	[illegible]	[illegible]
ادعیۃ القرآن	۲ ر	[illegible]	قرآن کریم کی [illegible]
تشحیذ فروری ۱۹۱۳ء	[illegible]	۲ ر	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
تشحیذ مارچ ۱۹۱۳ء	[illegible]	۲ ر	[illegible]
تشحیذ جون	۲ ر	[illegible]	[illegible]
تشحیذ ستمبر ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نغمہ اکمل حصہ دوم	[illegible]	۲ ر	حضرت خاتم الخلفاء [illegible]
نشانِ رحمت	ا ر	[illegible]	[illegible]
پسر موعود	ا ر	۲ ر	" " "

نام کتب	[illegible]	[illegible]	خلاصہ مضمون
اربعین	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی تصنیف
نماز مترجم	[illegible]	[illegible]	ترجمہ اردو حضرت اقدس کا کیا ہوا ہے
غلامی	[illegible]	[illegible]	اسلام میں غلام کی کیا حیثیت ہے
عصمت انبیاء	[illegible]	[illegible]	تمام انبیاء کی عصمت کا ثبوت قرآن مجید [illegible]
ترجمہ انگریزی حصہ اول دوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ظہور المسیح	[illegible]	[illegible]	[illegible]
امۃ الحفیظ کی آمین	[illegible]	[illegible]	منظوم حضرت صاحبزادہ صاحب
مجموعہ الہامات حصہ اول [illegible] دوم سوم	[illegible]	[illegible]	
آثار مبارکہ	[illegible]	[illegible]	[illegible] فارسی حضرت اقدس کی
تفسیر القرآن مصنفہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی مکمل تفسیر
دافع البلاء	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی تصنیف متعلقہ طاعون
صراط مستقیم	[illegible]	[illegible]	[illegible] کے متعلق [illegible] رسالہ
ہدیہ ثاقب	[illegible]	[illegible]	[illegible] کے [illegible] کی [illegible]
مخمس سلیم	[illegible]	[illegible]	[illegible] بندھال
سراج الشباب [illegible]	[illegible]	[illegible]	صاحبزادہ [illegible] کی [illegible]
ہدایات در باب معاملات	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کلام محمود	[illegible]	[illegible]	صاحبزادہ [illegible]
ضرورت زمانہ	[illegible]	[illegible]	اسلام [illegible]

نام کتاب	قیمت		خلاصہ مضمون
محمد رسول اللہ	[illegible]	ار	عیسائیوں کی ایک ٹریکٹ میں کلام محمد کس پر بھروسہ کریگا کا جواب
اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]	[illegible]	حضرت احمد کی اسرار شریعت پر اول و سادہ طرز سوال و جواب
چولہ بابا نانک مجلد	[illegible]	[illegible]	سردار جوہر سنگھ نو مسلم کا لیکچر
معیار حق	[illegible]	[illegible]	سکھ مذہب کی شناخت ... انعام ۹۹ چیلنج
عمدۃ الاحکام	[illegible]	[illegible]	بخاری و مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ [illegible]
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
الاسماء الحسنیٰ	[illegible]	[illegible]	اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تشریح [illegible]
الموعظۃ الحسنہ	[illegible]	ار	تفسیر سورۃ [illegible]
سلک مروارید حصہ اول	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مجربات نورالدین حصہ اول	[illegible]	[illegible]	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولانا نورالدین کے مجربات [illegible]
دوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
خطبات نور حصہ اول	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کسر صلیب	[illegible]	ار	عقاید نصاریٰ کے رد میں [illegible]
مکتوبات احمدیہ حصہ اول	[illegible]	[illegible]	حضرت مسیح موعود کے [illegible]
دوم	[illegible]	[illegible]	
سوم	[illegible]	[illegible]	
احمد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چمکار محمدی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چمکار مہدی	[illegible]	[illegible]	مرثیہ [illegible]
احمدی عقائد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
الوصیت پر ایک نظر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
موت کے بعد	[illegible]	[illegible]	[illegible]

رسیدات زر [illegible] ۱۹۱۴ء

[illegible]		
جناب [illegible] صاحب	جناب محمد [illegible] صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب محمد حسین [illegible]	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]		جناب [illegible]

[illegible]

جناب محمد [illegible] صاحب	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] احمد صاحب
جناب نور محمد	جناب محمد [illegible]	جناب حکیم [illegible] محمد
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب چوہدری [illegible]
جناب [illegible] شاہ	جناب حکیم محمد [illegible]	جناب محمد [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب حکیم محمد [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب محمد [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
[illegible]	[illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible] محمد سعید [illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible]
جناب شیخ [illegible] احمد	جناب شیخ [illegible] محمد	جناب محمد یوسف [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] عبدالعزیز [illegible]
چوہدری [illegible]	جناب مولوی [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	[illegible] محمد [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب محمد یوسف	جناب [illegible]
جناب [illegible] محمد	جناب [illegible]	جناب [illegible]
[illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب شیخ [illegible]	جناب [illegible]
[illegible]	جناب [illegible]	[illegible]
جناب [illegible] شاہ		
جناب [illegible] محمد [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۹۶۴

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیوں پر ایڈیٹروں کی رائے

پیسہ اخبار لاہور - دوائیوں کو استعمال کرایا اور ہر موقع پر بے نظیر [illegible] پایا

نیر اعظم مراد آباد - حقیقت میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مشہور اور موثر دوائیوں [illegible] کی کامیابی حاصل کی ہے اور ملک کو قدر کرنی چاہیئے۔

اخبار عام لاہور - یہ ادویات کا بکس پہنچا - دوائیاں ایک ایک مجرب اور اکسیر ہو وہ بکس [illegible] پائی جاتی ہیں اس مفید اور پر تاثیر بکس کا ہر ایک گھر میں ہونا مفید ثابت ہوگا۔

پنجاب سماچار لاہور - عرق کافور کو [illegible] مریضوں پر استعمال کرایا گیا اکسیر کی طرح ثابت ہوئی۔

پردہ نشین آگرہ - عرق [illegible] مفید ثابت پایا

ارود منش گزٹ گوجرانوالہ - [illegible] ڈاکٹر برمن کے مقوی [illegible] کم [illegible] حکم رکھتی ہیں۔

رہنما لاہور - ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تمام ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے [illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن کی ادویات سستی اور بے نظیر ہیں۔

زمانہ کانپور - ڈاکٹر صاحب کی دوائیں سستی ہونے کے علاوہ مفید اور مجرب ہیں [illegible] آپ کے [illegible] کی سفارش کرتے ہیں۔

تمدن دہلی - [illegible] اپنے تجربہ میں [illegible] پایا ہے۔

مدینہ بجنور - ڈاکٹر صاحب کی ادویات [illegible] مفید ثابت ہوئی ہیں مفصل حالات [illegible] کی فہرست [illegible] چالیس [illegible] امراض کی [illegible] مفت طلب [illegible] اپنے اور اپنے ہمسایوں کو فائدہ پہنچائیے۔

ادویات ہر جگہ ملتی ہیں [illegible] طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ ۔ ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

جلد ۹
1914

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

"الصلح خیر"

کل ایک پیارے دوست نے مجھ سے کہا کہ مل — آخر میں وہ بھی معتقد مہدی آخر زماں
ان کو بھی ہے خلوص و محبت مسیح سے — وہ بھی ہے سید قادیاں شہنشاہ جہاں
بیعت مگر خلیفۂ ثانی کی کی نہیں — آ کیا ہوا ـ صحابہ میں ایسے تھے بے گماں
کیوں آپ ان کو فسق کا فتویٰ لگاتے ہیں — کیوں آپ کھینچے رکھتے ہیں ہر وقت کماں
میں چاہتا ہوں صلح ہو آپس میں آپ کی — مل کر ہو کام تبلیغ احمدیت ہو میاں

میں نے کہا کہ وہ جو چھٹ جائے اک بار — اسلام کا وہ پا نہیں سکتا کبھی نشاں
پھر یہ کہا کہ جان برادر تو غور کر — مرزا کو مانتے ہیں وہ کب مہدی زماں
وہ مہدی و مسیح جو موعود خلق تھا — اس کا نشاں یہ ہے نبی ہو گا بیگماں
پس جو نبی رسول نہیں مانتے اسے — ایسا نبی کہ جیسے محمد خدا یگاں
ایمان اس کا حضرت مرزا پہ کچھ نہیں — سن لے اگر کچھ تو ہے دل فکر یہاں
ارشاد ہے کہ قدرت ثانی بھی آئے گی — یعنی ہے میرے بعد خلافت بر نشاں
فرزند گرامی وہ لجنت فضل ہے — محمود نام مصلح موعود اس کی شاں
صدر انجمن کی کثرت رائے قطعی جانیو — اور سلسلہ کا دائمی مرکز ہے قادیاں
انکار ساری باتوں سے کرتے ہیں وہ ابھی — وہ مخلص و محب مسیحا ہیں ـ ہاں
احمد کا ہے جو حسن میں احسان میں نظیر — کہتے ہیں اس کو غاصب و مشرک ہے بدزباں
پھر اس پہ بس نہیں ہے علاوہ ازیں سب — دیتے ہیں اہل بیت مسیحا کو گالیاں
یہ طعن تو ان کو ان سے اگر پیار ہو تو ہو — غیرت نہیں ہے جس میں وہ انسان ہے کہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء

ہم نے مسیح موعود کے تعلق سے کیا پایا

"یہ مضمون ظہور المہدی الی حجج احمدیہ سے لیا گیا ہے جو حال ہی میں چھپ کر شائع ہوئی ہے اور جس میں احمدی مذہب کو امنت باللہ سے یوم الآخر تک مدلل بآیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ پیش کیا گیا ہے جو صاحب علیم الرحمت بکمال شستہ بعض اور سلیس [illegible] کے ذریعہ تمام احمدی [illegible] عقاید و حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے ثبوت یکجا ہو گئے ہیں۔ پانسو صفحے کا مضمون [illegible] ۲۵۳ صفحوں میں ختم ہوا ہے اور قیمت بجائے دو روپے کے ایک روپیہ [illegible] ہے۔ فہرست مضامین علیحدہ بھی لگی ہے۔" (ایڈیٹر)

سب سے اول تو یہ کہ خدا پر ایمان پیدا ہوا۔ امنت باللہ تو سب کہتے ہیں مگر وہ حقیقی یقین حاصل [illegible] اس کا [illegible] اس وقت سے تعلق پیدا کرنے کے سوا نہیں حاصل ہو سکتا کیونکہ عقل کے ذریعہ تو صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ "ہونا چاہیئے" نہ کہ "ہے" [illegible]

نفس پر تعصب کی طرح پر ایمان ہوگا۔ یا یہ کہ وہ خدا کو مانتے چلے آئے ہیں۔ مگر ایسے ایمان میں وہ مزہ ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ وہ آمنت باللہ کہنے کے گناہ کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا کی ہستی پر یقین ہو تو گناہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ جب یکدم انسان کے سامنے آگ ہو کرتے دل کچھ کیا ہو گیا اب ہے کہ خدا پر ایمان ہو اور پھر گناہ بھی ہو۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان میں تعصب ہے اور اس لئے کہ اصل میں اس کی ہستی پر یقین نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا ہے تو پھر بھی ہوتے یا تکلیف ملزم۔ اصل میں زمانہ تو سائنس کا ایسا ہے کہ خدا کی ہستی کا ثبوت معمولی دلیلوں سے سخت مشکل ہو گیا ہے کیونکہ خدا اول تو ہے اور بہ سا آب ہے تو وہ سمجھتے ہیں یہ تو ہم بھی کر سکتے ہیں ایسے ہی اور دلیلوں کا حال ہے۔ غرضیکہ اس زمانے میں صرف یہی دلیلیں قائم ہو سکتی ہیں کہ قبل از وقت بعض واقعات کی اطلاع دیکر تحدی سے کہا جاوے کہ اس اعلیٰ ہستی نے مجھے اطلاع دی ہے یہ کام ایسا ہوگا۔ پھر تمام دنیا کے زور لگانے پر بھی ایسا ہو جیسا کہ میرے مولیٰ کریم نے مجھے اطلاع دی۔ جب کبھی ان کی امیدوں کے خلاف ان کی کوششوں کے خلاف ظاہر ہوگا تو خواہ مخواہ ایک اعلیٰ ہستی کا اقرار کرینگے۔ یہ صرف ہمارے امام ہی سے خاص ہے جس نے ہزارہا پیشگوئیاں کیں اور اپنے وقت پر باوجود مخالفانہ کوششوں کے پوری ہوئیں ۔

ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ خوفناک زلزلہ نے جس کی خبر ۲۵ برس پیشتر سے دی گئی تھی سب دہریوں کے دل ہلا دئے اور وہ پکار اٹھے کہ خدا ہے اور واقعہ خدا کی ہستی پر دلیل ٹھیرا جیسے اسی طرح جیسے کہ یوسف کے بھائی یوسف کو حقیر سمجھ کر کنوئیں میں پھینکتے ہیں۔ اس وقت بزبان الٰہی سنایا جاتا ہے وَاَوْحَیْنَا اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (کہ تو نے کئے کرتوت سے اطلاع دیگا۔ جبکہ ان کو اس کا خیال بھی نہ ہوگا) پھر اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات و حالات کی رفتار کچھ کے بعد یوسف حاکم مصر ہوتے ہیں اور وہی بھائی غلاموں کی طرح حاضر ہوتے ہیں۔ پھر دیکھو ہمارے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام یکہ یتیم ہیں۔ اتنی ہی کوئی حامی نہیں مگر بڑے پر زور الفاظ میں سناتے ہیں

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (قمر) اور سب گروہ شکست یاب ہو کر پیٹھ پھیر جائینگے۔ اور
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهْتَدٰی (طٰہٰ) اور تم جلدی جان
لوگے راہ راست پر کون ہے اور کون بدبخت ہے۔ آخر واقعات نے بتا دیا کہ محمد رسول اللہ صلعم
اُس خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں جو ان کی نظروں سے چھپا ہوا تھا۔ ایسا ہی ایک چھوٹے سے
گاؤں کو وہ برس پیشتر کہیں تو ذرا آتی ہے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن
خدا زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ آخر قحط، طاعون، خوفناک زلزلہ۔ اور آنے
والے عذاب کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اور خدا پر ہمارا ایمان ان باتوں نے کامل کر دیا۔ اور ہم تو
خدا کی ہستی ایسی صفائی سے محسوس کرتے ہیں کہ گویا ہر روز ایک نشان ظاہر ہوتا ہے جو اسکی
ہستی پر دلیل ٹھہرتا ہے پس پہلا فائدہ تو یہ ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہم خدا کی بعض صفتوں کے اصل میں منکر ہو چکے تھے۔ خدا کا
متکلم ہونا کہ اب سوائے احمدیوں کے مسلمانوں کے تمام فرقے اس سے انکار کئے بیٹھے ہیں اور
کہتے ہیں کہ خدا متکلم تو تھا مگر اگلے زمانوں میں۔ رسول اللہ صلعم کے بعد وحی و الہام و مکالمہ کا دروازہ
بند ہو گیا۔ اور یہ قول اصل میں ایسا ہی ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ خدا نے ابتدائے زمانہ میں کلام
کیا وید اتارے مگر پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا اور سلسلہ جاری [illegible] سے اور یہ بھی
لگے تورات تک ہی کلام [illegible] یہودی [illegible] وہ بند ہو گیا انکے بعد عیسائی [illegible] کہنے لگے
کہ بس انجیل تک ہی صفت تکلم تھی اسکے بعد کچھ ضرورت نہ رہی۔ اب مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن
شریف تک ہی سلسلہ تھا۔ مگر ان لوگوں کو کیا معلوم کہ عارفین تو بغیر کلام الٰہی ایک منٹ بھی
زندہ نہیں رہ سکتے یہ انکی روح کی غذا ہے۔ پھر واقعات اسکی تردید کرتے ہیں اور حدیث
شریف میں مرقوم ہے کہ حضرت عمر پر کشف ہوئے یا ساریۃ الجبل فرما کر اس ساریہ
پہاڑ کو پیچھے پشت پر رکھ جو سپہ سالار تھا جس کو آپ نے موقعہ پر کھڑے ہوئے دیکھا اور بچا لیا
پھر حضرت علی کی کئی پیشگوئیاں از روئے اسلام میں اور بعض اصحاب کی ہزاروں تک جمع

کی دیں تو مجھے یک یک سے اہل بصرہ قبل نے شہر کو دیکھتا ہوں کہ سیلاب میں غرق ہے۔ اور بصریوں نے جیسے طوفان میں غرقابی کی پیشگوئی وہ وقت پوری ہوئی خلیفہ قادر باللہ عباسی کے عہد میں چوتھی صدی کے قریب۔ عرض خلیفہ ناصر الدین کے عہد پانچویں صدی میں ایسا ہی کوفہ کی تباہی کی پیشگوئی۔ پھر چنگیزخاں کے ہاتھ سے بغداد کی تباہی۔

پھر ان کے بعد حضور علیہ السلام کے مریدوں میں سے کسی ایک کو الہام ہوتا ہے مخالفین بھی اپنے الہام بیان کرتے ہیں پس اس وحی کا انکار کہ اب بند ہو چکی۔ خدا کی صفت تکلم کا انکار ہے اس سے بچا لیا۔

تیسرا فائدہ یہ ہوا کہ ہم پہلے ان تو کہتے تھے کہ خدا کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی مانتے کہ عیسیٰ ابن مریم اپنی بشری فطرت کے خلاف دو ہزار برس سے زندہ آسمان پر موجود ہے کھانا پینے کا محتاج نہیں وہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ آپ نے سمجھایا کہ یہ عقیدے شرک سے خالی نہیں اور ایک کفر ہے پس ہم نے اس عقیدہ سے رجوع کیا اور اصل حقیقت سمجھی۔

چوتھا فائدہ۔ خدا کے وجود کی حقیقت کو سمجھا۔ نزول ملائکہ۔ وحی و الہام کی کیفیت سمجھی۔ پہلے تو ہمارا ایمان صرف سماع و تقلید پر موقوف تھا۔ مگر اب عینی مشاہدہ سے ہمارا ایمان حاصل ہوا ان کی تفصیل ایسی سمجھ میں آئی۔ کہ ہزاروں ایسے لوگ ہیں جن سے وجدان ہیں۔ آج آپ کی برکت سے ہر وقت یہ ہی نزول ملائکہ ہو۔ اور ایمان بالملائکہ حق الیقین کے درجہ کو پہنچا۔

پانچواں فائدہ۔ پہلے تو کہتے کہ نبی اکرم صلعم کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں مگر ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی تھا کہ آپ زیر خاک مدفون اور وفات یافتہ ہیں مگر حضرت موسیٰ کا ایک خلیفہ دو ہزار برس سے زندہ آسمان پر موجود ہے آپ صلعم سے تو چند کفار مسلمان ہوئے مگر وہ اگر کل ادیان کو ایک دین پر جمع کرے گا۔ آپ کی شریعت کے کئی احکام منسوخ کر دیگا

مشتہر ہیں۔ نبی کریم کو تو کفار نے ایذائیں دیں۔ مکہ سے خارج کرنے میں پہلے کامیاب ہو گئے بعض
جنگوں میں بھی تجربہ ہوئے مگر مسیح علیہ السلام کی قوت کا یہ حال ہے کہ دجال ایک ہی تو تنگ
دجال جس کی خدائی کے دعویٰ اشتہار دیں رسالہ مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ … اور جس
کے مقابلہ سے تمام انبیاء ڈراتے رہے دیکھتے ہی ہلاک ہو جائیگا۔ غرض ایسے فاسد عقیدے تھے جو
کہ … سے پیدا ہوئی … کامل ہو کر … گئے … اور خود محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم … کی ثبوت … سے … ہو کر … آئے منتظر ہیں … دنیا پر آئیں
محبت کرنے میں … سے … کی محبت میں … ہو گیا۔ یہ آپ کے
اتباع کے برکات کا … فیض ہے اس سے نبی کریم صلعم کی عزت و عظمت ہمارے دلوں میں
بیٹھ گئی۔ کیونکہ جب … کے غلام کو … فیوضات و خوارق عادات معجزات و معارف و حقائق کا منبع
و مصدر ہے تو پھر اس آقا کا درجہ کس قدر بلند ہوگا۔

چھٹا فائدہ۔ … تو ہم کہتے کہ سب نبی معصوم ہیں مگر قرآن کی بعض آیات کا ترجمہ غلط
… مفسرین کے تشریح میں … کرتے کہ … عصمت کے … پر … کہ آپ کے
سمجھانے سے وہ تمام غلطیاں نکلیں۔ … مفسرین … کی تفسیر … میں … إِنَّا فَتَحْنَا
لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ الخ … کے معنے
… اس کا مطلب تو یہ تھا کہ ایک عظیم الشان فتح … تمام … نقصوں …
… کی طرف منسوب کئے گئے ہیں … دشمن … ہوں گی …
پھر کسی کو … ابراہیم … پیغمبر جس کو
پہلے ملکوت السمٰوات والارض دکھائی گئی … ستاروں کو کیوں خدا کہنے لگا تھا۔ …
ستاروں ہی کو … آفتاب … تھا۔ پھر غروب ہونیکا استدلال …
… ثابت ہو چکا ہے کہ آفتاب … نظروں سے نہاں ہو کر دوسری دنیا والوں پر جلوہ افروز
ہوتا ہے۔ پھر حضرت داؤد … پیغمبر … کے دیکھئے … میں … کی جورو کی نسبت

میں کئی رسالوں میں مفصل ذکر کر چکا ہوں ۔

ساتواں فائدہ ۔ معجزات انبیاء پہلے زمانہ کے لوگوں کے ایمان کا ذریعہ تھا ۔ خصوصاً مذاہب والوں کے آگے ہم ان کی سچائی کا کوئی ثبوت نہ پیش کر سکتے ۔ کیونکہ ہم اگر تو تر سے ثابت کرتے اگر کوئی شخص وہ ممکن بات ہے ۔ تو وہ بھی اپنے معجزات میں تواتر کا ثبوت دیتے ۔ اس وقت کوئی بات نظر نہ آتی کسی سائنس ... مسئلہ اگر ہوتا تو پھر خواہ وہ معجزہ ثابت ہو جاتے وہ ایسے بالکل معمولی سمجھے جاتے ہیں جو لوگ خود پہاڑ پر بیٹھ سکتے ہیں ۔ ... اسپیکر کو لگا کے زلزلہ کا صحیح وقت دریافت کر سکتے ہیں ۔ بعد زلزلہ کی حالت میں بتا دیتے ہیں کہ فلاں موقعہ پر سخت زلزلہ تو وہ پہلے ان باتوں کو کیا سمجھتے ہیں ۔ سو ان کا ایک ہی علاج تھا کہ ایسے معجزے دکھائے جاتے کہ ان کی نقلیں ایجاد نہ ہو سکیں ۔ سو دیکھو طاعون آیا ۔ جس کی سات برس اسی حساب سے دو برس پہلے خبر دی ۔ پھر تمام جہان کے ڈاکٹر حکیم زور لگا چکے کسی کی کچھ حقیقت نہ نکلی ۔ اور نہ ان کی پیدا کر سکے ۔ غرض مسئلہ ہی معجزات منانے کے لئے یہ نہیں کہ پہلے معجزوں کے ذریعہ کا ثبوت یا ... کہ کوئی اعلیٰ قسم کی سے معجزے دکھائے جائیں ۔ سو الحمد للہ یہاں بھی اس بات سے تعلق رہا ہے

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است ✤ بیا بنگر ز غلمان محمد

کی صداقت پر مہر لگ گئی ہے ۔ اب ہمارے سامنے کوئی منکر نہیں آ سکتا ۔

آٹھواں فائدہ ۔ قرآن مجید پہلے اس طرح سے پڑھتے کہ کئی شخص پڑھنے والے ۔ مگر اس کو سمجھ نہ تھے ۔ سمجھا کرتے تھے کہ خوب زور کرو ۔ معنی نہیں بتاتا کہ پڑھو سمجھ کر پڑھو ۔ خوب غور کرو ۔ حقائق معارف کھلیں ۔ پھر اس کی تلاوت زبان تک ہی نہ ہے بلکہ اعمال میں ظاہر ہو ۔ اور اس کی تعلیم کا اثر ہو کہ انسان خدا کا برگزیدہ صدیق اور مقبول ہو سکتا ہے ۔ اور اس مرتبہ پر کوئی کتاب نہیں پہنچا سکتی ۔ اگر کوئی ایسی کتاب کسی مذہب میں ہے تو اپنا نمونہ پیش کرے ۔ اور ہمارے مقابل میں آ کر ۔ مگر کوئی مقابل میں نہ آیا ۔ جس سے اس بات پر مہر ہو گئی کہ دنیا میں اگر کوئی

سچا مذہب ہے تو اسلام جو اپنا ابطال آپ اپنے مستقبل کے ذریعہ پیش کرتا ہو۔

نواں فائدہ۔ سب غیر مذاہب کے علماء جو اسلام پر حملے کرتے تھے ان کا مقصد ایک ہی اصل ہو
جاکر دیا کہ اپنے حق پر ہونے کے دلائل اپنی کتاب ہی سے پیش کرو۔ اس تقاضے تحقیق کا نتیجہ خارق
عادت نشانوں کے ذریعہ کہ دکھاؤ پھر سب دم بخود رہ گئے اور بات تو یہ یقین سے بھر گئے۔ اور اگر
اس طرح ہم اسلامی جماعت کے ہر فرقہ ابتدا سے بالکل محفوظ و مامون ہو گئے۔ ورنہ آجکل مذہب
کی اشاعت میں رنگ آمیزی سے جو رہی ہے اس سے بچنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

دسواں فائدہ۔ ہم رسولوں نبیوں کو سنتے آئے تھے کہ ایسے ہوتے ہیں۔ مگر اب خدا نے اپنے
خاص فضل سے ہمیں تمام رسولوں کا نمونہ ایک وجود مبارک میں دکھا دیا۔ اور ہمارا ایمان علم سے عین الیقین
تک آ گیا۔ اب رسولان الٰہی کے متعلق ہمیں کوئی اعتراض نہیں رہا کیونکہ سب باتیں اس مبارک
وجود کے ذریعہ حل ہو گئیں۔ آپ کا وجود دوسرے انبیاء کے حالات کا آئینہ ہے۔

گیارھواں فائدہ۔ قرآن مجید کے پڑھنے میں ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے۔ اس کی
مثال یہ ہے کہ اگر کسی کتاب میں کچھ حالات تم پڑھتے ہو اور وہی واقعات تم پر گزرے ہوں۔ تو
تمہیں ایک خاص لطف آئیگا جو دوسرے کو نہیں آ سکتا۔ پس ہم لوگ جب قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ تو
مزہ لیتے ہیں کیونکہ وہ سب واقعات ہم پر گزرے ہیں۔ [illegible] ہیں جو [illegible] کہتے ہیں
جو ان [illegible] کے [illegible] کہتے تھے۔ غرض یہ لطف وجدان سے مخصوص ہے۔ زبان قلم سے بیان
ہونا مشکل ہے ع دردآشنا ہی جانتے ہیں اس درد کی خلش

بارھواں فائدہ۔ نماز کو ایک زمانہ بیکار بیٹھے تھے وقت جانے لگا تو [illegible]
لگا ہیں۔ مگر اب تو نماز کو بڑے مزے سے کر پڑھا جاتا ہے۔ جیسے لذیذ غذائیں کھاتے ہوئے
چٹخارے لیتے ہیں اور حقیقت میں ذکر الٰہی غذا ہے جو [illegible] روکتی [illegible] معراج تک پہنچاتی
ہے۔ واقعی بڑے افسوس کی بات تھی کہ انسان کی ہر جسمانی وصل میں تو لذت پائے مگر عبودیت
و معبودیت کے وصال ہر [illegible] پڑھنے پر [illegible] لذت محسوس نہ ہو۔ اور کم از کم اس لذت کے

مسرور ہونیکا اتنا غم بھی نہ ہو جتنا کہ ساتھ میں برابر شرکت ہونیکا ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ فساد کی
حقیقت ہمارے دلوں پر کیا تھی کیونکہ ہم صوفیوں اور مولویوں سے سنتے ہیں اور خود دیکھتے اور عمل بھی کرتے
ہوتے تھے اور اس طرح ہو گئیں اور بدعتوں کے قاعدے پر یہ تبدیل انداز چلانے کی ہدایت کر کے گمراہ
کر دیا تھا ایسی نمازوں میں لذت آنے کا فکر کیوں ہونے لگا تھا۔ شکر ہے کہ اس درجہ سے ہم نکلے۔ وہ
اب سمجھے کہ نبی کا دین کامل ہو چکا ہے طریق عبادت فرض یعنی نماز بس اسی تمام مسائل سلوک کے
طے کر لینے کو کافی ہے اسکے علاوہ ذکر اذکار اور وظیفوں وغیرہ کے دھیان کی کچھ ضرورت نہیں اور اسی
ہم اسباب متفرقوں کے پیچھے پڑ پھنسنے سے بچکر یک منٹ اللہ ہو گئے کیونکہ سمجھ آ گئی۔ کہ نجات
حضور کی محبوبیت کا سلام ہی کی رات بہت سے حاصل ہو گا نہ کہ حزب البحر اور اوراد و ختم و ورد
دعائے گنج عرشی پڑھنے سے۔

تیرھواں فائدہ۔ ہم سنت پر چلتے اور نستعین مگر ساتھ ہی نماز کے بعد وظیفے کرتے
یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ۔ کوئی مصیبت ہوتی تو قبروں پر دوڑتے پیر کو کہتے جو
کرنا ہے آپ ہی نے۔ شکر ہے اب سمجھ کر نبی ولی صرف نمونے کے طور پر سمجھتے ہیں اور اپنے عمل ہو رکھتے
ہیں کیونکہ خدا سے۔ ملاوے کہ ہم سے اٹھو۔

چودھواں فائدہ۔ قرآن شریف کی کئی آیتوں کے معنے دیتے۔ کئی کے غلط کرتے مگر
سب ایسے مقامات اب صاف ہو گئے ہیں ہم سنت سے قرآن کو کامل وغیر متبدل کہہ سکتے مگر
ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ تھا کہ کئی آیتیں قرآن میں منسوخ کی طرح ہیں ان پر عمل نہیں کیونکہ منسوخ
ہو چکی ہیں مگر اب سمجھ کہ اپنی ہی غلطی تھی۔

پندرھواں فائدہ۔ پہلے ملاؤں کے پیچھے چل کر فنا فی اللہ۔ بقا باللہ وغیرہ اصطلاحات
سے خوش ہوتے۔ مگر اس امر نے بتایا کہ یہ دل لگی باتیں ہیں۔ ان ملاؤں کا اثر عمل میں دیکھو۔
پس خیال ہو فنا فی اللہ بننے کا کچھ اثر نہیں ہم انکی عملی حالت دیکھیں گے کہ وہ حرص اور
مخلوق کا ڈر چھوڑ کر [illegible] نہیں۔ اگر وہ متشدد ہی سلسلے میں ہو گی [illegible] سے ہیں

تو تمام مسائل حل ہو گیا ہے مگر دوسری طرف اس کی یہ حالت ہے کہ دل میں اسکے باوجود شبہ ہو مطالعہ
دھم حق پر ہیں اور زبان سے اقرار نہیں کرتا صرف اس لئے کہ مخلوق ناراض ہوگی تو افسوس ہو اسکی
زندگی پر اور حسرت ہو فنائی شدہ ہونے پر۔

سولھواں فائدہ۔ ہم نے اسکی قوت قدسی و فیض صحبت سے مکالمہ الٰہی[1] کا درجہ حاصل کیا۔

سترھواں فائدہ۔ شاید کوئی اور بعض لوگوں کے بارے میں کہہ کر کہ مجھ جیسوں میں سے ہیں یہ بات ہی تھی
واضح ہو کہ اس دور میں استعانت لغیر اللہ سے تنفر۔ بے ادبی و گستاخی کی حد تک سمجھا جاتا تھا یہاں تک
کہ وہ یا رسول اللہ کہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے حالانکہ یہ بھی انکار کرنے والے تحیات میں
السلام علیک ایھا النبی پڑھتے۔ رہا تو انہیں تو ادا کیا ہے یہ نیز انہوں نے احادیث
کو قرآن مجید کا قاضی ٹھہرایا تھا اور مدارس میں کوشش بھی ظاہری عمل تک محصور تھی مگر مسیح
علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ سلوک و تصوف کی تمام منازل اسی نماز میں ہیں پس تم باطنی فیض
روحانیت بھی اسی کے ذریعہ حاصل کرو۔

اٹھارھواں فائدہ۔ یہ کہ ہمارا تعلق ایک ایسے وجود سے ہے یا مجاہدات رکھ کر ہمارا پیوند ایسے
درخت سے ہے یا ہم اس درخت کی شاخ ہیں جس کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے لگایا۔ اور ہر روز جس کو
آب وحی سے سینچا جاتا ہے پس ہم بحیثیت شاخ ہونے کے اپنی فطرت و استعداد کے موافق
اس مصفا پانی سے حصہ لے رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلدی پھل لیں گے اور ہم میں سے ان دوام
کے پھول اور رضائے الٰہی کے پھل لگینگے۔ اسکے بعد چند فوائد جو حبیب اللہ حضرت اقدس کی زبانی
تحریر ہوتے ہیں۔

---

[1] شاید کوئی کہے کہ بعض کو الہام نہیں ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے ضروری نہیں
جیسے اسلام میں سب ولی نہیں ہیں پھر کلام خدا کی طرح سے ہوتا ہے انشاء اللہ ایک سے ... بہ سلسلہ
نوحی بافشہ ماشاء اللہ۔ یہ کوئی رسول ایسا ہے جو خدا کے حکم سے مامور ہو کر
اللہ کی مرضی پر ہو ... ۱۹۱۳

انیسواں فائدہ۔ مجھے اپنے بھائی پر حسن ظن کیا ہے اور اسکو عذری یا کذاب نہیں [illegible] اسکی نسبت کسی طرح کے شکوک فاسدہ کو دل میں ہرگز نہیں [illegible] اس ثواب کا میں استحقاق حاصل ہوا جو بھائی پر نیک ظن رکھنے کی حالت میں ملتا ہے۔

بیسواں فائدہ۔ ہم حق کے قبول کرنے میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہیں ڈرے اور نفسانی جذبات ہم پر غالب ہو سکے اور ہم [illegible] حق پر ٹھہر گئے [illegible] اور ایک سیاہی منجملہ کی آمد دیکھ کر پیغام کو قبول کر لیا [illegible] کی راہ [illegible] نہیں کئے۔

اکیسواں فائدہ۔ پیشگوئی کے مصدق پورا ہونے کی وجہ سے ہم ان علوم سے مخصوص ہوگئے جو ستارہ کرتے کے ساتھ دیکھنا پیدا ہو جاتے ہیں [illegible] کی حالت میں [illegible] ہو جاتا ہے جو موجب [illegible] اور [illegible] خداتعالیٰ کا ایک نشان اور اسکے نبی کی پیشگوئی اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لی [illegible] میں بہت ترقی کر گئے اور ہماری ایمان پر ایک معرفت کا رنگ آگیا۔ اب [illegible] ہو گئے جو ان پیشگوئیوں کے [illegible] ہیں دلوں میں پیدا ہوکر [illegible] ہیں [illegible]

بائیسواں فائدہ۔ ہم [illegible] کے ایسے [illegible] پایا [illegible] اور [illegible] ہی گئے جو ان لوگوں پر ہوئی [illegible] کے حصہ میں [illegible] ہیں۔

تیئیسواں فائدہ۔ یہ کہ ہم [illegible] برکات کے مستحق ٹھہر گئے جو ان مخلص لوگوں کو شامل ہوتے ہیں جو حسن ظن سے اس شخص کو قبول کرتے ہیں کہ جو خداتعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔

یہ ۲۳ فوائد اس مناسبت سے کہ صدی کے بھی تیئیس سال گزر گئے ہیں بہت ہی [illegible] ہونگے اخیر میں قرآن کی [illegible] کی دو آیات جو صدی کی طرف سے آنے والے کو ماننے کے [illegible] متعلق ہیں لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ

[illegible] وہ اصل [illegible] کو علم رکھا گیا ہو کہ سب کو ئی یہ مسئلہ
[illegible] ہو ۔ [illegible] تب اس کو ہی بخش دے گا [illegible]
[illegible] والے [illegible] دنیا کا ہو آخرت کا [illegible] ہو و ہی ہو جائے گا ۔
[illegible] کو [illegible] کہیں بھاگ نہیں سکتا کیونکہ اس کے سوا تو کوئی
[illegible] نہیں جو خدا کی گرفت سے بچائے [illegible] لوگ [illegible] گرتے ہیں [illegible]
[illegible] دونوں پہلوؤں کا ذکر [illegible] لئے ہیں کہ
[illegible] اور [illegible] بری ہے
[illegible] کا [illegible] حال [illegible]

تصوف

گذشتہ سے پیوستہ

۱۱۔ صوفی [illegible] سے ہر بڑ کرتے ہیں [illegible]
تو [illegible] اپنے بھائی کی اصلاح چاہے [illegible] اس کو کوئی
[illegible] کرے ۔

[illegible]
[illegible] تو [illegible] ہیں کہ لوگوں سے زیادہ
[illegible] ہے ۔ [illegible]
میں [illegible] اپنے بھائیوں کی عیب [illegible] نہیں کرتے ۔ بلکہ پردہ پوشی کرتے ہیں ۔ ایک
[illegible] نے اپنے دوستوں [illegible] تو [illegible] انھوں نے
[illegible] تعجب کی بات ہے کہ تم میں سے کوئی
ایک اپنے بھائی کے حق میں [illegible] کے لئے [illegible]
[illegible] ہیں ۔

ثواب صوفیہ میں یہ بات بھی ہے کہ وہ غائبانہ اپنے بھائی کے لئے آمرزش طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اسکی بہبودی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا نیک لوگ گذرے ہیں ایک بھائی کسی غلطی میں گرفتار ہوا۔ اسنے اپنے دوسرے بھائی جس کے ساتھ وہ صحبت رکھتا تھا کہا کہ میری حالت ٹھیک نہیں رہی آپ چاہیں تو مجھ سے قطع تعلق کریں اسنے کہا میں ہرگز ایسی بات نہ کرونگا الگ نہیں ہونگا کہ یہ بے وفائی ہے بلکہ تمہارے لئے دعائیں کرونگا۔ چنانچہ اس نے عہد کیا کہ وہ روزے سے رہیگا جب تک اسکا بھائی اپنے پہلے حال میں نہ آجائے۔ چنانچہ چالیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ بعد کے اسکے بھائی نے خبر دی وہ بات مجھ سے دور ہو گئی۔

صوفی اپنے دوست کو ملامت و معذرت خواہی کی تکلیف نہیں دیتے اور وہ دوست کی خواہش کو اپنی خواہش پر بہرحال مقدم رکھتے ہیں۔ اور اپنے دوست کو کسی ایسی بات کی تکلیف نہیں دیتے جو اسکو مشکل ہو

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ سب دوستوں سے بدتر وہ ہے جو تمہارے لئے تکلیف کرے اور جسکے لئے تمہیں تکلف کرنا پڑے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں میرے اوپر نہایت بھاری وہ ہے جو میرے لئے تکلف کرے۔ اور سب سے ہلکا میرے قلب پر وہ ہے کہ میں اسکے ساتھ ایسا رہوں جیسا تنہائی میں رہتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ یہ لوگ اپنے مولا کے ہو کر رہتے ہیں۔ اگر کچھ چاہتے ہیں تو اپنے مولا کے خود اپنے نفس کے لئے کسی کی صحبت اختیار کرتے ہیں تو خدا کے لئے چھوڑتے ہیں تو خدا کیلئے

اطلاع

تشحیذ الاذہان آئندہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوا کریگا۔ کیونکہ ملازمین تاریخ روانہ کرنے سے رسالہ اکثر احباب کے پاس دوسرے مہینے میں پہنچتا تھا۔ نیز پہلے رسالہ انگلش پریس میں چھپتا تھا۔ وہ پریس بند ہو گیا اسلئے یہ پرچہ ضیاء الاسلام پریس میں اسکا چھاپا جانا منظور ہوا ہے۔ جسکے لئے ہم اپنے ضلع کے معزز رحم دل صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ممنون ہیں۔

"تصدیق خلافت احمدیہ"

پیغام انجمن کی طرف سے ایک ٹریکٹ بنام "تقریریں اور ان کا جواب" شائع ہوا ہے۔ جس میں قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے خلافت احمدیہ پر اپنے نقطہ نگاہ سے بحث کرتے ہیں کہ اعلان میں کی کثیر عبارتوں اور مسیح موعود کی تحریروں کی بھی تکذیب لازم آتی ہو۔ ذیل میں معترض کے کے ہیڈنگ کے ماتحت مختصر جواب دیئے جاتے ہیں۔ معترض سے مراد قاضی صاحب ہیں۔ مجیب سے مراد راقم مضمون ہے۔ اس مضمون میں جہاں تک ہو سکا ہے۔ زیادہ تر مسیح موعود کی تحریروں کو پیش کیا گیا ہے یعنی کوئی بات حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں محض ہر خلافت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ نبوت کے متعلق اس میں کوئی بحث نہیں۔ سوائے اس کے کے جہاں انکار خلافت پر پہنچا ہو۔ صرف اصولی بحث کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ فروعی باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے موجب ہدایت بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(معترض) میرے نزدیک منسوخ علیہ گروہ میں وہی داخل سمجھا جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۱)
مسیح موعود کے بعد جب تک کوئی شخص مامور من اللہ نہ ہو اور قرب و وحی سے مخصوص نہ ہو۔ اس کا کوئی قول و فعل جماعت احمدیہ پر حجت نہیں ہو سکتا۔" (صفحہ ۱)

(مجیب) جناب قاضی صاحب آپ کا پیش کردہ اصول بحیثیت مامور من اللہ ہونے کے ہے یا کسی خاص وحی و الہام کی بنا پر اگر نہیں تو جب آپ کا ہی پیش کردہ اصول کے مطابق سے حجت نہیں آپ کیا مامور ہیں جو یا کسی خاص وحی سے منسوخ علیہ گروہ میں داخل ہونے کے لئے منسوخ اصول پیش کیا ہو۔ اگر دونوں امور تحریروں سے ایک بھی نہیں اور ہرگز نہیں تو آپ کا یہ کہنا باطل خود غلط ہے۔ اب خود مسیح موعود کی بھی تحریر لیجئے۔ بلکہ معلوم ہو کہ آپ مسیح موعود کے کس قدر مخالف کہ رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نبی اللہ خلفاء ... میں فیصلہ فرماتے ہوئے یوں ارشاد

قرآن شریف ۔ زور کان کھول کر سن لو ۔ شاید [illegible]

پس اس تحقیق کا فیصلہ یہ ہوا کہ اہل بصیرت اور حضرات اور تقوی اور طہارت کے
قول اور فعل کی اس مسئلہ تفسیر کرنی ضروری ہے یہاں تک کہ ہدایت اسلام ہو
کہ اس شخص نے حقائق و معارف قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا ہے ۔ کیونکہ ہر ایک متقی کی
حقیقت پہنچ نہیں سکتی ۔ لا یمسہ الا المطہرون ۔ مطہر کا دامن پکڑ کر تقوی
ہو مگر ساتھ ہی شرط ہے کہ وہ شخص ہر ایک شرطوں کے ساتھ نیکی جیسے [illegible]
وہ حالات موجودہ کے موافق پیش آئیں انہیں حل کر سکے ۔ اسکی طرف اشارہ حدیث
من فسر برایہ [illegible] (رسالہ [illegible]) فتاوی احمدیہ

پس یہ خدا کے ستر کر وہ حکم کا فیصلہ بھی ہی ہے فیصلہ ہے اور اس [illegible] سے مطہر کا دامن
پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسکی اطاعت کو نبی کی تعلیم کے ماتحت ضروری اور اس کا فیصلہ کیا گیا ہے تم
ہر کوئی [illegible] ہو اس قطعی فیصلہ کو ٹالے ۔ پھر غیر مقلدین کی نسبت سے ظاہر کرتے ہو تو ایسے ہیں
جس حالت میں شان نے فرمایا کہ لا یمسہ الا المطہرون ۔ اور یہی حدیث
بھی ہیں جیسے کہ تم دیکھ لیا کرو کہ آپ کو کس سے پتے ہو ایسی کہ [illegible]
کہ ہر ایک شخص جس کو ایک کامل حصہ تقوی کا بھی حاصل نہیں اور وہ بصیرت اس کو
عطا کی گئی ہے جو پاک لوگوں کو دی جاتی ہے وہ جس طرح چاہے قرآن کے معنے کرے
اور جس طرح چاہے حدیث کے معنی کرے بلکہ وہ شخص ضلوا و اضلوا کا مصداق ہوگا ۔"
فتاوی احمدیہ

دوستو ! خدا را خوف کرو ہم اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ مسیح موعود کی تعلیم کے ماتحت ایک کو
اپنا مطاع کل اور امام مسیح موعود کے مقابل اگر کوئی بات کہے تو اسکی نہ مانو ۔ حضرت اقدس ایک
سال میں صرف فقروں میں ایک مطہر اہل علم و خلیفہ کی اطاعت اور نیکی کو ضروری شرط ہے
بیشک ایک مسیح کے مقابل ہیں اور اسکی مراد گی ہر کسی محمد [illegible] کے پیچھے چلنا مصیبت ہوگا ۔

ہر لیکن سوال یہ ہے کہ جب خدا کا کوئی وجود نہ ہو تو صداقت کس کو کہا جائے کیونکہ ہر ایک کو اپنا آپ امام تسلیم کرنا چاہیئے اور بعض غیر متمدنین کی طرح صداقت ہر ایک طبقے کے لوگوں اور ہر ایک مرحلے کی عقل کو صداقت آزادی تسلیم کی جاوے تو زمین میں خطرناک نقصان ہو جیسا کہ اب اس آزادی سے نقصان ہو رہا ہے پس صحیح یہی ہوگا کہ اگر کوئی خدا کی طرف سے ایسا آیا [illegible] انما الخمر والمیسر وغیرہ وغیرہ کے احکام اور حدیث صحیح کے ماتحت (جیسے کہ مسیح موعود سے فرمایا ہے) [illegible] نبی اللہ کہلائے نزول مسیح (نبی اللہ کے تصادف) [illegible] ہیں۔ کوکہ مذہب سے دین قرار دیا جاتا ہے تو ایسی کو ایک اجتہاد [illegible] اور مشرکین کا مسکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی [illegible] صاحب کو اسلام کا دشمن اور سلسلہ احمدیہ کی بیکنی کرنے والا مشرک و مشکک [illegible] اپنے کانوں سے سنا اور دیکھا [illegible] خلیفۃ المسیح ثانی کو کالیاں دینے میں کوئی عار نہیں [illegible] کہ بات بات میں فرق کا پیدا [illegible] اور آزادی کا اس قدر کھل گیا [illegible] اور پھر ایسے شخص کو جب سے منکر [illegible] کی مدد کی صورت میں [illegible] کے برخلاف ہر ایک [illegible] علیہ السلام کے آنے کو [illegible] اسلامی آزادی کی تعلیم نہیں دیتا کیونکہ

اسلام چیز کیا ہے ؟ خدا کے لئے فنا ۔ ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

دوسرا عقل [illegible] ہیں جو غلطی کر گئے ہیں بعض ان میں سے صرف ملی تھے۔ اور بعض صرف بادشاہ مگر مسیح موعود [illegible] بادشاہ دونوں [illegible] اور جماعت احمدیہ مسیح موعود [illegible] بادشاہ ہے

(مجھے) حضرت اقدس نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

" ہر چہ از تو آمدہ [illegible] آمدہ "

سو یہی مثال ان لوگوں کی ہے خلافت کے لئے نبوت اور بادشاہت [illegible] قرآن کے

سلہ [illegible] خلیفۃ المسیح [illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible]

باحث ہے۔ یا کونسی وہی مسیح موعود ہے یا کونسی وہ تحریر ہے جو مسیح موعود نے ایسی پیش کی ہیں
ہیں خلافت کے لئے نبوت یا بادشاہت کو لازمی قرار دیا گیا ہے تو پیش کرو۔ اور اگر نہیں تو آپ کا
قول کیوں ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق نہیں۔ مسیح موعود کے لئے تو آپکا یہ قانون ہو کہ
اسکی کوئی بات جو کسی الہام کی بناپر نہ ہو اور الہامی اجتہادی تشریح اگر قرآن مجید اسکو
غلط ثابت نہ کریں۔ تو وہ ٹھکرا دینے کے قابل حجت ہے۔" مگر لیکن خود کا استمرار یہ کہ اپنے لئے
گویا آپ کی ہر ایک بات وحی من السماء کا حکم رکھتی ہے۔ سنو اور غور سے سنو حضرت
اقدس مسیح موعود خلافت ہی کی یہ تعریف کرتے ہیں۔

"اے لوگو! جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اس آیت استخلاف کے یہی معنی ہیں
کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہیگی اور غیر مذاہب
والے تم سے روشنی حاصل کرینگے۔ اور یہی روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب
والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے
جسکو دوسرے لفظوں میں **خلافت** کہتے ہیں۔" شہادۃ القرآن ص۴۳

جناب قاضی صاحب! آپکا یہ فرمانا کہ خلیفہ یا نبی ہو یا بادشاہ۔ کیسا باطل ہو جاتا ہے کہ حضرت
مسیح موعود خلافت ہی کے ان دو شرطوں میں سے ایک بھی بیان نہیں فرماتے۔ حضرت
اقدس تو روحانی زندگی اور باطنی بینائی کی لیاقت کو خلافت قرار دیتے ہیں اور آپ نبوت یا
بادشاہت کو۔ اب آپ ہی فرمادیں کہ آپ کی مانیں یا حضرت اقدس مسیح موعود کی

جناب قاضی صاحب! کیا یہ فرمانا کہ خلیفہ مامور ہو یا بادشاہ دو پہلو سے غلط ہے
(اول) قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں نبوت اور بادشاہت کو الگ الگ
کرکے پیش کیا گیا ہے۔ اور نبی کے لئے بادشاہ ہونا یا بادشاہ کے لئے نبی ہونا کوئی لازم
ملزوم بات نہیں۔ پس جبکہ خود نبی کے لئے بادشاہ ہونا شرط نہیں۔ تو خلفاء نبی کے لئے
بادشاہ ہونا کیونکر شرط ہو سکتی ہے اور یہی نام مامور ہونا۔ سو حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے پہلے تک خلفاء انبیاء نبی اور مامور ہوتے تھے لیکن آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کی وجہ سے ہر ایک خلیفہ کا نبی اور مسیح ہونا ممتنع الامکان ہو گیا۔ آنحضرت صلعم کی شان ختم نبوت تو اظہر ہے۔ اس میں کوئی اشتباہ پیدا ہو پس خاتم النبیین کے بعد خلفاء نبی کے لئے نبی یا بادشاہ کی شرط لگانی پیش کرنا نادانی ہے۔

دوم اس کا نقل اسکے بالکل برخلاف ہے کیونکہ ایک آیت قرآنی بھی اس امر کی تصدیق نہیں کرتی کہ امت موسویہ میں بعض بادشاہ خلفاء موسیٰ علیہ السلام میں داخل تھے۔ بلکہ کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں جہاں بعض بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ بولا گیا ہو۔ بلکہ موسیٰ کے تمام خلفاء نبی تھے۔ جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اگر تمام خلفاء امت محمدیہ کو نبی کے نام سے پکارا جاتا۔ تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے پکارا نہ جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں۔ لہٰذا حکمت الٰہی نے ان صحیح اور واقعات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ امت محمدیہ میں سوائے مسیح موعود کے کوئی نبی اللہ کے نام سے مخصوص نہیں۔" (حقیقۃ الوحی [illegible]) پس امت محمدیہ میں باوجود غیر نبی اور غیر بادشاہ ہونے کے بعض افراد امت خلفاء محمد رسول اللہ کہلاتے ہیں۔ اس سے لازم آیا کہ خلفاء نبی کا نبی یا بادشاہ ہونا ضروری نہیں۔

پس سورۃ استخلاف میں محمدی خلافت کو جو موسوی خلافت سے مماثلت دی گئی ہے وہ محض [illegible] ہے جس کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود نے روحانی زندگی اور باطنی بینائی کی لیاقت کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ اور اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم کے بعد دو طرح سے خلافت ہوئی ہے۔

ایک تو خلافت بالحکمۃ ہے اور دوسری خلافت باطنی یا ظاہری ہے۔ پہلی خلافت [illegible] زبردست قدرت سے نبی کی سنت ذات کے بعد قائم ہوتی ہے اور دوسری خلافت [illegible]

اور چونکہ سوائے مسیح موعود کے اور خلفاء امت میں سے کوئی نبی نہیں۔ لہذا خلافت بادشاہی اور خلافت مالکیہ کو ایک ہی جگہ ذکر کر دیا گیا۔ اور دونوں قسم کے خلفاء ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ بعض ان میں بادشاہ بھی ہیں اور بعض صاحب بادشاہ بھی نہیں مگر امر خلافت میں دونوں ایک ہی ہیں۔ اور چونکہ کسی کو مقام نبوت عطا کیا جانا ہے۔ اس لئے عام خلفاء سے ممیز اور ممتاز ہو سکے۔ اس لئے مسیح موعود کا سورہ نور میں علیحدہ بھی ذکر کیا گیا ہے

(معترض) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت مملکت کے رنگ میں تھی۔ صٹ

(مجیب) عجیب اور محض غلط۔ جناب قاضی صاحب! کیا آپ نے اس بات کا ٹھیکہ اٹھا لیا ہے کہ ہر ایک بات میں مسیح موعود کی مخالفت کی جائے۔ اگر آپ کے پیش کردہ اصول خود اسکی تائید میں قرآنی آیت پیش کیجئے۔ نہیں تو کسی آنحضرت صلعم کی ہی حدیث کا حوالہ دیجئے۔ اور اگر اس سے بھی انکار ہو تو مسیح موعود کی تحریر کا کوئی حوالہ پیش کریں۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو کم از کم اپنے اعتقاد کو سے تو باز آجاویں۔ سنئے مسیح موعود کیا فرماتے ہیں؟

دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیش آجاتا ہے . . . دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر کے وقت میں ہوا . . . تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا . . . " الوصیت

اس میں صاف اور صریح طور پر حضرت ابوبکر کو نبی کا خلیفہ پیش کیا ہے اور اسلام کا تھام لینا انکی طرف منسوب کیا ہے۔ نہیں اگر اسلام بادشاہت اور مملکت کا نام ہے تو بیشک وہ مملکت کے رنگ میں خلیفہ ہوئے۔ اور اگر اسلام دین اور مذہب کا نام ہے تو وہ یقیناً دینی خلفاء تھے

پھر اگر حضرت ابوبکر اور عمر دینی خلفائے اسلام تصور دار دئیے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل پانچ باتوں

سے مستنبط ہوتا ہے۔

(اول) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین مہدیین فرمایا۔ سیاسی خلیفے نہیں فرمایا۔

(دوم) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت راشدہ علی منہاج النبوت کی مدت تیس سال مقرر فرما کر بتا دیا۔ کہ دینی خلفاء اور سیاسی سلاطین الگ الگ ہیں۔

(سوم) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶ ماہ بعد ان خلافت کے اپنی خلافت کو بعینہ الفاظ امیر معاویہؓ کی طرف منتقل کر دیا کہ اب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اور ملکت کو ننگ میں چاہتا نہیں۔

(چہارم) امر خلافت میں مسیح موعود نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو محمدی سلسلہ خلافت کا اول اور اپنے آپ کو آخر تسلیم کیا ہے اور بعض واقعات میں حضرت ابو بکرؓ اور اپنے درمیان بڑی مشابہت ہر شکل کی ہے دیکھو تحفہ گولڑویہ صفحہ [illegible] ۔ پس اس سے بھی ابو بکرؓ کا دینی خلیفہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مسیح موعود کی خدمت سیاسی نہ تھی۔ اور دوسری طرف حضرت ابو بکرؓ کی خلافت نبوت والی نہ تھی تو بعد مشابہت کے قیام کے لئے حضرت ابو بکرؓ کا روحانی اور دینی خلیفہ ہونا لازم ہے ورنہ مشابہت باطل ہوتی جاتی ہے۔

(دلیل پنجم) حضرت مولوی نور الدین صاحب نے مسجد میں قرآن کو ہاتھ میں لے کر خدا کی قسم کھا کر کئی ہزار آدمیوں کے سامنے بڑے زور سے بیان کیا کہ

"جس طرح ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔" (الحکم ۲۱ مئی ۰۹ء)

پس اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت سیاسی نہ تھی بلکہ انہی معنوں میں تھی جن معنوں میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کی تھی۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب جیسے عالم و عامل مسیح موعود کے خاص صحابی کا اپنے خلیفہ بیان کرنے میں اشتباہ ہونا محال ہے۔

دوسرے معنی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت محمد رسول اللہ، حضرت موسیٰ، اور حضرت عیسیٰ (یعنی حضرت مسیح ناصری) سے زیادہ مشابہت اور مماثلت ہے لہٰذا اُن رسول (حضرت مسیح ناصری) کا سا معاملہ اُنکے ساتھ ہوگا صفحہ ۲۰۴ گو عبارت کی ترتیب یہ نہیں مگر مطلب اور الفاظ یہی ہیں۔

(مجیب) قاضی صاحب! آپکا یہ فرمانا کہ مسیح موعود کو حضرت مسیح ناصری سے بہ نسبت نبی کریم کے زیادہ مشابہت اور مماثلت ہے ایسا یہ قول ہے کہ جس سے مسیح موعود کا مذہب اور مشرب بالکل ترکِ قیاس ہے تعجب ہے کہ آپ اس بات میں مسیح موعود پہ حملہ کرتے ہوئے ذرہ نہیں جھجکتے اگر آپکے کان سننے کے ہوں تو ذرہ دل لگا کر سنو۔ حضرت مسیح کیا فرماتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

"خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا ہے اور آدم سے لیکر اخیر تک جس قدر نبی گذر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دئیے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد معہود رکھا۔ اور دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا۔ ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کرکے بیان کیا گیا ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۳۰)

پس یہ کہنا کہ مسیح موعود صرف مسیح ناصری ہی سے مشابہت رکھتے ہیں محض غلط اور بے بنیاد ہے اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اگر سو مشابہتیں ہیں جو مسیح موعود کی مشابہتیں ایسی ہیں جو مسیح ناصری سے مشابہ ہیں تو ۹۰ ایسی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں کیا قاضی صاحب آپنے کبھی نہیں پڑھا جو مسیح موعود نے فرمایا ہے۔

"پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب ٭ گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار"

ایک طرف تو حضرت مسیح موعود ہیں۔ جو اپنے سلسلے کا مدار احمد ہونے پر قرار دیتے ہیں اور ایک طرف آپ جیسے مریدین مسیح موعود ہیں کہ سلسلہ دعوے کا دارومدار مسیح ہونے پر منحصر ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے حضرت اقدس کے مسیح اور مہدی ہونے کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں ورنہ ہوتے ہے بھی ایسا کہ تمہارے اپنے منہ سے نہ نکلتے کہ مسیح موعود کو محمد رسول اللہ

سے کچھ نسبت نہیں رکھتا بلکہ نسبت مسیح ناصری سے ہے آپ خود اس حقیقت کو کس وضاحت کی بیان کرتے ہیں۔

"مجھ کو مسیح عیسیٰ ابن مریم کا مظہر بنایا۔ تا کفر اور گمراہی کے دلوں کو دور فرماوے اور مجھ کو مہدی احمد کرم کا مظہر بنایا تا لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہدایت اور ہدایت کی باتیں کو دوبارہ لائے۔ اور لوگوں کو غفلت اور گنہگاری کے میل سے پاک کرے۔" خطبہ الہامیہ

پس مسیح موعود دفع شر کے لئے تو عیسیٰ مسیح ہے۔ اور افاضہ خیر کے لئے محمد مہدی ہے۔ اور اسی حقیقت کو آپ نے بار بار اپنی کتابوں میں کھول کر بیان فرمایا اور کہیں ہوا کہ مہدی آخر زمان کے لئے مسیح موعود کی دونوں صفتوں کا وارث ہونا لازمی اور ضروری ہے جیسا کہ فرمایا۔

"اور مہدی آخر زمان کے لئے جس کا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے باوجود مبعوث ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا ازبس ضروری ہے ۔ ۔ ۔ اور مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے اور مسیح کا نام حضرت عیسیٰ سے بطور خصوصیت رکھتا ہے۔" اربعین ص۱۲

پس مسیح موعود کو مشابہت میں تمام مسیح ناصری سے مخصوص کر دینا صاف اور صریح اس امر کی دلیل ہے کہ مسیح موعود کے مہدی ہونے سے انکار کیا جائے۔ حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے حضرت مسیح موعود نے بیسیوں جگہ (دیکھو [illegible]) لکھا ہے کہ دفع شر کے لئے تو میں مسیح ہوں اور افاضہ خیر کے لئے میں مہدی ہوں۔ اور یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ دفع شر کو افاضہ خیر سے کوئی نسبت نہیں اگر کوئی نسبت ہو سکتی ہے۔ تو وہ محض جزو و کل کی ہو سکتی ہے جیسا کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"دجال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدار نجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا افاضہ خیر ہے جو مدار نجات ہے اور افاضہ خیر سے دفع شر کو کچھ نسبت نہیں۔ اور جو شخص افاضہ خیر کر سکتا وہ دفع شر پر بھی قادر ہے" [illegible]

پس مسیح موعود کو اگر کسی اور کے ساتھ مشابہت ہو سکتی ہے تو وہ حضرت نبی کریم صلعم سے ہے کیونکہ آنحضرت
نبی کی وجہ سے مسیح موعود اور محمد مہدی کہلاتے ہیں۔ اور آنحضرت ہی کی وجہ سے ہو کر مدارج حاصل کئے ہیں
پس افسوس اس قوم پر جو محض ہٹ پر گزر رہی ہے اور غیر کو تو نبی کی جگہ پر بٹھا رہی ہے اگر کہتا ہوں کہ
اگر دنیا میں کوئی رسول ہو جس کے ساتھ مسیح موعود کی مشابہت ہو سکتی ہے تو صرف محمد
رسول اللہ ہی ہو سکتے ہیں۔ مسیح ناصری کو آنحضرت سے اور مسیح موعود کو ذرہ کی بھی نسبت نہیں۔ دیکھئے
صفحہ اول الحکم پرچہ

(۱) حضرت مسیح موعود کی بعثت ساتویں ہزار میں ہوئی جو کہ ہدایت کا ہزار مقدر ہے اور
حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت بھی اپنے ہزار میں ہوئی جو ہدایت کا ہزار ہے یعنی پانچویں ہزار میں
لیکن مسیح ناصری کی بعثت چوتھے ہزار میں ہوئی جو ضلالت کا ہزار ہے پس بنا ہدایت کے زمانہ کے
اعتبار سے مسیح موعود کو نبی کریم صلعم سے خاص مناسبت ہے نہ کہ مسیح ناصری سے (مفصل
دیکھو لیکچر سیالکوٹ)

(۲) حضرت مسیح موعود کا کل دنیا کی طرف ہی بھیجا جانا ثابت ہو رہا ہے کہ الہام دنیا میں ایک نذیر آیا
یا ارسلناک کافۃ للناس رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم
صلعم کو کل دنیا کی طرف مبعوث فرمایا۔ لیکن حضرت مسیح ناصری کی دعوت کا دائرہ محدود تھا پس
ہدایت کی دعوت کے اعتبار سے مسیح موعود حضرت نبی کریم کے مثیل و مشابہ ہیں نہ کہ مسیح ناصری
کے۔

(۳) حضرت مسیح موعود کے وقت میں تکمیل اشاعت ہدایت ہوئی (دیکھو تحفہ گولڑویہ صفحہ) اور
حضرت نبی کریم صلعم کے وقت میں تکمیل ہدایت ہوئی لیکن مسیح ناصری کے وقت میں نہ تو تکمیل
ہدایت کاملہ ہوئی۔ نہ ہی تکمیل اشاعت ہدایت۔ پس تکمیل کے پہلو سے مسیح موعود کا نبی کریم
کے مشابہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ مسیح ناصری کے

(۴) حضرت مسیح موعود کو آنحضرت کامل کے لئے مہر دی گئی یعنی ختم ولایت۔ اور حضرت

نبی کریم صلعم کو افاضہ کمال کے لئے مبعوث کی گئی یعنی ختم نبوت۔ لیکن مسیح ناصری کا افاضہ کمال کے متعلق یہی نہیں کہ خاتم النبیین اور نہ ہی خاتم الانبیاء ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا افاضہ ہدایت میں مسیح موعود حضرت نبی کریم صلعم کے مشابہ ہیں نہ کہ مسیح ناصری کے۔ کیونکہ مسیح ناصری بطور نبی کے خاتم الخلفاء تھے۔ اور حضرت نبی کریم اور مسیح موعود بطور اصل کے خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء تھے۔

(۵) حضرت مسیح موعود کا کمال آیا ایمان دنیا پر ظاہر کرنے کا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسقدر نشانات اور معجزات دکھلائے کہ سوائے نبی کریم صلعم کے کیفیت اور کمیت اور مقدار کے لحاظ سے اسقدر نشانات کا ظہور ہونا ممکن بلکہ محال ہے لہٰذا اس صورت میں بھی مسیح موعود کا حضرت نبی کریم کے مشابہ ہونا لازم آیا۔ نہ کہ مسیح ناصری کے۔

(۶) حضرت مسیح موعود کے روحانی افاضہ اور قوت قدسیہ کے اثر سے شہزادہ عبد اللطیف جیسے شخص نے اپنی جان کو قربان کر دیا۔ جیسے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صحابہ نے کیا۔ لیکن مسیح ناصری کے وقت میں ایسی قوت قدسیہ اور کمال افاضہ کی تاثیر کی نظیر نہیں ملتی۔ پس اس جگہ بھی مسیح موعود کا حضرت نبی کریم کے مشابہ ہونا لازم آیا۔ نہ کہ مسیح ناصری کے۔

(۷) حضرت مسیح موعود کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت مولوی نور الدین کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا جیسے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد حضرت ابوبکر کے وقت میں ہوا۔ پس اس سے بھی مسیح موعود کا حضرت نبی کریم کے مشابہ ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ مسیح ناصری کے ساتھ۔

(۸) حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ "خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع نہ ہو جائے میری برکات ظاہر کرتا رہے گا [illegible]" برکات کے لحاظ سے اگر کوئی رسول شریک ہو سکتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلعم ہی ہے نہ کہ مسیح ناصری جنکی برکات انکے ساتھ ہی ختم ہو گئیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی برکات کی نسبت لکھتے ہیں۔

"مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا ◆ میری مرہم سے شفا پائیگا ہر ملک و دیار"

پھر فرمایا: "میں خدا سے ہوں۔ اور مسیح مجھ سے ہے۔" پھر فرمایا "سر سے لیکر پاؤں تک وہ یار ہو مجھ میں نہاں"۔ پس جو تمام برکات اور عالی تعلقات کے رنگ میں اگر کوئی مسیح موعود کا شریک ہو سکتا ہے تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ مسیح ناصری۔

(۹) حضرت مسیح موعود کو داعی الی اللہ اور سراج منیر کے دو نام عطا ہوئے ہیں (دیکھو اربعین) اور یہی دونام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص ہیں۔ لیکن مسیح ناصری ان ناموں سے محض بے نصیب ہے۔ پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنحضرت صلعم کا مشابہ ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ مسیح ناصری کے۔

(۱۰) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: "خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا" (تحفہ گولڑویہ) اور حقیقۃ الوحی میں فرمایا "وہ الگ کیا جائے نہیں ہوگا" صفحہ ۱۹۳ اور الہام انی مہین ... کی نسبت افضل ہو کا مخاطب ہے۔ پس خدا کے فضل نے ثابت کیا کہ یہ بات بھی مسیح موعود کے مثیل محمد ہونے پر گواہی دیتی ہے کہ مثیل مسیح ہونے پر۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

پس توضیح ۱۰ دلیل سے بھی مسیح موعود کا مثیل محمد ہونا ثابت ہوتا ہے اور صرف ۱۰ فی صدی مثیل مسیح ہونا۔ اور جیسے ذرہ شرکو آفتاب سے کوئی نسبت نہیں صرف جزو کل کی نسبت ہو سکتی ہے ویسے ہی مسیح ناصری کو مسیح موعود سے کوئی نسبت نہیں اور اگر کوئی ہو تو محض جزو کل نسبت ہو سکتی ہے۔

(معترض) حضرت سیدنا محمد نے جو کچھ پایا۔ اسکا عشر عشیر بھی مسیح موعود نے نہیں پایا مثلاً اصل کو حکومت بھی ملی اور شریعت بھی۔ مجدد مسیح موعود نے ان دونوں میں کونسی بات پائی۔

(مجیب) جناب قاضی صاحب! جب آپکی ذات پر حضرت اقدس آ گئی آپ کو چاہئے کہ کسی کو مسیح موعود کے بالمقابل نکل کر اعتراض کریں۔ ... زبانی ... مسیح موعود پر حملے کرنا اچھا کام نہیں آپ نے ... فرمایا کہ مسیح موعود کو حضرت سیدنا محمد کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ لیکن خدا کے

وجود کو محمد رسول اللہ صلعم کا وجود ہی قرار دیتے ہیں۔ اور ہر ایک بات میں محمد رسول اللہ کا شریک کرتے ہیں۔ اگر کوئی سمجھنے کی تاب ہو تو ہو۔

"تمام انبیاء کی حقیقتیں ... آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم سے ... اور بھی تمام انبیاء ہیں۔ ... اسم محمد و احمد رکھا ہے اور اس سے وجود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔"

پھر نزول المسیح صفحہ پر ہے "خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا۔" صفحہ ... ملخصاً

پھر خطبہ الہامیہ میں فرمایا

"کہ اس نے مجھ کو رسول کریم کا فیض ... اور ... مجھ کو کامل بنایا ... اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔" (۱۷۱-۱۷۲)

پس روحانی ... سے ثابت ہوا۔

تو مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے اور جلالی صفتوں کے ... خدا کے نزدیک اس کا ظہور نبی مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا ہے۔ اور اس کا زمانہ رسول کریم کے زمانہ ... کی روحانی تجلی کا آخری ... گیا۔ اور ... کے ... (خطبہ الہامیہ ...) جلالی ... کہا ... کی ذات ہے۔ ... جماعت میں داخل ہیں وہ درحقیقت صحابہ رسول کریم ہیں لیکن ... کی وجہ سے ہم صحابہ کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ وہ گویا حضرت نبی کریم کا ... بھی ... جو آپ نے بیان کیا۔

کیونکہ مسیح موعود کو حضرت نبی کریم سے الگ اور علیحدہ سمجھنا ایک خطرناک غلطی ہے جس سے بہت سا فساد لازم آتا ہے۔ اگرچہ حضرت نبی کریم کا مرتبہ بشریت بھی حضرت مسیح موعود کو حاصل نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات محمدیہ اور نبوت محمدیہ کا کامل وارث بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے سلسلے آپ کا قول ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ مخالف مخالفات کرتے کرتے مر بھی جائیں۔ لیکن خدا نے جس کو مقرر کیا ہے وہی ہوگا اور انسانی کوششوں کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ پس یا تو خدا کا قول اور فضل غلط ہو جائیگا۔ اس قول میں آپ نے خدا کا مقابلہ کیا ہے وہ خود ایک دن کھا جائیگا۔ یہی رہا۔

شریعت اور بادشاہت سو اس کا اول تو یہ جواب ہے کہ نبی کے لئے صاحب شریعت یا بادشاہ ہونا کوئی ایسی ضروری نہیں اور کمالات نبوت میں سے نبی کو شارع ہونا یا بادشاہ ہونا ہرگز داخل نہیں ہے۔ پس یہ کہنا ایسا نہیں جس سے مسیح موعود کا ناقص ہونا لازم آئے۔ اور دوسرے حضرت مسیح موعود بھی صاحب شریعت اور صاحب حکومت تھے۔ ذرا غور کرکے دیکھو۔ آپ ان معنوں میں صاحب شریعت بھی تھے کہ آپ پر الہام الٰہی فرمودہ نواہی اترتے تھے (دیکھو اربعین نمبر ۴) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ اور میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔"

اور دوسرے آپ ان معنوں میں صاحب شریعت تھے کہ آپ مطابق پیشگوئی کے قرآن شریف کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے والے ہیں اور حکومت کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"آسمانی بادشاہت"

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر ؛ گرچہ دنیا میں بہت گزرے امیر و تاجدار

اور الہام بھی "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ ثابت کرتا ہے کہ آپ یعنی مسیح موعود صاحب حکومت ہیں۔

(معترض) اعتقادی سوال کی خلافت کیسی ہے؟

(عجیب) قاضی صاحب! آپکی ساری بنیاد صرف اسی اصول پر ہے کہ ظلی رسول کی خلافت نہیں ہوتی۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ کو یہ کس قرآنی آیت کے ماتحت پتہ لگا ہے یا وہ کوئی وحی مسیح موعود ہے یا وہ کوئی الہامی نکتہ ہے۔ اور پھر تو کوئی وحی ہوئی معلوم نہیں کہ کہاں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ظلی رسول کی خلافت نہیں ہوتی۔ سنئے جناب قاضی صاحب حضرت مسیح موعود کیا فرماتے ہیں

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں میں وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷)

اور خلافت کا نبوت کے بعد ہونا لازمی اور ضروری ہے جیسا کہ فرمایا۔

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کی مخلوق سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے" (شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

پس اس حوالہ سے صریح طور پر پتہ لگتا ہے کہ رسول کے بعد اسکی خلافت کا ہونا ضروری ہے اور اس سے اور اسکی تائید حدیث بھی صاف طور پر کر رہی ہے جیسا کہ فرمایا "ما من نبوۃ الا تبعتھا خلافۃ" پس حضرت نبی کریم کے الفاظ تو ایک طرف اور مسیح موعود کے الفاظ دوسری طرف صاف اور واضح [illegible]

باقی رہا یہ سوال کہ رسول ظلی کی خلافت نہیں ہوتی۔ اسکی [illegible] تمہیں کسی آیت کا پتہ نہیں ہوتی اور [illegible] کس طرح [illegible] جب خود خدا نے نبی کے لئے [illegible] لازم [illegible] کی [illegible] دنیا میں [illegible] پس [illegible] کہ رسول [illegible] [illegible] اسکی خلافت [illegible] ثابت [illegible] خلافت [illegible] [illegible] مسیح موعود فرماتے ہیں۔

تمہیں ... کی ... اور ... میرا ... حضرت ... جلالی اور جمالی تجلیات ...
میں ... رنگ ... سے ... رسولوں ... جلال اور جمال کے رنگ میں رنگے
ہوئے ... اور ... کرتے ... کی صفت ... رنگ میں ہو کر ... جاتے
والا ... ہے ... اپنے ... کو ... ایک قوم کو
... جلالی ... اور دوسری کو جمالی ... اس ... سے ... ہو
... کے ساتھ ... رنگ ... کی ... کو ... ہے
... کو ... ہوں ... ایک ... کر ... کے ... ہیں ... ایک ...
... تفسیر ... صفحہ ... اور ... تو ... کو
پس ... کہ جمالی رسول کی خلافت نہیں ... رسول ... بادشاہ ... لازم
... اور دوسری طرف ... رسالت کے ... خلافت ... الگ ... ہو ... بھی
کہ جمالی رسول کی خلافت نہیں ... ورثت ہو سکتا ہے ... امر کے ... بالذات
... نہیں ... امر کے ... کوئی ... ایک غیر ضروری امر
کو ضروری امر کے ... اور ... کے ... مستلزم بنانا
کونسی منطق ہے ... قاضی صاحب ... کریں ... تمام انبیاء علیہم
کی ... ضروری کو غیر ضروری ... غیر ضروری کو ضروری ... لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا
چاہتے ہیں۔

(معترض) جمالی رسول کی خلافت نہیں ہوتی ... حضرت عیسیٰ ... رسول تھے ان کی خلافت
کا وجود ہی نہیں ...

(مجیب) ... علم کلام ... کیا ... کہ حضرت عیسیٰ کی خلافت نہیں ...
... مسیح ... حضرت عیسیٰ کے رنگ میں ہے ... خلافت ... ہو سکتی ... حول
ولا قوۃ الا باللہ ... صاحب ... آپ کو ... پیش کرنی چاہئے ...

کوئی حدیث ہی سہی۔ ورنہ کوئی مسیح کا کلام ہی بتا دیں کہ ہمارے رسول کی خلافت نہیں ہو سکتی۔ پھر باوجود آپ کو مسیح ناصری کی مثال پیش کرنی چاہیئے۔ جب پہلے دعوے ہی ثابت نہیں۔ تو دلیل کیسی یہ دلیل کو دعوے کے رنگ میں پیش کرنا یہ محض آپ ہی کا کام ہے۔

جب یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ہر ایک رسول کی نبوت کو خلافت کا ہونا ایک امر ضروری ہے خواہ وہ رسول جمالی ہو یا جلالی۔ تو پھر ہم کیونکر وثوق سے انہیں کہہ سکتے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد خلافت نہیں ہوئی۔ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیں کہ حضرت عیسیٰ کے بعد خلافت نہیں۔ تو اس سے حضرت مسیح موعود کی خلافت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے مستثنیات بھی تو آخر قواعد ہی کی ہوا کرتی ہیں۔ اور مستثنیات کے لئے بعض وجوہ ہوتی ہیں بتلایا جانا حضرت مسیح ناصری کے متعلق کہ پہلے مسیح ناصری کے بعد خلافت نہ ہونے کے دو بڑے اور زبردست وجوہات ہیں۔ جنکا جاننا آپکے لئے ضروری ہے۔

وجہ اول تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیح ناصری کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا تھا جو نبوت کا آخری وقت تھا۔ جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"پھر جب چہارم کے دور میں ضلالت نمودار ہوئی اور اسی حد تک نوبت پہنچی کہ بنی اسرائیل بگڑ گئے۔ اور عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہو گیا۔ اور اسکا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱۷)

پس جب عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہو گیا۔ اور اسکا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا۔ تو خلافت کیسی ہو سکتی تھی۔ کیونکہ خلافت کا مقصد تو مسیح موعود کی زبانی یہ ہے۔

"جس کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے ہوں۔ اپنے کمال کو پہنچا دیں۔" (الوصیت صفحہ ۶)

پس جب مقاصد ہی معدوم ہیں۔ تو انکو کمال کو پہنچایا کیا معنی رکھتا ہے اور دوسری وجہ

(۱) سلسلہ امام قیوم ثبات روحانی ہے

مسیح موعود کی زبانی مندرجہ ذیل ہے

"حضرت عیسٰیؑ اس عمارت کی آخری اینٹ تھے اور ایک دلیل تھی اس عمارت (عمارت موسوی) کے زوال کی گھڑی پر اور عبرت تھے اس شخص کے لئے جو ڈرتا ہو۔

خدا تعالیٰ نے حضرت عیسٰی ابن مریم کو بنی اسرائیل سے مبعوث فرمایا۔ اور انکو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا۔ اور نبوت کے انتقال کی علامت کے لئے انکو دلیل ٹھہرایا اور اس طور سے یہود کو ڈرایا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں سے صرف ماں سے کوئی باپ نہ تھا۔ اس طرح پر خدا نے انکو بے باپ پیدا کیا۔ اور اس بے باپ پیدا کرنے میں یہ اشارہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اب نبوت جاتی رہیگی۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور اصل تھا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۴۳)

پس مسیح ناصری کے سب خلافت نہ ہونے کی وجوہات تو صاف ہیں لیکن مسیح موعود میں وہ نسبی وجوہ نہیں کہ باعث انکا سلسلہ خلافت نہ چلے۔ مسیح موعود میں تو وہ دونوں صورتیں جو مسیح ناصری کے بعد خلافت نہ ہونیکا ایک ذریعہ ہوگئی تھیں۔ پائی ہی نہیں جاتیں۔ بلکہ مسیح موعود میں تو معاملہ بالکل برعکس ہے۔ جب آپ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جو ہدایت کا مقدر ہوچکا ہے۔ اور آپ کا قائم مقام خدا ہوا ان معنوں میں نہیں ہو جن معنوں میں حضرت عیسٰی تھے جیسے کہ فرمایا۔

"حضرت عیسٰیؑ کا بے باپ پیدا ہونا بنی اسرائیل میں سے نبوت کے لئے ایک تنبیہ ہو اور انکے تنزل کی گھڑی پر ایک دلیل ہو اور اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ نبوت ان سے منتقل ہوگئی۔ مگر اس امت کا مسیح مذکر اور مونث سے توام پیدا ہوا ہے اور اب لئے علیحدہ کر رکھی ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ سے بہت سے مرد پیدا کریگا۔ جو صاحب صدق اور صفا ہونگے پس ان دونوں پیدائشوں میں مختلف اغراض ہیں" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۵۳)

پس یہ امر ایک بدیہی غلطی پر مبنی ہے کہ اگرچہ مسیح موعود کو مسیح ناصری کے ساتھ باوجود مختلف حالات اور واقعات کے من کل الوجوہ مشابہ ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ مسیح ناصری کا معاملہ ترقی سے زوال کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن مسیح موعود کا معاملہ زوال سے ترقی پر مبنی ہے جیسے کہ فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ یعنی "دو بدر پر دلالت کرتی ہے اول وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لئے گزرا۔ اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے ۔۔۔ ایک بدر گزشتہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا بدر آئندہ زمانہ سے اس وقت کی مسلمانوں کو ۔۔۔ جیسا کہ ۔۔۔ اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۔۔۔)

الغرض خدا تعالیٰ نے اسلام کے لئے دو ذلت کے بعد دو عزتیں رکھی ہیں۔ یہود کے برخلاف کہ ان کے لئے دو عزتوں کے بعد دو ذلتیں مقرر کی گئیں جیسے کہ سورہ بنی اسرائیل میں ان کا ۔۔۔ قصہ ۔۔۔ صفحہ ۱۲۵

پھر جب زمانے اور واقعات نے دونوں امر قطعاً ثابت کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت مقاصد و اغراض کے لحاظ سے بالکل مختلف ہے۔ بلکہ مسیح ناصری کے واقعات اور مقاصد کے بالکل الٹ ہی ہوئی۔ تو اس اختلاف سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفاء ہوگا کیونکہ مسیح موعود وضع قومی میں مسیح ناصری کے مشابہ ہیں لیکن وضع فعلی میں بالکل مختلف۔ پس مسیح ناصری کے حالات پر مسیح موعود کو قیاس کرنا ۔۔۔ چاہیئے تھا کہ مسیح موعود کے بعد خلفاء اور سلسلہ خلفاء ہو کیونکہ مسیح ناصری نبوت کے انتقال کی ایک دلیل ہیں اور مسیح موعود اسلام کی ترقی و کمال کی ایک دلیل ہیں۔

قاضی صاحب! اور اس وجہ سے بھی کہ اگر مسیح ناصری کے بعد خلافت نہیں ہوئی تو وہاں پر واقعات ہی ایسے پیدا ہو گئے کہ جس سے خلافت کا ہونا مشکل تھا مگر مسیح موعود کے لئے تو

کوئی ایسا واقعہ مقدر ہی نہیں بلکہ واقعات ہو رہے ہیں اس امر پر مہر لگا دی کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفا ہو۔ جیسا معلوم ہے کہ آپ کے نزدیک زوال اور کمال اپنی انتہا کو پہنچ رہے ہیں۔ وہاں شوکت گئے ہوئے زوال پر دلالت کرتا۔ اور اگر مسیح موعود کے بعد خلافت نہ ہو تو گویا یہ ماننا ہے کہ مسیح موعود کا آنا نعوذ باللہ زوال اسلام پر دلالت کرتا ہو حالانکہ یہ بات باطل ہے۔

(معترض) جب خود حضرت اقدس ظل ہیں تو ظل کا ظل کیا ہے۔ اور جب خود خلیفہ ہوئے تو خلیفہ کا خلیفہ کیا۔ صاحب جمالی رسول ہوئے تو خلافت کہیں مل گئی ہے

(مجیب) جمالی رسول کی بابت تو پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اور حضرت اقدس کا ظلی ہونا تو اسکی بابت حضور کا الہام کیوں کر نہیں ہو شاید کہ خدا نے خدا کا مسیح فرمایا ہو

چونکہ یہ آخری ہزار ہے اسلئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اسکے سر پر پیدا ہو اور اسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اسکے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کا خاتمہ ہے جیسا کہ تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی "تحفہ گولڑویہ"

اس حوالہ کو پڑھو۔ اس میں مسیح موعود نے تمہارے عقائد باطلہ کا خوب ہی رد کر دیا ہے۔ اور ظلی ہونے کے لئے حضور نے آنے والوں کی ظلی امام کا [illegible] اب مسیح سے پوچھ کر ظل کا ظل کیا ہے۔

(معترض) حضرت مسیح موعود خود تو جمالی اور ظلی رسول ہیں۔ جب آنحضرت کا فیض ہی مستعار ہے تو ان حضرات کے فیض پر کیا [illegible] حضور میں [illegible] فیض ہو سکتے ہیں [illegible] حضرت محمد کا فیض ہے

(مجیب) اور کوئی آیت قرآنی یا حدیث صحیح یا کسی مسیح کا قول استعارہ فیض بالکل بے اثر ہوتا ہے جیسا کہ نبی کا فیض اپنا ذاتی نہیں ہوتا بلکہ مستعار ہی ہوتا ہے۔ پس فیض کے مستعار ہونے میں [illegible] فیض میں کوئی نقص اس سے پیدا نہیں ہو سکتی مثلاً میرے پاس ایک روپیہ جو میں نے مستعار لیا ہو لیکن روپیہ روپیہ ہی ہے اور اسکا انفاق ایسا ہی ہو جیسا کہ دوسرے [illegible] کا [illegible] چیز کا مستعار ہونا اسے حاصل کرنا [illegible] نقص پیدا نہیں کرتا۔ آپ لوگ چونکہ مسیح موعود

آنحضرت صلعم سے پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے یہ کہا ہے کہ مجھے آنحضرت صلعم سے علیحدہ سمجھو تو
فرمایا جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں فرق کرتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ پہچانا ہے پھر یہ بھی ہو
ہے کہ آپ لوگ حقیقت سے بالکل ناآشنا ہوکر ایسے بے ہنگم سے سوالات کرتے ہیں جن کا کوئی تعلق
نفس مضمون سے نہیں ہوتا اجہاد فرشتے تو یہی کہ مسیح موعود کا استعارتی اور ظلی ہونا پایا ثبوت
و رسالت میں کیا نقص پیدا کرتا ہے اگر ہے تو پیش کرو اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو یہی بات رسالت و
نبوت کے لئے ستعار ہوتو کوئی نقص ثابت نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر نبی کی کسی قوت قدسیہ کا ظہور
نہ ہو۔ تو وہ نبی نبی نہیں ہوسکتا پس اسی بنا پر مسیح موعود نے فرمایا خدا خوب سنو!

خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ اسلام بطور اسلام میں روحانی غذا کا قحط نازل ہوگا
روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائیں گے اور ہر ایک
فرقے آسمانی برکتیں سے خالی ہو جائیں گے اور اسی سلسلہ پر وہ سب بڑا ایک شان
کا انعام ہوگا پس جو لوگ اس روحانی موت سے بچنا چاہیں گے وہ اسی سلسلہ حقہ عالیہ
کی طرف رجوع کریں گے۔ (رسالہ فتح اسلام)

کیوں جی جناب قاضی صاحب اب فرمائیے کہ آپ ہی جو مسیح موعود کو بے فیض اور بے اثر اور
بے وجود قوت قدسیہ کا مالک تصور کرتے ہیں۔ لیکن ایک کا ادنیٰ مرید کی نسبت بھی ہم احمدیت ہے۔
ہر ایک قسم کی روحانی غذا کا حصہ مسیح موعود سے وابستہ کر رہا ہے سو یہ بین تفاوت راہ از کجاست
تا بکجا۔ لاؤ کوئی حوالہ پیش کرو۔ جس میں مسیح موعود نے کہا ہے کہ میں جو ہم استعارتی اور اصل ہوں
بے فیض اور ناتمام ہوں اور میرا فیض گویا غیر منقطع ہی اور وہ اگر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ تمہاری کوئی
کوئی بات نہ چلے گی۔

معترض: سیدنا حضرت محمد صلعم از روئے قرآن شریف خاتم ہیں ہے اور خلفاء احمدیہ انکار
کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی محمود احمد قرآن کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں آپکو قمر کا حکم کیا گیا ہے
۔۔۔ اب بس چونکہ قمر کا کوئی رنگ ۔۔۔ یا الکامل قمر یہی نہیں ہے بنا مسیح موعود کے بعد خلافت میں رہا ہی
۱۹۱۰

مصدق) کہ قاضی صاحب نے اسکو تحت تیرہ کے ضمن سے موسوم کیا۔ دیکھیں مسیح موعود کی تحریر اسکو بالکل موافق ہے یہی وجہ ہے کہ قاضی صاحب اسکو سمجھے۔ خدا کا مسیح اکی بات میں دیا ہے

تحریر کے زمانہ میں اصل مسیح مثل چراغ کے ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کیا گیا ہے اسکو چراغ کہنے میں یہ حکمت ہے کہ چراغ وہ شے ہے جس سے جلانے والے سب مکان یکساں منور ہو جاتے ہیں ایک کو دوسرے کی طرف نسبت باقی ہو جو اس چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ اور اس پہلے چراغ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا آفتاب نہیں فرمایا۔ کہ اس میں یہ بات نہیں کہ اس سے دوسرا آفتاب پیدا ہو سکے (انتہی تحریر تم)

اب اس عبارت میں آپ کے سب اگلے پچھلے اوہام باطلہ کا ازالہ ہو گیا ہے

(اول) یہ کہ نبی کریم صلعم کو چراغ فرمایا ہے۔ آفتاب نہیں فرمایا

(دوم) ایک چراغ دوسرے چراغ سے جلا کر کیفیت و کمیت میں اتنا برابر ہو جاتا ہے روشنی وہی حیثیت و کیفیت رکھے گا جس سے جلایا ہے روشنی حاصل کی ہو

پس اس سے آپکے اوہام باطلہ کا خوب ہی اچھی طرح سے رد ہوتا ہے اور آپ کی حجت نیرہ کو بھی سخت صدمہ پہنچا ہو گا [illegible] اعتراض کرنے کا بیش خود مستحق ہو [illegible] کیا نہیں دیکھا۔ حضرت اقدس کو چراغ کی مثال دینے سے خوب ہی یہی ظاہر ہوا کہ حضرت مسیح کو اور محمد رسول اللہ کے ایک ہی ہونے کی حیثیت بھی اس سے خوب ثابت ہوا [illegible] ایک اعتراض جو دل میں ضرور پیدا ہوتا ہو سکتا ہے۔ ابھی عرض کئے دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ حضرت اقدس کو بھی خدا نے کیفیت و کمیت میں برابری کی چراغ بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم کو نقش اصل اور ظل کو ذاتی ہے۔ آنحضرت صلعم اصل ہیں اور مسیح موعود انکی ظلیت میں ہے۔ چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں

"[illegible] وہ نام اور وہ خطاب خاص آنحضرت صلعم کو قرآن شریف میں دئے گئے ہیں یہ وہی وہ خطاب الہام میں مجھ کو دئے گئے" ([illegible])

جناب مفتی صاحب! اب تو انشاءاللہ تعالیٰ تسلی ہو گئی ہو گی اگر نہیں اور آپ اپنی ہی حجت
نزدیک پیش کریں جو بغیر [illegible] نہیں سکتے تو لیجئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھی شمس کہا
ہو چنانچہ فرمایا۔

"یا قمر یا شمس انت منی و انا منک"

یہ تو میرے الہامی [illegible] قمر کے علاوہ شمس کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے علاوہ ازیں چنانچہ
آپ کو آفتاب فرمایا۔

"قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب"
"وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار"
"آفتاب صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ"
"دن سے ہیں بیزار اور راتوں کو کرتے ہیں پیار"

کیوں جی۔ اب بھی کچھ تسلی ہوئی ہے یا نہیں۔ امید ہے کہ اب آپ کو گھر پہنچ گئی ہو گی
بیشک بدر کے [illegible] حضرت محمد [illegible] قمر ہیں لیکن [illegible] مسیح موعود بدر کامل بھی ہے اور شمس بھی
ہے اور قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے کیا ہی [illegible] ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم
اذلۃ [illegible] وہ بدر [illegible] اول وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لئے گذرا
دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے۔ (خطبہ الہامیہ) پس اگر نبی کریم صلعم
ایک بدر ہونے کے [illegible] تھے تو مسیح موعود بھی بدر ہونے کے باوجود اگر
صاحب [illegible] سے قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے اصل بات یہ ہے
کہ آپ لوگ مسیح موعود کی صرف ایک حیثیت کو دیکھتے ہو اور دوسری کو نظر انداز کر دیتے ہو
حالانکہ [illegible] حیثیت اصل ہے جس پر مسیح موعود کے دعوے کی بنیاد [illegible]
مسیح موعود جب خود [illegible] ہیں تو [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] ہم تو [illegible] کے
ہیں کہ حضرت مسیح موعود صرف [illegible] نہ تھے بلکہ [illegible] صرف قمر ہی تھے بلکہ شمس بھی تھے

صرف خلیفہ نہ تھے بلکہ نبی اللہ و رسول بھی تھے۔ اور آپ کی خلافت بھی نبی ہونے کے لحاظ سے تھی
ہو مخلوق خدا کا خون نہ کریں۔

اعتراض: حضرت اقدس مرزا غلام احمد سیدنا محمدؐ کی خلافت کا ایک خلیفہ ہو اور اپنی جدا خلافت کا
ملک نہیں۔ اور وہ خلیفہ آپکا جدا ہوگا۔ وہ بھی سیدنا محمدؐ سے براہ راست مستفیض ہوگا۔ الخ

جواب: حضرت مسیح موعود صرف خلیفہ ہی نہیں۔ بلکہ آپ نبی اللہ بھی ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ
"حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ جس طرح سے [illegible] کو رعایت ختم نبوت کا بھی لحاظ
اور ان کا نام نبی نہ رکھا جاوے [illegible] ان کو دیا جاوے تا ختم نبوت پر نشان ہو
پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے تا خلافت کے امر میں
دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳)

پس مسیح موعود دوسرے خلفاء امت کی طرح نہیں۔ بلکہ آپ نبی اللہ ہیں۔ اور نبی کے
لئے شریعت ضروری نہیں ہے (دیکھو شہادۃ القرآن صفحہ [illegible] حقیقت [illegible] وغیرہ) اور حدیث
ان من نبوۃ الا تبعتہا الخلافۃ۔ اس لئے مسیح کا نبی اللہ ہونا اس امر کو مستلزم ہے
کہ آپ کے بعد خلافت ہو۔ اور [illegible] فرمانا کہ بعد از مسیح موعود جو خلیفہ ہوگا۔ وہ حضرت
محمد رسول اللہ صلعم کا ہی خلیفہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلعم سے ہی براہ راست فیض حاصل کرنے
والا ہوگا۔ یہ محض غلط [illegible] خدا کے مسیح کی سخت ہتک لازم آتی
ہے اور خدا کا مسیح اس بات کی غلط فہمی تردید کرتا ہوا فرماتا ہے۔

"کیونکہ بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ میں مقدر تھا۔ سو ظاہر ہوگیا
اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی
نہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

پس اب کیونکر حضرت مسیح موعود کے بعد خلافت براہ راست ہوگی۔ اصل میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ
کی ہتک کرتا ہے۔ اور آپ کے قائم مقام ہونے سے انکار کرتا ہے کیونکہ قائم مقام [illegible]

مفہوم منکشف ہے کہ اب کسی کو کوئی براہ راست کمالات کو پالینے کی سکت نہیں گویا کوئی [illegible] اس امر کا مدعی ہے وہ [illegible] ہوگا۔ جو خاتم الانبیاء ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خاتم الاولیاء کا لفظ ہو انہی معنوں میں رکھا گیا ہے جن معنوں میں ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"خدا نے میرا نام احمد و محمد بھی رکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت میں ایسا ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے" "اور شیث بن آدم میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔"

پس ان دونوں حوالوں سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود انہی معنوں میں خاتم الاولیاء ہیں جن معنوں میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین تھے۔ پس جیسے خاتم النبیین کے بعد براہ راست بغیر توسط آنحضرت صلعم کے کسی کا مقام نبوت حاصل کرنا محال اور غیر ممکن ہے ایسا ہی مسیح موعود بھی فرماتے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا

خاتم الانبیاء کے معنے	خاتم الاولیاء کے معنے
تشحیذ کے نزدیک خاتم کے معنے جو ہیں وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد رسول اللہ صلعم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔" (کشتی نوح)	ہم کو آخری [illegible] ہے اسلئے [illegible] مسیح موعود اسکے سر پر پیدا ہو۔ اور اسکے بعد کوئی ولی نہیں اور نہ کوئی کامل ہے۔ مگر وہ جو اسکے طفیل سے ہو (لیکچر سیالکوٹ)

پس جیسے خاتم النبیین کے بعد محدثیت کی چادر کا ثابت ہونا ضروری ہے ویسے ہی مسیح موعود کے بعد محدثیت کی چادر کے ثابت ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ پس اگر مسیح موعود کا خاتم الاولیاء ہونا مسیح ناصری کے مشابہ نہیں۔ بلکہ حضرت نبی کریم کے خاتم الانبیاء ہونے کے مشابہ ہے کیونکہ حضرت مسیح ناصری کا نام خاتم انبیاء خاتم الخلفاء ہونا اور مستوں میں ہے جیسا کہ فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء بنایا۔ مگر یہ منصب اسلام کا بر فرشتہ۔ پس خدا تعالیٰ نے اس کو ختم کر دیا۔ جیسا کہ یہی امت کو دیا گیا ہے"
(خطبہ الہامیہ ص...)

پس مسیح موعود کا خاتم الخلفاء و خاتم الاولیاء ہونا اور مسیح ناصری کا خاتم الخلفاء یا خاتم الانبیاء ہونا ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ وہ مفہوم جو الفاظ میں بیان ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ مسیح موعود کے ساتھ مسیح ناصری کا سا سلسلہ ہوگا۔ مسیح ناصری کا خاتم الخلفاء ہونا یہود کے زوال اور نبوت کے انتقال کی دلیل ہے جیسے مسیح موعود کا خاتم الخلفاء و خاتم الاولیاء ہونا ترقی اسلام اور نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان پر ایک دلیل ہے۔ پس یہ ایک خطرناک غلطی ہے کہ مسیح موعود کو مسیح ناصری سے مشابہ کیا جائے بلکہ وہ خاتم ہونے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں نہ کہ مسیح ناصری سے۔ مثال خاتم رسالت کی نہیں سے ہوسکتی ہیں حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم کے شریک ہیں اور مسیح ناصری اس میں ہرگز شریک نہیں اور جس طرح نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قائم ہیں۔ بلکہ سب نبیوں سے بڑھ کر اس میں نفس ہے "الآیۃ" جیسا اس شیخ نبوت اپنی ذاتی فیض رسانی سے قائم نہیں۔ بلکہ سب سے بڑھ کر اس میں فیض ہے اور قیامت تک کوئی نہیں۔ پس مسیح موعود کے بعد کسی بھی حیثیت سے ظاہر ہوسکے کوئی امام نہ کوئی مجدد۔ نہ کوئی مسیح نہ کوئی ولی نہ کوئی شیخ نہ کوئی مجدد۔ نہ کوئی محدث۔ نہ کوئی ملہم جب تک وہ اپنے آپ کو مسیح موعود میں اپنی گم نہ کر دے۔ کیونکہ ان کی نبوت کا مفہوم اور ان کے معنے الکمل ہو اتم ہو۔ پس اس میں یہ نہ ہوئیں۔ اور اگر کوئی اور براہ راست بغیر ہدایت موعود کی فیض نبوت الحدیہ کے ولی یا مجدد یا امام ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ بڑے دھوکے میں ہے اور ختم نبوت کے مفہوم کو باطل کرتا ہے

ثابت ہوگا۔ "مسیح موعود کیا ہے ؟"

وہ خاتم الاولاد۔ خاتم المحمدیین۔ خاتم المصلحین۔ خاتم الاولیاء۔ خاتم الخلفاء۔ خاتم الاوقات۔ خاتم کمالات محمدیہ
و احمدیہ۔ خاتم الاحزاب ہے۔ (دیکھو تریاق القلوب۔ اربعین۔ خطبہ الہامیہ) جسکے بعد کسی قسم کا بھی آپکے فیض کو
پھیلانے والا نہ ہو۔ خاتم یعنی مسیح موعود سے آخری ولایت کی مہر لگا دی اور صرف وہی ہے جس کے نقش سے کمالات
دولت مل سکتی ہیں۔ [illegible] جس کی [illegible] ہے وہی ہے جس کی شان کو
سوائے خدا کے کوئی کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ وہ جس کی شان میں خود خدا نے کہا کہ انت منی
بمنزلۃ [illegible] جس کی شان میں [illegible] آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب
سے اوپر بچھایا گیا۔ وہ جس کی نسبت کہا گیا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں زمینوں کو پیدا نہ کرتا۔ وہ [illegible]
حضرت محمد رسول اللہ [illegible] کہ وہ خود محمد رسول اللہ [illegible] صورت میں
"وہ نبی ہے [illegible] محمد رسول اللہ [illegible] شریعت سے [illegible] اسکی شان کو کوئی
پہنچ سکتا۔ وہ [illegible] رسول اللہ صلعم [illegible]
ہی ہے [illegible] محمد رسول اللہ تھے۔ وہ [illegible]
ہے [illegible] تجلیات محمدیہ و احمدیہ [illegible] کی صفات انبیاء کا [illegible] ہے کل کمالات [illegible] کا
وہ نبی کریم صلعم [illegible] شان سے بہت بڑھ کر [illegible] وہ سردار المومنین
و آخرین ہے۔ [illegible] کوئی [illegible] وہ خلیفہ ہے تمام
دنیا کا [illegible] سب [illegible] ہے [illegible]
[illegible] وقت ہے [illegible] اس کو قبول کرتے ہیں [illegible] کوئی [illegible] باقی
خدا تک [illegible] نہیں۔ وہ [illegible] اصل [illegible] مبارک [illegible] نبی کی شان دی گئی جو
اسکو نہیں [illegible] کا انکار کیا وہ [illegible]
ہے [illegible]
[illegible]

پر بچا ہے پر کر انسانی ترقیات کی تمام حدیں ختم کی گئی ہے (خلیفۃ المسیح) وہ احمد مہدی ہے جس کے لئے سوائے تعریف کے کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ وہ صاحب زمان ہے جس کے بعد کوئی زمانہ نہیں (خاتم دورہ محمد صلعم) پر ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ وہ محمد رسول اللہ کا غیر ہے۔ وہ غلام احمد افضل الانبیاء ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ محمد رسول اللہ اور اس میں کوئی دوئی یا مغائرت ہے وہ نہاں در نہاں ہے۔ مگر پھر بھی اب دنیا کے لوگوں سے زیادہ ترقی ظاہر ہو رہا ہے پس چاہئے کہ مسیح کو مانا اور اس کے نشانات دیکھ دیکھ کر جان و دل سیر ہو گئے۔ وہ سیدوں کی اصلاح کے لئے آفتاب تھا جیسے ہم سکے لئے سورج وہ نصف النہار کے وقت ظاہر ہو۔ اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر گیا۔ ہم کس زبان سے اس نعمت کا شکریہ ادا کریں۔ جیسے ہمیں ہمیشہ اس کی پیروی نصیب کی۔ جو گذشتہ نبیوں کے لئے باعث افسوس اور اشک تھے۔ وہ ایک ایسا سنگ پارس تھا جس کے ملنے سے ہم سونے کی حالت میں تبدیل ہو گئے فالحمد للہ رب العالمین۔ ہم خدا کی اس کے ہزار ہزار شکر کرتے ہوئے [illegible] دیکھیں دگر ہیں سے ہم پہلا [illegible] رسول کیا جس سے ہم [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] ثابت ہے اسکا ماننا کیا [illegible] [illegible] ہے اور تم مسند کی آگ [illegible] ہو پھر افسوس ایسے آدمی پر جس نے باوجود اس [illegible] کو پانے کے اسے بھی دیا یا [illegible] جس نے حضور کو پہچانا اور اپنے آپ کو اسکے [illegible] کر دیا کیونکہ وہ ہمیشہ جنت کے وارث ہونگے فالحمد للہ رب العالمین۔ والسلام

خاکسار محمد سعید احمدی

حالات زمین اکثر احباب سلسلہ بہت سے لڑکوں کے پڑھنے کے لائق کتاب [illegible] اور ہم ایسے معلومات میں سب مستند و محل رضا فرماتے ہیں یہ کتاب جغرافیہ کے متعلق نہایت مفید اور اسلامی ممالک اور علم جغرافیائی کوائف پر حاوی ہے ہم بڑی خوشی سے اسکے متعلق سفارش کرتے ہیں کہ مفید خواہش [illegible] قیمت [illegible] ملنے کا پتہ خاکسار محمد اسمٰعیل صاحب مولوی [illegible]

افادہ [illegible] [illegible] رسالہ [illegible] اپنی زندگی میں [illegible] مسلمانوں کی [illegible] دنیا میں [illegible] کی بات [illegible]

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

بہ تقریب جلسہ ۱۵ جنوری ۱۹۱۵ء تک

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	[illegible]
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	[illegible]	[illegible]	حصہ دوم سے حصہ ہشتم تک
ہمسح بیان نظم پنجابی	[illegible]	[illegible]	مسیح موعود کی تائید میں
احسن القصص	[illegible]	[illegible]	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مصنفہ الحکم
درثمین فارسی	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں
درثمین اردو	[illegible]	[illegible]	ایضاً
درثمین مکمل	[illegible]	[illegible]	اردو فارسی دونوں یکجا جس میں حضرت اقدس کا فوٹو بھی ہو
مبادی الصرف	[illegible]	[illegible]	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
درس قرآن شریف کے نوٹ	[illegible]	[illegible]	حضرت خلیفۃ المسیح اول کے تفسیری
ابطال الوہیت مسیح	[illegible]	[illegible]	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۳	[illegible]	[illegible]	کون ہے جس کو ایسی تفسیر کی ضرورت ہو
ایضاً پ [illegible]	[illegible]	[illegible]	جس میں آیات کا ربط دکھایا گیا ہو۔ اعتراضوں کا رد کو
ایضاً پ ۲۶	[illegible]	[illegible]	کھول کر رکھا گیا ہو جو قرآن مجید پر بہت سے اپنے
ایضاً پ [illegible]	[illegible]	[illegible]	دعوے کے ساتھ پیش کرتا ہے اور جو دوسری کسی
ایضاً پ [illegible]	[illegible]	[illegible]	کتاب میں سے منقولہ امتیازی نکات کہے ہیں
ایضاً پ [illegible]	[illegible]	[illegible]	

نام کتاب	[illegible]	[illegible]	خلاصہ مضمون
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۸ء	[illegible]	[illegible]	مختلف رنگ کی قسم کی تقریریں
حقیقت نماز	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی کتاب نماز کے متعلق ضروری احکام اور انکی فلاسفی
النصح	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ردّ چکڑالوی	[illegible]	[illegible]	رد فرقہ چکڑالوی
ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	[illegible]	[illegible]
صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]	حضرت صاحب کی صداقت پر جو اعتراض ہیں ان کا مفصل جواب
البرق	[illegible]	[illegible]	رد آریہ
الطبیب روحانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
القاء ربانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
البلاغ المبین	[illegible]	[illegible]	[illegible]
خصوصیات مسیح موعود	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ادعیۃ القرآن	[illegible]	[illegible]	قرآن کریم کی تمام دعائیں [illegible]
تشحیذ فروری ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
تشحیذ جون ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تشحیذ ستمبر ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]	تمام قرآن مجید کے آیات کی فہرست
نغمۂ اکمل حصہ دوم	[illegible]	[illegible]	حضرت [illegible] کی [illegible]

نام کتاب	قیمت		خلاصہ مضمون
نشان رحمت	[illegible]	[illegible]	حضرت صاحبزادہ صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت اور اعتراضوں کے جواب
تشحیذ اگست ۱۹۱۳ء	[illegible]	[illegible]	
پسر موعود	[illegible]	[illegible]	" " " " " "
اربعین	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی تصنیف
نماز مترجم	[illegible]	[illegible]	ترجمہ زیادہ تر حضرت اقدس کا ہو گیا ہے
غلامی	[illegible]	[illegible]	اسلام میں غلام کی کیا حیثیت ہے
عصمت الانبیاء	[illegible]	[illegible]	تمام انبیاء کی عصمت کا ثبوت قرآن مجید اور [illegible]
ترجمہ انگریزی حصہ اول، دوم	[illegible]	[illegible]	جو لوگ [illegible] کے [illegible]
ظہور المسیح	[illegible]	[illegible]	دعاوی حضرت مسیح موعود پر نہایت [illegible] کتاب
امۃ الحفیظ کی آمین	[illegible]	[illegible]	منظوم حضرت صاحبزادہ صاحب
مجموعہ الہامات حصہ اول کشوف حضرت اقدس	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کو تا یوم وصال جو الہامات کشوف ہوئے
" " دوم	[illegible]	[illegible]	" " "
" " سوم	[illegible]	[illegible]	" "
آثار مبارکہ	[illegible]	[illegible]	پرانی ڈائری حضرت اقدس کی
تفسیر القرآن مصنفہ شیخ [illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے پارہ کی مکمل تفسیر
دافع البلاء	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی تصنیف متعلقہ طاعون
صراط مستقیم	[illegible]	[illegible]	وفات مسیح کے متعلق دلائل [illegible]
ہدیہ ثاقب	[illegible]	[illegible]	کشتی نوح کے حصہ تعلیم کا [illegible] نظم
مخمس سلیم	[illegible]	[illegible]	بر ترکیب [illegible] حالی
تذکرۃ الشہادتین	[illegible]	[illegible]	صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کی پیشگوئی

نام کتاب	قیمت		خلاصہ مضمون
ہدایات دربارہ معاملات	[illegible]	[illegible]	معاملات کے بارے میں احادیث نبوی سے ثبوت
کلام محمود	[illegible]	[illegible]	صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کا منظوم کلام
فرشتہ نے مانا	[illegible]	[illegible]	ایک عیسائی کے [illegible] ۲۹ [illegible] اسلام پر [illegible] عیسائیوں آریوں کی طرف سے کئے گئے ہیں ان کا مدلل جواب
محمد رسول اللہ	[illegible]	[illegible]	عیسائیوں کے [illegible] محمد [illegible] کا جواب
اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]	[illegible]	سلسلہ احمدیہ کی [illegible] سوال جواب
چولہ بابا نانک صاحب	[illegible]	[illegible]	[illegible] مسلم [illegible]
معیار حق	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی شناخت [illegible]
عمدۃ الاحکام	[illegible]	[illegible]	بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مع ترجمہ اردو
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	[illegible]	[illegible]	[illegible] حضرت امیر المومنین [illegible] نادر تحفہ
الاسماء الحسنیٰ	[illegible]	[illegible]	اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تشریح [illegible]
المواعظ الحسنہ	[illegible]	[illegible]	تفسیر سورۃ [illegible]
سلک مروارید حصہ اول	[illegible]	[illegible]	لڑکیوں کے پڑھانے کے [illegible]
مجربات نور الدین حصہ اول	[illegible]	[illegible]	[illegible]
خطبات نور حصہ اول	[illegible]	[illegible]	حضرت خلیفہ اول رض کے خطبات [illegible]
کسر صلیب	[illegible]	[illegible]	عقائد نصاریٰ کے [illegible]
مکتوبات احمدیہ حصہ اول	[illegible]	[illegible]	حضرت مسیح موعود کے پرانے خطوط کا مجموعہ
" دوم	[illegible]	[illegible]	
" سوم	[illegible]	[illegible]	

نام کتاب			خلاصہ مضمون
احمد			میر ... اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود کو ثابت کیا گیا ہے
چمکار محمدی			سوانح نبی کریم پنجابی نظم
چمکار مہدی			مرثیہ خلیفہ اول
احمدی عقائد			... مولوی محمد علی صاحب کے تغیر عقائد کے خلاف حضرت اقدس کی تحریروں کا مجموعہ ...
الوصیت پر ایک نظر			الوصیت سے خلافت ثابت کی گئی ہے
مورکھ سیدھ			نظم پنجابی مسیح موعود کے دعویٰ کا ثبوت

نوٹ - حمائلیں اور قرآن شریف مختلف قسم اور حضرت اقدس کے تصنیف کی کتابیں بھی اور آں جیبی پر مل سکینگی ۔

تحفۃ الملوک - حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد کی تازہ تصنیف اعلیٰ کاغذ ۸؍ معمولی ۶؍

مرقاۃ الیقین - مولانا نور الدین کے قادیان آنے سے پہلے سوانحمری ۸؍

منصب خلافت - خلیفہ ثانی کی تقریر متعلق منصب خلافت ۱؍

مرہم عیسیٰ - ڈبی کلاں ۸؍ خورد ۴؍

روغن کافور - ... یہ دوائیں اکثر بیماریوں کے لئے نہایت مجرب ہیں

... ملنے کا پتہ

دفتر تشحیذ الاذہان سے وصول کرو

قابلِ توجہ خریدارانِ تشحیذ

[illegible]

[illegible]

پندرہ سو روپے

	روپیہ	آنہ	پائی
بقایا ان خریداروں کی جن کے نام سے اب رسالہ بند ہے	۹۲۷	۳	۰
رسالہ جاری ہے	۸۳	۹	۰
[illegible]	۱۱۲	۲	۰
[illegible]	۴۲۲	۲	۰
	۱۵۳۶		

[illegible]

[illegible]

اصحاب میں تو ایسا کوئی آدمی نہ تھا
بیعت نہ کرنے والے کو فاسق خدا کہے
جو تیرے پیارے باپ کو کہدے کہ بے بہا
ہرگز تو اس کے ساتھ کبھی بولتا نہیں
لیکن یہ پیغمبر جان سے پیارا عزیز قوم
احمد کے دل کو چیر کے پھینکیں زمین پر
دو قول پڑھتا ہوں میں خیال خبیث پر
محسن کشوں سے کچھ بھی تعلق نہیں مجھے

اپنے نبی پہ ان سے نہ تھا کوئی بدگماں
ہم کیا ہمارے فتوے ہی کیا ان کے پیشگاں
یا اس کو اور طرح سے ایذا ہو گالیاں
بلکہ یہ سب ہے لئے اپنے دے جاں
اس کے بیٹے دکھائے دو غیرت اڑائے جہاں
اور تو کہے کہ ان سے محبت ہو دیاں
دنیا نہیں کا جس میں نظر آتا ہے نیاں
الا ترکت ملۃ قوم ہے برنبال

ہر چند مجھ سے میرا نہایت پیار ہے
جو بات میں نے تجھ سے کبھی تو نے مان لی
تیرے بغیر کل نہیں پڑتی یہ ٹھیک ہے
لیکن معاملہ ہے یہ دین رسول کا
اس واسطے یہ مشورہ مجھ کو ہے ناپسند

بے شک تو میرے عزیز دل کی بہار ہے
اور میں نے بھی کبھی نہیں رکھی کی چھپا
میرا تو رنج وراحت وغم میں شریک ہے
اس کے علاوہ گلشن احمد کے پھول کا
عشقی تقی شرط پہ ہوتا ہے جنگ بند

اے ہم سے سنی لے بات جو پہلے سنی نہیں
غیرت نہیں ہے تجھ میں تو ایمان بھی نہیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

قیمت عہ	چھ مشہور دواؤں کا بکس	قیمت عہ
آزمائش کیلئے	۹	آزمائش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی عجیب دوائیں گذشتہ ۴۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہوتی رہی ہیں اسلئے قدیم خریدار کو تو اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نئے اصحاب کے لئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہیں یہ چھوٹی شیشی اور آزمائش کے لئے یہ مشہور چھ مشہور اور مجرب ادویات کا نمونہ (بکس) بنایا ہے جسمیں مقدار کافی ہر ایک دوا میں ہے کہ آزمائش پوری طور سے ہو سکتی ہیں۔ یہ چھ شیشوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جنکے ساتھ انکے حالات کے چھپے ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر والوں کے لئے یہ اصول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت کام دیتی ہیں۔ توشہ خانہ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ معلوم کر سکتی خواہ دوسروں کے تھوڑے ہی خرچ میں بہت بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر ایک چھوٹی شیشی کے دام الگ ہیں۔

دواؤں کا نام

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی اکسیر دوا

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور ہو فوراً دباتی ہے

کولا ٹانک۔ ہر ایک کمزوری طاقت بڑھانے کی دوا

مقوی ہاضمہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا ہی کام

جلاب کی گولیاں۔ شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو صاف اجابت ہو جاتی

عرق پودینہ ہیضہ۔ درد شکم اور بدہضمی کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن لمٹیڈ نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ